بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذا کتٰبنا ینطق علیکم بالحق

یہ ہمارا دفتر ہے، بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک (الجاثیہ)

اردو زبان میں قرآنِ پاک کی ضخیم ترین مستند تفسیر

مواہب الرحمٰن

بحر العلوم علامہ سید امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۲۷۴ھ — ۱۳۳۷ھ
۱۸۵۸ء — ۱۹۱۹ء

پارہ ۱۴

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ

۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ۔ لاہور

سورة الحجر مكية وهي تسع وتسعون آية

یہ سورہ بالاجماع وبالاتفاق مکیہ ہے چنانچہ ابن عباس وابن الزبیر سے مصرح ثابت ہے اور اسکو قرطبی نے نقل کیا ہے اور اس سورہ مین ننانوے آیات ہین اور حجر ایک وادی ہے درمیان مدینہ منورہ وملک شام کے وہان سابق امم مین سے ایک کافرہ امت تھی۔

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع اللہ تعالے کے نام سے جو بڑا رحم والا بہت مہربان ہے

الر تلك آيات الكتاب وقرآن مبين ۝

یہ آیتین ہین کتاب اور قرآن مبین کی

ربما يود الذين كفروا لو كانوا

بہتیرے آرزو کرینگے جو کافر بنے تھے کہ کاش ہوتے وے

مسلمين ۝ ذرهم يأكلوا ويتمتعوا ويلههم الأمل فسوف يعلمون ۝

مسلمان انکو چھوڑ دے کھاوین ونفع اوٹھاوین وغفلت مین ڈالے انکو امید سو قریب جان لینگے

الر - اللہ تعالے خوب دانا ہے کہ اس سے اسکی کیا مراد ہے یعنی بطور اشارت کے تو علماے راسخین کچھ جانتے ہین اور بطور اسرار معانی کے اللہ تعالے واسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک بھید ہے جسکو سواے آنحضرت کے کوئی نہین جانتا اور بندہ مومن اسپر ایمان لاتا ہے اور بطور تاویل کے یعنے جسطرح پر کہ وقوع ہوگا اور جو مراد اس سے ہے اسکا علم فقط اللہ تعالے کو ہے اسپر علماے راسخین بھی مومنین عام کے ساتھ ایمان لاتے ہین پس ایک تفسیر ہوئی اور ایک اسرار کے معنے ہوئے اور ایک تاویل اسطرح کہ جو انجام وقوع ہوگا یا جو مراد ہے پس اول علماے راسخین کے ساتھ اور دوم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور سوم علم باری تعالے کے واسطے مخصوص ہے اور اول سورہ بقرہ مین تفصیل سے کلام اسمین گزرا ہے **تلك** - یہ آیتین جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم تلاوت کرتے ہین - **آيات الكتاب** آیتین ہین کتاب کی یعنی ام الکتاب جو علم الٰہی سے ہے یا لوح محفوظ کی یا مراد قرآن مجید ہے کہ علم الٰہی مین مجتمع ہونا زمانہ خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مین مقدر تھا حالانکہ زمانہ رسالت مین بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اسکے حافظ تھے پس جمع صحابہ رضی اللہ عنہم سے حضرت عثمان کا جمع کرنا عین حکم الٰہی تعالے کے موافق تھا اور خود اللہ تعالے نے فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون یعنے ہم نے قرآن اُتارا اور ہم اسکے حافظ ہین ہر طرح اللہ تعالے نے محفوظ فرمایا پس یہ جمع کرنا عین حفظ الٰہی سبحانہ تھا لہذا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ فضیلت حاصل ہے پھر جب کتاب سے قرآن مجید مراد ہے تو قولہ - **وقرآن مبين** اس کتاب کا بیان ہے یعنے وہ کتاب قرآن مبین ہے اور سابق سورہ مین گزرا کہ حضرت قتادہ وغیرہ بعض علما نے کتاب سے توریت وانجیل مراد لی اور توجیہ بھی گزری اور مقصود بیان اسکا کہ قرآن پاک جامع کتب آسمانی ہے جو متفرق برکات نازل ہوئی تھی اس کتاب پاک مین جمع ہین واللہ الحمد پھر قولہ **ربما يود الذين كفروا** مراد کفر کرنے والون سے عام ہین کہ اس زمانہ ختم رسالت کے ہون یا جب سے دنیا مین کفر شروع ہوا ہے

اور انہین وی بھی داخل ہین جنھون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے انکار و کفر کیا اسی معنے پر اس آیت کی منقول تفاسیر مین اتفاق کیا جاتا ہی اور معنی یہ ہین کہ عنقریب وی لوگ جنھون نے کفر کیا تمنا کرینگے کہ۔ لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ کاش وی مسلمان ہوتے مراد اسلام سے ایمان ہی کیونکہ اسلام و ایمان ایک ہین۔ یعنی آخرت مین بلکہ آخرت شروع ہونے پر کفار تمنا کرینگے کہ دنیا مین ہم مسلمان مومن ہوتے تو اچھا ہوتا اور یہ بھی معنے ہین کہ بسا اوقات کافر تمنا کرتے ہین کہ کاش ہم دنیا مین مسلمان ہوتے۔ چنانچہ سدی نے اپنی اسناد سے حضرت ابن عباس و ابن مسعود وغیرہ صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین سے روایت کیا کہ جو کافر بمقابلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جنگ بدر مین مارے گئے تھے جب آگ پر پیش کیے گئے تو آرزو کی کہ کاش ہم مسلمان ہو گئے ہوتے۔ واضح ہو کہ بسا اوقات کی توجیہ یہ ہی کہ آخرت مین جس عذاب مین ہین انکو اسکی حسرت ہر وقت گھیرے ہی ولیکن بیان تمنا اور ظہور انکے اوقات مین ہی پھر یہ تفسیر گویا مجموعہ کافرون مین سے اور انکے حالات آخرت مین سے ایک خاص گروہ و موقع کا بیان ہی اور یہ غرض نہین ہی کہ آیت کریمہ مین فقط یہی کافر مراد ہین۔ اور شاہد اس تفسیر کے لیے صحیح کی روایت ہی کہ بدر کی فتح کے بعد تین روز آنحضرت نے وہان قیام فرما کر تیسرے روز سوار ہو کر اس گڑھے پر تشریف لے گئے جسمین کفار مقتول ڈالے گئے تھے اور انسے فرمایا کہ مجھ سے جو میرے پروردگار نے وعدہ فرمایا تھا مین نے پایا اور تم نے بھی پایا جو تم سے وعید کیا گیا تھا الحدیث فے الصحیح پس معلوم ہوا کہ انپر وہ عذاب طاری ہوا جسکا اندازہ ہوگیا تھا پس انھون نے تمنا کی کہ کاش دنیا مین مسلمان ہو جاتے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ بعض کا قول ہی کہ یعنے ہر کافر اپنی موت کے وقت اسکی تمنا کرتا ہی۔ مین کہتا ہون کہ موت کے وقت سے وہ وقت مراد ہی جب حلق پر جان آتی ہی یا ایسی حالت مین کہ اسوقت دنیا سے پوشیدہ ہوتا اور آخرت کا انکشاف ہوتا ہی جسوقت کہ ایمان قبول نہین ہی اور معنی ربما یود الذین کفروا یعنی تمنا کرتے ہین وہ لوگ جو کافر ہوئے یس اگلے پچھلے سب کافرون کو شامل ہی۔ ولیکن اس تفسیر سے بھی یہ مقصود نہین ہی کہ اسی مین انحصار ہی بلکہ دیگر احوال و اوقات تمنا و حسرت انپر پڑتے ہوئے موجود ہین۔ پھر امام احمد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ بعض کے قول مین یہ روز قیامت کی خبر ہی کہ وہان سب کفار تمنا کرینگے پس اگر موت کے وقت یا ظہور عذاب آخرت کے وقت تمنا سے مذکور کی ہو تو وہ بھی ہوئی اور قیامت مین خاصکر ہو گی یعنے جیسے قولہ تعالے ولو تری اذ وقفوا علے النار فقالوا یالیتنا نرد ولا نکذب بایات ربنا ونکون من المؤمنین یعنی اگر تو دیکھے جب کافر کھڑے کیے جاوینگے آگ پر سو کہینگے کہ اے کاش ہم لوٹا دیے جاوین سو ہم نہ جھٹلاوین اپنے رب کی آیتین اور ہو جاوین مومن۔ امام رحمہ اللہ تعالے نے ذکر کیا کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے باسناد خود عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کافرون کی تمنا اسوقت ہو گی جب ایسے مسلمانون کو بھی اللہ تعالے دوزخ سے نکالیگا جنکا نام جہنمی ہوگا۔ ابن جریر رحمہ اللہ تعالے نے بالاسناد حضرت ابن عباس و انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت کیا کہ دونون اسکی تاویل یہ بیان کرتے کہ جب اللہ تعالے مسلمانون مین سے خطاکار گنہگارون کو دوزخ مین مشرکون کے ساتھ محبوس رکھیگا تو مشرکین انسے کہینگے کہ تم تو دنیا مین اپنے کو موحد کہتے تھے یعنی سوا اللہ تعالے کے کسی کو نہین پوجتے تھے تو تمکو بھی کچھ فائدہ نہوا پس اللہ تعالے مشرکون کے قول پر ان گنہگارون کے لیے غضب فرماویگا اور اپنی فضل رحمت سے انکو نکالنے کا حکم دیگا اسوقت مشرکین تمنا کرینگے کہ کاش مسلمان ہی ہوتے۔ اقول وقد رواہ البیہقی فے البعث و ابن المبارک فے الزہد عبد الرزاق نے حضرت ثوری رحمہ اللہ تعالے سے باسنادہ عن مجاہد رحمہ اللہ و خصیف رح روایت کی کہ دوزخ والے اہل توحید سے کہینگے کہ تمھارا اسلام بھی تمھارے کام نہ آیا جبھی وہ کہینگے تو عالم الغیب عزوجل حکم فرماویگا کہ نکال لو دوزخ سے جسکے دل مین ذرہ برابر ایمان ہو تب ہی کفار یہ تمنا کرینگے۔ ایسا ہی ضحاک و قتادہ و ابو العالیہ وغیرہم سے مروی ہی امام رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث بھی موجود ہین پھر اسانید کے ساتھ روایات ذکر فرمائین جنکے اسانید حذف کرکے مین لکھتا ہون کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلمہ

پڑھنے والے لا الہ الا اللہ والے لوگون مین سے کچھ لوگ اپنے گناہون کی سزا مین دوزخ مین داخل کیے جاوینگے پھر اُنسے مشرک لوگ لات وعزی والے یعنی جیسے لات وعزی کی پرستش سے مشرک ہوئے مین ایسے ہی شرک لوگ کہینگے کہ تمکو لا الہ الا اللہ نے بھی کچھ فائدہ نہ دیا یعنی تم تو توحید کا یقین و اعتقاد کرتے تھے اس سے تمکو بھی کچھ فائدہ نہوا کہ تم بھی ہمارے ساتھ دوزخ مین ہو پس اللہ تعالے ان توحید کے اعتقاد والون کے واسطے مشرکون پر غضب فرمایگا پس انکو نکلوا کر نہر الحیات مین ڈالیگا سو وہ لوگ جلنے کے زخم و داغ سے اسطرح پاک صاف اچھے ہوجاوینگے جیسے گہن سے چاند نکل آتا ہی پھر جنت مین داخل کیے جاوینگے اور وہان انکا نام جہنمی ہوگا - ایک شخص نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یا حضرت آپ نے اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی حضرت انس رضنے فرمایا کہ مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہی کہ جو کوئی ہمپر دروغ باندھے تو وہ جہنم مین اپنا ٹھکانا بنا دے - کہتا ہون کہ ان مین نے اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی ایسا فرماتے تھے رواہ الطبرانی - مترجم کہتا ہی کہ یہ صفت ان لوگون کی ہی جنکا بیان صحیحین وغیرہ کی حدیث مین آیا کہ آخر مین جسکے دل مین ذرہ برابر ایمان ہوگا مگر کبھی کوئی نیکی نہ کی ہوگی اللہ تعالے اپنے فضل رحمت سے نکالیگا جیسا کہ مجاہد رحمہ اللہ تعالے سے بھی مذکور ہوا ہی - امام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ طبرانی نے باسناد خود ابو موسے اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب دوزخ مین کفار و اُنکے ساتھ مین اہل قبلہ مین سے جنکو اللہ تعالے چاہے جمع ہونگے تو کافر لوگ ان مسلمانون سے کہینگے کہ تم مسلمان نتھے کہینگے کہ تھے کیون نہین تو کہینگے کہ پھر تمکو اسلام نے کچھ نفع نہ دیا کہ تمھارا انجام بھی ہمارے ساتھ جہنم مین ہوا کہینگے کہ ہمارے ذمہ گناہ تھے انکے عوض ہم گرفتار ہوئے پس اللہ تعالی عالم الغیب حکم فرمادیگا کہ جو کوئی اہل قبلہ سے باقی ہو اسکو نکال لاؤ پس جب کافر لوگ یہ دیکھینگے تو اسلام کی تمنا کرینگے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات پڑھین - اقول درمنثور مین شیخ سیوطی رحمہ اللہ تعالے نے طبرانی کی سنن اوسط کی روایت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع نقل کی اور کہا کہ اسناد اسکی صحیح ہی و رواہ ابن ابی حاتم ایضًا - پھر طبرانی نے باسناد خود ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہتے تھے کہ اللہ تعالی دوزخ سے کچھ لوگ مومنین نکالیگا بعد از انکہ اللہ تعالی نے خشم سے وہ گرفتار ہوئے ہونگے پس مشرکین انسے وہان کہینگے کہ تم دنیا مین اپنے کو اللہ تعالی کا دوست کہتے تھے پھر کیا ہوا کہ ہمارے ساتھ پڑے پس عالم الغیب حکم فرمادیگا کہ شفاعت کی اجازت عام ہی پس انکے لیے ملائکہ و انبیاء و مومنین شفاعت کرینگے یہانتک کہ بارادہ الٰہی و اسکے حکم کے یہ سب دوزخ سے نکالے جاوینگے تب مشرکین تمنا کرینگے کہ کاش مسلمان ہوتے کہ ہمکو بھی شفاعت پہونچتی تو اُنکے ساتھ نکالے جاتے یہی فرمایا اللہ تعالی نے ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین - پھر یہ لوگ جنت مین جہنمی کہلاوینگے اس جہت سے کہ انکے چہرہ پر سیاہی کا داغ ہوگا پس عرض کرینگے کہ الٰہی ہم سے یہ داغ دور کردے پس نہر الجنۃ مین غسل کا حکم فرمادیگا تو انسے یہ داغ جاتا رہیگا - مترجم کہتا ہی کہ اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک ملائکہ وغیرہ کی شفاعت سے نکالے جانے پر کافر لوگ حسرت سے تمنا کرینگے اور آخری حسرت بے انتہا انکو جب ہوگی کہ جب ان سب کی شفاعت کے بعد حق تعالے اپنے فضل رحمت سے ایسے لوگون کو جنھون نے کبھی کوئی نیکی نہین کی ولیکن ذرہ کے قریب انمین ایمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر تھا اور موافق نبوت کے اللہ تعالے پر اتنا ایمان رکھتے تھے اگرچہ کبھی نیکی نہین کمائی تھی انکو اپنے علم سبب و علم محیط کے موافق نکالیگا اور وہی عتقاء الرحمن کہلاوینگے جیسا کہ نہایت ثقہ و حفاظ رواۃ اولیاء نے روایت کیا ہی اور وہ صحیحین وغیرہ مین موجود ہی فافہم - حدیث چہارم ابن ابی حاتم نے باسناد خود حضرت امام محمد بن علی عن ابیہ عن جدہ روایت کی یعنے محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ انمین سے بعض کو آگ نے گھٹنون تک اور بعض کو کمر تک اور بعض کو گلے تک پکڑا ہوگا جیسے جسکے اعمال خراب ہونگے بقدر ہر ایک کے اعمال کے آگ نے پکڑا ہوگا اور بعض اسمین ایک مہینہ رہیگا پھر نکالا جائیگا اور سب سے زیادہ اسمین رہنے والا وہ ہی جو دنیا کی قدر رہے یعنے جب سے پیدا ہوئے اور جب فنا ہوئے اتنے زمانہ تک رہا پھر جب اللہ تعالے چاہیگا کہ انکو دوزخ سے نجات دیوے تو یہود و نصاریٰ و جو کوئی ایسے ہی باطل

دین والے اور بت پرست اسمین ہونگے وہ ان گنہگار اہل توحید سے کہینگے کہ تم تو ایمان لائے تھے اللہ وحدہ لا شریک پر اور اسکی سب کتابون
وسب رسولون پر مگر آج ہم تم اسمین یکسان ہین پس اللہ تعالی عالم الغیب والشہادۃ ان گنہگار اہل توحید کے واسطے کافرون مشرکون کے کلمہ پر ایسا
غضب فرمادیگا کہ پہلے کسی چیز کے واسطے ایسا غضب نہ فرمایا تھا پس ان گنہگارون کو چشمہ جنت مین نکلوا کر داخل کریگا یہی اللہ تعالے نے فرمایا
ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین مترجم کہتا ہو کہ اس حدیث مین اگر کلام ہو تو اسقدر کہ حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہما نے اپنے دادا حضرت
علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو نہین پایا ولیکن اصح وصواب ہمارے نزدیک یہ ہو کہ ثقہ جب مرسل روایت کرے تو مقبول ہو اور حضرت علی بن
الحسین امام زین العابدین ثقہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے ہین پس حدیث صحیح ہو اور اسمین ایک نکتہ لطیف ہو وہ یہ کہ عالم الغیب جل شانہ کے قبضہ قدرت
مین سب چیزین مسخر ہین اور ظاہری اسباب بھی چنانچہ اسنے گنہگارون کو نکالنا چاہا اور یہود و نصاری نے انمین طعن کیا پس اُنکے حق مین بہتر اور
کافرون مشرکون کے حق مین غضب ہوگیا فافہم ۔ بالجملہ اللہ تعالے نے اس دنیا مین صاف صریح انذار فرما دیا کہ اپنے واسطے راہ خیر اختیار
کرین اور اللہ تعالے کے حق توحید و عظمت و شان کا اقرار کرین کیونکہ اگر طاعت و عبادت مین قصور ہو تو یہ کبھی روا نہین ہو کہ حق سبحانہ تعالی کی
جناب مین شرک و بے ادبی پر کمر باندھین بلکہ اُسکی عظمت شان کی اقرار کے ساتھ اسی کی درگاہ مین عاجزی ہو کہ الٰہی مین خطاوار و بدکردار ہون اور
بلا شبہہ یا جیسے تو جانتا ہو معترف ہون کہ مین ہر طرح تیرے حکم کا سزاوار ہون چاہے بخشدے چاہے سزا دے پس امید ہو کہ وہ ارحم الرحمین اپنے
فضل سے عفو فرما دے اور اگر اس نے سزا دی تو اسکا حکم عدل ہو اور وہ حق ہو ولیکن یہ غضب و لعنت نہین پس آخر اسکا رحم ہو برخلاف ذو خیرون
کافرون مشرکون کے کہ انکی حالت کا اندازہ و انکی سرکشی و تمرد و نہایت بے ادبی کا اندازہ کون کرسکتا ہو اور مومن کی زبان ان بے ادبیون کی نقل سے
تھرتھراتی ہو جو مشرک وکافر کرتے ہین وہ اگر کرور برس جیتے رہین تب بھی اُنکا عزم بالجزم ہو کہ ایسے ہی رہین آخر اپنی نیت کے موافق اس جہان مین
ویسا ہی ٹھکانا پاوینگے اور جب ارحم الراحمین اپنے بندون پر رحم فرما دیگا تو یہ کافر لوگ جو اس سے منحرف تھے بیفائدہ حسرت کرینگے کہ ہم بھی دنیا مین
اپنی نیت و اعتقاد بدل لیتے حالانکہ دنیا مین اللہ تعالے نے اُنکے واسطے اپنے رسول بھیجے اور قرآن پاک نازل فرمایا اور سب طرح انکو سمجھایا اور انکا
آغاز و انجام بتلایا مگر بجائے ان تمام احسانون کے انھون نے دونا کفر کیا اور رسول و قرآن کے دشمن ہوگئے ۔ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا
انکو چھوڑدے یعنے چند روز تک کہ کھائین اور مزے اُٹھائین یعنے جانورون کی طرح زبان و پیٹ و تن پروری مین پڑے ہوئے بغیر روک ٹوک
کے رہین یہ بھی انکو نہ سوجھے کہ وہ عقل سے وہی نتیجہ پیدا کرتے ہین جو جانور بغیر عقل کے کرتے ہین اور یہ بھی نہ سوجھی کہ آخر یہ کئی روز تک رہیگا حتے کہ
ان چیزون مین ایسے مستغرق ہین کہ بالکل لہو و غفلت مین پڑے ہین وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ اور غفلت مین ڈالے انکو آرزو یعنے دنیا دی لذات
و مال و متاع کی آرزو انکو بڑھتی جاوے اور وہ ایسا غافل کرے کہ کچھ انجام نہ سوجھے کبھی توبہ کرکے رجوع نہ لاوین فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ سو بہت
قریب جان جاوینگے ۔ یہ بڑی سخت تہدید ہو جیسے فرمایا ۔ قل تمتعوا فان مصیرکم الے النار ۔ تو کہدے کہ مزے اُٹھاؤ سو تمھارا پھر ٹھکانا دوزخ کو ہو اور یہ
لوگ اگر جان لیتے کہ دوزخ الٰہی پناہ کیسا غضبناک مقام ہو اگر انکو سوجھتا کہ ہم برابر اسی کی طرف جاتے ہین اور ہر روز اس سے قریب و کنارہ ہوتے
یہان تک کہ موت کے وقت اسمین قدم اُتارتے ہین تو کفر نہ کرتے الٰہی ہم کفر و شرک سے پناہ مانگتے ہین آگے ہمکو اسلام و ایمان پر وفات دیجیو آمین ف
فی العرائس قولہ تعالے ۔ الر ۔ اس سے کچھ فہم انکشافی علما کو حضرت خالق جل شانہ نے عطا فرمائی ہو ہر چند کہ اصل اصول جو ہو وہی ہو جو وہ
جانتا ہو پس اشارات مین سے ہو کہ الف سے بیان اثبات ہو کیونکہ مشعر از اولیت ہو چنانچہ اسم اللہ کے اوپر مقدم ہو اور لام سے بیان لا ۔ یعنے
نفی ہو کیونکہ لام تشقیق لا ہو اور را سے کشف ربوبیت و ظہور انوار ربوبیت یعنی دیدار و ظہور کا بیان ہو اور یہ شرائط معرفت سے ہو کیونکہ جو کوئی بجز نفی

ذکرت مین بصفت فنا رونفی واسطے حصول گوہر حقیقت وحق البقار کے نہین ڈوبا تو وہ بحر ربوبیت کو نہین پاتا اور نہ کشف دیدار تک پہونچتا ہی پس اشارت کے سوائے صراحت اسمین اسوجہ سے نہین ہی کہ فقیہ وعالم کم ہین اور جو ہوا وہ اشارہ سے بلنسبت صراحت کے زیادہ لطف پاتا ہی اور یہ جو بیان ہوا نتیجہ ایمان ہی چنانچہ دیکھو کہ اول لا الہ سے نفی ہی پھر الف سے اثبات الا اللہ ہی اور یہان راز اسواسطے مذکور نہین ہی کہ اکثر ان کا استغراق انھین دو بحر مین ہی کہ تیسرے بحر تک نہین پہونچے تو اسمین راز نہین ذکر فرمایا اور یہ سر عجیب ہی جسکو اہل توحید مین سے صاحبان اسرار جانتے ہین اور مقصود کتاب یہی ہی چنانچہ دیکھو قولہ تعالے تلک آیات الکتاب وقرآن مبین - یعنی اول مین جو سر عجیب بیان ہوا اس کتاب کی اصل ہی اور کتاب اسکی تفسیر ہی کہ وہ جامع اوصاف ربوبیت واخبار ازل قدیم ہی ولیکن حجاب حروف کے ساتھ جمال وجلال کا ظہور اسی شخص کے واسطے ہی کہ قلب ظاہر وحاضر لایا اور ہمہ تن گوش ہوش ہو گیا اور کمال اعجاز وانتہاے ابلاغ جو مخلوق کی طاقت سے خارج ہی یہ ہی کہ اغیار یعنی کفار بھی سنتے ہین اور اپنے موافق معنے سمجھتے ہین اور اول درجہ پر مومن اس سے ہدایت وفصاحت وبلاغت اپنے مطابق اعجاز سمجھتا ہی اور درجہ اعلے کے اہل توحید وعرفان لیے اپنے درجہ کے موافق اسکے اعجاز کاملہ وحجت بالغہ کو دیکھکر متحیر ہین اور درجات ولایت مین سے عاشق ومشتاق وعارف وموحد وغیرہ ہر ایک اسکے نور مین مستغرق ہی تو نے نہین سُنا کہ اکابر سلف قرآن کی سماعت مین اپنی جان وتن سے خالی وفانی ہوتے تھے کہ اسوقت اپر تلوار کا اثر نہ تھا - شیخ استاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مومنین کے لیے وہ بیان ہی کہ انکے قلوب ساکن ومطمئن ہوتے ہین اور مریدین اپنی شان ارادت مین قوی اور مشتاقین کے لیے ہیجان شوق اور محبین کے لیے تنویر اسرار ہی اور جب اس عظمت وشان قرآنی سے اہل ایمان وعرفان ظہور انوار جمال وجلال مین دیدار صفات وذات مین مستغرق ہونگے کہ تمام مخلوقات انکے لیے ہو جاینگی اور کمال عزت ونعمت مین بغیر کسی کراہت وحجاب کے انعام واکرام سے سرفراز ہونگے تو اہل الکفر وطغیان بھی تمنا کرینگے کہ ہم بھی اس قرآن کے لیے آنکھ وکان ودل وزبان رکھتے ہوتے جیسے حق تعالے کے لیے اہل معرفت وتوحید مطیع ومنقاد رہے تھے کما قال تعالے بقولہ ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین - یہ ان کافرون کا بیان ہی جو طریق حق وایمان سے دور تھے پس تمنا کرینگے کہ ہم بھی اہل ارادت سے ہوتے اور منکر نہوتے - کاش ہم کوشش کرتے اور کسل وسستی نہ کرتے کاش رضا وبندگی مین رہتے اور ناخوشی وکراہت نہ کرتے اور متوکل ہوتے نہ دنیاوی معیشت مین منہمک اور عالم ہوتے نہ جاہل اور یقین والے ہوتے نہ شک کرنے والے اور عارف ہوتے کہ خود پہچانتے نہ دوسرون کی تقلید کرتے اور موحدین سے ہوتے نہ خالی دعوے کرنے والے اور اخلاص سے بندگی والے ہوتے نہ دکھلانے سُنانے والے غرضکہ شرک وکفر ونفاق سب نیکیون سے یاس ہی حالانکہ صحاح اخبار شاہد ہین کہ اہل عصیان کو بھی اپنی خطیات پر افسوس ہوگا - ابن فرحی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اسمین کفران نعمت سب طرح شامل ہی پس اشد کفران تو انکار رسالت وہدایت آلہیہ ہی - بعض نے کہا کہ جو معارف واعتقادات حقہ ہین جب بدیہی ظاہر ہونگے تو بہت سے مخالف لوگون کے نفوس تو عقوبت مین جلینگے اور بہت سے قلوب حسرت مین پھٹ جاوینگے پھر اللہ تعالے نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے دل کو تسلی فرمائی بقولہ ذرہم یاکلوا ویتمتعوا ویلہہم الامل فسوف یعلمون - منکرون کی تین مذموم خصال بیان کیے ایک تو انکے پیٹ حریص ہونگے دوم انکی فروج مین شہوات بھری ہونگی تیسرے اُنکے نفوس مین آرزوؤن کا انبار ہوگا پس انکو بہائم جانورون سے تشبیہ دی بلکہ یہ لوگ ان جانورون سے زیادہ اجہل ہین کیونکہ اپنی حرص وہوس مین تقدیر سے منازعت کرتے ہین اور بہائم کو یہ نہین ہوتا ہی ولیکن اللہ تعالے جل شانہ سے جاہل وغافل ہو کر اپنے فساد وجہالت پر انکو وقوف نہین ہوتا بلکہ باطل ہذیان وبیہودہ خیالات مین ایسے غرق ہوتے ہین کہ ایام طاعات وعبادات کو مخالفت مین ضائع کرتے ہین اور بیکار وقت کھو کر اسوقت حسرت کرینگے جب وقت کمائی کا نہ رہا - شیخ ابو عثمان رحمۃ اللہ تعالے نے کہا کہ بدتر حال اُسکا ہی جسکا شغل اپنے پیٹ پالنے وخواہش پوری کرنے اور شہوت کی لذات مین ہی

اور خیالات کی آرزو مین بڑھاوے تو اُسکو انوار عصمت سے کچھ نہین پہونچیگا اور ہرگز مقام توبہ تک اسکا گزر نہوگا - ابو سعید القرشی رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ جو کوئی اپنے نفس و اُسکی تربیت کے لیے ہو اور وہ ان تین باتون مین ہو تو اللہ تعالے کے یہان سے چھوڑ دیا گیا - سہل رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ امین جاہلون یعنے اللہ تعالے عزوجل سے جاہل وبے ایمانون کا بیان ہو کہ اُنکی ہمت فقط کھانے مین اور عیش اُڑانے مین اور آیندہ کے افکار مین رہتی ہو پس نزدیکی موت اُنکو بھول جاتی ہو اور جن آرزوون مین عیش کے بڑے دہی اُنکے نزدیک گران قدر ہوتے ہین سو وہ عنقریب جانینگے کہ جو اُنھون نے چاہا وہ اُنکے لیے ہلاکت ہو اسی نے اُنکو مدارج اہل سعادت سے دور کر دیا کیونکہ اللہ تعالے جسکے حق مین بہتری چاہتا ہو اُسکی ہمت ایسی چیز مین رہتی ہو جو اسکو منزلت قبولیت سے قریب کرے اور وہ طاعات ہین اور مخالفت سے پرہیز کرنا اور اپنے نفس سے حساب کرتے رہنا پس جو شخص اس حالت مین رہا اُسکو کھانے پینے و عیش اُڑانے کی کچھ پروا نہین رہتی ہو پھر اللہ تعالے نے فرمایا

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا
اور نہین ہم نے برباد کر دیا کوئی گانوٗن مگر یہ کہ اسکے لیے کتاب معلوم تھی نہین کوئی امت سبقت کرتی اپنی میعاد سے اور نہ

يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝ لَوْمَا تَاْتِيْنَا
تاخیر دی جاتی ہو اور کہا کافرون نے اے وہ جسپر اوتارا گیا ہو قرآن تو بیشک مجنون ہو کیون نہین لاتا

بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا
ہمارے پاس ملائکہ کو اگر تو سچے لوگون سے ہی ہم نہین اوتارتے ہین ملائکہ کو مگر عذاب کے ساتھ اور تب تو دے

اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝
مہلت نہ پاوین بے شک ہمنے اوتارا ہو قرآن اور بیشک ہم ہی اسکے نگہبان ہین

اوّل آیت مین تو دو مرتبہ تہدید فرمائی کہ ذرہم یاکلوا اور دوسری فسوف یعلمون - پھر اس آیت مین انذار کیا کہ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ یعنی مشرکون کو جو مہلت دی گئی اس سے انکو غرہ نہونا چاہیے کیونکہ حال یہ ہو کہ ہم نے نہین ہلاک کیا کسی قریہ کو چاہے وہ کسی حال مین ہو مگر آنکہ اسکے لیے کتاب معلوم تھی یعنے مدت و وقت اسکے ہلاک کا مقدر تھا نہ اس سے تقدم ہوا اور نہ تاخر ہوا اور وقت مجہول نہ تھا اور نہ وہ قریہ بھولا ہوا چھوٹا تھا - شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کتاب سے حجت مراد لی یعنی جو قریہ ہلاک کیا اسکے اوپر کتاب سے حجت قائم کر دی اور وقت پورا کر دیا پھر اسکو تاخیر نہ دی اور نہ وقت سے پہلے ہلاک کیا اسمین اہل مکہ کو ارشاد ہو کہ جلدی عذاب نہ آنے سے مغرور نہون بلکہ شرک و عناد چھوڑ دین - مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا حرف من واسطے تاکید نفی کے زائد ہو اور امۃ فاعل ہو یعنے امتون مین سے کوئی امت نہین سبقت کرتی اپنی مدت مقررہ پر یعنے چاہے جس حال پر کفر و عناد سے رہے اپنے وقت سے پہلے نہین ہلاک کیجاتی ہو - وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ اور نہ انکو تاخیر ملتی ہو جب وقت آگیا - زہری رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ ہم دیکھتے ہین کہ عذاب آنے سے پہلے جو تقدیم و تاخیر اللہ تعالے چاہے دیتا ہو پھر نزول عذاب پر نہین دیتا ہو - شاید غرض یہ ہو کہ عدل و نیکی و صلہ رحم سے عمر بڑھنے کی احادیث اور اس آیت مین اسطرح توفیق ہے اور ٹھیک یہ ہو کہ آیت تو نص ہو پس حدیث مین وارد ہو کہ ہر شخص کا نطفہ جب روح پھونکنے کے قابل ہوتا ہو اسوقت فرشتہ بحکم الٰہی اُسکی عمر و رزق وغیرہ لکھتا ہو اس نوشتہ مین اللہ تعالے محو و اثبات موافق علم ازلی کے فرماتا ہو اور سب سے

زیادہ بہتر یہی کہ یہ مسئلہ اللہ تعالےٰ کے مقدر فرمانے کا یعنے تقدیر کا ہی اسمین بندہ کی عقل کام نہین کر سکتی ہو پس ہم آیات و احادیث پر ایمان لاتے ہین
کہ سب حق ہی۔ پھر کافرون کا عناد بعد کتاب و قرآن کے رسول کے ساتھ مع بے ادبی کے بیان فرمایا بقولہ۔ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ
عَلَيْهِ الذِّكْرُ اور کافرون نے کہا کہ اے وہ شخص جسپر قرآن آتارا گیا ہی إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ؕ تو بیشک مجنون ہی۔ اول تو قرآن اتارے
جانے سے منکر تھے پھر ٹھٹول کے طور پر اتراتے ہوئے کہا کہ اے وہ جسپر قرآن اتارا گیا ہی۔ پھر سخت انکار سے کہا کہ تو مجنون ہی۔ یہ خود انکی کمال
حماقت تھی حتے کہ کہتے اجعل الآلہۃ الٰہا واحدا ان ہذا لشئ عجاب۔ آیئی اس نے اتنے معبودون کو ایک خدا کر دیا یہ تو بڑے تعجب کی بات ہی۔ ہر عاقل
جانتا ہو کہ انکا قول خود سخت جہالت ہی کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی معبود ہو سکتا ہو پھر ایسے جاہل جس بات کو جو نہ کہین تھوڑا ہی۔ یہ تعجب کرتے کہ
اللہ تعالےٰ بشر کو رسول نہین بنا سکتا حالانکہ قولہ ماکنت بدعا من الرسل الآیہ سے انکو متواتر خبر کے انکار کا الزام دیا کیونکہ آپ اُنھو کے رسول نہ تھے
تو ہمیشہ سے ہر قریہ و امت مین نذیر گزرا اور خود یہود و نصارے اقرار کرتے تھے اور خود حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام پیغمبر تھے مگر آدمی کو چھوڑ کر
فرشتہ مانگتے اور یہ نہین سمجھتے کہ فرشتہ آخر بصورت آدمی ہوگا ورنہ اصلی صورت دیکھنے سے اُنکی جان نکلجاویگی مگر حماقت سے کہتے۔ لَوْ مَا تَأْتِينَا
بِالْمَلَائِكَةِ کیون نہین لاتا ہمارے پاس ملائکہ کو۔ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ اگر تو سچا ہی یعنے تیرے دعوے پر ہمارے
سامنے گواہی دین یا ہمارے جھٹلانے پر تیرے لیے عذاب ہمپر لاوین۔ یہ باتین جیسے فرعون نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ساتھ کین چنانچہ
ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون۔ تمھارا رسول جو تمھارے پاس بھیجا گیا وہ صریح مجنون ہی۔ اور لولا القی علیہ اسورۃ من ذہب او جاء معہ الملائکۃ
مقترنین۔ کیون نہین اُسپر اتارے گئے سونے کے کنگن یا کیون نہ آئے اُسکے ساتھ ملائکہ ساتھ ملے ہوئے۔ اللہ تعالےٰ نے سچ فرمایا تشابہت قلوبہم
اِنکے اُنکے دل باہم متشابہ ہوئے ہین۔ قریش مین سے ابوجہل کو اس امت کا فرعون فرمایا۔ اسی واسطے فرمایا۔ قال الذین لا یرجون لقاءنا
لولا انزل علینا الملائکۃ۔ کہا ان لوگون نے جو ہمارے لقاء کی امید نہین کرتے ہین کہ کیون نہین ہمپر ملائکہ اتارے گئے۔ اللہ تعالےٰ نے جواب دیا
مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ ہم نہین اتارتے ملائکہ کو مگر حق کے ساتھ یعنے اگر رسول ہم کوئی فرشتہ بھیجین تو اسکو آدمی کی
صورت کرین تو وہی التباس بتاوین جواب کرتے ہین اور اگر ملائکہ گواہ بھیجین حالانکہ انمین استعداد نہین تو یہ مر جاوین اور اگر سزا کو بھیجین تو قبل
وقت کے انکو ہلاک کرین پس تنبیہ کر دی کہ ملائکہ کو تو ہم حق کے ساتھ بھیجتے ہین جیسا فرمایا یوم یرون الملائکۃ لا بشری یومئذ للمجرمین۔ جس دن دیکھینگے
ملائکہ کو اسوقت کافرون کو کچھ بشارت و خیر نہوگی اسی واسطے فرمایا۔ وَمَا كَانُوا إِذًا مُّنظَرِينَ اور اسوقت کہ ملائکہ ہم بھیجین یہ لوگ کچھ
مہلت نہ پاوینگے۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ حق کے ساتھ یعنے رسالت و عذاب کے ساتھ بھیجتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ ملائکہ کی رسالت کے یہ لوگ
لائق نہین ہین اور عذاب اُنکے حق مین خود وقت سے پہلے ہلاکت ہی۔ پھر اللہ تعالےٰ نے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی تصدیق و تسلی
فرمائی بقولہ۔ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ بیشک ہم ہی نے قرآن مجید اُتارا ہی۔ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ اور ہم اُسکے واسطے محافظ
ہین۔ یہ بڑا معجزہ قرآن کا ہو کہ وہ قیامت تک ہر طرح کی تحریف و تبدیل و زیادتی و نقصان وغیرہ سے پاک رہیگا مخلوقات مین سے کسی کو یہ مجال
نہین ہو کہ اسمین ایک حرف کی کمی بیشی کر سکے اور یہ صرف قرآن پاک کے لیے مخصوص ہو بخلاف دیگر کتب آسمانی کے جنمین یہود و نصارے
وغیرہ کو تحریف کی گنجائش ملگئی حتے کہ اُسکے نسخون مین باہم ہزارون بلکہ لاکھون اختلاف ہین اور اصل نسخہ کا پتہ تک نہین چلتا ہی اور قرآن پاک
ایک صریح متواتر معجزہ باقیہ ہو اور باوجودیکہ کرورون اسکے دشمن موجود ہین کسی نے اسپر قابو نہین پایا۔ اور تمام عرب نے زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مین اسکی کمال بلاغت ظاہری کو تسلیم کر لیا۔ امام مسلم نے صحیح مین عیاض رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے

رب تبارک وتعالےٰ سے نقل کیا کہ اللہ تعالےٰ عز وجل نے فرمایا کہ مین نے تجھپر یہ قرآن اُتارا جسکو نہ پانی دھو سکتا ہے الے آخر الحدیث یعنے پانی و آگ وغیرہ کسی کو اسکے مٹنے کی طاقت نہین ہے۔ خطابی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک اسواسطے یکجا جمع نہ فرمایا تھا کہ آپ کو آیات کے نزول کا انتظار تھا یعنے اگرچہ جبرئیل علیہ السلام ہر رمضان مین آپ سے دور کرتے حتے کہ سال وفات مین دوبارہ دور کیا اور اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم حافظ تھے پس آپ نے لکھنے کا حکم دیا اور مجموعہ نہین فرمایا پھر جب آپ کی وفات سے نزول منقطع ہوا تو اللہ تعالےٰ نے خلفائے راشدین کو اسکے جمع کر دینے کا الہام فرمایا پس انھون نے جمع کیا اور وعدہ صادقہ الٰہی سبحانہ تعالےٰ اُسکے حفظ کا اس اُمت پر شروع ہوا اور ابتدا اُسکی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ہوئی جسکا اول مشورہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیا کذا ذکرہ الشیخ السیوطی فی الاتقان۔ اور مشورہ کی حدیث صحیح بخاری مین تمام وکمال مذکور ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ جب جنگ یمامہ مین حفاظ صحابہ بہت شہید ہوئے تو اللہ تعالےٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کو الہام کیا انھون نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے اصرار کیا کہ ایسا نہو جاوے کہ حفاظ شہید ہو جاوین پس جمع کرنے قرآن کا حکم دیجیے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اول تو تامل کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کام نہین کیا مین کیونکر کرون پھر اللہ تعالےٰ نے انکو الہام فرمایا تو حکم دیا پھر جن اصحاب کو حکم دیا انھون نے بھی تامل کیا پھر بعد الہام کے تسلیم و تعمیل کی۔ اسمین سلاطین اسلام و اہل اسلام کو تعلیم عجیب ہے یعنی وزیر کو چاہیے کہ امر حق پر سلطان سے اصرار کرے اور سلطان کو چاہیے کہ اسکو اللہ تعالےٰ و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ملاوے جب موافق ہو تو حکم دے پھر عام اہل اسلام اپنے بادشاہ کے حکم پر اُس سے رجوع لاوین اور شریعت طلب کرین نہ آنکہ سرکشی کرین اور نہ آنکہ شرع کی پروا نہ کرین اور چاہیے کہ ہر امر مین اہل تقوی و صلاح کا مشورہ لیا جاوے جو اسرار شریعت و حفظ عدالت سے واقف ہون فقط گوشہ نشین نہون اور نہ عاقبت سے غافل و دنیا کے حریص ہون بلکہ دنیاوی زندگی کو لوگون پر ایسا آسان کرین کہ وے عاقبت کا ذخیرہ آسانی سے جمع کر کے لیجاوین اور ہر حال مین ایسے علوم و ایسے کام مین کوشش کرین جس سے دین حق ہر طرح غالب و دیندار لوگ سوائے دنیاوی لذات کے عزت سے رہین۔ **ف**۔ فی العرائس قولہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ ذکر سے مراد صفت الٰہی یعنے کلام اللہ ہے اور صفت قائم بذات پاک ہے اور ذات پاک منزہ از تغیر ہے یعنے قرآن کو عارفین و موقنین و موحدین کے دلون و سینون و اسرار مین اُتارا ہے اور اُنکی حفاظت سے کافرون کی مخالفت کچھ مضر نہین ہے پس جن لوگون کو حضوری سے دور کر دیا ہے وے شکوک و مغالطہ نفس و شیطان و طرح طرح کے واہی خطرات مین ہین اور حق تعالےٰ عز وجل نے مومنین کے دلون کو ایسے خطرات سے محفوظ کر دیا تو قرآن پاک انمین اپنے انوار پاکیزہ سے تجلی فرماتا ہے پس قرآن مجید ہر طرح کے تغیر سے محفوظ و مصئون ہے اور کسی کو یہ مجال نہین کہ اسکو زائل کر دے کیونکہ ہدایت اللہ تعالےٰ کے قبضۂ قدرت مین ہے پس ہر زمانہ مین اللہ تعالےٰ جل شانہ کے صالحین بندے موجود ہین تو قرآن پاک انمین محفوظ و مصئون ہے۔ اور بھی اشارت ہے کہ قرآن کے اسرار مین سے اولیاء کے دلون پر کشف فرمائے ہین انکو اپنے موقع پر محفوظ فرمایا اور ابن عطاء رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ قرآن پاک شفاء و رحمت ہے اس بیان سے اہل سعادت کے اسرار ہر طرح کے وسواس و مخالفات نفس و شیطان سے مصئون و منور و نصیحت سے بیدار ہین اور اللہ تعالےٰ اسکو اہل سعادت کے دلون مین محفوظ رکھتا ہے اور اسمین فضیلت ان دلون کی ہے جنمین قرآن محفوظ ہے کیونکہ وہ دل اس کتاب مجید کے خزانہ ہین انکو اللہ تعالےٰ ضائع نہین فرماتا کیونکہ اسمین کتاب کی تضییع ہے۔ حافظ قرآن کی بڑی فضیلت ہے

پھر کافرون کی جہالت بیان فرمائی

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ○ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

اور بے شک ہمنے بھیجے تجھسے پہلے اگلی امتون کے جتھون مین اور نہین آتا تھا ان پاس کوئی رسول مگر تھے وے لوگ اسکے ساتھ ٹھٹھا کرتے

كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۙ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

یون ہی ہم پرو دیتے گنہگارون کے دلون مین وہ اسکے ساتھ ایمان نہین لاوینگے اور ہو گذری ہی رفتار اگلون کی

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ۝ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ

اور اگر ہم کھول دین اپر کوئی دروازہ آسمان سے پھر برابر روشنی مین اسمین چڑھین تو بھی کہینگے کہ کچھ نہین ہماری نظر بندی

اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ۝ ع

کی گئی ہی بلکہ ہم جادو مین پھنسے ہوے ہین

ع ۱۵ ۱ ۱

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اور بیشک ہم نے بھیجا یعنے آدمیون کو رسول بناکر مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۔ تجھ سے پہلے درمیان گروہون اگلون کے ۔ خطاب ہو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اور قطعی دلیل سے ثابت کر دینا کفار پر اور اطمینان و نور مومنون کے لیے اور حاصل یہ کہ جو خبر متواتر کے درجہ پر پہونچی وہ قطعی دلیل ہی اور یہ متواتر خبر ہی کہ ہم نے برابر اگلون مین رسول بھیجے اور وہ سب آدمیون سے مرد تھے بس رسول بھیجنا نئی بات نہین اور کبھی رسول فرشتہ نہین ہوا اور شیع الاولین یعنے اگلون کی امتون و گروہون مین ۔ اشارہ ہو کہ اگلے زمانہ مین روے زمین پر مختلف ملکون و اصناف انسانون مین ایک ہی وقت مین ان گروہ مین جدا جدا پیغمبر و رسول بھیجے حتے کہ بنو اسرائیل کے ہر سبط کا جدا پیغمبر بلکہ ہر قبیلہ وشاخ کا علحدہ پیغمبر کر دیا کہ تنہا ایک ہی نبی نہ تھا اور سب پیغمبر ایک دوسرے کی تصدیق کرتے تھے ولیکن ایمان لانے والے اہل سعادت تھے ورنہ انکار کرنے کو یہ سب موجود تھے ۔ وَمَا يَأْتِيْهِمْ اور نہ آتا کوئی فریق ان شیعہ فرقون مین سے کہ آتا اُسکے پاس مِّنْ رَّسُوْلٍ کوئی رسول ان رسولون مین سے ۔ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ مگر یہ کہ تھے اس فریق والے اس سے ٹھٹھا کرتے ۔ یعنی شیعہ فریق اسطرح اپنی بنائی ہوئی خواہش و محبت مین دنیا و نفس کی شہوات مین ڈوبے ہوے اللہ تعالے کی ملاقات سے منکر تھے کہ جو رسول آتا اور انکو اللہ تعالے کے حکم سناتا کہ یہ دنیا و اسکی لذات فانی ہین اور تم مر کر آخرت مین اپنے رب تعالے سے ملوگے وہ تمکو تمہارے نیک یا بد کامون کا بدلا دیگا اور وہین تمکو سدا رہنا پڑیگا نیکی کرو اور رسول کو مانو اور اسکے ساتھیون مین سے بنو اور اپنی راے چھوڑ دو اور اللہ تعالے سے ڈرو غرضکہ سب سچ سچ باتین اللہ تعالے کی صفات کا سچا اعتقاد بتلاتے تھے تو یہ گمراہ فریق انکو جھوٹا جانتا اور ضحکہ و ٹھٹھے مین اڑاتا جیسے حضرت سید الانبیا و خاتم النبیین والمرسلین محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس زمانہ والون نے کیا اور یہ درحقیقت اللہ تعالے کی طرف سے پھٹکار ہو کہ اُس نے اُنکے دلون مین ہدایت نہین دی چنانچہ فرمایا ۔ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ یون ہی ہم اس جھٹلانے کو پرو دیتے ہین مجرمون کے دلون مین حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حسن بصری رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یعنے شرک کو ۔ اور شاید مراد یہ ہو کہ شرک کے جرم سے جو مجرم ہین اُنکے دلون مین جھٹلانے کا راستہ ہو پس جس نے شرک کیا اس نے رب تبارک وتعالے کو جھٹلایا تو رسول کو ضرور جھٹلاویگا اور رسول کی پیروی سے تو سیدھا راستہ اللہ تعالے کی قبولیت و رضامندی تک ہو سو جو کوئی مشرک بنا اسکا راستہ تو شیطان و غضب الٰہی تک ہو وہ درگاہ الٰہی سے مردود مطرود ہی پھر کب وہ رسول کی پیروی کریگا ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یعنے شرک کو ہم پرو دیتے ہین مشرکون کے دلون مین ۔ اور یون ہی قتادہ رحمہ اللہ تعالے نے تفسیر کی اور اس آیت مین معتزلہ و شیعہ وغیرہ جو لوگ اس امر کے قائل ہین کہ بندہ خود خالق اپنے افعال کا ہی جو چاہے کرے انپر رد ہی اور صریح دلیل ہو کہ کفر یا شرک کوئی فعل ہو سب کا خالق اللہ تعالے ہی اسکے سواے کوئی خالق نہین ہی اور بندہ اس فعل کا کمانے والا ہی لقولہ تعالے لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت یعنے ہر نفس کو نافع ہو جو اس نے نیک کمایا اور ہر نفس پر مضر ہو جو برا اسنے حاصل کیا

پس بندہ کے ہر ارادہ و اختیار کے پیچھے اللہ تعالے اس فعل کو پیدا کردیتا ہی اور فعل جسمین ہو وہ قبیح ہی اور پیدا کرنے والا قبح سے پاک ہی اور
پیدا کر دینے مین امتحان و آزمائش و جزا و سزا وغیرہ ہزاروں حکمتین ہین جنکو مخلوق عقل نہین ادراک کرسکتی ہو۔ واحدی رحمہ اللہ تعالی نے کہا
آیت مین کہا کہ مشرکون کے دلون مین کفر داخل کرنا و پرو دینا اللہ تعالے نے اپنی طرف نسبت فرمایا اسم ایسا کرتے ہین تو یقینی بات ہو کہ اللہ تعالی کا
اپنی طرف نسبت کرنا بہتر ہو پس جو قرآن پاک پر ایمان لایا وہ بھی اسکو اچھا سمجھے اقول یعنے خارجی و رافضی و معتزلہ جو کہتے ہین کہ کفر وغیرہ پیدا کرنا اللہ تعالے
کی طرف منسوب نہین ہوسکتا کیونکہ عیب ہو اور اللہ تعالے عیب سے پاک ہو تو امام واحدی نے انکو قائل کیا کہ خود اللہ تعالے نے اپنی طرف
نسبت کیا تو اچھا ہو پس تم بھی اسکو اچھا جانو اگر ایمان لائے ہو اور وجہ یہ ہو کہ پیدا کرنا کسی چیز کا عیب نہین بلکہ قبیح چیز سے آدمی کا موصوف ہونا
قبیح ہو۔ امام رازی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اہل الحق نے اس آیت سے گمراہ فرقون کو قائل کردیا جو فعل کا خالق بندون کو بتلاتے ہین اسطرح
کہ صریح ثابت ہوا کہ مشرکون کے دلون مین شرک و کفر کا پیدا کرنے والا اللہ تعالے ہو۔ حاصل معنے آیت سے مشرکین قریش ہو و تمام کافرون پر تہدید
فرمائی اور اُنپر ظاہر کیا کہ اللہ تعالے سب مخلوق پر قادر اور سب اُسکے ارادہ کے موافق اُسکی قدرت کے نیچے مقہور ہین سو لازم ہو کہ اسی سے نیک کام کی دعا
کرین اور اسی سے بدکامون و شرک وغیرہ سے پناہ چاہین پس اگر اُس نے پناہ دیدی تو اسکا احسان ہو۔ لیکن کافر لوگ اور ایسے لوگ بھی جو اُسی کو
خالق نہین بلکہ اپنے آپ کو بھی بعضی چیزون یعنے افعال وغیرہ کا خالق جانتے ہین وہ تو اُسکے خلاف اعتقاد مین گرفتار ہین اور نماز مین اهدنا الصراط المستقیم
کے معنے نہین سمجھتے تو وہی نہین ایمان لاوینگے۔ چنانچہ فرمایا لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ۔ وہ نہین ایمان لاوینگے قرآن پر یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر۔
اسمین وہ لوگ بھی شامل ہین جو اسلام و توحید مین سے بعضی باتین نہین مانتے اور عقل کے خلاف سمجھکر اپنے طور پر معنے بگاڑتے ہین وَقَدْ خَلَتْ
سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ اور بیشک گزرچکا طریقہ اگلون کا۔ چنانچہ اگلون مین سے بھی بکثرت ایسے ہوئے کہ رسول و اُسکے اصحاب کے بعد احکام
الٰہی مین شک کرکے انکو اپنی رائے پر تاویل کرنے لگے اسی واسطے حدیث صحیح ہو کہ قرآن مین جو کوئی اپنی رائے سے معنے لگاوے وہ کافر ہو بلکہ جو
حکم منصوص ہو اسی کو مانے اور اپنی سمجھ کا قصور سمجھے اور اگلون مین جو رسول پر ایمان نہ لاسکے وہ اسی طرح عقل کے پابند ہوئے اور آخرت
و انجام سب سے انکار کیا۔ اس آیت مین سخت تہدید ہو کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم و قرآن سے جو لوگ منکر ہوئے اور دین توحید مین نہین آئے
تو اگلون کا واقعہ جس طریقہ پر وہ چلے اور جو انکا انجام ہوا ہو یاد کرین جیسے انکو اللہ تعالے نے ہلاک کردیا کہ پھر دنیا مین انکا نشان نہ رہا اور
مرتے ہی عاقبت کے عذاب مین پڑے اسی طرح اُنکا انجام ہوگا۔ حق یہ ہو کہ جو کوئی اپنے رب تبارک و تعالے کو نہ پہچانے بلکہ اپنی عقل پر اعتماد
کرے حالانکہ عقل تو اُسکی خواہش و شہوات و اوہام کے نیچے دبی ہوئی ہو یا وجود اسکے عقل کو یہ مجال نہین ہو کہ اپنے خالق کو ثابت کرے کیونکہ خالق نے
اسکو ثابت کیا ہو تو وہ گمراہ ہوگا لہذا فرمایا۔ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِنَ السَّمَاءِ اور اگر ہم ان منکرون ٹھٹھا کرنے والون پر آسمان سے
ایک دروازہ کھول دین فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ پس روشن دن مین اسمین چڑھین برابر یعنے صاف صاف اسکو مشاہدہ و معاینہ
کرین تو بھی اُنپر انکے اوہام و وسواس غالب آوین۔ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بیشک کہین کہ یہ کچھ نہین ہو یہی بات ہو کہ ہماری
نگاہین بند کی گئی ہین یعنے جادو وغیرہ سے ہماری نظر بندی ہوئی ہو جس سے ہمکو ایسا نظر آتا ہو جیسا ادراک نظر چاہیے وہ بند ہوا ہو۔ یہ معنی مجاہد
و قتادہ و ضحاک و ابن کثیر وغیرہ نے بیان فرمائے ہین۔ ابن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سُکّر یعنے نشہ سے آنکھین متوالی ہین۔ کلبی رحمہ اللہ تعالی
نے کہا کہ ہماری آنکھین وہان کام نہین کرتی ہین۔ عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ یعنے ہمپر مشتبہ کردیا گیا ہو ہم سحر مین پھنسے ہین۔ واضح ہو کہ
نظر بندی خفیف سمجھتے تھے اور جادو اس سے زیادہ قوی ہو لہذا کہا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَسْحُورُونَ بلکہ ہم قوم ہین جو سحر مین پھنسالئے گئے ہین

یعنی اسطرح صاف واضح دلیل بلکہ معائنہ سے بھی ایمان نہ لاتے بلکہ کہتے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو نظربندی بلکہ سحر مین پھنسایا ہے۔ حاصل یہ کہ امرحق و دین توحید کے اندر جو باتین بیان ہوئی ہین انکو بالکل باطل جانتے ہین اسقدر ان کافرون و مشرکون کو جزم ویقین ہے کہ اگر کیسی ہی روشن دلیل انپر پیش کیجاوے حتے کہ آنکھون دکھلادی جاوے کہ اس دلیل و معائنہ مین کچھ شک نہو بلکہ ماننا واجب ولازم ہوجاوے تب بھی نہ مانینگے اور کہنے لگینگے کہ ہماری آنکھون کا قصور وفتور ہے جو ہمکو ایسا نظر آتا ہے اور عجیب تعجب کا مقام ہے کہ جو باطل اعتقادات خود سمجھ رکھے ہین انکو صرف اوہام وخیالات کی بنیاد پر مانا اور اسقدر سخت انکا یقین کرلیا ہے حالانکہ انپر کوئی دلیل عقلی نہین اور کوئی حجت صحیح نہین ہے اور یہ اور زیادہ حماقت ہے کہ بیہودہ وہمی خیالی تقریر سے ایک مطلب ونتیجہ نکالا اور اسکو صحیح سمجھنے لگے۔ ظاہر ہے کہ جو شخص جہالت وہٹ دھرمی مین اس حد کو پہونچا ہو اسکو کونسی چیز نفع کریگی۔ ف فی العرائس قولہ کذلک نسلکہ فی قلوب المجرمین الآیہ۔ جیسے اگلون کے دلون مین کفر وضلال پر دہ دیا کہ انھون نے انگلے انبیا اور اولیا سے انکار کیا اور جو روشن دلائل وآیات واضحات وہ لائے تھے انکا اعتقاد نہ کیا اسی طرح ان کافرون ومشرکون کے دلون کی آنکھین اندھی کردالی ہین کہ عجائب آیات ودلائل کتاب وصریح معجزات وصحیح بیانات اُنکے دلون مین کچھ اثر نہین کرتے اور جب اُن دلائل کی روشنی سے اُنکی آنکھین چوندھیاتی ہین کہ بیشک یہ دلیل تو صحیح ہے تب اپنا جاہلانہ باطل اعتقاد نہین چھوڑتے اور بجائے اسکے یہ یقین کرتے ہین کہ ہمارے خیال اسوقت کام نہین دیتے اور یہ اوہام ہین شیخ استاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ خالق جل شانہ نے اُنکے دلون کو ایسا اندھا کردیا کہ تمام مخلوق کرورون اُنکی نظر کے سامنے صریح دلیل اس امر کی موجود ہے کہ مخلوق کے واسطے خالق ضرور ہے تو اسقدر اندھا ہین کہ مخلوق سے خالق نظر نہین آتا ہے بیشک انکی آنکھین نشہ ضلالت وگمراہی سے مدہوش ہین کہ باطل کو دیکھتے ہین اور حق کو نہین دیکھتے ہین۔ ف یہانتک اللہ تعالی نے نصیحت وارشاد فرمایا کہ یہ شدید حماقت چھوڑین کہ جو یقین کرلیا ہے کیسا ہی بلادلیل ہو اسکو نہ چھوڑینگے اور جو دلیل صحیح سے ثابت ہو اسمین اپنا مسحور ہونا یا اندھا ہونا گمان کرکے اسکو ترک کردینگے بلکہ دلیل وتقریر مین پہلے چاہیے کہ ہر فقرہ سچ ہو پیش بہ پیش پھیر ملاکر جو نتیجہ نکالا جاوے وہ اپنے قاعدہ کے ساتھ درست ہو لہذا اول اُنکو فہمائش کردی کہ تمھارے اعتقادات صرف وہمی وبخواہش نفسانی بلادلیل کے باطل ہین اب دلائل توحید حق کو غور سے سنو فقال جل جلالہ

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ۝ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ

اور بیشک ہم نے پیدا کردیے آسمان مین بروج اور اونکو زینت دی دیکھنے والون کے لیے اور محفوظ کردیا انکو ہر شیطان سے

رَجِيمٍ ۝ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ ۝ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا

جو پھینک مارا گیا ہے مگر جس شیطان نے چوری سے لیا سُننے کو سو پیچھے لگا اسکو آتشی انگار روشن اور زمین کو ہمنے بچھادیا

وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْزُونٍ ۝ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا

اور ڈالے اسمین بوجھل پہاڑ اور اُگائی اسمین ہر شی سے موزون اور کردیے تمھارے لیے اسمین

مَعَايِشَ وَمَنْ لَسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ ۝ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ

زندگی کے سامان اور اسکے لیے جسکے تم رازق نہین ہو اور نہین کوئی چیز مگر ہمارے پاس اسکے خزانے ہیں اور ہم اسکو نہین اتارتے

إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ ۝ وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ وَ

مگر ایک مقدار معلوم اور بھیجی ہم نے ہوائین بوجھل سو اوتارا ہمنے آسمان سے پانی سو اس سے ہم نے تمکو سیراب کیا اور

وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ۝ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۝

اور تم اسکے خزانہ دار نہین ہو اور بیشک ہمین تو زندہ کرتے اور موت دیتے ہین اور ہم ہی آخر وارث ہین

ان آیات مین دلائل توحید ایسے طریقہ سے بیان فرمائے کہ عوام اپنی سمجھ کے موافق بے شبہہ جان لین اور خواص اپنے علم کے موافق عجائب دلائل سے زندہ ہوجاوین اور طریقہ یہ رکھا کہ پہلے ایسی مخلوق اپنی ذکر فرمائی جہان ان جاہل مدعیون سے جو اپنے کو بھی بعض چیزون کا پیدا کرنے والا سمجھتے ہین بوجہ ایک عجیب مشتبہ طریقہ ظاہری کے انکو وہان ذرا بھی دخل نہین ہو اس مخلوق و اسکے عجائب سے متحیر ہوکر اتنا لازمی اقرار ہوگا کہ ہان انکا خالق ہو پھر وہان سے آثار لا کر انکے مسکن زمین کی حالت پھر اسمین نباتات کا اُگانا پھر اسی سے تمھاری زندگی مقرر کرنا پھر بے انتہا قدرت پھر اسباب بانی کے جسمین تدبیر کا کام نہین چلتا ہو پھر آخر کو ہوشیار کیا کہ اس مسافر خانہ مین چند روزہ ہو کھاؤ پیو اور جلد پھر آخر ہم ہی وارث ہین تم کہان جاؤگے اسکو جانو پس ہر ایک بات کے دلائل سنو اول یہ کہ خالق عزوجل ضرور ہو جسکا اشارہ فرمایا بقولہ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا اور بیشک ہم نے پیدا کر دیے آسمان مین بروج۔ اس سے انکار ممکن نہین کیونکہ نظر آتے ہین اسی واسطے فرمایا۔ اور مزین کر دیا ہم نے انکو دیکھنے والون کے لیے۔ جب یہ مخلوقات تمام آنکھون والے دیکھتے ہین اور ظاہر ہو کہ وہان کسی آدمی کو دخل نہین ہو تو انکا خالق ضرور ہو پھر خالق اگر اپنے موجود ہونے مین دوسرے کا محتاج ہو تو یہ خالق نہین بلکہ دوسرا خالق ہو اور جو وہ بھی محتاج ہو تو تیسرا ہوگا غرضیکہ وہ خالق ہوگا جو خود محتاج نہین ہو اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اسمین کوئی احتیاج نہوگی کیونکہ محتاجی تو نقص و کمی ہو جسکے پورا کرنے کو دوسرا قادر چاہیے۔ پس ثابت ہوگیا کہ خالق خود قادر مختار ہوگا اور سب طرح کامل ہوگا بالکل محتاج نہوگا اور اسمین کوئی نقص و عیب بھی نہوگا کیونکہ یہ تو مجبوری و محتاجی پر ہوتا ہو اور جب وجود مین محتاجی نہین تو دوسری صفات مین کیا محتاجی ہوگی جب آسمان کا خالق جامع اوصاف کمال و قدیم ہو تو زمین کا بدرجۂ اولے وہی خالق ہو اور جب اسمین سب کمال ہوئے تو سب سے اعلے ہونے کا کمال بھی ضرور ہوگا اور سب سے اعلی صرف ایک ہو سکتا ہو دوسرا نہین ہو سکتا اور مشرکین عرب وغیرہ یہ گمان کرتے تھے کہ خداے تعالے بڑون کا خالق ہو اور بڑے سب چھوٹون کے خالق۔ اور یہ حماقت ہو اسلیے کہ خلقت تو ایجاد کا نام ہو یعنے کسی کو عدم کے بعد وجود دینا اور خداے تعالے نے بڑون کو پیدا کیا یعنے انکو وجود دیا تو جب وہ اپنے وجود مین خود محتاج ہین تو انکو دوسرے کے وجود پیدا کرنے کی طاقت کہان ہو اور یہ نہین سمجھتے کہ جس نے بڑون کو پیدا کیا اسی نے چھوٹون کو پیدا کیا کیونکہ اسکی قدرت مین کچھ نقص نہین ہو۔ پس قطعًا ثابت ہوا کہ وہ خالق اکیلا ہو سب سے اعلے و پاک ہو تمام عالم اور جو چیز عالم کی ہو اس سے وہ پاک ہو اُسکی توحید کی دلیل ہو جو اُس نے پیدا کر دیا اسی واسطے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اللہ تعالے کی توحید کا سب سے سوال ہوگا کوئی شخص معذور نہوگا اگرچہ رسول سے پیغام اسکو نہ پہونچا ہو کیونکہ مخلوق سب اپنے خالق عزوجل کی دلیل ہو اور آدمی خود مخلوق ہو۔ اور آنکھ دن دیکھتا ہو کہ آسمان مین ستارے چمکتے ہین۔ بعضے جاہل کہتے ہین کہ آسمان کوئی چیز نہین ہو۔ جواب یہ کہ بڑا دریا و جھیل اور چھوٹا کٹورا تمام پانیون مین عکس نظر آتا ہو اگرچہ جسم نہین تو صرف تمھارے نظر کا عکس ہو اور یہ بالکل باطل ہو کیونکہ عکس کے واسطے جسم ہونا ضرور ہو۔ علاوہ اسکے یہ خالی مقام اگر یہ بے انتہا ہو کہین اُسکی حد نہین ہو تو بے انتہا دوری کا موجود ہونا قطعًا باطل ہو اور اگر انتہا ہو تو وہی آسمان ہو اگر کہو کہ بے انتہا دوری موجود ہو تو ہم کہتے ہین کہ کھڑے ہو کر اپنے قدم سے آسمان کی طرف پیمائش شروع کر دو یعنے تمھارے قدم سے ایک جریب برابر اس بے انتہا تک چلی گئی ہو اور دوسری پیمائش اپنے سر سے اسی طرح شروع کرو اب ہم کہتے ہین کہ جریب کا اوپر کا کنارہ دونون کا بے انتہا تک ہو اور نیچے کا سرا ایک کا قدم سے اور دوسرا چھوٹا یعنے سر سے ہو اب چھوٹے کو بھی قدم والے سے ملا کر اوپر کی طرف برابر کرتے جاؤ

اب ہم کو بتلاؤ کہ اوپر جاکر ایک چھوٹا بڑا یا نہین اگر چھوٹا بڑا تو وہین انتہا ہوگئی اور اگر بے انتہا رہی تو بے انتہا رہنے مین دونون برابر رہے حالانکہ تمھاری آنکھون کے سامنے ایک چھوٹا تھا اور ایک بڑا تھا اور جو کوئی کہے کہ چھوٹا و بڑا دونون برابر ہوتے ہین وہ محض بیوقوف ہی یہ تمھاری بیوقوفی اسی وجہ سے لازم آئی کہ تم سطح لاانتہا موجود بتلاتے ہو پس معلوم ہوا کہ بے انتہا رکا وجود موجود نہین ہی- اس دلیل کو ذرا غور سے دیکھو تمکو خود ہی حق بات معلوم ہوجائیگی اور اپنے خیالات جاہلانہ پر مت جمو کہ یہ بالکل خراب بات ہی- ان دونون دلیل سے ثابت ہوا کہ یہ خلا بے انتہا نہین ہوسکتا ہی تم آنکھون دیکھنے سے اور عقلی دلیل سے انکار مت کرو- اب اس آسمان کو خالق عزوجل نے پیدا کیا اور آیت مین فرمایا کہ ہم نے اسمین برج پیدا کیے مجاہد و قتادہ رحمہما اللہ تعالے نے کہا یعنے ستارے پیدا کرکے انکو دیکھنے والون کے لیے مزین کیا اور یہ تفسیر بظاہر عام عرب کے فہم کو شامل ہی اسی واسطے بعض نے کہا کہ اس آیت مین علوم فلکیہ کا بیان ہی یعنے بروج سے منازل آفتاب و سیر کرنے والے ستارون کی منازل مراد ہین- شیخ سیوطی رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ فلک کے بارہ برج ہین جنکے نام عربی مین- حمل- ثور- جوزا- سرطان- اسد- سنبلہ- میزان- عقرب- قوس- جدی- دلو- حوت- ہین اور جو لوگ ان علوم مین اشتغال رکھتے ہین انکا قول ہی کہ حمل و اسد و قوس کی طبیعت آتشی ہی اور ثور و سنبلہ و جدی کی خاکی ہی اور جوزا و دلو و میزان کی ہوائی ہی اور سرطان و عقرب و حوت کی آبی ہی اور ان بروج کی تقسیم اٹھائیس درجہ پر ہی ہر ایک برج کی دو منزل و تہائی منزل ہی اور یہ بروج کواکب سبعہ سیارہ کے منازل ہین مریخ کا حمل و عقرب ہی زہرہ کا ثور و میزان ہی عطارد کا جوزا و سنبلہ ہی قمر کا سرطان ہی اور شمس کا اسد ہی اور مشتری کا قوس و حوت ہی زحل کا جدی و دلو ہی- انھون نے اسپر زیادہ کیا کہ پھر ہر ایک برج کے تیس درجہ کے حساب سے تین سو ساٹھ درجہ ہین مگر آفتاب انکو سال مین ایک مرتبہ دورہ کرتا ہی اور وہی فلک کا ایک دورہ ہی اور قمر اپنے درجہ کو اٹھائیس مین پورا کرتا ہی اسی واسطے دو روز تک غائب رہتا ہی- آیت مین جو فرمایا کہ ہمنے انکو ناظرین کے لیے مزین فرمایا تو اسمین آنکھون کی نظر اور عقلی نظر دونون شامل ہین پس عقل کی نظر سے استدلال قوی صحیح بلاشبہہ اللہ تعالی کی خالقیت و عجائبات قدرت پر ہی- وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ - اور محفوظ کردیا ہم نے اسکو ہر شیطان رجیم سے مگر جس نے چوری سے کان لگاکر سنا سو پیچھے پہونچا اسکے شہاب روشن- یعنی اللہ تعالے نے عالم افلاک کو جسمین خالی عبادت کرنے والی خلقت ملائکہ ہین مع ایسی ہی مخلوقات کے جنکو اللہ تعالے جانتا ہی اس شان مذکورہ پر بناکر اسطرح اسکے لیے مقدر کردیا کہ وہان کسی شیطان رجیم کا گزر نہو سوائے اسکے کہ شیاطین چوری سے کچھ سنکر بھاگین تو اسکے پیچھے شہاب لگیگا اگر پہونچا تو جل گیا اور اگر نہین تو بچگیا اور اللہ تعالے نے جیسے زمین کی مخلوق سے پاک ہی ویسے ہی آسمانی مخلوق سے پاک ہی اس نے ہر جگہ کو مع انکی مخلوقات کے پیدا کردیا اور ہر ایک کے احکام جدا جدا فرما دیے ہین- پھر اگر وہ چاہتا کہ کسی شیطان کا وہان کسی طرح گزر نہو تو نہوتا ولیکن اُسنے اسقدر امتحانی وسعت دیدی کہ سوائے اس شیطان کے جو چوری سے سن بھاگے- اب مین کہتا ہون کہ جب آسمان کا ہونا ثابت ہوا آنکھون دیکھنے سے بھی اور عقل کی قطعی دلیل سے بھی اور تمام مخلوقات جو لاکھون برس سے چلی آئی ہی سب مین سے کسی نے انکار بھی نہین کیا اور ارسطو وغیرہ نے نہایت بلند رصدگاہ بابل وغیرہ سے معائنہ بھی کرلیا غرضکہ بلادلیل انکار کے سوائے قطعًا ثبوت ہوا اور پھر ستارے و عجائبات آنکھون سے نظر آتے ہین پس اب کچھ وغدغہ مت کرو کہ وہان بھی احکام اللہ تعالے جاری ہین ازانجملہ وہ ہر شیطان سے محفوظ ہی اور رجیم کے معنے رجم کیا ہوا مراد مردود و پھٹکارا ہوا سنگسار کیا ہوا۱۲ مگر اسقدر وسعت دیدی کہ سوائے اس شیطان کے جو صرف چوری سے سن بھاگے- اور جیسے آسمان و زمین و ستارے وغیرہ کے پیدا کرنے مین اللہ تعالے کی عظیم حکمت و جلیل قدرت ہی ایسے ہی ان احکام کی حکمت کا کوئی پار نہین پاسکتا ہی

ازانجملہ زمین کی مخلوقات پر امتحان وابتلا رہی اور وہ اسطرح ہی کہ ہیبت وجلال آگے سبحانہ تعالے کے سامنے ملائکہ خائف وبا ادب رہتے ہین اور جیسے
آدمیون مین اپنے جنس کے آدمی بادشاہ سے چھوٹے درجہ والے رعب کھاکر متحیر ہوتے ہین وہان اس سے بہت بڑھکر معاملہ ہی اسد تعالے نے قرآن مین
فرمایا۔ فاذا فُزِّعَ عن قلوبهم قالوا ماذا قال ربكم قالوا الحق وهو العلي الكبير۔ پھر جب ہٹ جاتی ہی گھبراہٹ اُنکے دلون سے تو چھوٹے پوچھتے ہین کیا کہا
تمھارے رب نے جواب دیتے ہین کہ حق فرمایا اور وہ بزرگ برتر ہی اب صحیح روایت سنو جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم سے روایت کی کہ جب اللہ تعالے آسمان مین کسی امر کا حکم فرماتا ہی تو اُسکے کلام کی ہیبت سے ملائکہ اپنے پرون کو عاجزی سے ڈالتے ہین جیسے
کسی پتھر پر زنجیرون کی آواز ہوتی ہی جب اُنکے دلون سے گھبراہٹ چھوٹتی ہی تو کہتے ہین تمھارے رب نے کیا فرمایا تو جس سے پوچھا وہ کہتا ہی کہ حق
فرمایا وہ بزرگ برتر ہی یعنے احکام مین جسقدر بیان ہوا کردیا تو اس حال مین چوری سے کان لگائے ہوئے شیاطین یعنے جو زنجیر کی کڑیون کی طرح ایک
دوسری سے متصل ہوتے ہین اوپر والا شیطان کچھ سن بھاگتا ہی وہ اپنے نیچے والے کو بتلا دیتا ہی نیچے والا اپنے نیچے والے کو یہان تک کہ زمین تک
پہونچتا ہی اور کبھی پہلے کو شہاب پہونچا اور ہنوز اس نے دوسرے کو نہ بتلایا تھا کہ وہ جل جاتا ہی پھر بچگیا اور اس نے پہونچایا زمین تک تو زمین والا
اسکو ساحر یا کاہن کے منھ مین ڈالتا ہی یعنے رمال وغیرہ جن سے لوگ آیندہ کی ہونے والی باتین پوچھا کرتے ہین اور جہالت وکفر سے انکو غیب دان
سمجھتے ہین پس وہ اُسکے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہی مگر سچا بنا یا جاتا ہی اُسکے معتقد لوگ کہتے ہین کہ کیا ہم سے اُس نے فلان روز نہین کہا تھا کہ ایسا ایسا
ہوگا وہ ہوا اور یہ وہی بات ہوتی ہی جو شیطان سُن بھاگا تھا۔ رواہ البخاری نے صحیحہ۔ مترجم کہتا ہی کہ بعض اشارات سے ثابت ہوتا ہی کہ
شیطان جو شہاب سے جل جاتا ہی اُس سے بھی ایک قسم کا شیطان پیدا ہوتا ہی واللہ تعالے اعلم پس استراق السمع سے ایک امتحان مخلوق کا بہت وسیع ہی
کہ تم دیکھتے ہو کہ اسمین کسقدر کثرت سے عوام مبتلا ہوتے ہین باوجودیکہ اللہ تعالے نے قرآن مجید مین صریح فرما دیا کہ غیب کو سواے اللہ تعالی کے
کوئی نہین جانتا ہی اور حدیث مین سخت ممانعت ہی کہ جو کوئی جادوگر یا کاہن کے پاس جاکر اُسکی تصدیق کرے تو اُس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر
جو اُتارا گیا اسکو جھٹلایا یعنے قرآن پاک ورسول سے کافر ہوا۔ اور واضح ہو کہ اسمین علماء کے اقوال ہین کہ شہاب جو شیطان کو جلاتا ہی اس سے
کیا مراد ہی آیا وہ مرجاتا ہی یا مجروح ہوجاتا ہی کیونکہ شیطان آتشی ہی اسکے حق مین آخرت کی آگ تو عذاب ہی اور باقی کی نسبت کوئی حکم صریح نہین ہی
قرطبی رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شہاب اسکو جلاتا وزخمی ومخبل کردیتا ہی قتل نہین کرتا ہی مخبل کے معنے
جسکے عضو کو بیکار کردیا گیا یا وہ جسکی عقل جاتی رہی ہو جیسے مخبط ودیوانہ ہوتا ہی۔ اور حسن بصری وایک جماعت نے کہا کہ شہاب اسکو قتل کردیتا ہی
مترجم کہتا ہی کہ اول قول اقوی ہی اور واضح ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد قرآن شریف کے زمانۂ نزول مین ایک
عظیم الشان خوشی نزول رحمت کی ملائکہ مین تھی اور آسمانون کی حراست شدید کیوجہ سے تمام عرب کے کاہن ایسے بیکار ہوگئے تھے کہ اُنکی کوئی
بات سچ نہوتی تھی اور یہی وجہ ہوئی کہ عرب سے کہانت منقطع ہوگئی اور یہ بات عرب سے مشہور ومعروف ہی۔ اور خوب یاد رکھو کہ حکماے یونان
ودیگر فلاسفہ نے جو زعم کیا کہ شہاب فقط ایسے ابخرات ہین جنمین روغن کا میل ہوتا ہی وہ کرہ نار کے قریب پہونچکر مشتعل ہوجاتے ہین یا فاسفرس
بوجہ دو قسم ہوا رہین سے ایک قسم پہونچنے سے مشتعل ہوتا ہی تو مین کہتا ہون کہ ہر شخص جسکی آنکھون مین اللہ تعالے نے عیب نہین دیا وہ دیکھکر
معلوم کرسکتا ہی کہ معاینہ کے خلاف ہی اور دوسرا قول تو محض جہالت ہی خصوص اسقدر سیدھا یا مقوس خط ہوتا ان ابخرات کے لیے خلاف عقل ہی
اور ہوا نے محیط سے یہین اشتعال ہوتا وہان ایسی وضع سے اسکا ہونا بہت زیادہ بیہودہ کلام ہی اور اگر پوچھا جاوے کہ اسپر کیا دلیل ہی تو حکما
اُنکے کوئی دلیل نہین رکھتے ہین مگر تعجب ہی کہ دلیلون سے انکار اور بلا دلیل پر اسقدر اصرار ہی اب مین کہتا ہون کہ اول قول اسد ہے

باطل ہی کہ دخانی انجرات زمہریر کی سردی سے تجاوز نہین کرسکتے جبکہ آگے حرارت نہ پہونچے ورنہ حرارت اسقدر کہ زمہریر سے غالب ہو وے
ثابت کرو ورنہ قول باطل ہی اور جب اول قول مردود ہی تو دوسرا قول اسی دلیل سے مردود اور نیز اسوجہ سے کہ دونون قسم ہوا کی زمہریر تک
موجود نہین ورنہ زمہریر مضر نہوا اور تم خود اسکا اقرار کرتے ہو تو زمہریر سے تجاوز کرکے اسکا وجود باطل ہوا اور کیا وجہ ہی کہ یہان سے زمہریر تک
جہان ہوا کا زیادہ موقع وجود ہی کیون نہوا کہ بعد زمہریر کے واقع ہوا۔ ای لوگو تم اپنی نا انصافی پر افسوس کرو اور ایسی جہالت سے درگزرو کہ تم
مہملات کے پابند ہو اور حق بات سے تمکو اسقدر انکار ہی۔ مترجم نے خلاف عادت اس مقام پر زیادہ طول سے اسوجہ سے بیان کیا کہ اہل ایمان کو
معلوم ہو کہ انکار کرنے والے کسقدر اوہام کے پابند اور خیالات واہیہ بیہودہ لایعنی کے معتقد ہین اور بلا دلیل کے حق بات وصحیح واقعی امر سے
انکار کرتے بلکہ دلیل صریح سے منکر ہوتے ہین جب صریح دلائل وآیات سے توحید خالق جل شانہ وعجائب قدرت ثابت ہو چکی تو اللہ تعالے
نے لوگون کے مساکن یعنے زمین کی آیات قدرت بیان فرمائین بقولہ تعالے۔ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ
وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ یعنے اسکی مخلوق مین سے زمین ہی جسکی نسبت فرمایا کہ زمین کو ہم نے کشیدہ کردیا یعنے
پانی پر اور القا فرمائے اسمین جمے ہوئے پہاڑ اور اگائی ہم نے زمین مین ہر شی سے موزون یعنے مقدار معلوم۔ ظاہر آیت دلیل ہی کہ زمین مفروش ہی
اور امام رازی رحمہ اللہ تعالے نے تفسیر مین کہا کہ محتمل یہ بھی ہی کہ گول مثل کرہ کے ہو۔ پھر حکمت الٰہیہ مین سے ہی کہ فلک محیط کے ہر جانب کشش
مساوی سے زمین درمیان مین معلق ہو مگر ایسی کشش اس امر کو مانع نہین ہوتی کہ درمیان مین معلق ہو کر تھرتھراتی رہے اسی واسطے مشکوٰۃ کی کتاب
بدء الخلق مین آیا ہی کہ زمین کو پانی پر لرزہ تھا پس پہاڑ اللہ تعالے نے اسپر قائم کردیے۔ پھر یہ زمین تمام کافرون پر حجت قوی ہی اللہ تعالی کی وحدانیت پر
اور یہ کہ اسکی قدرت ایسی ہی کہ عقل وحواس کو وہان مجال گفتگو نہین ہی۔ اول دلیل یہ ہی کہ ہم نے تسلیم کیا کہ زمین کرہ ہی پس ہم کہتے ہین کہ اس کرہ کے
چارون طرف ہوا ہی اور نیلگون آسمان نظر آتا ہی یعنے اس خالی میدان کے بیچ مین یہ کرہ معلق ہی پھر اس کرہ مین سے قریب چہارم حصہ کے خشکی ہی
اور باقی چارون طرف کھاری پانی ہی پس عجیب قوی دلیل قدرت ظاہر ہی کہ وہ پانی صرف اللہ تعالے کی قدرت سے چارون طرف قائم ہی
ہرگز نہین ٹپک جاتا حالانکہ پانی ایک بہتی ہوئی چیز ہی دوم دلیل قدرت یہ کہ کھاری پانی مٹی کے ڈھیلے وغیرہ کو گلا دیتا ہی حالانکہ چھوٹے
ٹاپو وغیرہ موجود ہین اور انکو کچھ ضرر نہین کرتا ہی۔ اور اسمین مچھلی وجانور وموتی وجواہرات پیدا ہوتے ہین۔ سوم بحر ہند شور سمندر جا کر بحر قلزم سے
جس مقام پر ملا ہی وہان قدرت الٰہی تعالے کا ایک پردہ حائل ہی کہ اسطرف کھاری اور اُس طرف میٹھا ہی حالانکہ پانی اور دو دریا آپس مین ملجاتے
ہین خوب غور سے دیکھو۔ اور ہم اوپر ثابت کرچکے کہ آسمان کا وجود صاف دلیل سے ثابت ہی تو پھر یہ زمین اُسکے بیچ مین اسی کی کشش پر ہی
اور جس نے کہا کہ زمین آفتاب کے گرد گھومتی ہی اس نے بالکل اپنی اٹکل سے کہا اور بالکل غلط کہا بلکہ اللہ تعالے کی قدرت دیکھو کہ اسکے بیان سے
اسکا جھوٹ ہم ثابت کیے دیتے ہین اسطرح کہ جب یہ آفتاب کے گرد گھومتی ہی تو آفتاب مرکز ہوا اور زمین کا دورہ جو تین سو پینسٹھ روز مین
پورا ہوا یہ محیط ہوا اور نصف قطر آفتاب کی دوری زمین سے ہی وہ نو کروڑ پچاس لاکھ میل کہتا ہی تو پورا قطر اُنیس کروڑ ہوا پس محیط بقاعدہ پیمائش
نکال لو اور زمین کا قطر آٹھ ہزار میل تو محیط نکال لو اب لازم ہی کہ زمین کے محیط کو تین سو پینسٹھ مین ضرب دینے سے وہی مقدار پوری ہو جاوے جو
محیط گردش کی ہی حالانکہ اسمین کروڑون کا تفاوت ہی یہ صریح غلطی ہی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ کسقدر اپنی غلط رائے کے قائل ومعتقد ہوتے
ہین اور صریح آیات ودلائل سے جو حق وصحیح ہین انکار کرتے ہین۔ اب مین کہتا ہون کہ کرہ زمین کا پانی باوجود بہتی چیز ہونے کی قدرت الٰہی سے
قائم ہی تو وہ سمجھ کہان گیا جو معجزات کا منکر ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے سمندر پھٹ کر پانی قائم ہونے سے انکار کیا۔ اب شک دور کرو اور

ایمان سے سنو کہ اللہ تعالےٰ نے زمین کو پانی پر بچھا دیا شاید کہ زمین گول ہو اور پانی چارون طرف ہو یا مستوی ہو کہ جہاز جہان سے روانہ ہوا
چکر کھا کر بدون اسی راہ کے اپنے مقام پر پہونچ سکتا ہی بہر حال آیت کریمہ دونون باتون کو محتمل ہی پس اس خاک پر جو ہر طرح پانی مین ڈوبی ہوئی
اور دریان نہرون و دریاؤن وجھیلون و چشمہ و کنوؤن سے بالکل تر ہی اسپر پہاڑ قائم کر دیے۔ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ اور زمین
تم لوگون کی معاش مقرر فرمائی یعنے اناج وغیرہ جس سے آدمی زندگی کرتا ہی اور یہ عجیب قدرت ہی کہ جو چیزین معیشت ہین وہ اسی زمین سے ہین
کیونکہ اناج مثلاً خاک ہو جاتا اور زمین مین ملجاتا ہی پس گویا زمین سے جسم بنایا اور زمین ہی سے اسکو غذا دی نکتہ یہان سے ایک قاعدہ
طب کا سمجھ لو کہ حدیث مین آیا ہی کہ اللہ تعالےٰ نے روے زمین کی خاک سے آدم کا جسم بنایا اور طرح طرح کی خاک مختلف ہونے سے رنگ
و اخلاق ہر ایک آدمی کے مختلف ہوئے اور روح جسم مین گویا علحدہ ہی اس سے بحث مت کرو بلکہ جسم کو دیکھو تو جب کوئی جسم کمزور ہو جاوے
تو اس جسم کو اسی کے مثل خاک سے غذا دینے سے تندرست ہوگا اور خاک کی غذا اسطرح ہی کہ اس خاک سے جو معیشت پیدا کی ہی اناج ہو یا
گوشت ہو یا اور ہو وہ دیجاوے تو جو کچھ نقصان آیا ہی وہ پورا ہونے سے پھر تندرست ہو جائیگا و لیکن جو حد موت کی اس نے مقرر فرمائی ہی اُسکا
علاج کرنے والا جاہل ہی۔ اور قولہ تعالےٰ موزون یعنے وزن کی ہوئی اسکے معنے بھی سمجھ مین آگئے کہ جملہ اجسام کی حیات و زندگی کے لیے مناسب و
ہر طرح موزون چیزین اسی زمین سے پیدا کرین۔ اور یہین سے اس حدیث کا مطلب بھی سمجھ لو کہ قیامت کے روز یہ زمین لوگون کے خونون مظالم و
نجاسات سے پاک ہو کر سپید ہو جائیگی اور اسکی نسبت فرمایا کہ جنت مین داخل ہونے سے پہلے مومنون کی غذا اسی روٹی سے ہوگی سمجھو اللہ تعالیٰ
تمکو سمجھ عطا فرماوے۔ واضح ہو کہ معاش سے مراد فقط کھانے پینے کی چیزین نہین ہین بلکہ لباس و دوا و غذا و ہر طرح کے ضروری اسباب کو
شامل ہی شیخ ماوردی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ یہی معنے ظاہر ہین۔ بالجملہ اپنے دلائل قدرت و احسان سے ظاہر و متنبہ کیا کہ ہم نے زمین کو ممدود
فرما کر اسمین سے جملہ اسباب زندگی و رزق مخلوق فرمائے تمھاری زندگی کے لیے۔ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ اور ہر اس شخص کی
زندگی کے لیے جسکے تم ہرگز رزق دینے والے نہین ہو۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ وہ چوپائے جانور وغیرہ ہین اور ابن جریر
رحمۃ اللہ علیہ نے اسمین باندیان و غلامون کو بھی شامل کیا۔ اور ظاہر یہ ہی کہ اسمین سوائے آدمی و جنون کے جنکو پہلے خطاب ہی باقی سب مخلوقات
حتی کہ چیونٹی و سانپ و بچھو وغیرہ بھی شامل ہین اور اشارت یہ ہی کہ عام رحمت و کمال حکمت سے جسکا کوئی احاطہ نہین کر سکتا ہی بہت سی مخلوقات
پیدا فرمائی اور اگر آدمی کے ذمہ انکا رزق دینا ہوتا تو وہ انکو نہ دیتا لیکن اللہ تعالےٰ نے انکو رزق اسی زمین سے دیا۔ روے زمین پر ہزارون
قسم کے کیڑے و پتنگے ہین کہ آدمی انکو پاوے تو ہلاک کر دے حالانکہ آدمی کی زندگی مین اُنکو بڑا دخل ہی کہ اکثر انکی خاصیات سے آدمی تندرست
رہتا ہی مگر نہ جاننے کے سبب سے انکو مار ڈالے یا غذا نہ دیوے اور ہزارون جانور ہین جنکو خوبصورت دیکھکر چھوٹے بچے اُنکے ماں باپ سے
جدا کر کے بچہ پار نکال لاتا اور لوگ اس سے خریدتے ہین اور آدمی انکو گرفتار کر کے پالتا ہی اور اپنے نفس کی خوشی کے لیے انکو اسطرح پنجرے
مین تکلیف دیتا ہی حالانکہ وہ بلبل و کبوتر کے مانند نہین ہوتے ہین اور ہزارون سی خود ایذا اُٹھاتا ہی اور ہزارون چوپائے ہین کہ اُنسے اپنا
نفع لیتا ہی مگر پیٹ بھر غذا نہین دیتا یا سخت مشقت لیتا ہی اور یہ سب حرکتین گناہ ہین جنمین امتحان کیا گیا ہی۔ اگر کوئی کہے کہ من تو ذی عقل کو
بولتے ہین تو باندیان و غلام ہو سکتے ہین جواب یہ ہی کہ ذی عقل کو غالب کر کے کلمہ من فرمایا اور ما وغیرہ نہین فرمایا اسی واسطے مجاہد رضی اللہ عنہ
نے چوپاے سے تفسیر کر کے اشارہ کر دیا کہ من سے مملوک تو صریح مصداق ہین مگر بطور تغلیب ہین اور شمول غیر ذی عقل کا بھی ہی۔ پھر رزق ہر ایک
کیو اسطے مقدر اور زمین سے یہ پیداوار بھی مقدر ہی کچھ اسلیے نہین کہ مادہ کم و زیادہ تھا جیسے بے عقلون کا گمان ہی بلکہ حکمت الٰہیہ نے ہر ایک

امتحان کے لیے یون ہی مقرر کردیا ہو لہذا فرمایا - وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ اور نہین کوئی چیز مگر انکے ہمارے یہان
اسکے خزانے ہین - وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ اور نہین اُتارتے ہم اسکو مگر بمقدار معلوم - جسقدر اللہ تعالے نے چاہتا ہو اُتارا ہی
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی سال بہ نسبت دوسرے کے بارش مین کم وبیش نہین ہوتا لیکن کبھی یہان اور کبھی وہان اور کہا کہ کسی قوم پر
زیادہ اور کسی پر کمی بمقدار اسکے جو سمندر رہے تھا - رواہ ابن جریر اور واضح ہو کہ ہم کئی مقام پر تحقیق کرچکے ہین کہ ہر چیز کے واسطے اللہ تعالے نے ظاہری
اسباب رکھے ہین ولیکن چونکہ اسباب کار آمد ہونے کا بھی آخری درجہ صرف اللہ تعالے کی حکمت ہو لہذا اہل ایمان کے نزدیک ہر ایک چیز اسی کیطرف
منسوب ہو اور حدیث صحیح مین ہو کہ قحط یہ نہین کہ تمکو بارش نہ ملے بلکہ قحط یہ کہ بارش ہو مگر زمین سے پیداوار نہو - جمہور مفسرین نے کہا کہ آیت مین مینھ
مراد ہو جسکے ذریعہ سے اللہ تعالے بندون وجانورون کو روزی دیتا ہو - ابن مسعود وابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہو کہ جب سے اللہ تعالی
نے مینھ نازل فرمایا اسمین کمی نہین ہوئی ولیکن کہین زیادہ کہین کم ہوتا ہو - ابو الشیخ والبزار رحمہما اللہ تعالے نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی
کہ خزائن الٰہی اسکا کلام ہو جب کسی چیز کا وجود چاہا فرمایا کہ ہوجا وہ ہوگئی - قال البزار وفیہ ضعف (ملخص ابن کثیر وغیرہ) - حاصل یہ کہ رزق وغیرہ
ہر چیز اللہ تعالے کی طرف سے بقدر معلوم بمقتضائے حکمت ہو جیسے دوسری آیت مین فرمایا ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض ولکن ینزل
بقدر ما یشاء - یعنے اگر اللہ تعالے کشادہ کردے رزق بندون پر تو حد سے باہر ہوجاوین زمین مین ولیکن جسقدر چاہتا ہو اُتارتا ہو - وَأَرْسَلْنَا
الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ اور بھیجا ہم نے ہواؤن کو لواقح یعنے باردار کیونکہ وہ سحاب کو اٹھاتی اور بھراتی ہین کقولہ تعالے اقلت سحابا ثقالا یا لواقح
بمعنی صاحب لقح جیسے اونٹنی لاقحہ وہ ہوتی ہو جسکے کثرت سے دودھ ہو - ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا لواقح ریاح کو بکلام جمع فرمایا کیونکہ
لقح کے واسطے جمع ضرور ہو بخلاف ریح عقیم کے جو قوم ہود پر عذاب تھی اسکو واحد اور عقیم یعنے بانجھ کہا اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
روایت ہو کہ اللہ تعالے ریح کو بھیجتا ہو وہ آسمان سے پانی اٹھاتی اور باردار ہوتی ہو اور سحاب کی چال چلتی ہو یہانتک کہ جیسے لقحہ سے دودھ کا ریلا
ہوتا ہو اسی طرح مینھ برساتی ہو - ایسا ہی ابن عباس وابراہیم نخعی وقتادہ نے کہا ہو اور امام ابوبکر عبد اللہ بن الزبیر حمیدی نے اپنی مسند مین
باسناد حسن حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ اللہ تعالے نے جنت مین ہوا کے بعد ہوا کو سات سال پیدا کیا اور اسکے دروازے
ایک دروازہ بند ہو اور تمکو ہوا اسی دروازہ سے آتی ہو اگر کھول دیا جاوے تو آسمان وزمین کے درمیان ہر شی کو اڑا کر پھینکے - اسکا نام اللہ تعالے
نے یہان ادب ہو تم اسکو ہوائے جنوب کہتے ہو قال المترجم جنوب بفتح جیم وہ ہوا کہ جنوب بضم جیم سے چلتی ہو - فَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ
پس ہم نے آسمان سے پانی اُتارا - فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ پس ہم نے اس سے تمکو سیراب کیا - کمال رحمت سے اسکو شیرین پانی کیا اور برساکر
اسکو زمین کے اندر جذب نفرمایا بلکہ چشمہ وجھرنے وجھیل وتالاب ودریا کردیے کہ ہر طرح اسی سے نفع اٹھاتے ہو اور اگر سمندر کی طرح شور ہوتا تو
زندگی دشوار ہوجاتی - وَمَا أَنتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ اور تم نہین ہو اسکے خزانہ رکھنے والے بلکہ یہ خزانہ اللہ تعالے کے پاس ہو اور وہی
اسکا حافظ بھی ہو کہ تمکو بقدر معلوم اس سے ہمیشہ ملتا ہو - وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ اور کچھ شبہہ نہین کہ ہم ہی
زندگی دیتے ہین اور موت دیتے ہین اور ہم ہی تو وارث ہین - اس سے کچھ بھی انکار کسی شخص کو نہین ہوسکتا وہ خوب جانتا ہو کہ دنیا مین چند روزہ
زندگی اللہ تعالے کے زندہ کرنے سے حاصل ہوئی اور یہان کسی طرح اُس نے بسر کی آخر کو وہ چھوڑ جاویگا پس مبارک اسکو جس نے یہان اپنے
رب تبارک وتعالے کی توحید سے رضائے اسکی حاصل کی کہ دوسری زندگی مین اسکو نہایت عیش کا جہان ملا - ف - فی العرائس قولہ ولقد
جعلنا فی السماء بروجا الآیۃ - اسکے اشارات دقیقہ مین سے ہو کہ اللہ تعالے نے ناظرین ارواح وقلوب وعقول کے واسطے کشف انوار

ذات وصفات کے لیے مظاہر کر دیے ہیں انہیں سے ہر ایک کو بقدر استعداد و سعادت کے نظر حاصل و مشاہدہ و وصل ہے پس سیر نظر روحی
سما ازل و ابد میں اور سیر عقلی انوار بروج عظمت و کبریا میں اور سیر قلبی جلال و جمال میں ہے اور سیر اسرار سبحات ذات میں ہے اور سیر روحی کا مقام
توحید و تجرید و تفرید ہے اور مقام عقلی معارف و کشف ہیں و مقام قلب عشق و محبت و خوف و رجا وغیرہ ہے اور اسرار کو مقام فنا و بقا و سکر و صحو
حاصل ہوتا ہے اور ہر ایک عارف و کامل کو بقدر ادب و استعداد کے رہنی اپنی منزل کا ثمرہ حاصل ہوتا ہے اور وہ سبحانہ تعالے ادراک خلق سے پاک ہے
اور جو فرمایا کہ حفظنہا من کل شیطان رجیم۔ تو جو کوئی حق راہ سے بھٹکا اور باطل ظلمات میں گمراہ ہے یا مدعی و بیہودہ بے ادب ہے وہ کشف و سیر مقام
و ثمرات سے مطرود ہے اور اشارت ہے کہ یہ بروج صفات و معارف ہمیشہ ہواجس نفس و وساوس شیطان سے محفوظ ہیں۔ قولہ الامن استرق السمع الآیۃ
البتہ ہواجس نفسانی و شیطانی کبھی عالم عقول و ارواح و اسرار کے ہاتف غیب سے کوئی بات سنکر دعاوے باطلہ سے مدعی ہوتے ہیں تو طوارق قہریات
سے انکو جلا کر عالم طبیعت صاف کر دیا جاتا ہے اور واضح ہو کہ یہاں ایک اشارہ اور ہے کہ اللہ تعالے نے سما قلوب میں بروج مقامات و حالات
رکھے ہیں جنہیں ہر ایک میں علحدہ علحدہ عالی ہمتیں عالم صفات سے انوار حاصل کرنے میں ساعی ہیں اور انہیں تقلب ہوتا ہے اور اسکا اشارہ حدیث صحیح
میں موجود ہے کہ فرمایا القلوب بین اصبعین من اصابع الرحمن یقلبہا کیف یشاء۔ یعنی حضرت الرحمن کے دست قدرت میں قلوب محصور ہیں جیسے چاہتا ہے
انکو مقلوب فرماتا ہے۔ پس اوتعالے اپنی عظمت و جلال سے ان بروج کو طوارق نفوس و وساوس سے محفوظ فرماتا ہے پس جب نفس امارہ کسی حاشیہ قلب
میں قصد کرتی ہے تو جوش قلب کی آگ سے جلکر خاک ہو جاتی ہے اور یہ ارباب صدق و صفا کے چہرہ حال سے بلکہ چہرہ جمال سے روشن ہوتے ہیں کما قال
تعالی تعرفہم بسیماہم۔ تو انکو انکے چہرہ سے پہچانے اور فرمایا سیماہم فی وجوہہم۔ انکے نشان انکے چہروں سے ظاہر ہیں بعض مشائخ نے کہا کہ اللہ تعالے
نے آسمان میں بروج و مناظر رکھے ہیں جن سے آدمی اسکی معرفت کو پہونچتا ہے اور شیخ رح نے کہا کہ یہ فقط اس شخص کیواسطے ہے جسکی چشم باطن روشن ہو کہ علو عام
کے لیے اسکو ہدایت حاصل ہو اور شیخ ابن طاہر رح نے کہا کہ آسمانی بروج کے نظائر قلب میں بروج ہیں مانند خوف و امید و توکل و تفویض و صبر و تسلیم و
یقین انکی اصل ہے پس ہر ایک برج قلبی و ایک برج سماوی سے اللہ تعالی کی معرفت کی راہ ہے مگر اسکو ہر شخص نہیں جانتا سوائے عارفین و علماء کے اور جیسے
بروج سماوی کے لیے ناظرین ہیں یوں ہی بروج قلبی کے لیے وہی لوگ ناظرین ہیں جنہیں نفس پر نظر کرنے کی توفیق دیے گئے ہیں۔ شیخ استاد رح نے کہا کہ
جیسے نجوم آسمانی و بروج فلکی اسکے لیے زینت ہیں اور شیطان وہاں مرجوم ہوتا ہے ایسے ہی قلوب میں معارف و علوم کے نجوم ہیں اگر ابلیس مع لشکر کے
کسی ولی کے قلب سے قریب ہو تو جل جاوے اور یہ قلوب ملائکہ سماوی کے لیے زینت النظر ہیں۔ قولہ والارض مددناھا والقینا فیہا رواسی الآیۃ اشارہ ہے
ظاہر ہوا کہ قلوب عارفین کو اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے وسیع ممدود کر دیا ہے کہ اسکے انوار جمال و جلال کے لیے مبسوط ہے کیونکہ وہ مقام تجلی سبانی ہے اور
مصداق قولہ واشرقت الارض بنور ربہا۔ پس جسقدر تجلی ہوتی ہے اسی قدر اسمیں وسعت و انبساط ہوتا ہے اور اسمیں کشائش ضروری ہے کیونکہ موازی مشاہدہ
قدم بے نہایت ہے کیونکہ وہاں عرش الرحمن و کرسی ہے اور اس صفت کا کوئی دل سوائے انبیاء و اولیاء کے دلوں کے اللہ تعالی نے نہیں پیدا کیا ہے وجہ یہ
تو نے دیکھا کہ وارد ہوا ہے کہ زمین و آسمان وسعت شان الٰہی کے لائق نہیں ولیکن مومن کا دل اسمیں گنجائش رکھتا ہے اور کشائش قلبی براہ علم تھا کو ظاہر ہو کہ
اہل الصدق کے دلوں میں شان الٰہی کے سامنے تمام عالم ایک رائی سے کم ہے پھر جب اس شان سے قلوب میں زلزلہ آیا تو اسمیں عظمت و کبریائی کے پہاڑ قائم
کر کے انکو مضبوط کر دیا۔ واضح ہو کہ آیت سے ایک اشارہ اور بھی مفہوم ہے وہ یہ کہ جیسے ظاہری تزلزل زمین کا پہاڑوں سے دفع کیا اسی طرح باطنی تزلزل کا دفعیہ
اولیاء اللہ تعالی سے ہے پس سب سے بڑا بوجھ زمین کے سکون کا بلند پہاڑ سے ہے تو نسبت سے زیادہ قیام اسکا اولیاء کے سردار یعنی غوث سے ہے پھر تین بزرگ سے
پھر سات سے پھر [illegible] سے پھر چالیس سے پھر ستر سے پھر تین سو سے ہے پس عکس ترتیب میں ابدال و اوتاد ہیں پھر نقباء ہیں پھر خلفاء چالیس پھر دس علماء

پھر سات عارف ہیں پھر تین اہل مکاشفہ پھر اول قطب اعظم ہے جسکی طرف سب کا مرجع ہے اللہ تعالیٰ انھیں اولیاء سے اپنی مخلوقات سے بلا دور کرتا ہے اور
انھیں سے مخلوق کو رزق دیتا ہے۔ سہل رح نے کہا کہ زمین کو ممدود فرما کر مضبوط کر دیا کہ دیکھنے والا عبرت کی نگاہ سے دیکھے اور زمین اولیاء کے مقامات تلاش
کرے جنکی ذات سے زمین قائم ہے۔ شیخ استاد رح نے کہا کہ نفوس عابدین زمین عبادت ہین اور قلوب عارفین زمین معرفت ہین جیسے ارواح مشتاقین زمین
محبت ہین اور خوف و رجا اور رغبت و رہبت اسکے لیے پہاڑ ہین اور جیسے زمین سے اقسام اقسام کے نباتات اگائے اسی طرح قلوب اہل الحق سے
طرح طرح کے یقین و ایمان کے معروفات پیدا فرمائے اور یہی جامہ زندہ بودن کے لیے معائش ہین یہی اشارت ہے قولہ وجعلنا لکم فیہا معایش۔ چنانچہ
صدیقین کی معائش زمین قلبی مین انوار شہود ہین اور محبین کے لیے لطف انوار تجلی شہود ہین اور عارفین کے لیے کشف قرب معبود ہین اور موحدین کے لیے
بعد کشف کے خطاب مسموع ہے اور زمین قلب کے رہنے والے عقل وفہم ونفس کی غذا نور ایمان و برہان و ایقان ہے۔ قولہ ومن لستم لہ برازقین سے اشارت
واضحہ موجود ہے کہ اس قلب کے رہنے والوں کی غذاے مذکور تمہارے دینے سے نہین پہونچتی ہے بلکہ رازق جل شانہ اپنے فضل وجود سے انکو یہ غذا پہنچا
دیتا ہے۔ ارواح و عقول و نفوس کا رازق ہے۔ استاد رح نے کہا کہ ہر ایک کا سبب عیش مختلف ہے پس معیشت مریدین تو اسکے اقبال کے یمن سے ہے اور عیش عارفین
اسکا لطف جمال ہے اور عیش موحدین اسکا کشف جلال ہے اور ہر ایک اپنے حال سے مسرور ہوتا ہے اور ہر ایک کو اسکے افعال سے حصہ نصیب ہے اور وہ اپنے
افعال کے تحمل سے پاک ہے۔ قولہ وان من شیء الا عندنا خزائنہ۔ جو کچھ عارفون کے قلوب مین انوار مکاشفہ و معرفت و توحید و ایمان و یقین و مقامات و
حالات و الہامات و خطابات سے موجود ہے ہر ایک محصور نہین بلکہ ہمارے پاس اسکے خزائن ہین پھر ان حقائق کے خزائن اسکی پاک ذات و صفات ہین
اور وہ قدیم ازلی ابدی ہے پھر جو کچھ قسم قسم حال و کشف و مقال و توحید و مقام متعلق بپاک صفات ہے اسکا ظہور بقدر قوت قلوب ہے جبکہ ارادت ازلیہ
اس سے متعلق ہوئی ہو۔ قولہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم۔ اسکے اشارت سے یہ علم حاصل ہوا کہ بندون کو اپنے رب ذو الجلال والاکرام پر بالحقیقت توکل کرنا چاہیے
اور اسباب و اعراض سے قطع نظر کرین۔ روایت ہے کہ جنید رح جب اس آیت کریمہ کو پڑھتے تو کہتے کہ پھر تم کہان چلے جاتے ہو۔ بعض نے کہا کہ خلق کے
پاس حق عز وجل کے خزائن سے قلوب ہین انمین حق تعالیٰ نے سب سے افضل چیز کو ودیعت رکھا ہے اور وہ توحید ہے اور اسکو معرفت سے زینت دی
اور یقین سے منور فرمایا اور تفویض (اللہ تعالیٰ کی طرف سپرد کرنا) سے بزرگ کر دیا اور توکل سے اسکو آباد اور ایمان سے کشادہ فرمایا اور مخلوق کے اختیار مین اسمین سے کچھ نہین دیا
کیونکہ قلوب کا قیام بقدرت حق تعالیٰ اور اسی کے اوصاف سے منقلب ہین چنانچہ حضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ ان القلوب بید الرحمن یعنی دلون کا یہ حال ہے کہ سب
کے سب اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت مین ہین انکو جسطرح چاہتا ہے لوٹ پوٹ کرتا ہے پھر دلون مین خوار ہونے کے آثار مین سے یہ مقرر فرمایا کہ اعضائے ظاہرہ
جلدی سے اسکی فرمانبرداری کیطرف دوڑین اور اگر اسکی نافرمانی کا نام آوے تو تھک کر بیٹھ رہین اور مخالفت کرنے سے غمناک و پریشان ہون۔ مترجم
کہتا ہے کہ ایمان کا نور دیکھو اسمین پایا جو نیکی کرنے سے خوش ہو اور گناہ کرنے سے غمگین ہو جیسا کہ حدیث صحیح کا مضمون اس بارہ مین آیا ہے۔ شیخ حمدون رح
نے کہا کہ حق تعالیٰ نے اس آیت سے اپنے بندون کی طمع غیرون سے قطع کر دی پھر اسکے بعد جو کوئی اپنی حاجت غیر سے سمجھے وہ اسکی جہالت و غفلت کا سبب ہے
شیخ ابن عطا رح نے کہا کہ اقسام آیات الٰہی مین نظر کرنے سے بندہ اسکے حکم پر مطمئن ہوتا ہے۔ شیخ سہل رح نے کہا کہ سب سے زیادہ خاص خزانے اللہ تعالیٰ کے زمین مین بندون کے
دل ہین ایسے بندے جو اسکی معرفت سے مومن ہین وہی اسکی محل نظر ہین تو جو کوئی اس خزانہ کو ہمیشہ اسکی یاد سے اور نگہداشت سے آباد رکھے تو اللہ تعالیٰ اسکے دل کو
ہمیشہ اپنی طرف راجع اور ماسوا سے منھ موڑے رکھتا ہے۔ شیخ استاد رح نے کہا کہ خزائن الٰہی سبحانہ فی الحقیقت اسکے مقدورات ہین اور مراد تم ہر ایسی چیز ہے جو
موہوم الحدوث ہے قادر ہے اور کہا جاتا ہے کہ اسکے خزائن زمین کے قلوب عارفین ہین اور اس خزانہ مین ہر قسم کے جواہر ہین چنانچہ حقائق عقلی ایک
قسم کے جواہر ہین جو بعض اقوام کے قلوب مین رکھے ہین اور لطائف علمی ایک قسم کے جواہر ہین اور بدایع عرفانی ایک قسم کے جواہر ہین اسی طرح اقسام کے

جواہرات ہین اور اسرار عارفین اسکے بھید کے خزائن ہین پس نفوس اسکی توفیق کے خزائن ہین اور قلوب اسکی تحقیق کے خزائن ہین اور رب نے زبان
اسکے ذکر کا خزانہ ہی اور کہا گیا کہ اس سے فقراء کے دلون کو راحت دی اس احسان سے جو اغنیاء کیطرف سے انکو برداشت کرنی پڑتی اس عطیہ سے
جو انکو دیتے ہین اور اغنیاء کو راحت دی کہ فقراء انسے کچھ طلب کرین پس کسی فقیر کو روا نہین ہی کہ اپنا دل اپنے رب کیطرف سے پھیر کر کسی مخلوق کیطرف لاوے
اور کسی کیطرف محتاجی ظاہر کرے اور غنی کو روا نہین ہی کہ اپنا کچھ احسان کسی پر رکھے کیونکہ تمام ملک اللہ تعالی کا ہی اور سب قدرت اسی کو ہی کسی کو کچھ نفع پہونچانے
کی قدرت نہین سواے اسکے وہی سب پر قادر ہی۔ قولہ وارسلنا الریاح لواقح فانزلنا من السماء ماءً الآیہ۔ اشارہ سے ثابت ہی کہ مانند زمین ظاہری کے
جسکو مینہ کا پانی پہونچکر گل بوٹے اُگتے ہین قلوب کی زمین کو بھی پانی پہونچتا ہی اور اس سے بھی اقسام اشجار پیدا ہوتے ہین جیساکہ احادیث مین قلوب کی
تمثیل زمین کے مختلف قطعات ریگ و شورہ و شیرین مختلف پیداوار والے قطعات سے ثابت ہی پس عارفین کے دلون مین درخت معرفت کا بیج
ہوتا ہی پھر کشف جمال سے ہواے خوشگوار لطف چلتی ہی اور انوار جمال سے انکو سیراب کرکے اسمین سے ثمرہ محبت و شوق و عشق پیدا کرتی ہی قال المترجم
فی الحدیث ان لربکم فی ایام دہرکم نفحات الا فتعرضوا لہا۔ یعنی تمھارے رب کیطرف سے تمھارے ایام زندگی مین نفحات ہین انکے واسطے پیش ہوتے رہو
اور فی الحدیث تفعل بالابدان کما تفعل بالاشجار۔ یعنی ہواے ربیع جیسا درختون کے ساتھ کرتی ہی بدنون کے ساتھ بھی کرتی ہی غرض کہ اسمین اسرار لطیف
ہین فافہم۔ پس بحر کرم سے ابر باران عنایت ازلیہ برساکر اس سے ثمرات حکمت پیدا کرکے روح کو غذا دیتا ہی ہر شاخ سے حکمت و علم غیب و اسرار خاص
و حقائق پیدا ہوتے ہین کہ پھول و شگوفہ و کلیان انوار تجلیات صفات سے ہین۔ اہل ارادت کو فراق و دوری سے چھڑا کر موافقت کے شربت سے
مفرح فرماتا ہی اور ہر دم انکو جوش مزید باقی ہی سے نگویم کہ بر آب قادر نیند + کہ بر ساحل نیل مستسقی اند + بعضے مشائخ نے کہا کہ ہواے لطف ازلی جب عارف
کے قلب پر چلتی ہی تو اسکو ہواے نفس و رعونت طبیعت و بیہودہ خواہش سے چھڑا دیتی ہی اور اسمین تقوی کے ثمرات پیدا ہوتے ہین ازانجملہ اللہ تعالے پر
اعتصام و اعتماد کرنا اور اسکے سواے سب سے منقطع ہونا اور واضح ہو کہ اسی ہوا کا لطف یہ ہی کہ کافر دلون مین سے فجور و عکس نیکی کا پیدا ہوتا ہی جیسا آثار
مین وارد ہی کہ نیکون کے دل ہمیشہ جوش کرکے نیکی اگلتے ہین اور فاجرون کے دلون سے فجور جوش مارتا ہی۔ شیخ ابو عثمان رح نے کہا کہ جیسے باد بہار سے
درختون کی رگین کشادہ ہوکر پانی چوستی ہین یون ہی نسیم صبا جب چلتی ہی تو کرم کے ساتھ بعضے دلون کے کان کھلجاتے ہین اور وہ وعظ و نصیحت
قبول کرکے اپنے رب کیطرف رجوع کرتے ہین۔ شیخ ابن عطا رح نے کہا کہ ہواے عنایت سے طاعات پر ثبات ہوتا ہی اور ہواے کرم سے بندہ
نعمت کو پہچانتا ہی اور نسیم توکل سے آدمی کو اللہ تعالی پر بھروسا ہوتا ہی اور ہر ایک ہوا سے بدن کو کچھ اثر اور دل کو کچھ اثر ہوتا ہی لیکن بخت وہ ہی جسکو
نیک اثر حاصل ہو اور بد وہ ہی جو نیکی سے محروم رہے۔ شیخ استاد رح نے کہا کہ جیسے ہوا سے پانی و خیر کثیر کی امید ہوتی ہی اسی طرح بندہ کے دل مین
جب اپنے رب تعالی کیطرف سے امیدون کے جھونکے پہونچتے ہین تو یہ پہچان ہی کہ اسکو ارادت مین ثبات و حصول مراد ہی اور بعضے کہتے ہین کہ ہواے انبساط
سے وحشت نہین رہتی اور ہواے قرب سے ہمیشہ اُنس مین مستغرق رہتے ہین اور آخر مین جو فرمایا کہ ما انتم لہ بخازنین۔ تو سمجھنا چاہیے کہ یہ سب عنایت کرم
بندون کے اکتساب پر نہین ہی بلکہ محض فضل و لطف ہی اور جب یہ فضل و لطف عارفین کے دلون پر پیدا ہوتا ہی تو اسوقت انکو حیات حاصل ہوتی ہی
کما قال تعالی وانا لنحن نحیی ونمیت ونحن الوارثون۔ اللہ تعالی اپنے بندون مین سے جنکو زندہ فرماتا ہی انکو فراق کی موت سے ایمانی حیات دیتا ہی یعنے
کفر و انقطاع سے جو مردہ ہوگیا اسکو معرفت ایمانی و مشاہدہ سے زندہ فرماتا ہی اور جب زندگی پیدا ہوئی تو موت کے جملہ اسباب اعضا مردہ ہوجاتے ہین
اور حیات کے جملہ اسباب پیدا ہوتے ہین چنانچہ ابتدا ے درجہ پر خلاف شرع شہوات سے جسمانی اعضا مردہ تھے وہ خوف و عظمت سے زندہ ہوکر
جملہ شہوات سے باز رہتے ہین حتی کہ جب مرتبہ کمال کو پہونچا تو روح اس لائق ہوتی ہی کہ تاب تجلیات کو برداشت کرے مگر بطریق مشاہدہ نہ دیدار عیانی

پس نفس فانیہ جو بقائے حقانیہ زندہ ہو مشاہدہ سے زندہ ہوتی ہو اور اسرار عارفین رح جمال ازلی و توحید حقیقی سے زندہ ہوتے ہین پس موت و حیات ایک ہی صورت مین متحقق ہو اور بعد موت کے بقا رہین شان حضرت عزت تبارک وتعالےٰ ہو پس یہ نکتہ لطیف ہو اور ابتدائی موت و حیات خود ظاہر ہو اور جو زندہ ہوا وہ مشاہدہ جمال قدم و اعتقاد ربوبیت سے زندہ ہوا اور جسکو موت ہوئی اسکو محجوب و منقطع کر کے مردہ کر دیا اور رہا ہی پاک سبحانہ تعالیٰ اسکے احکام ربوبیت و عبودیت کا علیم ہو۔ واسطی رح نے کہا کہ زندگی جسکو ہو بوصال ہو اور موت اسکو جو دور کیا گیا۔ بعض مشائخ نے کہا کہ بعض کو طاعات سے زندہ کیا اور بعض کو معاصی سے مردہ کیا اور سب چیز ہالک ہو سوائے اسکے۔ شیخ وراق رح نے کہا کہ قلوب کی زندگی بنور ایمان ہو اور نفوس کی موت یہ ہو کہ شہوات کی پیروی کرین مترجم کہتا ہو کہ قولہ تعالیٰ یاأیہا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم الآیہ اور اسکے سوائے بہت آیات و احادیث اسکے واسطے ثبت و محقق ہین کہ واقعی موت و زندگی یہی کفر و ایمان ہو اور کبھی کفر کو اتباع شہوات سے اور ایمان کو طاعات سے تعبیر کیا جاتا ہو اور یہی مراد شیخ رح کی ہو اور یہ صحیح ہو کہ بعضے لوگ ایمان لا کر معاصی کے سبب سے قریب مردہ کے ہو جاتے ہین جبکہ انکا گناہ کم یقینی سے ہو کیونکہ وہ ایمان کا نقص ہو بلکہ بعید نہین کہ بسا اوقات صرف اسلام کا نام رہ جاوے ونعوذ باللہ من ذلک۔ شیخ ابو سعید خراز رح نے کہا کہ بندون مین سے زندہ وہ ہو کہ حق سے اسکی حیات ہو اور بندون مین سے مردہ وہ ہو کہ قیوم حقیقی سے اسکی حرکات ہون۔ بعض نے کہا کہ دلون کو مشاہدہ سے اور نفوس کو حجاب سے زندہ و مردہ کیا جاتا ہو۔ شیخ جریری رح نے کہا کہ کتنے لوگ زندہ کہ انکی زندگی درحقیقت انکی موت ہی اور کتنے لوگ مردہ کہ انکی موت درحقیقت انکی حیات ہو۔ سہل رح نے کہا کہ بندگان مومنین کی زندگی معرفت و توجہ برب تبارک و تعالیٰ ہو اور موت کافرون کی مخالفت و روگردانی ہو اور یہی فرمایا کہ جنکے حق مین سعادت مقدر ہو وہ متابعت و طاعت سے زندہ ہین اور جنکے حق مین شقاوت مقدر رہی وہ شہوت پرستی و نافرمانی سے مردہ ہین۔ شیخ استاد رح نے کہا کہ تن پروری و شہوت پرستی و انکار آخرت عدم کمال روح ہو پس نفس اگر مجاہدہ سے مردہ ہو تو قلب زندہ ہوگا اور غافل اپنی غفلت مین مردہ ہو اور بیدار یاد مین مشغول زندہ ہو اور خلاصہ یہ ہو کہ جنکو لطف سے ہدایت دی زندہ ہوئے اور جنکو دور کیا وہ مردہ ہین۔ بالجملہ ان قدرتون سے نظام عالم و مخلوقات و موت و حیات تم سب کو پیدا فرمایا اور اسکے علم مین سب حاضر و موجود ہین اور بیشک تم لوگ ایک بڑے گروہ مخلوقات کے بعد پیدا ہوئے ہو قال عزوجل

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ

اور بے شک ہمنے جان لیا ہو تم مین سے اگلون کو   اور بیشک ہم نے جانا   تمہارے پچھلون کو   اور بیشک تیرا رب وہی

يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ

محشور کریگا   وہ تو بڑا حکمت والا   دانا ہی   اور ضرور ہمنے   پیدا کیا   آدمی کو   کھنکھناتی مٹی سے

مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ وَالْجَاۗنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝

جو کھنگل بودار سے تھی   اور جن کو پہلے اس سے پیدا کر دیا تھا   سموم کی آگ سے

پہلے بیان فرمایا کہ ہم نے اسطرح آسمان و زمین پیدا کیے اور تمہاری جسمانی معیشت زمین سے دی اور ایک مدت مقررہ کے بعد تمکو پھر خاک مین ملا دیا جیسے تمہاری روزانہ غذا خاک مین ملائی جاتی ہو اور آگاہ فرمایا کہ ہم ہی وارث ہین تم سب فانی ہو پھر ان آیات سے عبرت دلائی کہ تم خوب جانتے ہو کہ تمہارے پہلے لوگ کہین انکا وجود نہین ہو اور جیسے ہم انکو جانتے ہین ویسے ہی پچھلون کو جانتے ہین فقال عزوجل وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ اور بیشک ہمارے علم مین ہین وہ لوگ جو تم مین سے پہلے ہوئے یعنی آگے ہو گئے ہین ابن کثیر

ع ٢ ٢

نے لکھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یعنی مستقدمین وہ ہین جو نسل آدم علیہ السلام سے مرچکے ہین اول یعنے ہم زمانہ والے اپنے وقت سے پہلے خیال کرین۔ وَلَقَدۡ عَلِمۡنَا ٱلۡمُسۡتَـٔۡخِرِينَ۔ اور مستاخرین جو اللہ تعالے کے علم مین ہین وہی ہین جو زندہ ہین یا قیامت تک ہون۔ ایسی ہی تفسیر عکرمہ و مجاہد وضحاک وقتادہ ومحمد بن کعب وشعبی وغیرہم سے مروی ہے اور اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے اور لکھا کہ محمد بن جریر رحمہ اللہ تعالے نے باسناد خود ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ عون بن عبد اللہ نے محمد بن کعب سے اسی آیت کے معنے مین مذاکرہ کیا اور کہا کہ یہ نماز کی صفون کے بارہ مین ہے کہ کون صف رغبت سے آگے ہوتی ہے اور کون صف دیر کر کے پیچھے پڑجاتی ہے تو محمد بن کعب نے کہا کہ یہی نہین ہے بلکہ مستقدمین جو مرچکے یا قتل ہوئے اور مستاخرین جو آیندہ قیامت تک ہونگے۔ وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحۡشُرُهُمۡۚ إِنَّهُۥ حَكِيمٌ عَلِيمٞ اور تیرا رب ضرور انکو وقت قیامت کے قبرون سے اور جہان ہون اُٹھا کر حشر مین جمع فرما دیگا وہ تو بڑا حکمت والا دانا ہے پس عون بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالے ہمیشہ تمکو توفیق وجزائے خیر عطا فرما وے یہی معنے ہین بالجملہ آیت مین استدلال بتلایا کہ جب اسکا خالق ہونا قطعی دلیل سے اور اسکی عظیم قدرتین تمہاری عقول سے بلند ہین تو پھر کسقدر جہل وگمراہی ہے کہ تمکو اسمین شک ہے کہ دوبارہ خاک سے کیونکر پیدا ہونگے حالانکہ تم اور تمہاری غذا ایسی عظیم الشان قدرت سے اس نے پیدا کی تو دوبارہ وہ کیون نہین پیدا کرسکتا ہے اور تمام انبیاء سابقین وصالحین برابر اسکی متواتر خبر دیتے رہے۔ واضح ہو کہ موجودہ لوگون مین ازراہ موت وحیات کے اگلا وپچھلا ہونا اسی طرح ہے کہ ہنوز زندگی مین اگلون سے جو مرچکے ہین پچھڑے ہوئے ہین اور قریب ہے کہ اُنکے ساتھ لاحق ہونگے جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قبرون کی زیارت مین مردون کو فرماتے کہ تم ہم سے آگے گئے اور ہم بھی انشاء اللہ تعالے تم سے لاحق ہونے والے ہین ولیکن سبقت وپچھڑنا فقط موت کی راہ سے تو بیان ہوگیا ہے اسی قدر پر انحصار نہین ہے کیونکہ اللہ تعالے ہرطرح نیکی وبدی مین آگے ہونے والون وپچھڑنے والون کو جانتا ہے حتے کہ اگر ایک بیباک آدمی کسی فسق وفجور مین بے دھڑک آگے ہوا اور دوسرا اگرچہ اُسکے ساتھ ہو لیکن جھجکا ہوا اور ڈرا ہوا تو دونون کا علم اللہ تعالے کو ہے کہ اگلا تو قریب کفر کے یا کافر ہے اور دوسرا گنہگار ہے جبکہ وہ گناہ سے ڈرتا ہوا ہے اگرچہ غفلت سے ساتھ ہے لہذا سلف صالحین اس آیت سے اپنے حق مین احکام نکالتے ہے جیسے طاعت مین مقدم وموخر ہونا اور صف جہاد مین آخرت پر وثوق وخوشی سے مقدم وموخر ہونا یا شہید ہو کر سبقت کرنا اور زندہ رہ کر پچھڑنا اور جیسے شرعی درجہ سے پچھڑنا مثلاً اول صف اعلے واقدم ہے اور پچھلی ادنے ہے چنانچہ احادیث مین وارد ہے کہ مردون کی صف بہتر وہ ہے جو اول ہے اور بُری وہ ہے جو سب صفون سے پیچھے ہو اور عورتون کی بڑی صف وہ ہے جو سب سے آگے یعنے مردون سے قریب ہو اور اچھی وہ ہے جو سب سے پیچھے ہو کما فی الصحاح پھر اگر مردون کی صفوف مین سے کوئی شخص اس غرض سے پچھلی صف مین ہوجاوے کہ اگلون کو تکلیف نہو یا سب لوگ برابر حاضر ہوئے تو خواہ مخواہ صفین آگے پیچھے ہونگے تو اس صورت مین انشاء اللہ تعالے ثواب مین برابر ہین بلکہ اگلون کو آرام دینے کی نیت سے مزید ثواب ہے ولیکن اگر کوئی شخص اس غرض سے پیچھے صف مین آیا کہ کسی عورت نامحرم پر نظر ڈالے تو اللہ تعالے اُسکو جانتا ہے یعنے اسکو اپنی نیت کا بدلا ملیگا چنانچہ حدیث مین یہ واقعہ مذکور ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک عورت بہت خوبصورت عورتون مین سے کہ مین نے ایسی نہین دیکھی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھی پس مردون مین سے بعضے تو اگلی صف مین چلے جاتے کہ اسپر نظر نہ پڑے اور بعضے لوگ آگے سے پیچھے چلے آتے تاکہ رکوع وسجدہ مین اسکو دیکھین پھر اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی یعنے جب یہ آیت اُتری تو اسکا حکم معلوم ہوا کہ یہ معصیت ہے اور ایسی تقدیم والون کو ثواب ہے اور پچھڑنے والون کو گناہ ہے پس توبہ کرنا لازم ہوا۔ رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ وابن خزیمہ وابن حبان والحاکم وصححہ ولیکن عبد الرزاق وابن المنذر نے ابو الجوزاء کا قول روایت کیا ہے اور ترمذی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہ ٹھیک معلوم ہوتا ہے

اور ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اس حدیث مین سخت نکارت ہے یعنے بالکل پہچانی نہین جاتی ہے اور سخت ضعف ہے۔ بالجملہ اگر یہ قصہ
ثابت ہو تو مراد وہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کر دی کہ آیت سے اسکا حکم ثابت ہے اور دنیا مین لوگون کے واسطے اسطرح اللہ تعالے کی درگاہ مین
خوف و حضوری رکھنا ہر کام مین لازم ہے حسن بصری رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مستقدمین جو طاعت الٰہی مین پیش قدم ہین اور مستاخرین
جو معصیت مین پڑے ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مستقدمین حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جہان تک انکی اولاد مرچکی ہے اور مستاخرین
جو ہنوز پیدا نہین ہوئے ہین قیامت تک۔ غرضکہ اللہ تعالے کے علم قدرت سے کوئی مخلوق مخفی نہین اور وہ انکو ضرور محشور فرما کر اُنکے لائق ٹھکانا
انکو دیگا اور ثابت ہو گیا ہے کہ آخرت کے دو ٹھکانے ہین جنت یا دوزخ اور ہر ایک مخلوق انسانی و جنی کے واسطے انہین سے ایک ٹھکانا ضروری ہے۔
پھر آدمی ضرور جانتا ہے کہ اکثر اوقات عقل سے اُسکو ایک بات بہتر و خوب معلوم ہوتی ہے ولیکن خواہش و خیالات سے وہ دوسری بات پر عمل کر کے
خوار ہوتا ہے پس اللہ تعالے نے اصل حقیقت انسانی و پھر آدمی اور جن کی اقسام مین سے شیطانی باہمی عداوت و اُسکے آثار کا جنکو آدمی بالیقین
مشاہدہ کرتا ہے مفصل بیان فرما دیا فقال جل شانہ۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ اور بیشک ہم نے پیدا کر دیا انسان کو یعنے حضرت آدم
علیہ السلام کو جو انسانی قسم کے اصل ہین۔ مِنْ صَلْصَالٍ خشک کھنکھناتی مٹی سے جو کہ۔ مِنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ کہگل بودار تھی
واضح ہو کہ حما وہ مٹی جسمین پانی ڈالا گیا ہو اور وہ دیر تک پڑی رہ کر سیاہ بدبودار ہو گئی ہو یا بدبودار نہو اور مسنون سے مراد متغیر ہونا۔ ابو عبیدہ
رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ جسکا پانی جذب ہو گیا ہو اور سیبویہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مسنون وہ ہے جو صورت بنایا گیا ہو۔ بہرحال اول جسم
حضرت آدم علیہ السلام تراب یعنے خاک متفرق ریزہ تھی پھر تر کیے جانے کے بعد طین ہو گئی پھر دیر کے بعد طین لازب یعنے چپکتی ہوئی لسدار ہو گئی
پھر حما مسنون ہوئی اور اکثر کے نزدیک یہی طین لازب ہے پھر خشک ہو کر صلصال ہوئی اور اللہ تعالے نے آیات مین جسم انسانی کے ان اطوار مین سے
ہر طور کے لازمی خواص و حالات کے مناسب ہر مقام پر کہین تراب اور کہین طین وغیرہ سے تعبیر فرمایا ہے اور اکثر مفسرین و اہل لغت نے کہا کہ آگ
مین پکائے جانے کے بعد برتن کو فخار کہتے ہین اور بعض آیات مین صلصال کا فخار بھی آیا تو ظاہراً اس جسم مین ترکیب آتشی سے فخار فرمایا ہے
اور چونکہ وہ عجیب حکمت تھی لہذا کالفخار کہا کیونکہ آدمی اپنی عاجزی سے آگ مین پکاتا ہے اسکو آتشی ترکیب نہین دیسکتا ہے اور ابن عباس رض
نے کہا کہ انسانی جسم پر تین حالت ہین طین لازب و صلصال و حما مسنون۔ اور سورہ بقرہ مین گزرا کہ حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالے نے تمام
روے زمین کے انواع و اقسام کی مشت خاک سے جسم انسانی بنایا پس زمین شور و شیرین و ریگ و عمدہ کے رنگ و اقسام پانی کے آثار اخلاق
حضرت آدم علیہ السلام کی مختلف اولاد مین ظاہر ہوئے۔ دقیق نظر و کامل العقل علماء نے لطیف اشارہ کیا کہ نطفہ انسانی ایک جوہر اصل ہے کہ اسی سے
رگ و پٹھے و قوی و اعضا و ہڈیان ظہور کرتی ہین حتے کہ اگر کسی بچہ مین کوئی کم ہو تو کسی تدبیر خارجی دوا سے وہ عضو یا قوت پیدا کرنا ممکن نہین ہوتا ہے بالجملہ
جسم انسانی مین چارون عنصر خاک و باد و آب و آتش موجود ہین لیکن اسکو خاکی فقط اسلیے کہتے ہین کہ اسپر غالب و اصل یہی جزو ہے جیسے جنون پر جزو آتشی
غالب ہے وقال تعالے۔ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ اور جان کو ہم نے پیدا کیا پہلے آدم سے نار سموم سے۔
اور دوسری نصوص و احادیث مین مارج من النار سے پیدائش ظاہر ہے اور دونون معنے متقارب و متلازم ہین۔ پس جان کون ہے اور نار سموم کیا ہے
اور اسکے متعلق حقائق جاننا چاہیے کہ جمہور مفسرین کے نزدیک جآن بتشدید نون جنون کا باپ ہے اور آنکھون سے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے جن
یعنی مستور اسکا نام ہوا اور یہ قسم خلقت کی اپنے آپ کو اورون کی نظر سے پوشیدہ رکھتی ہے اور جیسے پانی بسبب لطافت کے جیسا مقام و ظرف ہو مثلث
مربع مسدس ٹیڑھا سیدھا اسی شکل پر ہو جاتا ہے اس سے زیادہ ہوا ہے اس سے بڑھکر آگ یعنی جسکو سوزش سے پہچانا جاتا ہے ورنہ لکڑی وغیرہ

انگار اتو وہ جسم خاکی ہو جسمین آگ اثر کر گئی ہو مگر فرق یہ ہوتا ہو کہ پانی و ہوا و آگ مین حواس و تمیز نہین ہو کہ خود کوئی فعل کرے بخلاف جنون کے جو اپنے آپ بدلکر دوسری شکل مین ہو سکتے ہین بعض مفسرین منجملہ حسن بصری و قتادہ وغیرہ ہین کہتے ہین کہ جآن وہ شیاطین کا باپ یعنی ابلیس ہی دونون قول مین فرق یہ ہو کہ جنون مین تو مسلمان و کافر ہین اور وہ کھاتے و پیتے و مرتے و زندہ رہتے و پیدا ہوتے ہین جیسے آدمیون کا حال ہو اور شیاطین مین کوئی مسلمان نہین اور نہ وہ مرتے ہین - اور مترجم کہتا ہو کہ نہ مرنا ابلیس کے حق مین خصوص تو قطعی ہو ولیکن یہ اسکا خاصہ خلقی نہین ورنہ وہ اپنی زندگی تا قیامت کی درخواست نہ کرتا اور شاید کہ اُسکی اولاد کا بھی حال یہی ہو گیا ہو اور اس سے یہ بھی ظاہر ہو سکتا ہو کہ در واقع قسم جن واحد ہو اور کان من الجن یعنے ابلیس جنون مین سے تھا اُسکی تائید کرتا ہو اور جیسے شیطان کو دائمی زندگی وغیرہ بعضی خاص باتین عطا ہوئی ہین ممکن ہو کہ اُسکی ذریات کو بھی اُسکے ساتھ شرکت ہو جس سے عام جن خالی ہون اور کچھ تردد نہین کہ جو رنگ و ہیئات مثلاً حبشیون کو دی گئی اس سے دیگر اصناف انسانی خالی ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جاتا ہو کہ جن مین سے جو مسخ کر دیے گئے یعنے ابلیس وغیرہ وہ جان ہین جیسے بعضی اگلی قومین انسانی مسخ کی گئی ہین اور بعض نے کہا کہ خلقت مین جنون کی پیدائش تو مارج من نار یعنے زبانہ آتش سے ہو اور جان کی پیدائش نار سموم سے اور ملائکہ کی پیدائش نور سے ہو اور مین کہتا ہون کہ بیضاوی رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ ظاہر اجنون کی پیدائش فقط آگ سے نہین ہو بلکہ آگ کا جزو انپر غالب ہو یعنے جیسے آدمی پر خاک کے غلبہ سے مادہ ظاہر اور آنکھون سے نظر آتا ہو اور آدمی تو آگ کو نہین دیکھتا تو جن بھی نظر نہین آتے مگر اس صورت مین کہ وہ مثل بگولہ کے اپنا دوسرا جزو خاکی وغیرہ ظاہر اور آتشی پوشیدہ کرلین تو شکل عالی ہیولانی نظر آویگی - اور جب یہ معلوم ہو گیا تو جنون کی غذا اور آواز اشعار دیڑھنا پڑھانا اور انمین سے مسلمانون کا عاجزی کے لباس خاکی مین بشکل آدمی نماز پڑھتے ظاہر ہونا اور بعضے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملنا اور مانند اسکے جو حالات انکے احادیث و آثار و روایات معتبرہ مین ثابت ہوئے ہین سب کی توجیہ بلا تکلف ظاہر ہو لیکن یہ واضح رہے کہ اللہ تعالی نے ہر ایک آدمی کے ساتھ ملائکہ پیدا کیے ہین اور قطعی ثابت ہوا ہو کہ ملائکہ سے کوئی خلقت مقابلہ نہین کر سکتی ہو پس انتظام عالم جس خالق قادر قیوم کے قبضۂ قدرت مین ہو اس سے ہر ایک مخلوق اُسکے قہر مین مقہور اور اپنے حال مین مجبور ہو جیسے کسی ملک کے شیرون کو یہ قدرت نہین ہو کہ لاکھون جنگل سے نکلکر جمع ہو کر تمام آدمیون کو ہلاک کر ڈالین اور جسقدر قطعی دلائل قدرت اوپر کی آیات مین ظاہر و مدلل مذکور ہوئے ہین کسی کو مجال کلام نہین دیتے ہین - اور نار سموم وہ ہوائے سخت گرم جسکو لُون یا لوہ وغیرہ کہتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو مار ڈالتی ہو - عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سموم جو چلتی ہو یعنے لون کی ہوا یہ اس سموم کا جس سے جان پیدا ہوئی ہین ستر جزو کا ایک جزو ہو - ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آگ کی لپٹ سے جان پیدا ہوئے ہین خطیب رحمہ اللہ تعالے نے ذکر کیا کہ ابو صالح نے کہا کہ سموم وہ آگ ہو کہ اسمین دھوان نہین ہو اس سے صواعق پیدا ہوتے ہین اور آسمان و حجاب کے درمیان صاعقہ رہتے ہین جب اللہ تعالے کوئی امر پیدا فرماتا ہو تو حجاب بھاڑ کر آواز سے گرتی ہین معالم سے بھی یہ خلاصہ ماخوذ ہو - اس مقام پر علوم بہت کثیر ہین اور جو شخص بیوقوفی سے سرسری خیال و نظر کرے وہ فہم سے محروم ہو اور جس نے دلائل و آیات و عقلیات پر نگاہ کی وہ تقریر کے اشارات سے عجائبات پر حاوی ہوگا واللہ تعالے ہو الموفق **ف** فی العرائس قولہ تعالے ولقد علمنا المستقدمین منکم الآیہ واضح ہو کہ مختلف اوقات مین اولیاء کے دلون پر واردات غیبی کا ظہور ہوتا ہو مثلاً زمانہ طفولیت مین ابراہیم و یوسف و عیسے و یحیے علیہم السلام پر اور کمال شباب مین موسے و داؤد و محمد صلے اللہ علیہ وعلیہم وسلم پر اور مثلاً ازل مین ظہور خطاب و کشف حجاب جسکا اتصال تا ظہور رہا یا بعد حجاب کے ایقان و ایمان سے انکشاف ہوا اور جیسے وہ عارف جنکو جذبات نے مقدم کر لیا اور وہ عارف جو سلوک سے مقام پر پہونچے اور جیسے دوسری اقسام تو یہ ایک راہ سے مقدم اور وہ ایک کمال سے موخر ہین انا بجملہ متقدم بولایت و متاخر بطاعت ہین یا متقدم بصفت

جذب از جانب قدس ومتاخر بطلب ارادت بتوفیق از جانب اصل ہین یا تقدم جو محبت وشوق سے طالب رضوان ومتاخر بخیال بحظوظ لذات نعیم جنان ہین یا متقدم عالی ہمت ومتاخر صاحبان معصیت ہین اور واضح ہو کہ اشارات سے ہو کہ استقدام انھین کو ہو جو ارادت صادقہ رکھتے ہین کہ جب طاعت کو بلائے گئے تو صفائی قلب ونورانیت سے فوراً حاضر ہوئے اور مستاخروہ ہین کہ شدت جذب وشوق سے زیر بار ہو کر از خود رفتہ ہین جیسے بہلول وسعدون وحمدون ونوری وشبلی وحصری وہشام بن عبدون الشیرازی وعلی بن سہل بغدادی ومانند انکے جو جذبات حق مین مستغرق تھے - ابن عطاء رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ بعضے قلوب کی ہمت بلند ہوتی ہو کہ دنیا ومافیہا بلکہ تمام عالم ماسوائے حق تعالے آخرت ہو یا ولے سب سے نظر دور رکھتے ہین کسی سے دامن آلودہ نہین ہوتے اور بعضے ایسے ہین کہ انکی نظر ایک دم کو بھی اکوان وحدثان سے جدا نہین ہوتی ہو اور برابر کسی کون وفساد سے لوث رکھتے ہین - شیخ نہرجوری رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ علم الٰہی دونون قسم کو محیط ہو جو سرعت کے ساتھ اسکی طاعت کی طرف راغب ہین اور جو پریشانی وکسل کے ساتھ اسکے حکم کو اٹھاتے ہین - شیخ استاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اہل معرفت اپنی ہمتون سے پیش قدم ہین اور اہل عبادت اپنی رغبت سے اور اہل توبہ اپنی ندامت سے آگے ہین اور انکے مقابل اقوام لیسیتی مین درجہ بدرجہ ہین پس مقابل عبادت کے اہل معصیت ہین اور مقابل اہل معرفت کے کافر ہین جو خسائس پر ہمت مقصور کیے ہوئے اپنی رضامندی وہمت سے خوار ہین اور بعضون نے کہا کہ مستقدمین ایسے بندے ہین جو عزم کے ساتھ شرعی احکام مین ادلے واحسن اختیار کرتے ہین اور مستاخرین وہ ہین جو رخصت واباحت مین گرفتار ہین قال المترجم یہ تفسیر گویا دوسری آیت سے ماخوذ ہو یعنے قولہ تعالے اولئک یسارعون فی الخیرات وہم لہا سابقون یعنی یہ کہ ایسے کامل یقین وعزم بالجزم والے وہی نیکیون مین جلدی کرنے اور انمین سبقت لیجانے والے ہین مترجم کہتا ہو کہ اس تفسیر کی لطافت باجمال وتفصیل دونون طرح پوشیدہ نہین ہو بلکہ لائق ہو کہ ظاہری تفسیر مین بھی اس آیت سے استمداد لیجاوے اور وہ احسن التفاسیر ہوگی واللہ سبحانہ وتعالے اعلم قولہ ولقد خلقنا الانسان الآیہ - واضح ہو کہ حق سبحانہ تعالے ازل مین اپنے کمالات شان لطف وقہر سے موصوف تھا اور دونون کی تاثیرات تجلی بعین قدم بجانب عدم ظہور مین آئین پس تجلی لطف کے انوار سے عدم سے خاک وپانی کو پیدا فرما کر جسم انسانی کے لیے اصل کر دیا اور تجلی قہر کے آثار سے آگ پیدا کر کے اسکو مو الیدجن وجان کے واسطے اصل کیا پھر خاک وپانی سے آدم کو پیدا کیا اور انکی تمام معیشت بھی انھین دونون سے انواع عجیبہ کے پیرایہ مین ظاہر فرمائین اور یہ تجلی نو لطفی ہو اور جن والبیس کو آگ سے پیدا کیا اور وہ تاثیر تجلی قہری ہو اسی جہت سے ان دونون مین مخالفت ذاتی واقع ہوئی جیسے آگ وپانی مین بہت محسوس ہو ولیکن سبقت لطف ورحمت کی غضب پر ہونے سے تقدم خاک وپانی کو ہوا پھر آگ کو غضب سے بنایا اسی واسطے جو فوق آدمی بھی البیس کے ساتھ ہین اپنے محل یعنے آگ کے عذاب کے سوائے ٹھکانا نہین پاسکتے ہین اور بندون کا تقدم ہو کر پھر انکے عذاب کی چیز یعنے آگ کا تاخر انکے بعد ہوا اور سبقت رحمت کی غضب پر منصوص ہو تو انکے ظہورات مین بھی یہی ترتیب ظاہر ہو لہذا تقدم خاک وآب کا آگ پر صاف معلوم ہو گیا اور وجہ عداوت بھی اور یہ کہ ظہور حضرت آدم علیہ السلام مع اولاد صالحین ودیگر ذریات کے ظہور رحمت ہین اور یہ کہ ظہور البیس مع ذریات اپنی کے ظہور قہری ہو - واضح ہو کہ جب حق تعالے عزوجل نے خلق انسان چاہی تو سپید موتی پیدا کر کے اسپر جمیع صفات ذات سے تجلی فرمائی کہ صولت کبریا جل شانہ سے وہ آب زلال نورانی جلالی وجمالی ہوگیا اور جامع برکات تجلی ذات وصفات کے ساتھ متلاطم ہوا اور پانی پر اپنے نفس کا جھین لایا اور یہی جھین طین ہو جس سے حق تعالے عزوجل حکیم قادر علیم جل شانہ نے زمین پیدا کی اور یہ پانی گرد زمین کے پھر کر اسکے اندر بھی ساری ہوا پھر اس سے جسم آدم پیدا فرمایا یہی مٹی لزبچ ایس پانی کے اثر سے تھی اور پانی آثار تجلی سے جو عظمت کی تھی منجذب ہوا کہ خلقت آدم از صلصال حماءٍ مسنون ہوئی

پس جب خلقت آدم کو چاہا تو اسکے پانی ومٹی پر تجلی قدم وبقار سے خمیر فرمایا اور انھین دونون تجلیات قدرت سے کنایہ ہاتھون سے فرمایا
بقولہ خلقت بیدی یعنے قدم وبقا پس چالیس صبح رہا کہ ہر صبح انھین سے کشف ہزار صفت تھی کہ چالیس ہزار صفت کے کشف سے تخمیر رہی
اور طینت آدم وصورت کو مساقط انوار تجلی صفات فرمایا۔ اقول یہان سے تکمیلی حالات کمالیہ مین چالیس سن نبوت یا اعزار اسلام چالیس عدد
وغیرہ سے استیناس ہے کہ بعد شہادات آثار وانوار توفیق سے تحقیق ہوسکتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم پھر جب صورت کی تکمیل ہوگئی تو درمیان عرش وکرسی کے اسکو
آخرت کے اسی ہزار برس ڈالدیا اور انواع کمالات سے تجلیات بے پایان اسکو تربیت فرمایا۔ یہانتک نظر اس جسم حضرت آدمؑ پر ہے اور روح آدم کو خلق و
صورت آدم وتمام عالم سے پہلے آخرت کے دو لاکھ سال قبل سے پیدا فرمایا تھا اور یہ بیان حدیث سے ماخوذ ہے اور خلقت روح آدم کی تاثیر تجلی ذات سے تھی
اور تجلی جمیع صفات سے اسکی بھی تکمیل فرمائی اور اسکو حجلۂ غیب الغیب او راسکے غیب مین مخفی فرمایا اور نظر ملائکہ سے بھی پوشیدہ رکھا پھر طینت آدم کو لباس غیرت سے
ملبوس کیا مگر ملائکہ نے بعدم معرفت سے اسکو حقیر دیکھا اور اس صورت کی جلالت قدر سے واقف نہوئے لیکن بمقتضائے جبلت نورانیت اسکے ساتھ کسی لوث کینہ
وحسد وغیرہ ومآثم کی گنجائش انمین نہ تھی بخلاف ابلیس کے کہ اس نے اندھے پن سے اسیر تکبر وتفاخر کیا پھر جب خالق عزوجل نے ظہور صنعت
عجیبہ کو چاہا تو بحکم نفخت فیہ من روحی۔ پردہ غیب سے اسکو اس جسم مین نفخ فرمایا اور یہ نفخہ پاک منزہ ہے ایسی سانس سے جو حادث کے خیال مین
آوے پس بقدرت وارادت آلٰہیہ یہ صورت جامع اوصاف ادب سے کھڑی ہوئی اور ملک بقا کے تخت عزت پر متمکن ہوئی اور درمیان
جن وملائکہ کے عدل وقوام ومجمع انعام سے پسند ومختار فرمائی گئی اور اسکو لیاقت قرب ووصال وکشف جمال وجلال وعلم وکمال سب عطا
ہوئی پس ملائکہ پر بھی اسکا فضل روشن ہوگیا کیونکہ ملائکہ کا وجود بامر واحد ہوا اور خلقت آدم باین تجلیات ذات وصفات ہوا۔ مترجم
کہتا ہے کہ حدیث مین ہے کہ ملائکہ نے استدعا کی کہ ہم سب بندے تیری تسبیح وتہلیل کرتے ہین اور طاعت کے سوائے ہمارا کام نہین ہے ملک آخرت
ہمارے لیے کردیا جاوے اور آدمیون کے لیے ملک زمین ودنیا کیجاوے تو حکم ہوا کہ آدم کے ساتھ جسکو مین نے اپنی دست قدرت سے
بنایا مین نہین برابر کرونگا اسکو جسکی پیدائش مین نے امر کن سے فرمائی ہے اصل حدیث مشکوۃ مین ہے۔ شیخ نے لکھا کہ اس سے ظاہر ہے کہ بڑا فرق ہے
درمیان ملائکہ وآدم کے اور بعض نے کہا کہ دونون مین سے ایک کا ایجاد حکم کن سے اور دوسرے کا اظہار بدست قدرت از صلصال حمأ مسنون
ہے تو دونون کی قیمتون کا اندازہ کرنا چاہیے۔ شیخ استاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ آدمیون کی نسبت خاکی بیان کردی کہ کبھی انکو نفسی غرور
نہو بلکہ اصلاح تربیت پر مشکور رہون اور قربت کے نور سے معمور ہون۔ مترجم کہتا ہے کہ اکثر کتب تفسیر مین اس مقام پر لکھا گیا کہ سیاق آیات سے
مقصود اظہار فضیلت حضرت آدم علیہ السلام ہے اور مین کہتا ہون کہ آدمی کو ان آیات سے اپنی خلقت مین اللہ تعالے کی عجائب قدرت
دیکھنے کی تعلیم ہے کہ وہ اپنے روزانہ تجربہ سے بھی اپنے جسم کو خاکی ترکیب سے پاتا ہے اور ہر ملک کی خاک اور وہان کا پانی اسی کے جسم سے موافقت
کرتا ہے جو وہین کے مردہ ہین اور ہر ایک قطعہ کی مختلف پیداوار سے مختلف آدمیون کو اسکی خاک وپانی کی موافقت سے نفع ہوتا ہے اور یہ
تمام پیداوار درحقیقت اسی خاک کے طرح طرح کے ظہورات ہین اور آخر جسم مع اپنی غذاے لطیف وکثیف کے سب خاک ہے اور باقی کمال
روحی ہے جو اس جسم کے ساتھ ہوتا ہے اور بعد جسم کے پھر کوئی کمال روح کو ملنا ممکن نہین ہے چنانچہ شیخ علاء الدولہ سمنانی رحمہ اللہ تعالے کا قول ہے
کہ بعد موت کے علم وغیرہ نہین ہوتا اور شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے خلاف کیا اور کہا کہ ہوتا ہے اور قولہ تعالے بدا لہم من اللہ ما لم یکونوا
یحتسبون سے استدلال کیا کہ یہ ظہور انکے واسطے علم مزید ہے اور حق یہ ہے کہ شیخ علاء الدولہ رضی اللہ عنہ کا قول صواب ہے اگر مقصود یہ ہے کہ
روح کو نفع ہوتا ہے کیونکہ اگر بعد موت کے بندہ کو حصول یقین وعلم کافی ہوتا تو ہر کافر جو نزع کے وقت حق بات سے آگاہ ہو جاتا ہے قبر مین

منکرین کو جواب صحیح دیتا اور صریح حدیث مین ہی کہ اسی حالت پر مبعوث ہوگا جسپر مرا ہی اور اگر مقصود یہ ہی کہ ظہور حق و باطل وہان عیان ہوگا تو اسمین کچھ شک نہین ہی مگر کافر کو شلا اس سے کچھ حصول نہین ہی۔ الحاصل آدمی اپنے نفس کی معرفت سے اپنے رب تبارک و تعالیٰ کو پہچانتا ہی اور اسکو صاف یہ بات عیان ہو جاتی ہی کہ شیطان دائمی دشمنی کے کیا معنے ہین حتے کہ دنیا مین آدمی کا دشمن کوئی آدمی اسقدر نہین ہو سکتا جسقدر شیطان اسکا دشمن ہی پھر علاوہ ذاتی مخالفت کے قدرت سے جو واقعہ ظہور مین آیا وہ فعلی عداوت ہی اور ملائکہ کی دوستی ظاہر ہی

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرمایا ہی

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝

اور جب کہا تیرے رب نے ملائکہ سے کہ مین پیدا کرنے والا ہون ایک بشر کو صلصال سے جو حما مسنون سے ہو

فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ

پھر جب مین اسکو پورا کر کے اسمین پھونکون اپنی بنائی روح کو تو تم گر پڑنا اسکے لیے سجدہ کرتے سو سجدہ کیا ملائکہ نے کل کے کل

اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝ قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا

سب نے سوائے ابلیس کے جسنے نمانا اس حکم کو کہ ہووے ساجدون کے ساتھ فرمایا کہ او ابلیس تجھے کیا تھا کہ تو

تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝

نہووے سجدہ کرنیوالون کے ساتھ عرض کیا کہ مین تو ایسا نہین ہون کہ سجدہ کرون ایسے بشر کو جسے تو نے پیدا کیا ہی صلصال سے جو حما مسنون سے ہو

تو۔ اور نصیحت حقیقی و تذکرہ جامع علوم دنیاوی و اخروی بیان کر دے ای محمد کہ۔ اِذْ قَالَ رَبُّكَ۔ جب کہا تیرے پروردگار نے یعنی جس نے آدم و تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہی اس نے کہا۔ لِلْمَلٰٓئِكَةِ فرشتون سے کہ۔ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مین پیدا کرنے والا ہون ایک بشر۔ مِّنْ صَلْصَالٍ کھنکھناتی مٹی سے۔ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ جو سیاہ کہگل سے ہوگی۔ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ پھر جب مین اسکو پورا کرون یعنے جس قدرت و حکمت سے اسکو بنانا چاہا ہی جب اعتدال و حکمت کے ساتھ اسکو پورا کرون وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ اور پھونکون اسمین اپنی روح سے۔ فَقَعُوْا تو گر پڑو۔ لَهٗ سٰجِدِیْنَ اسکے لیے سجدہ کرتے ہوئے شیخ ابو السعود رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ نفخ روح ایک تمثیل ہی یعنے نہ وہان پھونک تھی اور نہ کوئی ایسی چیز جسمین پھونکا جاوے بلکہ اللہ تعالے نے ایک جسم قابل حیات مین حیات پیدا کرنے کو اس مثال سے بیان فرمایا یعنے جب اس پتلے کی استعداد پوری ہو جاوے اور مین اسمین روح کو جو میرے حکم سے ایک چیز جدا ہی اسمین فائض کرون تو تم اسکے لیے سجدے مین گر پڑنا۔ نیشاپوری رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ تمام امت کا اتفاق ہی کہ من روحی مین اپنی طرف نسبت کرنا آدم کی بزرگی و تکریم کے لیے ہی اور دوسری آیت مین روح کی حقیقت اسی قدر بتلائی کہ الروح من امر ربی روح میرے رب کے امر سے ہی یعنی امر کے لیے سبحانہ تعالے ہی جیسے حضرت عیسے علیہ السلام کو فرمایا کہ روح منہ یعنی اللہ تعالی کی طرف سے روح تھا یعنے اللہ تعالے کی مخلوقات مین سے ایک چیز روح ہی کہ عام آدمی اتنا علم نہین رکھتے جو اس سے آگاہ ہون۔ پھر ملائکہ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اہل الحق کہتے ہین کہ آدم سے ظہور شان اسکے سبحانہ تعالے کا تھا پس ملائکہ نے اسکو سجدہ کیا۔ بعض علما نے کہا کہ آدم بطور قبلہ کے تھے اور ملائکہ نے انکی طرف کو اللہ تعالے کو سجدہ کیا۔ شیخ سیوطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہ سجدہ بطریق تحیت سلام کے جھککر تھا اور سر ٹیک کر نہ تھا اور بعضون نے کہا کہ نہین سر ٹیک کر تھا اور اسمین شک نہین کہ یہ سجدہ عبادت نہ تھا۔ اور واضح ہو کہ حدیث

مین آیا ہی کہ آدم کو حکم ہوا کہ اس گروہ ملائکہ کو سلام کرے انھون نے جواب مین وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا تو تعلیم ہوئی کہ یہی تیری اولاد
کی باہمی تحیت ہی کما فے السنن۔ اور مترجم کہتا ہی کہ یہان اس قسم کی گفتگو ایک قیاسی بات ہی کیونکہ ملائکہ کی اصلی حالت کو قیاس کرکے سرناک
تجویز کرکے تب کہا جاوے کہ انکا سجدہ بھی سر ٹیک کر ہوتا ہی پس بہتر یہ ہی کہ اسقدر جان لیا جاوے کہ جو سجدہ اللہ تعالے کے واسطے مخصوص ہی
وہ نہ تھا باقی کچھ تردد نہین کہ ملائکہ کو حکم ہوا کہ اسکو سجدہ کرو۔ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ پس سجدہ کیا ملائکہ نے کل نے
سب کے سب نے۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ ظاہرا یہودیون کی روایت سے ابن جریر رحمہ اللہ تعالے نے یہان بعض سلف سے
نقل کیا کہ اول ملائکہ نے انکار کیا تو انکو اللہ تعالے نے خاک کردیا پھر دوسرے پیدا کیے انھون نے فورًا سجدہ کیا۔ اہل اسلام کے نزدیک
بنص قرآنی ملائکہ نورانی ہین جو حکم ہوتا ہی بلا درنگ بجالاتے ہین پس یہ روایت یہودیون کی نادانی ہی بلکہ جن ملائکہ کو حکم تھا انھون نے فورًا بغیر
تاخیر کے سجدہ کیا۔ اسی وجہ سے جس عبادت کا حکم ہوا اسکو فورًا ادا کرنا عمدہ ہی جیسے حدیث مین ہی کہ کسی نے پوچھا کہ کون عبادت افضل ہی فرمایا
کہ نماز کے اول وقت مین نماز ادا کرنا۔ واضح ہو کہ عشاء کی تاخیر تہائی رات تک دوسری وجہ سے مستحب ہی اور تمام کلام فقہ مین ہی۔ مبرد نے
کہا کہ کلہم سے معلوم ہوا کہ کوئی نہین چھوٹا اور اجمعون سے سب نے یکبارگی سجدہ کیا۔ بعض نے کہا کہ اجمعون تاکید کے بعد تاکید ہی۔ زجاج
رحمہ اللہ تعالے نے اسی کو ترجیح دی۔ نیشاپوری رحمہ اللہ تعالے نے کہا کیونکہ اجمعون باوجود معرفہ کے حال ہوتا تو اجمعین بنصب ہوتا اور یہی
کرخی نے اختیار کیا بعضے مفسرین نے لکھا کہ سب سے اول اسرافیل نے سجدہ کیا تو اُسکو کرامت عطا ہوئی۔ مگر ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ یکبارگی
سجدہ واقع ہوا غرضکہ سب ملائکہ نے سجدہ کیا کوئی باقی نہین رہا۔ اِلَّآ اِبْلِيْسَ سوائے ابلیس کے۔ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ
اس نے انکار کیا اس بات سے کہ ہوجاوے سجدہ کرنے والون کے ساتھ۔ یعنے اللہ تعالے نے اس بشر کو سجدہ کرنے کا حکم جنکو دیا تھا اس حکم
بجالانے مین اللہ تعالے کی فرمانبرداری کا سجدہ ہوا ایس سجدہ کرنے والون کے لیے بھی فضیلت درجات تھی جنھون نے مانا اور ابلیس نے یہ
ثواب نہ لیا کہ سجدہ کرنے والون کے ساتھ ہوجاوے۔ اسی مین ایک اشارہ ہی کہ وہ ملائکہ مین سے نہ تھا بلکہ اُنکے ساتھ عبادت کرتا تھا۔ اور دوسری
آیت مین بھی تصریح ہی کہ کان من الجن ففسق عن امر ربہ۔ یعنے وہ ابلیس تھا جنون مین سے سو اپنے پروردگار کا حکم بجالانے سے باہر ہوا۔
ابوالسعود رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہان استثناء درست ہونا دو طرح سے ہی ایک یہ کہ ابلیس جنون مین سے تھا ولیکن وہ تنہا ہزارون
ملائکہ کے بیچ مین تھا تو انھین مین شمار ہوکر مستثنے کیا گیا اور دوسرے یہ کہ ملائکہ کی ایک قسم جن کہلاتی ہی جنکی اولاد بھی ہوتی ہو وہ اس قسم مین سے ہو۔
مترجم کہتا ہی اگر یہ ثابت ہو تو شاید اس قسم کے ملائکہ بالکل فرمانبردار نہونگے اور قرآن پاک مین جو ملائکہ کے بارہ مین آیا کہ لا یعصون اللہ
ما امرہم۔ وہ اللہ تعالے کے حکم کی نافرمانی نہین کرتے۔ تو یہ نورانی ملائکہ کی شان ہوگی ولیکن اعتقاد یہی ہی کہ ملائکہ خلقت نورانی ہی جو نافرمانی
کرنے کا مادہ نہین رکھتے جیسے انکو تھکاوٹ وغیرہ نہین ہوتی ہی۔ اسی واسطے شیخ سیوطی رحمہ اللہ تعالے ودیگر محققین نے کہا کہ یہان حرف الا
بمعنے لکن ہی اور یہ فصیح زبان عرب مین معروف ہی تو معنے یہ ہین کہ ملائکہ تو سب نے سجدہ کیا ولیکن ابلیس جسکو ملائکہ کے شمول مین سجدہ کا حکم ہوا تھا
اس نے ازراہ تکبر واپنے آپ کو بڑا سمجھنے اور آدم پر حسد کرنے کے سجدہ نہ کیا۔ درحقیقت اس نے آدم پر حسد نہ کیا بلکہ اللہ تعالے کے
حکم کو نہ دیکھا کیونکہ اللہ تعالے کا حکم سب سے بزرگ ہی تو اس حکم کی تابعداری اسپر فرض تھی۔ چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ
فرمایا کہ اے ابلیس۔ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ تجھے کیا ہوا کہ تو نہو سجدہ کرنے والون کے ساتھ۔ یعنے ملائکہ کے ساتھ
باوجودیکہ تجھے ملائکہ کی فرمانبرداری وتقرب بجناب باری وبزرگی معلوم ہوچکی ہی۔ قَالَ لَمْ اَكُنْ بولا کہ مجھے نہین چاہیے یا میرے لائق نہین ہی

لّا سْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ مین سجدہ کرون ایک بشر کو جسے تو نے پیدا کیا ہی کھنکھناتی مٹی سے جو خشک گارے سی ہو گئی ہو یعنے یہ مادہ تو بہت ردی ہی اور میرا مادہ آتش جو ہر شریف ہی اور نیز بشر ایک جسم کثیف ہی جسکا بشرہ ہمیشہ نظر آتا ہی اور وہ ایک جسم لطیف ہر شکل بنجانے کے قابل ہی کما قال الکرخی اور خلاصہ یہ ہی کہ اپنے کو عمدہ و آدم کو بدتر قرار دیکر اُسکے لیے اپنا سجدہ کرنا کسی لائق نہ جانا چنانچہ دوسری جگہ مصرح ہی کہ انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین۔ مین اس سے بہتر ہون مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا اور اسکو گارہ مٹی سے بنایا۔ یہ قیاس اس نے اپنی رائے سے بنایا اور حقیقت حال سے ناواقفی کا کچھ خوف نہ کیا باوجود اسکے اللہ تعالے کے حکم کی طرف اسکا خیال نہوا کہ اگر فرض کر لیا جاوے کہ جسم بشری سے جسم ابلیس اچھا سہی تو سجدہ کرنا اسپر نہ تھا بلکہ حکم اللہ تعالے کی تعظیم تھی وہ بسر و چشم بجا لانا فرض تھا۔ اسی سے علماء نے کہا کہ اگر کوئی کہے کہ اگر سُور کے حلال ہونے اور اُسکی بزرگداشت سمجھنے کا حکم نازل ہو تو بھی مین اسکو پلید و خوار جانون تو کافر ہو جانے کا خوف ہی کیونکہ یہ احکام تو اللہ تعالے کی فرمانبرداری ہی یہی معنی بندگی و عبودیت کے ہین پس اگر شراب حرام کر دی تو بسر و چشم اسکو حرام جانتے ہین اور اگر یہود کے برخلاف اونٹ کا گوشت حلال کیا تو بسم اللہ حلال ہی۔ علماء نے کہا کہ اس نے اقرار کیا کہ تو نے مجھے و اسکو پیدا کیا اور مجھے فخر ہی ورنہ ظاہر از یادہ مواخذہ مین پڑتا۔ **مترجم** کہتا ہی کہ ہمارے علماء نے کہا کہ دنیا مین گمراہ فرقہ جس بات کو صریح اپنے اوپر لازم کرے یا وہ بات صریح لازم ظاہر ہو حالانکہ وہ کفر ہو تو کافر ہو گا ورنہ اگر کسی گمراہ فرقہ کے اعتقاد سے کوئی بات کفر کی بدلیل لازم آتی ہو تو اس سے تکفیر نہو گی جیسے مثلاً بعض شیعہ فرقہ بعضے صحابہ کی راہ سے منکر ہین حالانکہ اس صحابی کا طریقہ عین تعلیم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھی تو شریعت و طریقۂ نبوی سے انکار ہوا پس کفر ہوا لیکن شیعی نے طریقہ رسول صلعم سے انکار کا التزام نہین کیا اسوجہ سے تکفیر نہو گی بخلاف اسکے اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحبت سے منکر ہو تو کافر کیونکہ وہ لازم ظاہر و صریح ہی اور خلاصہ مطلب یہ ہی کہ اس آیت سے نکلا کہ شیطان کا سجدہ نہ کرنا انکار حکم الٰہی تھا کہ وہ بیجا واقع ہوا ہی پس کفر ہو گیا اور فقط سجدہ نہ کرنا گناہ تھا۔ اسی طرح نماز ترک کرنا گناہ ہی لیکن اگر دل مین حکم الٰہی کی طرف کوئی بات کفر کی ہو تو باطن مین کافر ہو گا

ف فی العرائس قولہ تعالے و اذ قال ربک للملائکۃ انی خالق الآیہ پہلے سے انکو یہ خبر اس فائدہ سے دیدی کہ ملکوت اصغر انپر ظاہر کیا جاویگا تاکہ اس سے ملکوت اکبر مشاہدہ کرین تاکہ اسمین عجائب صنعت و قدرت و آیات جمال و جلال دیکھین کیونکہ آدم ایک آئینہ حق تھے جسمین آیات الٰہی کا مشاہدہ تھا پس امتحان اور اُنکے نفوس کا اضمحلال تھا پس آیات مشاہدہ دیکھکر اُسکے لیے خضوع مین آوین ؎ پرتو روے ترا درخلوتم دید آفتاب ✦ می رود چون سایہ ہر دم برلب بامم ہنوز۔ قولہ فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی الآیہ۔ یہ اظہار و اعلام ہی کہ شرافت آدم کو اسی وجہ سے تھی کہ انکا تسویہ فرمایا اور نفخ روح فرمائی۔ **مترجم** کہتا ہی کہ ملائکہ نے آدم سے اپنا شرف چاہا تھا تو حکم ہوا کہ جسکو مین نے دست قدرت سے بنایا اسکو اُنکے برابر نہ کرونگا جنکو کُن سے پیدا کر دیا چنانچہ کچھ پہلے یہ حدیث مین لکھ چکا ہون۔ شیخ نے کہا کہ شرف آدم بشان الٰہی وظہور صفات تھا اور تسویہ وہ جامع انوار تجلیات ہوتا تھا جس سے تمام مخلوقات کے لیے قبلہ الٰہی ہو گئے پس معائنہ قدرت و عجائب لطف کے وقت انکو سجدہ کا حکم دیا۔ **شیخ ابو عثمان** رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اسمین اشارہ ہی کہ جب خصوصیت آدم کی ظاہر کر دی کہ وہ مخلوق بدست قدرت کاملہ ہی برخلاف سائر مخلوقات کے اور اسمین نفخ روح کی ایک شان خاص ہی تو وہان کسی دوسری مخلوق کو مجادلہ کرنے کی گنجائش نہین ہی اور ہر ایک کو چاہیے کہ شان الٰہی سبحانہ تعالے کے حکم کی فرمانبرداری کرے اور اسکو سجدہ کرے۔ شیخ واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب آدم مین روح پھونکی گئی تو روح کی معرفت یون ہی کہ حق تعالے جل شانہ خود علیم خبیر ہی اور اسکا علم حضرت تبارک و تعالے کو ہی پس جبکہ ملائکہ کو اُسکی صورت ظاہری جسم کی حجاب ہوئی اور جمال روحی نہ دیکھ سکے اور جو کچھ اللہ تعالے نے اسمین عجائب صنعت عزت و

جلال وشان جمیع صفات سے رکھی تھین باوجودیکہ اسکو صغیر کردیا تھا اگرچہ تسویہ اسکا اپنی شان پر تھا انھون نے نہ دیکھا اور مشاہدہ عین جبروت وملکوت اسمین حاصل نہوا اور آئینہ ناسوت مین حقائق لاہوت نظر نہ آیا تو انھون نے پہلے عرض کیا کہ۔ اتجعل فیہا من یفسد فیہا یعنی زمین مین تو ایسے کو خلیفہ فرما دیگا جو اسمین فساد مچادے ولیکن ملائکہ نے یہ عرض بطریق اعتراض نہین کی تھی بلکہ نیک نیت سے عرض کی تو حق عزوجل کو انپر رحم آیا اور حجاب غیرت کو چہرہ آدم سے اٹھا دیا تاکہ ملائکہ کو اسکا مرتبہ ظاہر ہو پس انھون نے آدم مین انوار اسماء وصفات کے دیکھے اور روشنی سبحات ذات کی اسکے چہرہ سے پائی اور نور شعلے نور اسمین دیکھا اور ربوبیت کی شان کا اسپر لباس نظر آیا پس انکی عقلین گم ہوگئین بسبب صولت جلال کے اور جمال سے انکے قلوب مائل ہوئے تو انھون نے اسرار سے واقف ہوکر کمال محبت وشدت شوق سے اسکے لیے سجدہ کیا۔ قولہ فسجد الملائکہ کلہم اجمعون۔ جو نور حق انکو آدم سے نظر آیا در حقیقت ملائکہ نے اسی نور حق کے لیے سجدہ کیا تھا نہ آدم کے واسطے بلکہ اس نور ازلی وابدی کے لیے بلکہ محض ازلی وابدی کے لیے جو بدباطن کجدل وغلط کار ونا ہنجار لوگون کے اشارہ ووہم وقیاس وغیرہ اوہام سے پاک منزہ ہی اس مقام کو سمجھنے والا سمجھتا ہی اور جو کوئی ملائکہ کو قیاس مین نہین لاسکتا ہی وہ اس سے زیادہ بلند پروازی کہان کرسکتا ہی۔ پھر جو کچھ ملائکہ نے دیکھا اسکو ابلیس نے نہ پایا کیونکہ وہ درحقیقت عالم قہر مین سے تھا پس عالم جمال سے وہ قطعی محجوب کردیا گیا تھا لہذا فرمایا قولہ الا ابلیس ابی ان یکون مع الساجدین۔ اور اگر ابلیس اسکو اس شان حقیقی سے دیکھتا تو اسکے واسطے ہزار بار سجدہ کرتا۔ بعضے مشائخ نے کہا کہ ابتدا مین ملائکہ نے آدم کی شکل وہیئات دیکھی اور جو روح کی اضافت اپنی جانب حضرت رب تبارک وتعالے نے فرمائی ہی اسکو نہین دیکھا اور جو خصائص فرمائے تھے کہ مین نے اسکو پیدا کیا اور قبضۂ قدرت سے مین نے اسکو مستوی کیا اور یہ کہ اسکو اسماء کی تعلیم دی تھی اور غیب پر اسکو مطلع کیا تھا یہ کچھ انمین ظاہر اثر نہ کرنے پایا تھا کہ انھون نے سوال کیا پس جب حق سبحانہ تعالے نے ان خصائص کو ظاہر کردیا تو اسکے لیے سجدہ مین گر پڑے۔ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ روح آدم مین اور دیگر اشیاء مین فرق یہ ہی کہ مخصوص آدم مین تسویہ خلقت ہی یعنے قولہ فاذا سویتہ الخ اور تخصیص اضافت ہی یعنے ونفخت فیہ من روحی۔ پس اسکو قرب اسکے ومعرفت حاصل ہی اور اسکو اپنے حکم سے سرفرازی دی اور مرجع ہکا اللہ تعالیٰ جلشانہٗ کی طرف ہی اور بیان اشارہ وعبارت سب عاجز ہین اور یہ سب اسی وجہ سے ہی کہ حق تعالے نے اسکو ذلت قہری نہین دی بلکہ عزت فخری عطا فرمائی ہی اسکا نطق بصفت اسکے ہی اور تعقل باشارہ حق ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ اس مقام پر فقط آدم کی خصوصیت محل غور ہی کہ شاید انکی ذریات مین سے جو کافر ہین انمین قلوب نہین ہین پس انکا تعلق علم اسکے جل شانہ مین ہی کہ آدم سے کیا نسبت رکھتے ہین اور ایک حدیث مین ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی بائین جانب کی سیاہ روحون کو جو پیدا نہین ہوئی ہین دیکھکر روتے ہین اور دائین جانب سپیدون کو دیکھکر ہنستے ہین۔ شیخ ابو عثمان رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اللہ تعالے عزوجل نے ملائکہ کی آنکھین کھول دین انھون نے خصائص آدم کو دیکھ لیا اور ابلیس کی آنکھ اندھی رہی اسی واسطے ملائکہ نے عذر کیا اور انکے برخلاف ابلیس نے جھگڑا کیا۔ وقال انا خیر منہ الآیہ۔ شیخ ابو الحسین رح نے کہا کہ ملائکہ نے روح اور اس اختصاص کو جو اللہ تعالے نے حضرت آدم علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا معائنہ کرکے حکم آلہی کی فرمانبرداری مین آدم کو سجدہ کیا اور ابلیس نے انکار وتکبر کیا اور وہ تو فرمانبرداری وعبادت کی حالت مین بھی ایسا ہی بلکہ اس سے بدتر تھا کیونکہ اس نے کبھی اللہ تعالے کی عبادت نہین کی بلکہ اپنے نفس وہوائے نفسانی کے عبادت ہی مین مستغرق تھا۔ مترجم کہتا ہی کہ نادان آدمی بظاہر اس کلام مین جھگڑا کریگا کہ پھر اللہ تعالے نے اسکو یہ منزلت کیونکر عطا فرمائی تھی کہ ملائکہ کے درمیان رہا کرے بلکہ انکا معلم ہوا اور جو لوگ کہ علم رکھتے ہین وہ اس کلام کو تحقیق وصحیح جانتے ہین اور اسی کی نظیر بلعم باعورا تھا جسکو اسم اعظم عطا ہوا تھا اور یہ ظاہر ہی کہ جو شخص ازلی

کافر ہوا اسکو قلب نہین ملتا بلکہ افئدتہم ہواء کے معنے قلب خالی ہوتا ہی اور جو شخص واصل ہوجاوے پھر جاہل ہونا اسکا تصور مین نہین آسکتا ہی اور یہ ممکن ہی کہ آدمی اپنے آپ کو مومن یا واصل سمجھے مگر واقعی نہو اور جب واقعی معرفت نہوئی تو عبادت اسی چیز کی ہوگی جسکو وہ حاصل رکھتا ہی اور اسکا حاصل فقط نفس وہوائے خیالی کی تصویر ہی پس بالضرور اُس نے اللہ تعالے جل شانہ کی عبادت نہ کی مگر یہ زیادہ بدتر ہوا کہ اُس نے غیر کی عبادت کی اور زیادہ بدتر ہوا کہ غیر کو اُس نے خدا بنایا اور منجملہ فوائد کے اس مقام پر چند فوائد ضروری ہین از انجملہ یہ کہ ہر حال مین بندہ کو چاہیے کہ رب تبارک وتعالے ارحم الراحمین سے راہ مستقیم و وصول مطلوب تحقیقی کی ہدایت چاہیے اور کثرت قولہ اہدنا الصراط المستقیم اور اسکے بعد صراط الذین انعمت علیہم الآیہ کی عظمت ظاہر ہوگئی - اگرچہ جو شخص حقیقی وصول کو پہونچا اُسکے لیے بھی یہ دعا فرض ہی کیونکہ منزلت بے انتہا ہی اور یہ ہنوز اسکی ابتدا مین ہی - از انجملہ یہ کہ کرامت پر مغرور نہو بلکہ عبودیت کی راہ واخلاص پر ثابت قدم ہونا البتہ فضل عظیم ہی اور ظاہری خرق عادت دلیل کرامت جب ہی ہی کہ وہ بندہ راہ حق پر مستقیم ہو - از انجملہ عالم جو مسند تعلیم پر متمکن ہوا اسکو اپنے نفس پر خوف کرنا چاہیے کہ کہین شیطان کے مانند استدراج مین نہو اور حدیث مین آیا ہی کہ اللہ تعالے اس دین کو مرد فاجر سے قوت دیتا ہی اور دوسری حدیث مین ہی کہ اللہ تعالے اس دین مین لوگون کو نفع ایسے شخص سے دیتا ہی جسکے واسطے خود کچھ حصہ نہین ہی - از انجملہ عبودیت فقط امر حق سبحانہ تعالے کی فرمانبرداری ہی اس نظر سے کہ اللہ تعالے کا حکم ہوتے کہ تمام طاعات جو اس نظر سے نہون اگرچہ فقط اسی کا سجدہ ہو خالص نہین اور جو اُسکے حکم کی بندگی ہو اگرچہ غیر کو سجدہ کا حکم دیوے وہ اسی کی بندگی اور اسی کا سجدہ ہی اور سابق مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی تفسیر مین تحت قولہ فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی الآیہ اشارات بیان ہوچکے ہین کہ اوتعالے جلشانہ کی بارگاہ مقدس مخلوقات کی فرمانبرداری ونافرمانی سب سے پاک ہی کیونکہ مخلوق جب اپنی ذات سے حادث ہی تو اُسکے افعال واعمال کیسے ہی صالح ہون حادث کے حادث اور اللہ تعالے کے پیدا کیے ہوئے ہیں انکو ذات قدیم مستغنی اعلے از قیاس وگمان ووہم تک کیا مناسبت ولگاؤ ہی اور جس سمجھدار نے یہ مقام سمجھ لیا اسکو یہان آدم کو سجدہ کرنے مین کچھ بھی خلجان نہین ہی از انجملہ مذموم سخت یہ ہی کہ آدمی ضعیف بے بنیاد تکبر کرے یا احکام آلہیہ مین چاہے کہ ہر ایک بات کی کُنہ حقیقت دریافت کرنے کے بعد مانے اور جو بات اُسکی عقل مین نہ آوے اس سے بد اعتقاد ہو یہ سب بدتر حالات ہین اور اُنکی بُرائی و مذمت بالکل بدیہی ہی اسلیے کہ اس محسوس مخلوق مین جسپر آدمی کو بزرگی دی گئی ہی ہزارون چیزین موجود ہین کہ انکی کُنہ حقیقت سے آدمی کی عقل بالکل بے بہرہ ہی بلکہ اسکے جسم مین خود ایسی چیزین ہین کہ وہ اپنی ذات سے یقینی وقوف نہین رکھتا ہی تو پھر تمام جہالت ہوئی کہ وہ اللہ تعالے کے ہر حکم پر کُنہ حقیقت سے آگاہی کا دعوے کرے - یہان اور بھی علوم ضروری ہین کہ انکو غور سے سمجھ لینا چاہیے واللہ تعالے ہو الولی الہادی - پھر شیخ رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ جب ابلیس نے اپنی جہالت و بدبختی سے سجدہ نہ کیا تو اللہ تعالے نے مقدر مشیت اسپر جاری فرمایا اور اسپر حجت قائم فرمائی بقولہ قال یا ابلیس مالک ان لاتکون مع الساجدین - اسکے اشارات مین سے ہی کہ جو شخص دعوے کرے وہ جاہل بدکردار ہی کیونکہ ابلیس کو دعوی معرفت وعبودیت وکمال علمی تھا باوجود اسکے حضرت آدم علیہ السلام کے خصائص وظہور صنائع حق سبحانہ تعالے اسکو معلوم نہوئے اور سب دعوے مین وہ جاہل ثابت ہوا کیونکہ معرفت کے دعوے پر لازم تھا کہ عبودیت معبود سبحانہ تعالے کا ظہور بوصف ربوبیت مشاہدہ کرے کہ جملہ مظاہر مین ظاہر ظہور خالق عزوجل ہی اور یہی ہین معنی قولہ تعالے اللہ نور السموات والارض الآیہ اور تاویل بوجہ نافہمی عوام کے ہی اور دعوی علم مین کاذب اسلیے کہ امر الٰہیہ سے وراء امر کے اسرار ظہور و لباس قدرت مشاہدہ علمی لازم تھا مع ان اسرار کے جو اس خاک مین فضل وکمال کے مخفی و مستتر فرمائے تھے اور یہان سے ظاہر ہوا کہ جو کوئی ایسے علم کا دعوے کرے کہ اسرار الٰہی اُسکے احکام ومخلوقات کے اسپر تحقیقی واضح ہوگئے

یا اسکے امکان مین ہین تو وہ مثل ابلیس کے برگشتہ ہوگا اور صحیح ہو کہ اللہ تعالے اپنے بندون مین سے جسکو چاہتا ہو علم دیدیتا ہو اور دعوی عبودیت مین اُسکا کاذب ہونا تو صاف ظاہر ہو کہ حکم کی فرمانبرداری مین اُس نے کسقدر جہالت سے اپنی خواری کمائی تھی اور اپنی فضیلت کے دعوی مین کمال جہل سے نص صریح کے مقابلہ مین قیاس کیا پھر اس سے زیادہ تر اسکے جواب مین یہ امر ہو کہ حضرت بارگاہ کبریا عزوجل مین اُس نے اپنی خودی و تکبر کو بیان کیا کما قال تعالے لم اکن لاسجد لبشر خلقتہ من صلصال الآیہ شیخ رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ اس ملعون نے غلط دعوے کیا تھا کہ وہ خلوص کے ساتھ بندگی کرتا ہو اور قدیم عزوجل کو حادث سے پاک منزہ وحدانیت کے ساتھ جانتا ہو وہ جاہل جانتا تھا کہ عبودیت خالصہ یہی ہو کہ رکوع و سجدہ کی صورت پیدا ہو جاوے اور یہ نہین جانا کہ اللہ تعالے کے حکم کی فرمانبرداری کرنا جسطریقہ سے اُس نے حکم فرمایا ہو یہی عبودیت ہو اور اگر وہ جنیو ڈالنے کا حکم فرما دے تو اسکا حکم بطوع و رغبت بجالا وے اور ہزار زنار کمر پر باندھے اور پروانہ وار اسی کے حکم کے گرد پھرے جو اسکا حکم ہو اور اپنی مراد و خوشی سے بالکل سروکار نہ رکھنا عشق کی شان ہو اور جب محبوب کے حکم مین چون و چرا ہو تو وہ خود پسند گمراہ ہو کاش اُس نے آدم مین مشاہدہ ملائکہ پایا ہوتا۔ کیونکہ آدم مثل کعبہ کے قبلہ ظاہر تھے اور سجدہ نہین واقع ہوتا مگر مشاہد ربوبیت مین کیونکہ سجدہ کے لائق سوائے اللہ تعالے کے کوئی چیز نہین ہو اور مقام امر مقام امتحان ہو اور ابلیس ملعون نے زعم کیا کہ مین توحید مین زیادہ مستحکم ہون کہ مین نے غیر کو سجدہ نکیا حالانکہ وہان غیر نہ تھا کیونکہ نظر عین الجمع مین وہ وہی تھا اور اگر اسکی نگاہ صحیح ہوتی تو وسائط پر نہ پڑتی کیونکہ عین الجمع مین دلیل و مدلول درحقیقت واحد ہین اگرچہ بلحاظ رسوم کے ایک نہین ہین یعنے ممکن و مخلوق و حادث تو کبھی قدیم نہین ہوسکتا لیکن نظر تو عین توحید پر ہو پھر یہ چیزین جو محض عبارت ہین کیونکر آمین سوائے اسکے کہ توحید نہین تھی اور وہ ملعون اپنی جہالت سے اپنے کو مقام توحید کا عارف سمجھا اور درحقیقت عین الجمع سے جاہل تھا اور یہ بھی اسکی غلطی تھی کہ معرفت توحید تو یہی ہو کہ قدیم کو حادث سے الگ و فرد صمد وحدہ لاشریک یقین کرے مگر اس شان سے الگ کرنا کہ وحدت وغیرہ انہین سے کسی چیز کو اُس پاک جل شانہ سے لگاؤ ہو اسی مقام مین بعضے عارفین قدس سرہ نے فرمایا کہ اگر مثلاً زید کو اللہ تعالے جل شانہ کی مخلوق دیکھکر کہے کہ یہ وہ نہین ہو تو اسمین کچھ شک نہین کہ زید حادث مخلوق ہو مگر اس شخص نے حق تعالے کے ساتھ اشارہ سے امتیاز و تفرید کی اور وہان اشارہ کو بھی گنجائش نہین ہو پس اُس نے شرک کیا اور شیخ رحمہ اللہ تعالی نے لکھا کہ ابلیس ملعون کی نظر تو آدم پر تھی اور ایک نظر اپنی ذات پر تھی تو دو نظرین اسیر حجاب تھین اور اگر عارف ہوتا تو غیر کی نظر ہی نہوتی اور اسیر وہ دعوے کرتا تھا اور یہ دعوے عین نظر اپنے اوپر تھی جو بالکل حجاب ہو پھر اللہ تعالے کی معرفت کا دعوے برعکس تھا کہ وہ معرفت کے کسی درجہ تک بھی نہین پہونچا تھا اور یہ نہین دیکھتے کہ اگر کچھ بھی محل تحقیق مین ہوتا تو کسی حادث کی خدمت کے لیے اسکو حکم ہوتا وہ تو مبتدی بھی نہ تھا بلکہ وہ ارادت کے ابتدائی درجہ مین بھی نہ تھا کیونکہ اگر ہوتا تو حضرت آدم علیہ السلام کے قدمون کی خاک اپنی آنکھون مین سرمہ کرتا اور اسکو مفرح یاقوت و قند سے زیادہ بلکہ بے قیاس نعمت سے زیادہ لذیذ پاکر کھا لیتا کیونکہ مرید اپنے مقتدی کی محبت مین والہ و شیدا ہوتا ہو ولیکن اسکو کیا نفع ہوتا کہ وہ مرید نہین تھا بلکہ مَرِید تھا یعنے سرکش متکبر گمراہ تھا کیونکہ اپنی رائے پر نازان و اپنی عبادت و معرفت مین اپنے نفس کو اچھا دیکھنے والا تھا پس اُس نے اپنے مقتدی سے انکار کیا اور نظر حق سے مطرود اور مردود ابدی ہوگیا اور ہم اللہ تعالے سے پناہ مانگتے ہین ہر گمراہی اور اُسکے غضب سے اور مترجم کہتا ہو کہ اللہ تعالی اپنے فضل سے اور اپنے نیک بندون کی برکت سے مجھ گنہگار کو بھی شیخ رح کی دعا مین داخل کرکے ہر گمراہی سے پناہ عطا فرما وے اور حقیقی مرضی ایمان پر میرا خاتمہ بخیر کردے آمین یا ارحم الراحمین شیخ رح نے لکھا کہ شیطان کی جہالت تھی کہ اندھا ہوکر اُسنے تکبر و غرور و ریا و ضلالت سے تمام قدرت و قبولیت الٰہی جل شانہ کو نہ پہچانا اور مکان قرب سے دور اور وادی طرد و لعن

مین سرگردان ابدی ہوگیا وقد حکم اللہ تعالےٰ جل جلالہ

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝ قَالَ رَبِّ

فرمایا کہ تب تو نکل یہان سے کہ تو پھٹکارا ہوا ہی اور تجپر لعنت ہی تا روز قیامت بولا کہ اے میرے رب

فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ۝ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝

تو مجھے مہلت دے اُس دن تک کہ وہ قبرون سے اُٹھائے جاوینگے فرمایا کہ تو مہلت دیے ہوے لوگون سے ہی وقت معلوم یعنے قیامت کے دن تک

قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝

بولا کہ اے میرے رب قسم ہی مجھے تیرے ہی گمراہ کردینے کی مجکو کہ ضرور مین زینت دونگا انکے لیے زمین مین اور ضرور مین گمراہ کردونگا انکو سب کو

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝ قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ۝ إِنَّ عِبَادِي

سوائے تیرے بندون کے انمین سے جنکو تو نے خلاص کردیا ہی فرمایا کہ یہ راہ ہی مجپر ٹھیک سیدھی بے شک جو میرے بندے ہین

لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ۝ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ

نہین تجکو انپر کچھ قابو ولیکن انپر جو تیری فرمانبرداری کرین بھٹکے ہوے اور البتہ جہنم ان کی وعدہ گاہ ہی

أَجْمَعِينَ ۝ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ ۝

سب کے سب کے لیے جہنم کے سات دروازے ہین ہر دروازے کے لیے انمین کا ایک حصہ بانٹا ہوا ہی

ع ۱۹ / ۳

قَالَ۔ یعنی جب ابلیس نے فرمان الٰہی کے مقابلہ مین اپنی رائے سے نافرمانی کو ٹھیک سمجھا اور تکبر کا جواب دیا تو اللہ تعالےٰ نے حکم فرمایا کہ فَاخْرُجْ مِنْهَا پس تو نکل یہان سے بعض نے کہا یعنے جنت سے اور بعض نے کہا کہ آسمان سے اور بعض نے کہا جماعت ملائکہ سے۔ اور ظاہر کلام شیخ سیوطی رح کا یہ ہی کہ جنت سے نکل کیونکہ قلنا اہبطوا بعضکم لبعض عدو۔ مین آسمان سے اخراج متعین ہی کیونکہ آسمان بحکم قولہ حفظناہا من کل شیطان۔ محفوظ ہی پس شاید کہ اول مین شیطان کو جنت سے نکالا پھر شیطان کو آدم و ذریات کے ساتھ آسمان سے زمین کو اُتارا اور بہتر یہ ہی کہ ان مقامات مین جو بات منصوص ہی اسی قدر پر اختصار کیا جاوے اور وہ عام آدمیون کی سمجھ کے لائق ہی اور اس سے زیادہ اس وجہ سے دشوار ہوجاتی ہی کہ عقل تو جسم کی خواہشون مین مکدر و آلودہ ہورہی ہی اور روح صاف ظاہر نہین ہی اور اس ملک کا قیاس یہان ہو نہین سکتا اور چونکہ بعضے لوگ نادانی سے زمین کی چیزون پر قیاس کرتے ہین تو بہک جاتے ہین۔ رجیم کے معنے قاموس مین ہین کہ لعنت و شتم و مطرود کرنا و مہجور کرنا پس قولہ۔ فَإِنَّكَ رَجِيمٌ کیونکہ تو رجیم یعنے مرجوم ہی اسمین یہ سب معنی متحقق ہین کیونکہ رجم پتھرون سے مارنا شیطان کے حق مین شہاب ہین اور پھٹکار وہان سے نکالی جانے سے اور مہجوری اُسکے حق مین ظاہر ہی اور لعنت اس کلام سے کہ۔ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ اور یوم الدین یوم جزا ہی یعنی روز قیامت جسمین ہر کردار کا بدلا اُسکے کمانے والے کو ملیگا۔ اور حاصل یہ کہ اللہ تعالےٰ نے ابلیس کو اسکے تکبر و نافرمانی و بے ادبی پر مرجوم و ملعون کردیا اور ایسے ملعون کو وہان رہنے کا شرف نہین ہوسکتا تو حکم دیا کہ یہان سے خارج ہو۔ واضح ہو کہ مقام حج نمونہ قرب ہی اور رمی الجمار مقام منی مین شیطان کے مرجوم یعنے سنگسار ہونے پر دلیل ہی اور بندہ مومن بنام پاک اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ اکبر اللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز الحکیم شیطان کو رجم کرتا ہی اور خالی لاحول سے بھی شیطان کا دور ہونا حدیث صحیح سے ثابت ہی اور واضح ہو کہ جملہ عبادات مین شرط یہ ہی خلوص دل و عاجزی کے ساتھ اپنے رب عزیز حکیم سے چاہے کہ اسی کے حول و قوت سے شیطان مجھ سے دور ہو۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالےٰ سے

مروی ہو کہ جب اللہ تعالےٰ نے ابلیس کو ملعون کر دیا تو ملائکہ کی صورت سے اسکی صورت بگڑ گئی اور وہ ایسی آواز سے رویا جیسے عورتین منھ ڈھانپ کر رونے والیان روتی ہین پس دنیا مین جو رونا ایسا پایا جاوے قیامت تک وہ اسی کے رونے مین سے ہی - رواہ ابن ابی حاتم امام غزالی وغیرہ محققین علما نے تحقیق کر دی کہ شیطان پر اللہ تعالےٰ کی لعنت قیامت تک تحقق ہو ولیکن ہم لوگون پر لازم نہین کہ اسپر لعنت کریں بلکہ یہ فعل اچھا نہین ہی اور جب شیطان پر لعنت کرنا اچھا نہین حالانکہ اسپر اللہ تعالےٰ کی لعنت معلوم ہی تو کسی دوسرے پر لعنت کرنا بڑا خطرہ ہی کیونکہ اگر وہ لعنت کے قابل نہوا یا انجام مین وہ ایمان پر مرنے والا ہی تو واقعی ملعون نہوا تو وہ لعنت خود لعنت کرنے والے پر لوٹنے سے یہ تباہ ہو جائیگا اور حدیث مین گناہ سے بچنے کی تاکید کے لیے آپ نے عام طور پر بدون کسی شخص کو خاص کرنے کے البتہ کہا ہی جیسے لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائہم مساجد - یعنے اللہ تعالےٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انھون نے اپنے انبیاء کی قبرون کو مسجد بنا لیا - کیونکہ جو کوئی یہودی یا نصرانی مریگا وہ قطعی جہنمی ہوگا - اور واضح ہو کہ یہ لعنت جو آیت مین ہی اپنی رحمت سے بالکل دور کر دینا ہی اور کبھی عرب لوگ لعنت اسکے سوائے دوسرے معنے مین بولتے ہین جیسے میرے پاس سے دور ہو تو یہ بھی اچھا نہین مگر وہ اس حکم مین داخل نہین ہی - پھر جاننا چاہیے کہ آیت مین لعنت کی انتہاء روز قیامت مذکور ہی تو بعض علماء نے کہا کہ اس سے یہ لازم نہین کہ اسکے بعد نہو اور بعض نے کہا کہ روز قیامت تک تو لعنت اسکے واسطے بطور اعمال بد کے ہوگی اور بعد اسکے سزائے لعنت یعنے سخت عذاب مین گرفتار ہوگا - بعض نے کہا کہ جب شیطان کے لیے یہ حکم ہوا کہ تا قیامت تجھپر لعنت ہی تو شاید اس نے سمجھا کہ وہ قیامت تک زندہ چھوڑا جائیگا پس اُسنے درخواست کی چنانچہ آیت مین ہی کہ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي بولا کہ اے میرے رب تو پھر مجھے مہلت دے یعنے موت نہ دے - إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ اس دن تک کہ آدم و انکی ذریات اٹھائے جاوینگے - گویا اُس نے اپنے لیے دائمی زندگی مانگی اس لیے کہ دوسری بار صور پھونکے جانے پر اُٹھائے جاوینگے پھر اسکے بعد موت نہین ہی - مگر بیضاوی مین ہی کہ اس نے اس درخواست مین دو باتین چاہین ایک یہ کہ اسکو اغواء کرنے کے واسطے وقت وسیع ملے اور دوسرے یہ کہ بعث کے وقت تک نجات ملے کیونکہ بعد وقت بعث کے موت نہین ہی مگر اول درخواست منظور فرمائی گئی اور دوسری منظور نہین ہوئی - چنانچہ فرمایا - قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ یعنی تجھے مہلت ہی تا روز وقت معلوم - بعض علماء نے کہا کہ وقت معلوم سے مراد قرب بعث کا وقت ہی کہ اسوقت شیطان مر جاویگا - اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ وہ پہلا نفخہ ہی جب اول صور پھونکا جاویگا کہ اسمین ابلیس بھی مر جاویگا اور دونون نفخہ صور مین چالیس سال کا فرق ہوگا - دوسرے نفخہ پر پھر سب زندہ اُٹھائے جاوینگے - بعض علماء نے کہا کہ اس نے یہ نہین چاہا کہ اسکو موت نہو بلکہ چاہا کہ اسکے عذاب مین قیامت تک تاخیر دیجاوے - اور وقت معلوم سے بعض نے کہا کہ یعنے قیامت ہی - بہرحال وقت معلوم اس لیے کہا کہ اسکا علم صرف اللہ تعالےٰ ہی کو ہی کوئی اور نہین جانتا - البتہ اسکے علامات احادیث صحیحہ مین مذکور ہین اور اس زمانہ مین سب علامات سوائے چند کے پائے جاتے ہین اور بڑی علامت کہ دنیا ظلم و جور سے بھر جاویگی اس نظر سے کہ بڑا ظلم اللہ تعالےٰ سے کفر و شرک ہی اسوقت صریح موجود ہی اور انشاء اللہ تعالےٰ علامات دیگر جو صریح معجزات ہین جیسے مسلمانون کا کافرون مین ملجانا اور تمام روے زمین پر نصرانیون کا غلبہ و کثرت ہونا وغیرہ دوسرے مقام پر مفصل بیان کرینگے - پھر واضح ہو کہ شیطان کی درخواست قبول ہونا اسکے لیے کرامت نہین ہی بلکہ درحقیقت اسکے واسطے شدت عذاب و ذخیرہ بد اعمالی ہی اور حکمت و مشیت اللہ سبحانہ تعالےٰ کے موافق ہی اور واضح ہو کہ کافر کی دعا قبول ہونے مین علماء نے کہا لقولہ ما دعاء الکافرین الا فی ضلال - نہین دعاء کافرون کی مگر بھٹک مین - یعنی قبول نہین ہوتی - اور حق یہ ہی

کہ اس کلام کے معنے تو یہ ہین کہ کافر جس جانب پکارتا چلاتا ہو وہ گمراہی ہو اور جو دعا کرتا ہو وہ گمراہی مین ہو کیونکہ جب اس نے راہ مستقیم واعتقاد صحیح نہین پایا تو جو چاہیگا وہ گمراہی مین ہوگا پس کافر کی دعا قبول ہوتی ہو لیکن اگر اُس نے دنیا کی آسائش و فراغت چاہی تو زیادہ گمراہی کے واسطے اور اگر دوسرا جنم اچھا مانگا تو وہ اور بھی گمراہی ہو بہر حال وہ سوائے گمراہی کے کچھ نہین مانگیگا مگر یہ ممکن ہو کہ دنیا دی دولت اُسکو دیجاوے اور جیسے شیطان کو زندگی دراز دیدی گئی ۔جب مطمئن ہوا تو اُس نے دوسرا حسد آدم سے ظاہر کیا۔ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ بولا او رب قسم مجھے تیری مجھے اغوار کرنے کی ۔یعنی مین قسم کھاتا ہون تیرے اس فعل کی کہ تو نے مجھے غوی و گمراہ کردیا۔ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ البتہ مین زینت دونگا اولاد آدم کے لیے زمین مین یعنے آدم خود تو برگزیدہ پیغمبر ہو مگر جو اُسکی اولاد مین سے ہونگی کہ جب تک دنیاوی زندگی مین رہینگے اُنکی نظرون مین گمراہی کو مزین کرونگا چنانچہ دیکھو کہ دنیا مین ایک قسم کے لوگ ہین کہ رنڈیون کا ناچ دیکھنا و دیگر افاحش انکی نظرون مین بہت اچھے معلوم ہوتے ہین اور دوسری قسم والے جو شیطان کے تزین سے بچگئے ہین اُسکو نہایت ناگوار و بیہودہ فحش سمجھتے ہین اور شیطان کا دالون سب پر ہو سوائے انکے جنکو وہ اللہ تعالے کی بندگی مین مستقیم جانتا ہو چنانچہ آیت مین ہو۔ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اور ضرور ان سب کو اغوار کردونگا۔ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۔سوائے تیرے بندون کے انمین سے جنکو تو نے اخلاص کے ساتھ جدا کر دیا ہو یعنے وہ لوگ اپنے ہر کام مین سوائے تیرے کسی شرک کو اور ریا کو اور نفس کے خطرات وغیرہ کو دخل نہین دیتے ہین۔ اُس نے جان لیا کہ ایسے مخلص بندون مین اسکا وسوسہ کچھ کام نہ کریگا۔ آثار مین آیا ہو کہ جب زمانہ بابرکت حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم تھا تو گروہ شیاطین پریشان ہوکر اُسکے پاس واپس جاتے اور کہتے کہ عجب بندے ہین کہ ہر چند ہم کوشش کرتے ہین ہمکو کچھ نہین ملتا ہو اور ہر ایک وسوسہ مین بجائے اسکے کہ اُنسے ہم کچھ پاوین وہ اپنے رب رحیم سے بہت خیر حاصل کر لیتے ہین وہ کہتا کہ صبر کرو کہ آیندہ تمھارے قبضہ مین اُنکی مہار ہوگی پھر جب حضرات تابعین رحمہم اللہ تعالے کا زمانہ ہوا تو پھر گروہ ابلیس نے شکایت کی کہ عجب بندے ہین کہ مشکل سے ہم اُنسے کچھ پاتے ہین پھر فورًا وہ توبہ و استغفار سے اپنا پورا کر لیتے ہین اُس نے کہا کہ عنقریب ایسے ہونگے کہ تم اُنسے راضی ہوگے۔ واضح ہو کہ جو کوئی اپنے قلب کی حفاظت اور اللہ تعالے شانہ کی یاد مین کچھ دیر اپنی عمر کا حصہ صرف کرے اور دیکھے کہ کسقدر خطرات و بداعمالیان وساوس سے شیطان آتا ہو تو اسکو معلوم ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین جو اللہ تعالے نے فرمایا اِنَّہٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ بیشک رب تبارک تعالے انپر نہایت مہربان رحمت سے بخشنے والا ہو۔ یہ کسقدر عظیم نعمت و رحمت تھی۔ یہان دو مقام ہین اول یہ کہ شیطان نے ذریات آدم کا زمین مین ہونا کہان سے جانا اور جواب یہ ہو کہ اللہ تعالے نے اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً اول سے فرمادیا تھا پس حضرت آدم علیہ السلام مع اولاد کا زمین مین خلیفہ ہونا معلوم تھا۔ اور فی الارض سے معلوم ہوا کہ جب تک زندگی دنیاوی ہو اُسی قدر حصہ مین اثر شیطانی کا ظہور ہوتا ہو خواہ اسطرح کہ لوگون کی نظر مین گناہون کو اچھا مزین کرے اور گناہون مین پڑنے کا سبب ہو جاوے یا انکو دنیا کے آراستہ کرنے مین اور اسکی خواہش مین اور ایسے امور مین جس سے دنیا حاصل کرنے مین پڑ جاوین مشغول کرکے نیک کامون سے باز رکھے۔ دوم اس نے استثنار کہان سے معلوم کیا تو مانند حضرت آدم علیہ السلام کے دیگر انبیاء مع صحابہ کے نمونہ تھے اور اُس نے زمین مین اُنکا مسکن و مدفن ہونا قیامت تک معلوم کر لیا تھا اور واضح ہو کہ جو اُس نے گمراہ کرنے وغیرہ کا دعوے کیا یہ اُسکے مقہور ہونے کی علامات سے ہو ورنہ فاعل مختار درحقیقت اللہ تعالے ہو جیساکہ آیات اسمین صریح ہین اور معالم وغیرہ مین آل عمران کے قولہ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ الآیہ کے تحت مین تزئین از جانب شیطان بطریق سبب ظاہری اور تزئین از جانب باری تعالے

بطریق خلق مذکور ہو اور شیخ سیوطی رحمہ اللہ تعالے نے تفسیر درمنثور مین یہان ایک حدیث ذکر کی کہ مین راہ مستقیم کا ہادی راہ نمایندہ ہون اور واصل کر دینے کے اختیار مین سے مجھے کچھ نہین ہو اور شیطان گمراہی کی طرف بلانے و برانگیختہ کرنے والا ہو ولیکن گمراہ کر دینے کے اختیار مین سے اسکو کچھ بھی نہین ہو۔ واضح ہو کہ جن بیوقوف لوگون نے شیطان کے وجود سے فقط اسوجہ سے انکار کیا کہ وہ آنکھون سے محسوس نہین ہوتا ہو تو بالکل بے عقل ہین۔ حتے کہ بہت سی قوتین زید کے جسم مین موجود ہین جو ہمکو محسوس نہین ہوتی ہین مگر ہم عقل سے جانتے ہین کہ زید مین انکا وجود ضرور ہو۔ پھر اس مقام کی آیت سے معلوم ہوا کہ آدمی کے واسطے بعد اللہ تعالے پر یقین لانے کی ضرور ہو کہ ہر دم کے شیطانی وساوس وخطرات سے اللہ تعالے کی جانب خلوص رکھکر بچتا جاوے اور جو لوگ آدمیون مین سے شیطان کے اغوا مین شیطانی ہوگئے ہین اُنسے اور زیادہ بچنا چاہیے کیونکہ بسبب ہمجنس ہونے کے اُنکی بات پر کان دھرتا اور عقلی قوت سے نیک و بد کی تمیز نہین کرتا بلکہ ہر شخص کا کام بھی نہین ہو کہ وہ تمیز کرسکے اور راہ یہی قرار پائی ہو چنانچہ اللہ تعالے کے کلام سے واضح ہوتا ہو۔ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ اللہ تعالے نے فرمایا کہ یہ راہ ہو مجھپر سیدھی۔ بعض علما رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ ہذا کا مرجع مخلص بندون پر قابو ہونا یعنے اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے یہ بات اپنے حفاظت مین کرلی کہ بندگان حق عزوجل پر شیطان کو کچھ قابو نہوگا اور واضح ہو کہ اللہ تعالے خود ہی جانتا ہو کہ اسکے بندے کون ہین یعنے کن بندون کو اُسنے خالص کرلیا ہو اگرچہ یہ معلوم ہو کہ جو ایمان و اسلام پر ہین وہ عام طور پر اُسکے بندے ہین حتے کہ انکا خاتمہ بخیر ہو جاوے پس ابتدا مین آدمی کافر ہوتا ہو اور آخر مین ایمان پر مرتا ہو اور ابتدا مین فاسق گنہگار بدکار ہوتا ہو اور آخر مین پاک توبہ کرکے ایمان پر مرتا ہو یا ایمان پر ہوتا ہو اگرچہ اُسکے کام گناہ کے بھی ہون جبکہ اُسکے دل مین خالص یقین ہو تو یہ سب اللہ تعالے کے بندے ہین اور باقی سب شیطان کے گروہ مین شامل ہوتے ہین اور حضرت آدم علیہ السلام عالم آخرت مین اپنی بائین طرف سیاہ روحون کو جو پیدا ہونے والی ہین دیکھکر روتے ہین جیسا کہ حدیث مین ہو اسکی وجہ یہی ہو کہ یہ کافر لوگون کی روحین ہین جو اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام سے دائمی جدا ہونے والے ہین اور ہمیشہ شیطان کے ساتھ ہونگے۔ اور بعض علما نے ہذا کا مرجع مشار الیہ سابق کلام قرار دیا چنانچہ کسائی رحمہ اللہ تعالے سے روایت کیا جاتا ہو کہ یہ امر بطور تہدید و دھمکی کے ہو یعنے ہر نیکی و بدی کی جزا و سزا مین ضرور دونگا اور بعض نے کہا بعضون کا تیری گمراہی مین جانا اور کچھ بندون کا اللہ تعالے کی فرمانبرداری مین رہنا اور تیرا سب کو سوائے مخلصین کے بھٹکانا اس سب کا مرجع اللہ تعالے کی طرف ہو یہی قول مجاہد و قتادہ و حسن بصری کا ہو ذکرہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے۔ شیخ ابو السعود رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ شیطان نے دعوے کیا تھا کہ تیری مستقیم راہ پر مین بیٹھکر لوگون کو ہر طرف سے بہکاؤنگا پس ظاہر یہ ہو کہ اللہ تعالے نے اُسکو رد فرمادیا کہ جو راہ مین نے بندون کے واسطے مقرر کردی ہو وہ خالص ہو جو اسپر مستقیم رہا وہ تیرے خطر سے بیخوف کردیا گیا۔ اقول یعنے شیطان کو رد کردیا کہ تو راہ مستقیم پر نہین بیٹھ سکتا ہو اسی واسطے حدیث مین راہ مستقیم کے دائین بائین بکثرت راہین شیطان کی بیان فرمائین کہ جیسے شہوات و اسباب بے تعداد ہین ایسے ہی ہر شہوت کی جانب بلانے والے شیطان بے تعداد ہین۔ اور یہین سے کہا گیا کہ مرد نیک و بد کے واسطے عمدہ پہچان راہ مستقیم ہو حتی کہ جو کوئی راہ مستقیم پر قائم ہو وہ نیک ہو اور بدون اسکے مشتبہ ہو۔ اور یہ بھی جان رکھو کہ جو لوگ راہ مستقیم پر ہین انھین مین شیطان جھگڑے و لڑائیان ڈالتا ہو انکو ہوشیار رہنا چاہیے ورنہ جو لوگ گمراہ ہوکر اُسکے پیرو ہین ائین باہم اس راہ پر اتفاق و صلح ہو ائین ایسے جھگڑے ڈالنے کی شیطان کو خواہش نہین ہو بلکہ خلاف مقصود ہو اللہ تعالے اپنے فضل سے ہم سب کو راہ راست پر مستقیم رکھے۔ پھر اللہ تعالے نے حکم فرمادیا کہ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ بیشک میرے بندے اُنپر تجھکو کچھ قابو نہین ہو۔ اپنے بندے کہنے سے اُنکی شرافت فرمائی

اگرچہ مومن وکافر سب اسی کے بندے ہین اور نظیر اُسکی قولہ نفخت فیہ من روحی۔ اپنی روح سے یعنے اپنی پیدا کی ہوئی (پھونکی تھی) حالانکہ سب چیز اسی کی پیدا کی ہوئی ہی اور مراد یہان بندگان مخلصین ہین۔ اہل بلاغت نے کہا کہ علیہم یعنی انکے دلون پر۔ پس اس سے یہ لازم نہین کہ ان بندون کے اجسام سے گناہ نہو مگر اُنکے دل کافر نہونگے مثلاً اس گناہ کو حلال سمجھین و بے دھڑک کرین بلکہ توبہ کرلینگے۔ علمار نے کہا کہ کچھ قابو نہونا اس معنی کر ہی کہ ایسے قابو مین سے کچھ نہوگا جس سے وہ کافر و دائمی جہنمی ہون یعنی توبہ نہ کرین یا شرک وغیرہ ایسا عمل کرین جس سے ہلاک ہو جاوین پس گنہگار مومنین جنکا یقین اللہ تعالیٰ و رسول پر قطعی ہی وہ بندگان الٰہی مین شامل ہین اور وہی بھی مخلصین مین سے ہین کیونکہ اگرچہ بعضے گنہگار کچھ دنون عذاب مین پڑین لیکن ہمیشہ ابدالاباد تک عذاب مین گھر کردیے جانے والون سے اُنکو خلاصی ہی پس یقین و ایمان سب بے زوال نعمت ہی کہ مومنون پر شیطان کا کچھ قابو نہین کہ انکو ابدی جہنمی کردے۔ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ لیکن تیرا قابو اُسپر ہی جس نے تیری پیروی کی ایسے لوگون مین سے جو گمراہ ہین علمار نے کہا کہ غاوین جو ابلیس کے پیرو ہین وہ مشرک لوگ ہین اور اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت مین تصریح کردی بقولہ انما سلطانہ علی الذین یتولونہ والذین ہم بہ مشرکون۔ یعنی شیطان کا قابو فقط انھین پر ہی جو اس سے دوستی رکھتے ہین اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسکا شرک لاتے ہین۔ شیخ ابوالسعود رح نے کہا کہ اس کلام مین ایک تو مخلصین بندون کی بزرگی ظاہر فرمائی ہی اور یہ کہ شیطان کے دام اغوا سے وہ چھوٹے ہوئے ہین اور دوم یہ کہ غاوی مشرکون پر جو شیطان کا قابو ہی وہ کچھ اسوجہ سے نہین ہی کہ شیطان کو انپر حقیقی قدرت ہی بلکہ اسوجہ سے قدرت ہوئی کہ انھون نے بدبختی سے شیطان کی پیروی اختیار کی۔ واضح ہو کہ آخرت مین انحصار دو مقام پر ہی ایک جہنم اور دوسرے جنت جیسے جنت ملک کرامت و عزت ہی اسکے مقابلہ مین جہنم خارخواری و مصیبت ہی۔ پس مخلوقات بھی انھین دونون مقام کے واسطے تقسیم ہین پس نیکوکار مومنین اور نیز ایسے مومن گنہگار جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یا شفاعت شافع اکرم صلعم و دیگر صالحین سے بخشدیا وہ جنت مین چلے جاوینگے اور بعضے ایسے گنہگار مومن جنکے واسطے جہنم کی سزا تعین ہوئی تو خوب جان لینا چاہیے کہ انکا اصلی ٹھکانا جہنم نہین ہی بلکہ جنت ہی چنانچہ چند روزہ سزا کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انکو نکالکر انکو اُنکے ٹھکانے پہونچا ویگا۔ اب رہے شیاطین اور سوائے مومنین کے باقی آدمی مشرکین وغیرہ تو ان سب کا ٹھکانا جہنم ہی چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ اور بیشک جہنم انکا ٹھکانا ہی سب کا یعنی شیطان واسکے متبعین غاوین سب کا ٹھکانا جہنم ہی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ولقد ذرانا لجہنم کثیرا من الجن والانس الآیہ۔ یعنی ہمنے پیدا کیا ہی جہنم کے لیے بہت بڑے حصہ کو جن و انسان سے آخر آیت تک وہ پہلے گزرچکی وہان ان لوگون کے حالات و شناخت مذکور ہین۔ اور اسقدر یہان بیان کردینا مناسب ہی کہ اکثر اہل جہنم آخرت سے شک مین ہوتے ہین اور سوائے دنیاوی موجودہ عیش و خواہشات کے انکی سمجھ نہین رکھتے کہ آخر انجام کیا ہی اور روئے زمین کو جس نے اسقدر خراب و نیچا شالی بنایا اسی نے ایک پھول نہایت خوش رنگ سڈول پیدا کیا تو اس فناگاہ دنیا کی آرائش خلاف فطرت کا نتیجہ آخر کیا ہی۔ غرضکہ یہ لوگ گونگے بہرے اندھے ہوتے ہین۔ اور بعضے پتھرون و درختون کو پوجتے ہین جب اُنکے معبود آگ سُلگانے اور جلانے کے لائق ہین اور اُنکے عابد تو معبودون سے بدرجہا بدتر ہوئے پس یہ بالضرور جہنم کے لائق ہین پس ان سب کا ٹھکانا جہنم ہی۔ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ جہنم کے سات دروازے ہین۔ اور واضح ہو کہ سات ہونے کی حکمت اصلی بہت دقیق اور علم الٰہی مین ہی اگرچہ فوائد ظاہر ہین کہ لوگون کی کثرت سے سات کیے گئے اور منجملہ بعض حکمت کے ہی کہ اقسام و انواع جن سے جہنمی دائمی ہونے کے واسطے طبائع مجبول ہوئے ہین سات اقسام ہین۔ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ہر ایک کے لیے یہان لوگون مین سے ایک حصہ بٹا ہوا ہی (ہر دروازہ ۱۲)۔ بعض نے کہا کہ ابواب سے مراد یہان طبقات ہین یعنی تلے اوپر کی تہ چنانچہ ابن جریج نے کہا کہ دوزخ کے سات درکات ہین پہلے طبقہ کا نام جہنم ہی یعنے جو کل کا نام ہی وہی اول طبقہ کا نام ہی دوسرا طبقہ لظی تیسرا طبقہ حطمہ چوتھا سعیر پھر سقر پھر جحیم (طبقہ ۱۲)

پھر ہاویہ ہی۔ بعض نے کہا کہ کفر و شرک و گناہون کے مراتب مختلف ہین اسی جہت سے جہنم مین اُنکے منازل مختلف ہوئے۔ سراج مین خطیب نے لکھا کہ سات دروازہ ہونا اس جہت سے کہ اُسکے لوگ سات فرقہ ہونگے۔ اقول یہ تو آیت مین صریح منصوص ہی۔ پھر لکھا کہ بعضون نے سات اعضاء کی تعداد پر سات دروازے بیان کیے ہر ایک عضو کے گناہ کیواسطے ایک دروازہ اور وہ آنکھ و کان و زبان و پیٹ و فرج و ہاتھ و پانون ہین اور چونکہ نیت دلی جب نیک ہو تو انھین اعضاء سے ثواب ہوتا ہی لہذا جنت کے آٹھ دروازہ مقرر ہوئے اقول ایسی توجیہ مشکل ہی اس سے کہ کافر اپنے تمام اعضاء کے ساتھ بدکار ہو وہ تمام دروازہ پر کہان تک مقسوم ہوگا اور حق یہ ہی کہ اسکے جاننے کی ضرورت نہین ہی بلکہ ہر دروازہ سے اللہ تعالی بچاوے اور آخرت کا قیاس دنیا پر نہین ہو سکتا۔ اور حدیث مین آیا ہی کہ اتقوا السبع الموبقات۔ ڈرو ایسے سات گناہون سے کہ ہر ایک ہلاک کرنے والا ہی اور شاید کہ جو کوئی انمین سے کسی گناہ کا مرتکب ہو وہ اپنے دروازہ سے جاوے نعوذ باللہ منہا۔ حضرت علی رض سے مروی ہی کہ سات طبقات مین سے اول پھر دوم پھر سوم اسی طرح سب بھر دیے جاوینگے۔ ابن عمر رض سے اس آیت مین مرفوع روایت ہی کہ سات ابواب مین سے ایک ان لوگون کے لیے ہی جنھون نے میری امت پر تلوار کھینچی رواہ البخاری فی التاریخ و الترمذی وقال غریب۔ انس رض سے مرفوع روایت ہی کہ ہر باب کے جزو مین سے ایک جزو ایسے لوگ ہین جنھون نے اللہ تعالے کے ساتھ شرک کیا اور ایک جزو وہ ہین جنھون نے اللہ تعالے مین شک کیا اور ایک جزو جنھون نے اللہ تعالی سے غفلت کی اخرجہ الخطیب فی تاریخہ و ابن مردویہ۔ امام ابن کثیر رح کی تفسیر مین ہی کہ ہر ٹکڑا ایک دروازہ سے موافق اپنے اعمال کے داخل ہوگا اور اپنے اعمال کے موافق درکہ (طبقہ) مین قرار پکڑیگا۔ اقول اس سے اشارہ ہی کہ جہنم مین طبقات ہونا اس امر کے منافی نہین ہی کہ اسمین ابواب ہون اس لیے کہ ہر باب سے اسکے طبقہ مین جاوینگے۔ پھر ابن جریر کی روایات سے لکھا کہ حضرت علی رض نے خطبہ پڑھنے مین فرمایا کہ ابواب جہنم یون ہین یعنی طبق بر طبق ہین اور ایسا ہی عکرمہ کا قول ہی اور ضحاک نے ابن عباس سے نام درکات کے بیان کیے جیسے اوپر ابن جریج کی روایت گزری ولیکن نسخہ ابن کثیر مین بجاے ابن جریج کے ابن جریر لکھا ہی اور یون ہی اعمش سے مروی ہی۔ قتادہ رح نے کہا کہ ابواب کے اجزا واللہ انکے اعمال کے منازل ہین۔ قصہ ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن المبارک کی روایت سے یزید بن قسیط سے روایت کی کہ اگلے انبیا کی مساجد اُنکے گانون سے باہر ہوتی تھین جب کوئی نبی چاہتا کہ کسی معاملہ مین اللہ تعالے سے حکم حاصل کرے تو اپنی باہر والی مسجد مین جاتا اور وہان جسقدر اللہ تعالے نے چاہا وہ نماز پڑھتا۔ اتفاق سے ایک پیغمبر گئے تو نماز مین اُنکے اور قبلہ کے درمیان ابلیس آکر بیٹھ گیا پس پیغمبر نے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھا پھر دوبارہ ہوا غرضکہ تین بار ایسا ہی ہوا پھر ابلیس نے کہا کہ مجھے بتلادے کہ تو مجھسے کس چیز سے بچ جاتا ہی پس پیغمبر نے فرمایا کہ نہین بلکہ تو بتلا کہ آدمی پر تو کب غالب ہو جاتا ہی باہم تردید کلام ہوئی آخر پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے بندون پر تیرا قابو نہین ہی بولا کہ یہ تو مین نے تیری پیدائش سے پہلے سنا ہی پھر کہا کہ اللہ تو سمیع علیم ہی مین اس سے تیری چونک سے پناہ مانگتا ہون جب کبھی تیرا وسوسہ خلاف شرع مجھے ظاہر ہوتا ہی۔ بولا کہ تو نے سچ کہا اسی سے نجات ہوتی ہی اور کہنے لگا کہ آدمی پر جب غصہ چڑھتا ہی تو مین اُسپر غالب ہو جاتا ہون اور جب اُسپر خواہش اور شہوت غلبہ کرتی ہو تو مین اسپر غالب ہو جاتا ہون اعوذ باللہ من غلبۃ الشیطان ف فی الرائس قولہ قال فاخرج منہا فانک رجیم سنگ تھر سے سنگسار کیا گیا مکان لطف مین اور واپس کیا گیا اپنے معدن مین یعنی قہر مین کیونکہ لطف اسمین عاریت تھا۔ اور لعنت اسکے لیے تا یوم الدین قرار دی ولیکن وہ ازل مین بھی ملعون تھا اور واضح ہو کہ طاعت و معصیت کی انتہا ریوم الدین ہی پس جو غلبہ اُسکو مشرکون و کافرون پر ظہور مین دیا ہی وہ اس روز تک منقطع ہو جائیگا ولیکن اسکا ازلی مقہور ہونا جو قدیم ارادہ الٰہیہ تھا اسکے ساتھ باقی رہیگا کیونکہ اسمین انقطاع نہین ہی اور گنہگارون کی باگ اسکے قبضہ مین دینا اس طور پر ہی کہ اگر مشیت الٰہی متعلق ہو تو اُسکے ساتھ جو راہ چاہے اختیار کرے کیونکہ جیسے شیطان باوجود آتشی ہونے کے

تکبر و منکر ہوا یہ شخص غاوی باوجود خاکی ہونے کے مشرک ہوا- اور یہ اسکے حق مین زیادت قہر اور دوری ہی- کاش اگر ابلیس مردان خدا مین سے ہوتا تو وادی قہر مین بھی اسکا طالب ہوتا تو دیکھتا کہ عجائب ربوبیت سے اسکو معادن قہر سے کیا کچھ نظر آتا ہی جیسے میدان لطف سے مردان خدا پاتے ہین ولیکن مین یہ کیونکر کہتا ہون اس لیے کہ وہ تو لڑکون و لڑکیون و عورتون و ہیجڑون کے پیچھے پیچھے وہی ناکارہ و خسیس باتین کرتا پھرتا ہی جس سے اسکا جہل ظاہر ہی شیخ واسطی رحمہ نے کہا کہ کبھی وہ بعضے عبادات کو بھی مزین کر کے دکھلاتا ہی ولیکن اسپر لعنت ہر طرح مستحق ہی کہ یہان بھی فریب سے خالی نہین ہوتا ہی قولہ قال رب فانظرنی الخ یہ اسکی کمال جہالت تھی کہ اس نے جانا کہ قدر معلوم یعنی مقدر سے بھی سبقت لیجائیگا پس اسکو موت نہو گی ولیکن اللہ تعالےٰ نے اسکو رد کر دیا بقولہ الی یوم الوقت المعلوم یعنی نفخہ اولی پر تو بھی مر جائیگا جیسے سب مرینگے- اس نے چاہا تھا کہ اولاد آدم سے بعد موت کے بھی فریب کرے- پھر اس نے جناب باری تعالےٰ مین جرأت کی کما قال تعالےٰ قال رب بما اغویتنی لازینن لھم فی الارض الآیہ- یہ دعوے تکبر ہی یعنی عالم قہر مین اپنی قدرت کا دعوی کیا- یعنی قسم ہی کہ جیسے تو نے مجھے اپنے لباس سے ملبوس فرمایا ہی مین بھی اولاد آدم کو اغوا کرونگا چونکہ قدرت الٰہی سبحانہ تعالےٰ ظاہر ہی تو قدرت آلہیہ سے بدون اپنے اختیار کے یہ قدرت چاہی تاکہ اولاد آدم کی ہلاکت مین اسکو اپنی مراد پوری حاصل ہو- پھر چونکہ رحمت آلہیہ اسکے غضب پر سابق ہی تو اس نے ایک نیکی کے واسطے دس نیکیان رکھی ہین اور ایک بدی کے لیے ایک ہی بدی رکھی ہی اور ریگ کے ذرون بھر گناہون کو جس بندہ پر ہون اسکی ایک ندامت و استغفار سے کہ جب اس نے پشیمان ہو کر عزم بالجزم کر لیا کہ اب نہ کرونگا بخشدیتا ہی تو یہ سراسر رحمت ہی اور غضب الٰہی پر رحمت کو غلبہ ہی لہذا ابلیس نے جو قہر کے لباس مین ملبوس ہوا ضرور جانا کہ غضب کو غلبہ مشیت حق سبحانہ تعالےٰ نے نہین دیا ہی پس اللہ تعالےٰ کے بندگان خاص ایسے ہونگے جنکو اس نے رحمت و لطف کے واسطے اور ولایت و کرامت کے لیے سرفراز فرمایا ہی وہ بحر توحید مین غرق اور شرک سے بالکل بیزار ہونگے چنانچہ آدم علیہ السلام نمونہ ہین لہذا اس نے استثنا کیا اور کہا قولہ الا عبادک منھم المخلصین- اور یہ بھی اسنے دیکھا کہ ایسے خاص بندے قہر قدم سے باہر ہو کر لطف ابد کے میدان مین رکھے گئے ہین چنانچہ خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا- ان عبادی لیس لک علیھم سلطان- اس سے ظاہر ہی کہ ایسے بندے ملبوس با نوار قدس اور صدر نشین مجالس اُنس ہین انکو اللہ تعالی نے اپنی رحمت و لطف کے واسطے مخصوص کر دیا ہی- ولقد قال تعالی ان اللہ اصطفےٰ آدم و نوحا الآیہ- اور حدیث مین بھی آیا کہ اللہ تعالےٰ نے خلق کو تاریکی مین پیدا کیا پھر انپر اپنی طرف سے نور پاشی فرمائی سو جسکو اس نور سے ملا وہ اہتدا پر ہی اور جسکو نہین ملا وہ تاریکی ضلالت و قہر مین ہی- اور حق تعالےٰ نے فرمایا- کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور باذن ربھم یعنے یہ کتاب ہم نے تجھپر اُتاری کہ تو لوگون کو تاریکیون سے باہر لاوے نور کیجانب انکے رب کی قدرت و اجازت سے- پس ظاہر ہی کہ اہل اصطفا مین سے اس بلند مرتبہ والے ہین کہ خود برگزیدہ و اپنے سایہ عاطفت سے دوسرون کو انوار رحمت و قبولیت مین لانے والے ہین وہی ملبوس با نوار صفات و مشرف با نوار ذات ہین انکے تن و جسم تمام عبودیت مین مستغرق ہین اور انکی جان و دل کمال شوق و محبت مین ڈوبے ہوئے ہین- اور احادیث صحیحہ مانند آنکہ تم سے کسی کو اسکے اعمال داخل جنت نہ کرینگے اور نہ مجھے مگر آنکہ اللہ تعالی مجھکو اپنی رحمت مین داخل کر لے پس اللہ تعالی نے خاص بندون کو اپنی رحمت مین کر لیا ہی- اُنکی ارواح خاص ہوا ہی ہو مین اور انکے اسرار سر الغیب مین دامن حفظ و عصمت مین حی القیوم کی غیب الغیب مین محفوظ و معصوم ہین وہ ابلیس ملعون کون چیز ہی کہ انپر قابو پاوے جبکہ ابلیس کے پیدا کرنے والے و مقہور کرنے والے قاہر عزوجل نے انکو رحمت سے سرفراز فرمایا ہی- ابلیس کو صریح انسے مایوس کر کے صاف فرما دیا کہ میرے اسرار حکمت و قدرت سے تجھکو اسی قدر دیا گیا کہ تو ایسے لوگون پر مسلط ہو جو تیری طرح غاوی گمراہ جاہل مقہور ہین- ای غافل ذرا گوش ہوش سے سن لے کہ اللہ تعالی نے اپنے مخلص بندون کی یہ تعریف بتلائی کہ وہ اپنے نور اخلاص سے

ابلیس کے اغوا سے معصوم ہونگے اور یہی نور توحید ہی اور یہ نور توحید جبھی ملتا ہی کہ وحدہ لاشریک سے یاد ہے پس جب یہ کشف پایا تو جب ملعون ابلیس اپنا وسواس لاتا ہی تو اخص الخواص تک قابو نہین پاتا اور خاص الخاص کے پاس سے خوار پھرتا ہی اور خاص بندے و عام مومنون کے دلون مین جب کفر و شرک و ریا کے وسواس لاتا ہی تو نور توحید کی طرف انکی والی توبہ و استغفار اور اپنے رب کی طرف توجہ سے نور توحید سے نار ابلیس جھکر خوار ہوجاتی ہی اور وہی نور غالب و باقی رہ جاتا ہی اور غلبہ ابلیس اسلئے منقطع ہوجاتا ہی کیونکہ یہ لوگ بوجہ کرامت و رعایت ازلی کے خطرات قبول کرنے سے محفوظ ہین اور مہلک خطرہ کوئی انمین نہین رہ سکتا ہی۔ ایک شخص نے حضرت یحییٰ بن معاذ رازی سے سوال کیا کہ اللہ تعالےٰ نے کس چیز سے اپنے مخلص بندوں کو اکرام فرمایا ہی جواب دیا کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہین اور مشاہدہ پاتے ہین مترجم کہتا ہی کہ ابتدا مین بندہ اپنے رب تبارک و تعالےٰ کے بدیہی دلائل قدرت اور صدق رسالت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہی اور جو کچھ سرور عالم فخر آدم رسول حبیب مکرم محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے کتاب الٰہی سے اور احادیث سے تعلیم فرمایا اسپر دلی جزم و یقین کرتا ہی جب اس راہ پر آگیا تو ہر قدم پر انوار ہی انوار مین کیونکہ وہ تاریکی سے نور کی راہ پر آگیا تھا پس سب مشاہدہ و معائنہ ہوجاتا ہی واللہ سبحانہ تعالےٰ اعلم۔ شیخ ذوالنون مصری رحنے فرمایا کہ تمام لوگ مردہ ہین سوائے علماء کے اور علماء بھی سب سوتے ہین سوائے ان عالمون کے جو عمل کرتے ہین اور عمل کرنے والے بھی سب مغرور و فریب کھائے ہین سوائے انکے جو اخلاص سے عمل کرتے ہین اور جو اخلاص پر عمل رکھتے ہین وہ بڑے خطرہ مین ہین۔ شیخ نصرآبادی رحنے کہا کہ جو اخلاص پر آتا ہی وہ بڑے خطرہ مین ہی کیونکہ اخلاص اسکا دروازہ ہی اور جو مخلص ہوگیا وہ خطرہ کی حد سے گزر گیا اور پھر وہ اخلاص سے بھی خطرہ کرتا ہی کیونکہ اخلاص بھی خطرہ ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ شیخ ذوالنون رح کا پہلا فقرہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے کلام سے ماخوذ ہی کہ فرمایا۔ الناس موتی واہل العلم احیاء۔ یعنی لوگ سب مردے ہین اور علم والے زندہ ہین۔ پھر آنحضرت رضہ کا قول بھی کلام الٰہی سبحانہ تعالےٰ سے ماخوذ ہی لیکن عوام کو یہ بات فقط مثال معلوم ہوتی ہی اور ادراک نہین کرسکتے ہین حالانکہ درحقیقت یہی بات واقعی ہی اور ظاہر مین جاگتا وہ ہی جو سوتا نہو حالانکہ اہل العلم اسکے برعکس جانتے ہین اور یہ بھی مفہوم مشکل ہی پھر علم وہ فہم معرفت ہی جو علوم دینی ظاہری کے بعد حاصل ہوتی ہی اور وہ بغیر تفسیر و حدیث و فقہ کے ممکن نہین ہی اور جس نے فقط فقہ پر غلو کیا اور باقیون سے رکا حالانکہ فقہ سے انکی مراد یہی معروف مسائل بیع و شراء و طلاق و نکاح و وکالت و حیض و نفاس ہین تو اسنے غلطی کی وہ خود ناسمجھ ہی بلکہ لابدی و فرض واجبی ہی کہ ساتھ ہی قرآن و حدیث سے واقفیت حاصل کرے اگرچہ ظاہری اعمال جوارح کے مسائل مین ائمہ فقہ پر اعتماد کرے اور انھین اعمال کی احادیث مین جھگڑے مین نہ پڑے کیونکہ اصلی مقصود تو یقین و اخلاص حاصل کرنا ہی تاکہ اللہ تعالیٰ کے بندگان مخلصین مین اللہ تعالیٰ کے فضل سے شمار کرلیا جاوے فافہم واللہ اعلم۔ شیخ نے کہا کہ بعض نے مخلصین کے بیان مین کہا کہ ایسے بندے ہین جنکو قرب مین بلا کلفت و مشقت داخل کرلیا اور بشری اوصاف سے انکو فانی کرکے اوصاف حق سے آراستہ کیا یعنی وہ مرتبہ جو قرب النوافل کا حدیث صحیح مین آیا ہی کہ چلنا و پھرنا و جملہ افعال و اخلاق و عادات مین قدرت و قوت از جانب حق تعالےٰ اسطرح ہوتی ہی کہ خود بندہ مین اپنی ارادت نہین رہتی ہی یہی معنی انکے فانی ہونے کے ہین پس وہی ظاہری صورت و ڈھانچہ سے مخلوق کے ساتھ ہین اور ارواح و اسرار سے حق سبحانہ تعالیٰ کی حضوری مین ہین انپر خلق کا کچھ اثر نہین اور نہ جس حال مین خلق کے ساتھ ہین انکو خود خبر ہی بلکہ مسرور و متنعم عیش باقی مین ہین وہی اللہ تعالیٰ کے سچے بندے ہین انکا کچھ بھی نہین سوائے حق تعالےٰ کے اور نہ انکا کسی طرف مرجع ہی سوائے اسکے بلکہ وہ موجود حق ہی وہ حق قدیم ہی اور وہ عدم ہین وہی فانی ہین اور وہی باقی ہی قال تعالےٰ کل شیء ہالک الا وجہہ لہ الحکم والیہ ترجعون۔ قال و یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام حضرت جعفر صادق رضہ سے روایت ہی کہ فرماتے تھے کہ تمام مخلوقات باعتبار اسکے کہ اسی نے انکو پیدا کیا ہی سب عباد الرحمن و بندگان خدا

ہین اور عبادی مین خاص بندے پیدائش و معرفت دونون طرح ہین یعنی اپنی طرف تخصیص کی تو ظاہر مین کسی نادان کو شبہہ ہوتا کہ شاید مخلصین کے سواے باقی لوگ سواے اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کے بندے ہین تو آپ نے اسکے معنے بیان کر دئیے کہ تمام مخلوق کوئی ہوسکا خالق وہی اللہ تعالیٰ ہے اور اُسنے بندون مین سے دو قسم فرمائی ہین ایک کو اپنی محبت دی اور اپنی معرفت سے انکو منور کیا تو انھین کو اپنا خاص بندہ کیا اور آیت مین عبادی سے ایسے ہی بندے مراد ہین اور باقیون کو پیدا کر کے روے زمین کی رونق و آبادی و طرح طرح کے مذاہب و اقسام اقسام کے خیالات انھین دیے سواے اپنی معرفت و محبت کے پس ایسی مخلوقات اسی کی مخلوقات ہین مگر اُسکی بندگی کے لیے نہین ہین تو ایسی مخلوقات مین سے جو لوگ زمین کو آدمیون سے آباد کرنا چاہین اور زمین کی آبادی و تجارات و زراعت و تن پروری کے سامان اور عیش کے وسائل بہم پہونچانے مین اپنے ہمجنس سے فائق ہون اکثر وہی اس دنیا مین سردار کر دیے جاوینگے تاکہ روے زمین آباد رہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولو شاء ربک لآمن من فی الارض کلہم جمیعا یعنی اگر تیرا رب چاہتا تو روے زمین پر جو لوگ ہین سب ایمان لاتے یعنی اُنکی پیدائش و خصلت وانھین مادے و قوتین دینا اپنی حکمت پر رکھی ہین۔ اور فرمایا اذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیہا ویہلک الحرث والنسل واللہ لایحب الفساد یعنی ایک قسم کے آدمی کی مذمت مین کہا کہ جب تیرے پاس سے لوٹ کر روانہ ہوا تو بستی مین پھرا تاکہ اسمین خرابی پھیلادے اور برباد کرے کھیتی اور جانداروں کی نسل کاٹے اور اللہ تعہ تو فساد کو پسند نہین رکھتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو کوئی ایسی خصلت رکھتا ہو وہ بادشاہی کے قابل نہین ہے اور جب کوئی ظالم بادشاہ ہوا تو وہ اپنی بدبختی کی سزا کمانے کو اور اگر اسوقت کے لوگ بھی بدکردار ہوے تو انکی سزا دینے کو ہوا ہے فافہم واللہ تعہ اعلم۔ شیخ ابن عطار رحہ نے کہا کہ مخلص وہ بندہ ہے جو خلاص پاگیا ہو اپنی ذات پر نظر کرنے سے اور اپنے افعال کی خوبی دیکھنے سے بلکہ ہر حال مین اللہ تعہ کے ساتھ اسکا معاملہ ٹھیک ہو لیس نہ آگے بڑھے مگر اسی کے حکم و رضامندی کے لیے اور نہ پیچھے ہٹے مگر اسی واسطے۔ شیخ جعفر رحہ نے کہا کہ اللہ تعہ نے اس آیت مین اپنے مخلص بندون پر احسان عظیم ظاہر فرمایا کہ انکی نیکی و اخلاص اسی کے فضل سے ہے کہ اُسنے شیطان کو انپر قابو نہین دیا اور مخلصین کے کئے درجہ ہین ایک یہ کہ افعال مین اخلاص ہو۔ دوم قلب مین اخلاص ہو۔ سوم اسکے ظاہر و باطن دونون مین اخلاص ہوا اور چہارم اعلے مرتبہ اخلاص کا یہ ہے کہ روح اپنے لائق کدورات سے پاک اور خالص اللہ تعالےٰ ہی کے واسطے ہو جاوے تو اس حالت مین اسکو اللہ تعالےٰ کے ساتھ مرتبہ استقامت اور اسکے قرب تک رسائی ہوتی ہے یعنی جیسے انبیاء کو قرب نبوت ہے روحانی مخلص بندون کو بھی اپنے پیغمبر برحق کی اتباع مین حاصل ہوتی ہے۔ شیخ اُستاد رحہ نے فرمایا کہ جس بندے کو اللہ تعالےٰ حقائق توحید کا مشاہدہ نصیب فرماتا ہے اور وہ تمام عالم کو قبضۂ تقدیر مین پاتا ہے یعنی جسطرح حکم الٰہی ازلی ہو چکا ہے تمام عالم مین تدبیر کرنے والون کی تدبیر سے بلکہ خود تدبیر بھی اُنسے اسی طور پر جاری ہوتی اور وہی نتیجہ دیتی ہے جو حق تعالےٰ نے چاہا اور مقدر فرمایا ہے بلکہ خود کچھ نہین ہے الا افعال حق سبحانہ تعہ کہ وہ ہر شی پر قاہر اور شاہد و محیط ہے تب ایسے بندے پر سواے حق کے کسی غیر کا تصرف ہونا کچھ معنی نہین رکھتا ہے اور کہان سے غیر کا گذر ہوگا کہ سب اعتقاد عین حق ہے اسی معنی مین حسین بن منصور کے اشعار کا مضمون ہے سے کفر میرا بھی تیری پاکی ہے + عقل کی میری ہوسناکی ہے + آدمی کون کدھر ہے ابلیس + کہون قادر میری سبے باکی ہے۔ پھر حق سبحانہ تعہ نے جن بندون کو اخلاص کے درجات عالیہ اور حفظ از قہر و از شر ابلیس کے ساتھ ممتاز فرمایا انکے عالی درجات آخرت و وصول بمقامات علیہ سے آگاہ فرمایا بقولہ تعالیٰ شانہ

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۝ وَنَزَعْنَا

جو لوگ پرہیزگار ہین باغون مین ہین اور ندیون مین جاؤ اُسمین سلامتی سے خاطر جمع سے اور نکال ڈالی ہمنے

مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ○ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا

جو اُنکے جیو نہیں تھی خفگی بھائی ہوگئے تختون پر سامنے نہ پہونچیگی اُنکو وہان

نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ○ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

کچھ تکلیف اور نہ اُنکو وہان سے کوئی نکالے خبر سنادے میرے بندونکو کہ مین ہون اصل بخشنے والا مہربان

وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ○

اور یہ بھی کہ میری مار وہی دکھ کی مار ہی

اللہ تعالی جلشانہ نے اول آگاہ فرمادیا کہ بندگان حق بتو شیطان کے تسلط سے محفوظ و مکرم باکرام آلہی سجانہ ہین اور اُنکا ادنی مرتبہ یہ ہی کہ اپنے آپ کو اللہ تعالی کا بندہ قرار دین اور یہ جب ہوگا کہ اللہ تعالی اپنے رب کو پہچانین اور جب پہچانینگے کہ یہ یقین کرین کہ وہی خالق وہی مالک وہی رازق وہی علیم وہی حکیم ہو وہی اللہ لا الہ الا ھو وحدہ لا شریک ہی اُسی نے اپنے بندہ خاص محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری ہدایت کے لیے اپنا رسول فرمایا پس جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وعلی جمیع الانبیاء وآلہ وصحابہ اجمعین نے ہمکو معرفت سکھلائی وہی معرفت آلہی ہو وہی اعتقاد دل سے یقین کرے اور وہی راہ اختیار کرے اور یہ تو ایسی بات ہی کہ اُس سے انکار بالکل بیجا ہی اللہ تعالی نے دنیا کی زندگی بسر کرنے کی لذات وتدبیرات کسی سے منع نہین فرمایا بلکہ پاکیزہ عقلی حدود البتہ مقرر کردیے ہین تو کسی شخص کو ایسے رب غفور رحیم کی بے نہایت نعمتون سے مایوس نہونا چاہیے اور جب وہ کچھ نہ تھا تو اُسکو دنیاوی لذات سے بھی آگاہی نہ تھی باوجودیکہ پیٹ مین پورا بچہ بلکہ دایہ کی گود مین اچھا بڑا ہوگیا تھا ہی طرح اب آخرت سے انکار کرنا اُسکی نادانی ہی پس آخرت کے مقابلہ مین ہنوز طفل شکم یا بچہ شیر خوار ہی اُسکو لازم ہو کہ شیطان سے جسنے صریح عداوت کی اُسکو بالکل چھوڑے اور شرم کرے کہ وہ رب تبارک وتعالی کے سوائے دوسرے کے سایہ مین آنا چاہے کہ ہرگز نہ پاویگا بلکہ رب عزوجل کو رب جانے کہ شرک وکفر سے متقی ہوا اور رب تبارک وتعالے نے متقیون کے لیے دنیاوی عیش کے سوائے آخرت کے عیش وہ پیدا فرمائے ہین کہ جو خیال وقیاس سے باہر ہین لیکن سمجھدار آدمی بیان سے مقصود سمجھ لیتا ہی اگرچہ مزہ وکیفیت نہ جانے اسی طرح دنیاوی چیزین جو اسی جہان کی ہین اُنکے نظائر سمجھکر آخرت نادیدہ پر یقین کرتے ہین۔ اللہ تعالی نے فرمایا اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ البتہ بیشک سچ ہو کہ جن لوگون نے تقوی کیا وہ ہین فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ باغون ونہرون مین یعنی اُنکا ٹھکانا ایسے پاکیزہ مقامات ہین۔ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ اُنسے کہا جائیگا کہ داخل ہوا ئنین ہر طرح کی سلامتی کے ساتھ بالکل بیخوف۔ پس اُنکو وہان اللہ تعالی کا سلام ملائکہ کی تحیت پہونچیگی اور ہمیشہ سالم رہینگے اور ہر کروہ سے بیخوف اور زوال وفنا سے بیخوف ہونگے۔ جاننا چاہیے کہ متقین سے کون مراد ہین پس اعلی درجہ تو متقین کا وہ ہی جو قولہ تعالی لیس البران تولوا وجوہکم قبل المشرق والمغرب تا قولہ تعالی اولئک ہم المتقون۔ مین مذکور ہی اور اسمین ہر قسم کے نیک اعمال ہین ولیکن جبکہ یہ اعلے درجہ تقوی کا ہی تو انکے واسطے اعلی درجہ جنت کا ہوگا اور یہان کلام جنت کے اول درجہ سے ہی لہذا صحیح یہ ہی کہ یہان متقی وہ ہی جسنے شرک سے تقوی کیا کیونکہ جہنم کی ابتدا شرک سے ہی پھر جو مشرک کہ دنیا مین لوگون پر ظلم کرے اور حرامخوری وچوری وزناکاری وغیرہ کرے اسکے واسطے انتہای درجہ جہنم کا ہی اسی طرح جو شرک سے بچا وہ ابتدای جنت مین ہی پھر جب صالح اعمال کیے تو اعلی درجات ہین اور یہی تفسیر بیان جمہور صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم سے مروی ہی۔ یہان ایک عالمانہ نکتہ معلوم کرنا چاہیے کہ متقی کا وصف صادق ہونے کے لیے شرک سے پرہیز ضروری ہو کیونکہ امت کا اجماع ہی کہ شرک جہنم مین ہی اور جنت مین داخل ہونے کے لیے شرک سے پرہیز شرط ہی مگر اسکے ساتھ متقی ہونے کے لیے یہ بھی ضرور نہین کہ تمام انواع تقوی کا جامع ہو بلکہ ایک فرد سے تقوی رکھنے سے متقی ہو جائیگا جیسے ظالم ہونے کے لیے ضرور نہین کہ دنیا مین جسقدر اقسام وافراد ظلم کے ہین سب ہی کرے بلکہ ایک قسم کا ظلم کرے وہ بھی ظالم ہی اور قاتل نے اگر ایک مرتبہ بھی کسی کو قتل کیا

وہ قائل ہوگیا اسی مقام سے کہا گیا کہ مصلی وصائم اور جن چیزون کا حکم کیا گیا ہو وہ حکم ایک مرتبہ ادا کرنے سے پورا ہوتا ہو پھر اگر پھر بار جدید حکم ہوتا ہو جیسے جب نماز ظہر کا یا عصر کا پانچون وقت کا وقت آتا ہو تب ہی حکم متوجہ ہوتا ہو حافظوا علی الصلوات - مگر حج مین یہ بات نہین ہو - بالجملہ یہان متقی وہ ہو جس نے شرک سے تا موت پرہیز کیا - جنات وعیون - ظاہرا ان سب کے لیے مین یس اعلےٰ متقی اعلےٰ درجہ مین اور ادنیٰ متقی ادنے درجہ مین اور شاید کہ ہر ایک کے لیے کئی جنت ہون مانند قولہ تعالےٰ ولمن خاف مقام ربہ جنتان - مگر یہ ضرور ہو ہر واحد کو جنت و نہر ضرور ہوگی - امام رازی رح نے کبیر مین کہا کہ عیون جمع ہو شاید کہ قولہ تعالی فیہا انہار من ماء غیر اسن الآیہ کے انہار ہون یا یہ نہرین تمام منبع و نہرون کو شامل ہون - یہ حکم کہ ادخلوہا بسلام - اسکے یہ معنی ہین کہ متقین داخل ہونگے جنات وعیون مین درحالیکہ انسے کہا جائیگا اللہ تعالی کی طرف سے بواسطہ ملائکہ کے یا اللہ تعالے رحمت سے خود کلام فرما دے کہ انہین بسلام داخل ہو - اور بعض نے کہا کہ پہلی جنت مین داخل ہوکر جب ایک سے دوسری مین جانا چاہینگے تو حکم ہوگا کہ ہان داخل ہو بسلام - شاید یہ تکلف اسوجہ سے کیا کہ جب وہ جنات وعیون مین ہونگے تو پھر اُنسے داخل ہونے کو کیونکر کہا جائیگا - ضحاک رح سے مروی ہو کہ آمنین ہونگے موت سے کبھی نہین مرینگے نہ بوڑھے ہونگے نہ بیمار او رننگے بھوکے یعنے جمیع آفات ومکروہات سے سلامتی کا مقام ہو - واضح ہو کہ روایت مین آیا ہو کہ اہل ایمان جو دنیا مین از راہ ایمان کے باہم بھائی تھے ولیکن جیسے بھائی کو کبھی بھائی سے ملال ہو جاتا ہو اسطرح کے جو میل انکے دلون مین آپس مین ہو گئے تھے جب جنت کا حکم دیے جاوینگے تو جنت کے دروازہ پر انسے یہ مظالم قصاص کر لیے جاوینگے پھر انکو جنت مین داخل ہونے کا حکم دیا جائیگا - اور بعض آثار مین ہو کہ اہل جنت پہلے دروازہ جنت پر ایک نہر مین نہلائے جاوینگے پس انکے دلون سے حقد ومیل وغیرہ سب جاتا رہیگا اور یہی اثر قوی ہو چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا - وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اور نکالکر باہر کر دینگے ہم جو کچھ اُنکے دلون مین ہو غل سے - غل لغت مین کینہ وعداوت اور ناگواری وبغض وحسد وغیرہ ولیکن یہان عداوت وکینہ ادنیٰ درجہ مین شاید ہو اور یہ امر تو مومن کے واسطے لازم ہو کہ وہ ایمان کیوجہ سے مومن کو عدو نہ جانے اور اسکے ساتھ کینہ نہ رکھے ورنہ کافر ہوگا - پس ظاہر البشری غلبہ یا دنیاوی معصیت سے اسکے ساتھ کینہ ہو - مگر اعلےٰ درجہ اور ادنےٰ طبقہ والون مین تو غل فقط ناگواری ومیل ہو سکتا ہو جیسے آدمی کو اپنے فرزند یا باپ سے باوجودیکہ اُنسے محبت صادقہ رکھتا ہو کبھی کبھی ہوتا یا رہتا ہو پس اسقدر بھی اللہ تعالےٰ ان بندون مین نہین رکھیگا بلکہ پاک صاف کر کے داخل کریگا - إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِيْنَ درحالیکہ وہ بندے بھائی بھائی ہونگے جنت مین آمنے سامنے تختون پر بیٹھے ہوئے تخت کی صفت مین آیا ہو کہ جیسے صنعاء مین سے شام تک مکلل بیاقوت وجواہر ہونگے حق یہ ہو کہ جو کچھ انسان قیاس کرے اسکی حد تک ہو اور اللہ تعالی نے اس عالم آخرت پر عام اطلاع نہین دی اور خاص اطلاع والے ان عوام کو سمجھا نہین سکتے مگر وہ کچھ شان کبریائی ہو کہ آدمی کے دل پر بھی خطور نہین کر سکتی ہو - مجاہد رح نے کہا کہ آمنے سامنے کہ ایک دوسرے کی قفا نہین دیکھیگا ابن عباس رض سے زیادہ مروی ہو کہ تختون پر ملاقات کرین جب پھرینگے تو تخت خود گھوم جاوینگے اور یہ متقابل رہینگے اور یہ نہایت درجہ کا انس واکرام ہو - زید بن ابی اوفیٰ رض سے روایت ہو کہ آنحضرت صلعم ہم لوگون پر نکل آئے اور یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ اللہ تعا کے واسطے باہم محبت کرنے والے جنت مین ایک دوسرے پر نظر فرماوینگے - رواہ ابن ابی حاتم والبغوی فی تفسیرہما والطبرانی فی معجمہ - قال الامام ابن کثیر رح فی تفسیرہ - سعید بن منصور رح نے اپنی تفسیر مین کہا کہ ہمسے حدیث بیان کی ابن فضالہ نے لقمان سے اُسنے ابو امامہ رض سے کہ جنت مین کوئی مومن داخل نہوگا یہانتک کہ اللہ تعا اُسکے سینہ سے غل کو نکال ڈالے یہانتک کہ اُسکے سینہ مین سے درندہ حملہ کرنے والے کے مثل نکال لیگا - شیخ نے کہا کہ یہ روایت موافق ہو اُسکے جو صحیح مین ابو سعید خدری رض سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دوزخ سے مومنین خلاص پاکر جنت ودوزخ کے درمیان ایک پُل پر روکے جاوینگے پس بعض کا بدلا

بعض سے ان مظلمہ کا لیا جائیگا جو انہیں دنیا مین پڑ گئے تھے یہان تک کہ جب پاک ہو جاوینگے تو انکو جنت مین داخل ہونے کا حکم دیدیا جائیگا۔ اور لکھا کہ ثوری رحمہ نے بالواسطہ ابو صالح تابعی سے روایت کی کہ اخوانا علی سرر الآیہ۔ دس صحابہؓ ابو بکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و سعید بن زید اور گیارہوین عبد اللہ بن مسعود رضؓ ہین یعنی یہ اصحاب اول مصداق اس آیت کے ہین۔ اور لکھا کہ سفیان بن عیینہ نے باسناد حضرت علی رضؓ سے روایت کی کہ واللہ یہ آیت ہمارے اہل بدر کے حق مین نازل ہوئی ہی و نزعنا ما فی صدورہم الآیہ۔ اور لکھا کہ ابن جریرؒ نے کہا حدثنا الحسن حدثنا یزید بن ہارون اخبرنا ہشام عن محمد ہو ابن سیرین قال استاذن الاشتر علی علی رضی اللہ عنہ الخ یہ اسناد جید ہو اور معنی یہ ہین کہ محمد بن سیرینؒ نے کہا کہ اشتر یعنی مالک اشتر نخعی نے اجازت چاہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حاضر ہونے کی اور اسوقت آپ کے پاس طلحہ بن عبید اللہ رضؓ کا ایک بیٹا بیٹھا تھا پس آپ نے مالک اشتر کو حکم دیا کہ کھڑا رہے پھر بعد اسکے اجازت دی تو مالک نے حاضر ہو کر کہا کہ مجھے گمان ہو کہ آپ نے مجھے اسی شخص کی وجہ سے روک رکھا آپ نے فرمایا کہ ہان پھر اُسنے عرض کیا کہ اگر آپ کے پاس عثمان کا کوئی لڑکا ہوتا تو بھی آپ مجھے روکتے فرمایا کہ ہان اور مین امید رکھتا ہون کہ مین اور عثمان انھی بندون مین ہونگا جنکے حق مین اللہ تعو نے فرمایا و نزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا الآیہ۔ پھر ابن جریرؒ نے باسناد صحیح ابو حبیبہ مولائے طلحہ سے روایت کی کہ جب علی کرم اللہ وجہہ محاربہ جمل سے فارغ ہو چکے تو طلحہ کے بیٹے عمران حضرت علی رضؓ کے پاس آئے پس آپ نے عمران کو مرحبا کہکر بٹھایا اور فرمایا کہ مجھے امید ہو کہ اللہ تعو مجھے اور تیرے باپ کو ان بندون مین سے کردے جنکے واسطے فرمایا نزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین پھر ابن جریرؒ نے بسند اعلی صحیح اسی روایت کو یہانتک سے زائد روایت کیا یعنی ابو حبیبہ نے کہا کہ جب علی کرم اللہ وجہہ نے مرحبا کہکر عمران سے یہ فرمایا تو دو شخص جو ایک طرف بچھونے پر بیٹھے تھے بولے کہ کل تو آپ سے اُنسے مقابلہ ہوا اور وہ لڑائی مین مارے گئے اور اب تم سب کو بھائی بھائی کرکے اللہ تعو تختون پر بٹھلاویگا اللہ تعو اس سے زیادہ عادل ہی پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ یہ قوم بڑی دور کی زمین پر پڑی ہین کس خواری مین ہین ارے اگر ہم لوگ اس آیت کے مصداق نہین ہونگے تو اور کون لوگ ہونگے وکیع نے اسناد جید کے ساتھ ایسی ہی روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمائی ہو اور اس روایت مین ہو کہ قبیلہ ہمدان کا ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ ای امیر المومنین اللہ تعو کا عدل اس سے زیادہ ہی پس آنحضرت رضؓ نے اسقدر سخت شدید آواز سے اُسکو ڈانٹا کہ مجھے خوف ہوا کہ چھت نہ دہل جاوے اور فرمایا کہ ارے اگر ہم لوگ اس آیت کے مصداق نہون تو اور کون آوینگے۔ سعید بن مسروق نے ابن ابی طلحہ کی اسناد سے روایت کی اور اسمین ہو کہ حارث اعور نے کھڑے ہو کر ایسا کلمہ کہا تو آنحضرت کرم اللہ وجہہ نے اُٹھکر ایک لکڑی سے جو آپ کے ہاتھ مین تھی اُسکے سر پر مارا اور فرمایا کہ تو اور کون لوگ ہین او کانے اگر ہم لوگ نہین ہین۔ سفیان ثوریؒ نے بسند صحیح روایت کی شیخ ابراہیم سے کہ ابن جرموز جسنے حضرت زبیر بن العوام رضؓ کو شہید کیا تھا اُسنے آکر اجازت چاہی تو آنحضرت رضؓ نے اُسکو بہت دیر تک اپنے پاس حاضر ہونے کی اجازت نہ دی پھر اسکو اجازت دی تو اُسنے آکر کہا کہ جو لوگ امتحان کے وقت کام آتے ہین انھین پر آپ جفا کرتے ہین تو آپ نے فرمایا کہ تیرے مُنہ مین خاک اور مجھے تو امید ہو کہ مین اور طلحہ و زبیرؓ اُن بندون مین ہون جنکے واسطے اللہ تعو نے فرمایا و نزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا الآیہ۔

ایسا ہی ثوریؒ نے امام محمد باقر کی روایت سے امام زین العابدین سے روایت کی ہو مترجم کہتا ہو کہ ظاہراً اسی مقام پر وہ واقع ہوا جو صحیح روایت سے ثابت ہوا ہی کہ جسنے زبیر رضؓ کو شہید کیا جب وہ آنحضرت رضؓ کے پاس آیا اور اُسنے بیان کیا تو آپ نے کہا کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سُنا ہو کہ ہر پیغمبر کے لیے حواری ہین اور میرا حواری زبیر بن العوام ہی اور اُسکا قتل کرنے والا دوزخی ہی۔ یہ سُنکر وہ شخص بہت غصہ ہوا اور بیہودہ بکنے لگا کہ پھر تو آپ اس امت کے لیے بلا ہو کہ جو تمھاری مدد نہ کرے وہ برباد اور مدد کرے وہ برباد اور اسی غصہ مین اُسنے خنجر نکالکر اپنے پیٹ مین مار لیا اور مر گیا پس آپ نے تکبیر کہی اور فرمایا کہ رسول صلعم نے سچ فرمایا تھا۔ شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ کثیرؒ نے کہا کہ مین امام ابو جعفر محمد بن علی یعنی امام باقر فرزند امام زین العابدین علیہم السلام کے پاس گیا

علی بن ابی طلحہ ثقہ جید راوی تفسیر ہین ۱۲

خلف بن کثیر سے بنام کثیر النوا مشہور ہین ۱۲

اور مین نے کہا کہ تمھارا دوست میرا دوست تم سے سالم میرا سالم اور تمھارا دشمن میرا دشمن اور تم سے لڑنے والا مجھ سے لڑنے والا ہی مین تم سے اللہ تعالے کے واسطہ سوال کرتا ہون کہ تم صاف بتلا دو کہ بھلا تم تبرا کہتے ہو ابوبکر و عمر رضہ سے پس فرمایا کہ ای کثیر مین اللہ تعالے سے پناہ مانگتا ہون انکی تبرا سے اگر مین ایسا ہون تو مین گمراہ ہوا اور مین ہرگز ہدایت پانے والون سے نہین ہونگا ای کثیر تو ان دونون سے محبت رکھ اگر اسمین تجھے کوئی برائی پہونچے تو وہ میری اس گردن پر ہو پھر یہی آیت پڑھی ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا الآیہ اور کہا کہ ابوبکر و عمر و علی رضی اللہ عنہم اجمعین یعنی اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا۔ مترجم کہتا ہی کہ امام الفقہا ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالے سے روایت ہی کہ مین حضرت امام محمد بن علی علیہما السلام کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ کہان کا ہی مین نے عرض کیا کہ کوفہ کا ہون فرمایا کہ جا اور میرے پاس مت بیٹھ۔ مین نے عاجزی کی اور بیٹھ گیا پھر مین نے عرض کیا کہ آپ کا قول درباره ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کیا ہی اور مین قسم سے کہتا ہون کہ مین آپ کا دوست ہون فرمایا کہ ارے وہ دونون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وزیر اور اللہ تعالے و رسول انسے راضی ہین اور مین اگر انسے بدگمانی کرون تو مین گمراہ ہوا نہ ہدایت پر ہوا تو مین نے عرض کیا کہ اہل عراق تو آپ کی نسبت انسے تبرا کا گمان کرتے ہین اور آپ ہی کی طرف سے بیزاری کی روایتین کہتے ہین آپ نے فرمایا کہ بالکل کذاب و جھوٹے ہین تو مین نے کہا کہ آپ انکو لکھ بھیجین فرمایا کہ ای شخص وہ لوگ میرا کہنا نہ مانینگے تو نہین دیکھتا کہ مین نے تجھ سے کہا کہ میرے پاس نہ بیٹھ اور تو نے نہ مانا۔ کذا فی مخازن المعروف وغیرہ۔ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ نہ چھوجائیگا انکو جنت مین نصب یعنی مشقت و اذیت و جو چیز ناگوار ہو۔ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا چنانچہ صحیحین مین ہی کہ اللہ تعالے نے مجھے حکم دیا کہ مین خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بشارت دون جنت مین ایک ایسے مکان کی جسمین نہ صخب ہو نہ نصب یعنی کوئی ناگوار کلام یا فعل یا چیز وہان نہوگی۔ بیضاوی وغیرہ مین ہی کہ جنت مین کوئی ایسی چیز نہین ہی جسکے ذریعہ سے یہ امور پہونچین اور اللہ تعالے نے اسکی نعمت کو لذت محض و عیش خالص کر دیا ہی امام غزالی رحمہ اللہ تعالے کے کلام سے ظاہر ہی کہ وہ عالم اس دنیا کے برعکس ہی کہ وہان ظہور عالم روحانی کا ہی اور جسم اسکے تابع ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ مؤید اسکے واسطے کلام الٰہی الدار الآخرۃ لہی الحیوان ہی یعنی دار آخرت وہ زندہ ہی پس اسمین ظہور روحانی ہی اسی واسطے جہنم کوئی یہان کی آگ کے گڑھے پر قیاس نہین ہو سکتا اگرچہ جسقدر یہان قیاس مین آتا ہی یہ تو اسمین ضرور ہوگا اسی واسطے جنت کو جب انہونے خوبی پر قیاس کرو اس سے کہین بہتر ہی لہذا انکی نعمتون کا بیان ہوا ہی۔ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ اور وے اسمین سے کبھی نکالے نہ جاوینگے۔ یہ تصریح ہی کہ جنت دار الخلود ہی وہان ہمیشگی ہی اور دیگر آیات و احادیث شاہد ہین کہ نعمتون کا تزائد و ترقی ہوگی اور قدرت الٰہیہ بے انتہا ہی۔ شیخ حافظ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ آیت سے جو ظاہر ہی وہ حدیث مین صحیح آیا ہی کہ کہا جائیگا کہ ای اہل الجنۃ تمھارے لیے یہ ہی کہ تندرست رہو کبھی مریض نہو اور یہ کہ زندہ رہو کبھی نہ مرو۔ اور یہ کہ عالم شباب مین رہو کبھی بوڑھے نہو اور یہ کہ ہمیشہ اسمین مقیم رہو کبھی یہان سے کوچ کر کے باہر نہ کیے جاؤ گے۔ اللہ تعالے نے بھی دوسری آیت مین تصریح فرمائی لا یبغون عنہا حولا۔ یعنی اہل جنت کبھی جنت سے تحویل و تبدیل نہ چاہینگے۔ اس سے ایک بات یہ بھی نکلی کہ جیسے عالم اجسام مین آدمی ایک ہی جگہ سے اکتا کر سفر چاہتا ہی وہان ایسا عیش ہی کہ دنیاوی بادشاہ تو کبھی فقیری کی کیفیت دیکھنے کو تحویل چاہے مگر وی لوگ کبھی اس سے تحویل نہ چاہینگے۔ پھر حق تعالے نے بندون کو اس منزلت و کرامت حاصل ہونے کی راہ کا ایک لازمی جزو ارشاد فرمایا یعنی قولہ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ یعنی خبر دیدے ای محمد میرے بندون کو کہ مین بڑا غفور رحیم ہون اور بے شک میرا عذاب بھی وہی بڑا دکھ دینے والا عذاب ہی۔ یعنی جیسے قدرت الٰہی محیط ہی ویسے ہی انکی جنت جو ظہور رحمت کاملہ ہی وہ بڑی مغفرت و رحمت ہی ویسے ہی

اُنکی جہنم جو محل ظہور غضب ہی بڑے دُکھ کا عذاب ہی پس جب عذاب اسی کا عذاب ہی تو خوف اسی کا چاہیے اور امید بھی اسی سے چاہیے باقی عالم
جو کچھ سواے اُسکے ہو سب اسی کی مخلوق ہو اور سب اسی کی رحمت وغضب کے درمیان مین ہین حدیث مین آیا ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
اپنے اصحاب مین سے ایک شخص کی وفات کے وقت تشریف لے گئے پوچھا کیا حال ہو عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اپنے گناہون کا خوف ہو اور
اللہ تعالے سے مغفرت کا امیدوار ہون فرمایا کہ یہ دونون جسکے دل مین جمع ہون ضرور اللہ تعالے اُسکو بخشدیتا ہو۔ واضح ہو کہ اسمین ایک نکتہ ہی
وہ یہ کہ آپ نے اس شخص کو امید زیادہ کردی اور علماء رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہو کہ حالت حیات مین چاہیے کہ بندے پر خوف غالب رہے
اور وقت موت کے چاہیے کہ امید غالب ہو جاوے اور خوف کم ہو جاوے۔ اور دوسری حدیث مین صریح حکم فرمایا ہو کہ نہ مرے کوئی تم مین
مگر اس حال مین کہ اسکا گمان اپنے پروردگار سے بہت نیک ہو یعنے بھروسا کرے اپنے رب عزوجل پر کہ وہ غفور رحیم ہو مجھ ناچیز کے گناہ بخشدیگا
اور مجھے اپنی رحمت مین داخل فرمادیگا اور دوسری حدیث قدسی مین آیا ہو کہ رب تبارک وتعالے فرماتا ہو کہ انا عند ظن عبدی بی یعنی میرا بندہ
جو گمان یعنی یقین میرے ساتھ رکھتا ہو مین اپنے بندہ کے یقین پر اُسکے ساتھ ہون مترجم کہتا ہو کہ آدمی اپنے رب سے بدگمان نہو پس اللہ تعالے
کو کوئی حاجت اپنے بندے کو عذاب فرمانے کی نہین ہو مگر کافر نے جب شیطان کا دامن پکڑا اور اللہ تعالے سے خواہ انکار کیا یا ایسے طور پر
از راہ ایسے فعل کیے کہ وہ درحقیقت اللہ تعالے سے انکار ہین یا اللہ تعالے کی شان سے انکار ہین تو جسکا دامن پکڑا اُسکے ساتھ پہونچ جائیگا
اور شیطان کا مقام جہنم ہو پس یہ بھی وہین گیا شیخ امام رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ اس آیت کے سبب نزول مین مصعب بن ثابت سے روایت ہو
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے یارون کے ایک جماعت پر گزرے وہ لوگ ہنستے تھے تو فرمایا کہ یاد کرو جنت کو اور یاد کرو دوزخ کو پس یہ آیت
نازل ہوئی رواہ ابن ابی حاتم بحدیث مرسل ہو اور ابن جریر کی روایت مین ہو کہ مین اصحاب سے فرمایا کہ کیا مین نے تمکو نہین دیکھا کہ تم ہنستے تھے
(وقد رواہ ابن المنذر ۱۲)
پھر واپس ہو گئے اور حجر اسود تک نہ پہونچے ہونگے کہ اُلٹے پاؤن لوٹ آئے اور فرمایا کہ جبرئیل نے آکر مجھے پیغام پہونچایا کہ رب تعالے فرماتا ہی
کہ کیا تم میرے بندون کو مجھ سے ناامید کرتے ہو پھر یہ آیت وحی کی پڑھی۔ قتادہ رحمہ اللہ تعالے سے روایت ہو کہ ہمکو حدیث پہونچی ہو کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالے کے عفو کا اندازہ بندے کے علم مین آوے تو وہ کبھی حرام سے بھی پرہیز نہ کرے اور اگر اللہ تعالے کے
عذاب کا اندازہ اسکے علم مین آوے تو خوف سے اُسکی جان نکل جاوے۔ مترجم کہتا ہو کہ صحیح بخاری ومسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہو کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے جب رحمت کو پیدا کیا تو سو رحمتین فرمائین اُنمین سے ننانوے
اپنے یہان رکھین اور تمام مخلوقات مین ایک رحمت بھیجی پس اگر کافر کو معلوم ہو جاوے وہ سب رحمت جو اللہ تعالے کے یہان ہو تو وہ کبھی
رحمت سے مایوس نہو اور اگر مومن کو معلوم ہو جاوے وہ تمام عذاب جو اللہ تعالے کے یہان ہو تو وہ دوزخ سے مامون نہو۔ مترجم کہتا ہی
کہ دوسری روایت صحیحین ومسند امام احمد وغیرہ مین تصریح ہو کہ رحمت کے سو حصہ سے ایک حصہ جو دنیا مین ظاہر فرمایا اسی رحمت کا اثر ہو ماں اپنے
بچہ پر اور تمام جانور بوجہ مدبر بنا اپنی اولاد پر کرتے ہین اور باہم لوگ شفقت کرتے ہین اور آخرت مین اللہ تعالے مومنون پر پورے سو حصہ
رحمت نازل فرماویگا۔ واضح ہو کہ اس آیت مین تمام بندون کو نہایت ترحم وشفقت کے خطاب سے فرمایا کہ نبی عبادی یعنے میرے بندون کو
خبردار کردے پس جو شخص کفر کرکے اس خطاب سے سرفرازی نہ لیوے اُسپر ہزار افسوس ہو اور یہان سے ظاہر ہو گیا کہ اس کرامت کے مصداق
وہی بندے ہین جو ایمان سے مشرف ہوئے اور نیز واضح ہو کہ عربی زبان سے جو شخص واقف ہو وہ جانے کہ اس آیت مین کامل لطف ہو اول انی انا الغفور
الرحیم مین ایک حرف ان تحقیق وتاکید ہو دوسرے انا سے تاکید بلیغ وتیسرے الغفور معرفہ باللام چوتھے الرحیم کے ساتھ پانچوین جملہ اسمیہ

کہ دوام و استمرار کے ساتھ تاکید ہو اور دوم ان عذابی ہو العذاب الالیم ۔ مین بھی سب تاکیدات موجود ہین سواے دو باتون کے ایک یہ کہ اسمین عذاب کو اپنی طرف نسبت نہین فرمایا یعنی انا اسمین نہین ہو دوسرے یہ نہین فرمایا کہ انی انا المعذب بالعذاب الالیم ۔ پس اپنے آپ کو عذاب کرنے والا نہین فرمایا بلکہ خبر دیدی کہ میرا عذاب ایسا سخت ہو اس سے ظاہر ہوا کہ رحمت کا پلہ بہت بھاری ہو اور عذاب جو اللہ تعالے کے بندون پر ہو وہ مقصود نہین ہو اسی سے کہا گیا کہ دوزخ کافرون کے لیے اصلی ٹھکانا ہو اسی واسطے اللہ تعالے نے دوزخ کی نسبت فرمایا کہ اعدت للکافرین وہ خاص کافرون کے لیے مہیا فرمائی گئی ہو حالانکہ بعضے گنہگار مومن بھی اسمین جاوینگے تو انکے واسطے خاص نہین ہو بلکہ انکا خاص ٹھکانا جنت ہو ۔ ایک لطیفہ یہ ہو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ میرے بندون کو خبردار کردے تو گواہی کردے کہ اللہ تعالے نے مغفرت و رحمت اپنے فضل پر لازم کردی ہو اور یہ بھی ظاہر کردیا کہ خاص بندے اس راہ امید و بیم کے وہی میرے بندے ہین جو رسول کے مطیع ہین اور انکی بشارت پر یقین کرتے ہین اور واضح ہو کہ جو شخص ذرا غور سے نظر کرے وہ جانتا ہو کہ اسی مین دعوے و قطعی دلیل دونون موجود ہین کیونکہ کمال اعلے شان الٰہی ہو پس جب سب سے اعلے وہی اللہ تعالے ہو تو قدرت و رزق دینے و پیدا کرنے و علم رحمت وغیرہ سب مین بے انتہا کمال جسکا ہو وہی ایک اللہ تعالے ہو تو اسکا کوئی شریک نہ ٹھہرا تو سب باطل کفر و شرک کے عقیدے و مذہب مٹ گئے اور فقط دین توحید سچا و صحیح رہا جسکو محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے بتلایا پس وہی اللہ تعالے کے سچے رسول ہین الٰہی رب ارحم الرحمین مجھے سچے ایمان و مغفرت پر وفات دیجیو آمین والحمد للہ رب العالمین **ف** واضح ہو کہ اوپر بیان ہو چکا کہ تقوے کے مراتب بہت ہین ادنے درجہ یہان مراد ہو اور اعلے درجہ تک درمیان مین مراتب ہین پھر ان مراتب تقوے کے لیے ہر درجہ مین خاص آثار ہین چنانچہ ایک ادنی درجہ کا ایمان والا ایک عالم باعمل کے مقابلہ مین اپنے آپ کو برابر نہین کرسکتا ہو اور ہر ایک عمل صالح یہان تو ثواب جنت کا محل ہو لہذا عرائس مین لکھا کہ قولہ ان المتقین فی جنات وعیون الآیہ متقی وہ ہین جنھون نے اپنی چشم اسرار کو دونون جہان و کون و مکان سے اٹھا کر بند کرلیا اور حضرت الرحمن جلشانہ پر مقصور کیا یعنے ہر چیز جو عالم مین ہو سب سے مشاہدۂ صنعت و ظہور قدرت حق سبحانہ تعالے انکو نظر آتا ہو اور وہی جنات مشاہدہ ذات و صفات مین ہین چشمہاے محبت و معرفت سے سیراب ہین انکو بشارت پہونچتی ہو کہ یہان تمکو خوف فراق نہین ہو اور نہ ابلیس کے مانند ملعون ہونے کا خوف ہو یہ شاہراہ مستقیم وصال ہو مترجم کہتا ہو کہ سواے وحی انبیاء علیہم السلام کے مومنون کو بھی بشارت ملتی ہو لقولہ تعالے ان الذین آمنوا ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکہ ان لاتخافوا ولاتحزنوا الآیہ یعنے جو ایمان لائے پھر نیک اعتقاد و نیک اعمال پر مستقیم ہوگئے تو انپر ملائکہ اترتے ہین کہ تم خوف نہ کرو اور کچھ غمگین مت ہو آخر آیت تک ۔ شیخ رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ بعض بزرگون کا قول ہو کہ جو کوئی شرک سے بچا وہ جنت کے باغون و نہرون مین ہو اور جس نے اعلے درجہ کا تقوے پایا اسکو حضرت باری تعالے کے قرب منزلت اعلی کا مقام حاصل ہو جیسے قولہ تعالے فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر ۔ شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ جس نے ثواب کے واسطے تقوے کیا اسکو وہ ثواب دیدیا جاویگا جسکی امید کرتا تھا اور عذاب سے بخوف کردیا جائیگا اور جس نے نیک اعمال کو اس نیت سے نہین کیا بلکہ خالص اللہ تعالی کے واسطے کیا تو حق تعالے عزوجل ہی اسکا عوض ہو مترجم کہتا ہو کہ جسکا عوض حق تعالے جلشانہ ہو اسی کے لیے سب کچھ ہو اور واضح ہو کہ جو کچھ شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہو یہ بالکل حدیث شریف کا مضمون ہو کہ قیامت مین اہل جنت کے تین گروہ ہونگے ایک جنھون نے جنت کی خواہش مین اعمال کیے دوم جنھون نے جہنم کے خوف سے اعمال کیے سوم جنھون نے رضاے الٰہی عزوجل کیواسطے اعمال خالص کیے اور ثواب کی اسی طرح تقسیم مذکور ہو جسطرح مجمل شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالے کے کلام سے ظاہر ہوئی اور یہ حدیث سابق مین کسی پارہ مین گزرچکی ہو فتذکر ۔ شیخ استاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ متقی وہ ہو جسکو اللہ تعالے نے اپنے فضل سے تقوے دیا یعنے شرک و بداعمال سے بچالیا اور وہ نہین ہو جو بادعوے

متقی بنا ہی نہین بلکہ اپنے بنا کے بھی بن نہین سکتا جب تک اللہ تعالی اسکو اپنے فضل سے نہ بچاوے اور جنات کے درجات ہین بعضے اونچے اور بعضے نیچے ہین اور ہر درجہ کی نعمت متفاوت ہو اسی طرح ہر متقی کے لیے یہان درجات ہین بعضے تو خدمت وطاعت مین حلاوت پاتے ہین اور بعضے بسط وراحت مین - بعضے لوگ امید ورغبت مین اور بعضے انس وقربت مین غرضکہ ہر ایک کے لیے ایک مشرب خاص ہو جیسا کہ آج یہان ہو ویسا ہی کل وہان ہوگا - اور قولہ ادخلوہا مین شیخ استاد نے نکتہ بیان کیا کہ اسمین یہ نہین فرمایا کہ اُنسے کون کہیگا کہ جنات مین داخل ہو - تو اُسکی یہ وجہ ہو کہ بعضون سے ملائکہ کہینگے کہ ادخلوہا - اور بعضون سے حق تعالی فرماویگا اور کہتے ہین کہ شاید ملائکہ کے کہنے سے وہ لوگ داخل نہون کیونکہ محبوب کے ہاتھ سے شرف کا مشتاق غیر کے خلعت پر کیا خوش ہو اگرچہ تمام دنیا کی بادشاہت بخشدے - قولہ ونزعنا ما فی صدورہم من غل الآیہ - اس آیت مین بیان ہو کہ صدیقین ومتقین کے دلون مین میل رہنے نہین پاتا کیونکہ وہ جمال الرحمن کے واسطے مخصوص ہین اور بحکم قولہ علیہ السلام قلوب بین اصبعین من اصابع الرحمن الحدیث انکو اللہ تعالی اپنی مشیت وحکمت کے موافق لوٹ پوٹ فرماتا ہو - واضح ہو کہ ارواح اصل مین دریاے وحدت مین غرق اور قدم مین تسبیح کرتی تھین وہان دنیا کے غبار اور شیطانی ہوا جس کو دخل نہ تھا ولیکن جب حق تعالی نے انکا امتحان چاہا تو اجسام کو پیدا کرکے انہین شہوات کے بڑے بڑے جنگل اور ہزارون قسم کے خارزار پیدا کردیے اور قلوب کو مکانات ارواح بنایا اور ارواح کو مکانات عقول کیا اور عقول کو مکانات اسرار کیا اور اسرار کو مقامات لطائف معرفت وحکمت کردیا اور یہی مواضع تجلی جمالی وجلالی ہین پھر سب کو مواضع فطرت اجسام مین رکھا پس جب یہ لشکران اجسام مین آیا اور متواتر اسپر تجلی حق ہوئی تو سینون کو ان کدورات سے جو بمقتضاے بشریت ہین صفائی ہوئی اور شیطانی دروازے اسپر بند ہوگئے پس بیماری وبدخلقی وہان نہ رہی اور وسواس کو دخل نہ رہا جب وہ بوصف تقوے متصف ہوکر متقی ہوئے تو انہین کے واسطے تصریح کردی کہ اُنکے سینون سے غل کو خارج کردیا قبل اسکے کہ وہ جنات مین داخل ہون پہلے خود اُنکے دلون سے غل وغش کو دور کردیا پھر اپنے کرم سے انکو جنات مشاہدہ مین داخل فرمایا اور قرب منزلت مین جگہ دی کہ باہم ایک دوسرے کو نظر محبت سے دیکھتے ہین ہر ایک دوسرے کے چہرہ سے آثار ظہور الوہیت کو مشاہدہ کرتا ہو اور اگر غل اُنکے دلون مین معاذ اللہ رہتا تو کیسا بُرا حال ہوتا کہ اُنکے دلون مین ایسی بُری چیز موجود رہتی معاذ اللہ معاذ اللہ حاشا ہم اللہ تعالی تجھے ہرگز یہ گمان اُنکی نسبت روا نہین ہوسکتا اور حال یہ ہو کہ اللہ تعالی نے اُنکی ارواح کو اُنکے اجسام مین ڈالنے سے پہلے اپنی قدرت سے ان غلول کے واسطے اُنکے دلون مین جگہ نہین رکھی تھی اور یہ کیونکر ہوسکتا ہو کہ جو مقام واسطے محبت آلہی وانس وتسبیح وتقدیس حق کے ممتاز ہو وہ مغشوش بغل طبیعت ہو حالانکہ یہ اوصاف اہل ہوا سے ہو اُن لوگون کی شان نہین ہو جو اللہ تعالی کے واسطے باہم الفت ومحبت رکھتے ہین تو نہین دیکھتا کہ اُنکی تخصیص آخرت کے لیے فرمائی ہو ہان قدرت آلہی سے یہ بعید نہین کہ بعض اولیا کے دلون مین کچھ غل واسطے امتحان کے رکھے تاکہ ولی اُسکے دفع مین اور اپنے اسرار کے پاک کرنے مین اور حق تعالے سے پناہ مانگنے مین مشغول ہو اور یہین اسکے واسطے درجات رفیعہ ہون کہ اُس نے نفس سے محاربہ اور شیطان سے مدافعہ کیا اور یہ اُسکے حق مین نقص نہین بلکہ کمال ہو تو نے نہین دیکھا قول اسد اللہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا کہ آپنے اس آیت مین فرمایا کہ مجھے امید ہو کہ مین اور عثمان اور طلحہ وزبیر انہین بندون مین سے ہون - شیخ ابو جعفر (محمد باقر) علیہ السلام نے کہا کہ کیسے غل ان دونون مین باقی رہیگا جنکو اللہ تعالے کے ساتھ باہم الفت ہو گئی اور اُسی کی محبت پر دونون نے اتفاق کیا اور اُسی کی محبت پر باہم دوست ہوئے اور اسی کے ذکر سے باہم مانوس ہوئے کوئی شبہہ نہین کہ یہ دل بالکل صاف ہونگے ہواے نفس سے وطبیعت کی تاریکیون سے بلکہ نور توفیق سے انکو سیر ہوگیا تو باہم ایک دوسرے کو بھائی بھائی دیکھتے ہین - شیخ استاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اللہ تعالے نے حضرت خلیل علیہ السلام کو بنانے کعبہ کا حکم دیا اور کہا کہ اسکو پاک رکھے اور جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ قلب مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو پاک کیا اور بذات خود اپنے بندون متقین کے

دلون کی تطہیر فرمائی جیسا کہ اس آیت مین مذکور ہو اور یہ انبیاء علیہم السلام پر انکو مقدم نہین کیا بلکہ ان ضعیفون کی تطہیر دوسرون سے مشکل تھی پس خود ہی تطہیر فرمائی اور اللہ تعالے کبھی ضعیف کے حال پر ایسا رحم فرماتا ہو کہ قوی اس سے تعجب مین آتا ہو اور شیخ استاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ کہا گیا ہو کہ اللہ تعالے عزوجل نے صدور کا کلمہ اس آیت مین فرمایا اور قلب نہین فرمایا کیونکہ قلوب اُسی کے قبضۂ قدرت مین ہین جسطرح چاہتا ہو منقلب فرماتا ہو قولہ لا یمسہم فیہا نصب وما ہم عنہا بمخرجین- انکو انوار بقا مین ومشاہدہ جمالی مین جگہ دیکر سلطان کبریاء سے محروس کر دیا کیونکہ اگر سطوت قدم کا ظہور انپر کبھی ہو تو تمام لذت بلکہ تمام جنبون سمیت انکو فنا کر دے کیونکہ حادث اگر قدیم سے سطوت عظمت کے ساتھ مقترن ہو تو ایک لحظہ مین زائل وفانی ہوجاوے اسی وجہ سے جب قیامت کے روز ظہور جلال ہوگا تو سب فنا رہو کر پھر حکماً پیدا ہونگے پس اگر ان بندون کو نور بقا سے لباس نہوتا تو فنا ہو جاتے اور یہ بھی ہو کہ اگر فضل ورحمت کا ظہور تمام انپر نہوتا تو وسعت جلال وعظمت کے سطوات مین فنا ہو جاتے اور ہیبت سے زائل ہوتے- مترجم کہتا ہو کہ بیہقی وغیرہ کی حدیث مین ہو کہ ما بین القوم وبین ان ینظروا الی ربہم الا رداء الکبریاء علے وجہہ فی جنۃ عدن- حدیث صحیح ہو اور معنے یہ ہین کہ کوئی چیز حائل نہوگی درمیان قوم کے یعنے اہل جنت کے اور درمیان دیدار اپنے رب تبارک وتعالی کے مگر چادر کبریائی انکے رب پر جنت عدن مین- یعنے جنت عدن مقام اعلی ہو اور وہان کے جنتی بندون کو دیدار رب تبارک وتعالی سے کوئی چیز مانع نہین غیر ازینکہ ردائے کبریائی- بیہقی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اسکے یہ معنے ہین کہ ردائے کبریائے الٰہی سے یہ لوگ اسکو نہین دیکھینگے اور جسوقت دیدار نصیب ہوگا اسوقت یہ پردہ اُٹھادیا جاویگا پس یہ پردہ اس قوم پر حائل ہو- مترجم کہتا ہو کہ معنی یہ نہین ہین کہ قوم پر ہیبت وعظمت کبریائی کا ظہور ہوگا ورنہ سب فنا ہوجاوین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دیدار کے واسطے انپر ظہور کمال رحمت سے ہوگا اور ہیبت وعظمت سے نہوگا قولہ ما ہم عنہا بمخرجین یعنی یہ ہین کہ وہان مقام امتحان وتربیت نہین ہو اور جہان امتحان تھا یعنی دنیا مین تو وہان اس بندے نے حالت غضب الٰہی مین رضا وتسلیم رکھی اب سراسر رحمت ہو- نصرآبادی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ کون تکلیف اسکو نہین ہو جو کارگاہ امتحان مین اللہ تعالی سے غافل ہو یعنے تربیت سے محروم ہو اور کون راحت اسکو ہو جو بیدار ہوشیار ہو کہ قدم سے حدوث کے اقتران مین فقط تعذیب وہلاک ہو یعنے جو ہالک ہوا وہ باقی ہو اور بقا صفت قدیم عزوجل ہو اسکو فنا نہین ہو- پھر حق تعالے عزوجل نے محل امتحان کی طرف بندون کو ارشاد کیا کہ مقامات ودرجات حاصل کرین یعنی مریدون کو ترغیب اور سالکون کو خوف عتاب سے ترہیب ہو بقولہ تعالے نبئ عبادی انی انا الغفور الرحیم وان عذابی الآیہ جب عارف مواضع خطر مین یہ بچتا ہو وہی اپنے فضل سے اُسکی مغفرت فرماتا ہو وہی اُنکی تضییع اوقات پر ندامت کا تدارک فرماتا ہو وہی انکے اسرار کو انواع ذکر صفائی سے معمور فرماتا ہو اور یہ رحمت زیبا ہو کہ انواع کشف ومشاہدات سے مسرور اور عذاب فراق وحجاب سے دور کر دیتا ہو واضح ہو کہ ان اسرار کی خبر شاید کہ قولہ لا یمسہم فیہا نصب مین ہو کیونکہ اسکے واسطے خاص رحمت یہ تھی کہ طبائع بشری سے نکالکر انکو لباس رحمت وبقا پہنایا کہ بلا زوال باقی ہوئے اور اگر یون ہی چھوڑے جاتے تو غضب کبریائی مین سوختہ ہوجاتے پس انکو حجاب وفراق سے دور کر کے رحمت مین مستغرق کرنے کا ذکر کر دیا کہ یہی غفران حقیقی ہو- دو وصف بیان فرمائے از صفت مغفرت ورحمت صفات حقیقیہ قدیمہ مین سے ہین اور رہا عذاب تو یہ صفت فعلی ہو اور جب صفت کو فعل سے مفروق کیا جاوے تو فعل اس صفت مین زائل ہوجاتا ہو جبھی تو مقام امید کو مقام خوف پر علیہ ہو کیونکہ امید شاخ اُنس وبسط ہو اور وہ بندہ کے ساتھ ہمیشہ باقی رہیگی کیونکہ اسی صفت حقیقیہ کا یہ اثر ہو اور خوف کبھی زائل ہوجاتا ہو آیا تو نہین دیکھتا کہ قرب رب العالمین مین خوف زائل ہوگا بدلیل قولہ تعالے لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون- اسی سبب سے کہ عذاب زائل ہوگا اور صفت مین فعل گم ہوگا- ابن عطاء رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مراد بیان یہ ہو کہ بندون کو خوف وامید مین رکھا جاوے تا کہ راہ ایمان پر مستقیم رہین

کیونکہ جسپر امید غالب ہو وہ بیکار رہجاتا ہی اور جسپر خوف غالب ہو وہ مایوس ہوجاتا ہی شیخ جنید رحمہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت مین کہا کہ ان بندون کے واسطے آگاہی پہلے سے دیدی جب دنیا مین موجود ہین کہ آخرت مین مجتمع کیے جاوینگے اسی واسطے تو انکو شکوہ نہوگا اور بلا ہو وہ جہان مین کمزور نہونگے بلکہ اسکو خوشی سے اُٹھا دینگے پس وہ ہرحال مین خوشی کے ساتھ بسر کرتے ہین اسوجہ سے کہ انکا علم اپنے رب کے ساتھ وسیع ہوگیا اور اللہ تعالیٰ کے وعدون پر انکو سکون ہو تو اُسکی طرف سے احکام برداشت کرتے ہین اور جو بات غیرون پر پوشیدہ ہو اُنکو ظاہر ہو اور جو اللہ تعالےٰ کیواسطے اپنے ہوا اور جو اُنکے لیے اللہ تعالےٰ نے مقرر کیا وہ سب جانتے ہین۔ مترجم کہتا ہو کہ حدیث صحیح مین ہو کہ اللہ تعالےٰ کا حق بندون پر یہ ہو کہ اُسکے ساتھ شرک نہ کرین اور اللہ تعالےٰ نے بندون کے لیے اپنے فضل سے لازم کیا کہ وہ ایسا کرین تو انکو عذاب نہ فرماوے واضح ہو کہ مترجم نے اس حدیث کی تفسیر مین تامل کیا و لیکن تنبیہ یہ ہو کہ جہان تک بندہ سے ہوسکے شرک کو پہچانے پھر اُسکو ترک کرنے کی فکر کرے اور اکابر اولیاء اللہ تو یہی شرک جانتے ہین کہ زید نے مجھے ناحق مارا اور عمرو نے میرا روزینہ مجھے نہین دیا اور فلان شخص کے پاس جاتے تو نوکری ملجاتی تو نے بہت بُرا کیا پھر جو باتین کُھلی شرک ہین اُنکا ترک کرنا تو ایمان کے واسطے ضرور ہی فافہم واللہ تعالےٰ ہو الغفور الرحیم۔ ابن عطا رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی پاک شان کو فضل و عدل سے وصف فرمایا اور جس بندے کو اسکا فضل پہونچا وہ تو ہر بلا سے نجات پاگیا اور جسپر اُسنے اپنا عدل رکھا وہ ہلاک ہوا دیکھو ابلیس نے غرّہ کیا کہ اسکی اسقدر طویل عبادت اُسکی نجات و تقرب کے واسطے کافی ہو جب عدل مین لایا گیا تو مطرود اور ملعون کرکے نکالا گیا اور ہمیشہ کے لیے اسکو خوار کردیا اور دیکھو اپنا فضل اُسنے حضرت موسے علیہ السلام کے مقابل ساحرون کو پہونچایا جو عمر بھر بڑے کامون مین گرفتار رہے اور فرعون کی عزت کی قسم کھاتے تھے پس دم بھر مین انکو ساحت فتنہ سے اپنے فضل سے نکال لیا اور اعلےٰ منزلت اہل سعادت پر پہونچا دیا اُنکے گناہ اور کفر سب جاتے رہے۔ ان قصون کو عبرت سے دیکھو لہذا اللہ تعالےٰ جلشانہ نے اگلون کے واقعات بیان کیے بقولہ تعالیٰ

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ

اور احوال سنا اُنکو ابراہیم کے مہمانون کا جب چلے آئے اسکے گھر مین اور بولے سلام وہ بولا ہمکو تمسے

وَجِلُونَ ۝ قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ۝ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلَىٰ

ڈر آتا ہی بولے ڈر مت ہم تجکو خوشی سناتے ہین ایک ہوشیار لڑکے کی بولا تم خوشی سناتے ہو مجکو

أَنْ مَسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ۝ قَالُوا بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ

جب پہونچ چکا مجکو بوڑھاپا اب کاہے پر خوشی سناتے ہو بولے ہمنے تجکو خوشی سنائی تحقیق سو مت ہو تو

الْقَانِطِينَ ۝ قَالَ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ

ناامیدون مین بولا اور کون آس توڑے اپنے رب کی مہر سے مگر جو راہ بھولے ہین بولا پھر کیا مہم ہی تمہاری

أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ۝ إِلَّا آلَ لُوطٍ إِنَّا

اے اللہ کے بھیجے بولے ہم بھیجے آئے ہین ایک قوم گنہگار پر مگر لوط کے گھر والے ہم

لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا إِنَّهَا لَمِنَ الْغَابِرِينَ ۝ فَلَمَّا جَاءَ

انکو بچا لینگے سب کو مگر ایک اُسکی عورت ہمنے ٹھہرالیا وہ ہی رہ جانے والون مین پھر جب پہونچے

آلَ لُوْطِ ۨالْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا

لوط کے گھر وہ بھیجے ہوئے بولا تم لوگ ہو گے اوپری بولے نہین پر ہم لائے ہین تجھپاس

فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ

جسمین وہ جھگڑتے تھے اور ہم لائے ہین تجھ پاس مقرر بات اور ہم سچ کہتے ہین سو لے نکل اپنے گھر والون کو

مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ

رات رہے سے اور آپ چل اُنکے پیچھے اور مڑکر نہ دیکھے تم مین کوئی اور چلے جاؤ جہان تمکو

تُؤْمَرُوْنَ ۝ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ

حکم ہے اور چکا دیا ہمنے اُسکو وہ کام کہ اُنکی جڑ کٹی ہے صبح ہوتے

وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ

اور آئے شہر کے لوگ خوشیان کرتے بولا یہ لوگ میرے مہمان ہین سو مجکو رسوا مت کرو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ۝ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ

اور ڈرو اللہ سے اور میری آبرو مت کھوؤ بولے ہمنے تجکو منع نہین کیا جہان کی حمایت سے بولا یہ حاضر ہین

بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ

میری بیٹیان اگر تمکو کرنا ہے قسم ہے تیری جان کی وہ اپنی مستی مین مدہوش ہین پھر پکڑا اُنکو

الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ۝ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝

چنگھاڑنے سورج نکلتے پھر کر ڈالی ہمنے وہ بستی اوپر تلے اور برسائے اُنپر پتھر کھنگر کے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ۝ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ

بیشک اسمین پتے ہین دھیان کرنے والون کو اور وہ بستی ہے سیدھی راہ پر البتہ

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اسمین نشانی ہے یقین کرنے والون کو

ان صحیح واقعات مین جو بیان فرمائے ہین عجائب عبرت و علوم ہین غور سے دیکھو کہ اللہ تعالے کا فضل باطنی اس دنیا مین کسطرح اپنے بندون متقیون کو شامل رہتا ہے اور کبھی انپر خوف بھی آتا ہے ور انجام اسکا فضل و بشارت ہے اور جو لوگ محض نڈر و بیخوف ہوتے ہین اُنکا انجام عذاب و خواری ہے اور کسطرح اہل تقوے کو امتحان مین مبتلا کیا جاتا ہے اور آخرت انہین کے لیے ہوتی ہے اور اہل تقوے کو فراست نور الٰہی و عقل و دانائی ہوتی ہے اور اللہ تعالے بڑا غفور رحیم ہے اور جب اُسکا عذاب آتا ہے تو پھر عذاب سخت ہے اُس سے چھٹکارا بہت دشوار ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بھتیجے لوط علیہ السلام دونون ایک وقت مین پیغمبر تھے مگر ابراہیم مقدم تھے انپر ایمان لاکر لوط پیغمبر ماتحت کیے گئے۔ فافہم ۔ اب مترجم اس مقام کی تفسیر کو مفصل واقعات سے جو دیگر آیات مین مذکور ہین مزید کرکے بیان کرتا ہے۔ واضح ہو کہ حضرت خلیل اللہ علے نبینا و علیہ الصلٰوۃ والسلام کا دستور تھا کہ مسافر وغیرہ کی مہمانی بہت خوشی سے جایا کرتے ایک روز اتفاق سے بارہ خوبصورت شریف لڑکے اُنکے یہان آئے جنکو اُنہون نے

مہمان سمجھکر خوشی سے لیا ہی اللہ تعالے نے فرمایا۔ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ اور آگاہ کردے انکو یعنے سب بندون کو
مہمانان ابراہیم سے۔ چونکہ ضیف دراصل مصدر ہی لہذا جمع کرنا ضرور نہ تھا اور نہ مروی ہو کہ بارہ یا دس یا تین تھے جنمین جبرئیل بھی بصورت اطفال
خوبصورت تھے پس فرمایا۔ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا یعنی آگاہ کردے وہ ماجرا جب وے داخل ہوئے ابراہیم پاس
تو انھون نے سلام کیا جیسے سنت طریقہ ہی اگرچہ اسی زبان مین سلام کیا۔ پس ابراہیم نے انکو سلام کا جواب دیا چنانچہ سورہ ہود مین آیا ہی پھر
اُنپر غور نہ کیا اور دیر نہین لگائی کر جاکر ایک موٹا تازہ بچھڑا ذبح کرکے بھون کر لائے اور مہمانون کے آگے رکھا اور انکی بی بی سارہ یا مع ہاجرہ کے
خدمت کو کھڑی ہو گئین۔ مگر انھون نے اسمین ہاتھ نہین ڈالا تب غور سے دیکھکر فراست سے کچھ پہچانا۔ قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ کہا کہ
ہم لوگ تم سے ڈرے ہوئے ہین۔ ظاہرا فراست سے انہین مشاہدہ کیا کہ عذاب کرنا بھی انسے ٹپکتا ہی اگرچہ خوشی بھی ملی ہوئی ہی اور وجل کی کیفیت
بھی ایسی ہی ہوتی ہی اسی واسطے اللہ تعالے نے خالص مومنون کو جو اللہ تعالے سے اشد محبت کرتے ہین وجل سے قولہ اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم
مین موصوف فرمایا ہی پس ایسا خوف از جانب حق تعالے ہوتا ہی اور ظاہر مین اُنسے کہدیا کہ ہمکو تم سے خوف ہی قَالُوا لَا تَوْجَلْ
بولے کہ کچھ خوف مت کرو یعنے ہم اللہ تعالے کے بھیجے ہوئے فرشتہ ہین ہماری غذا یہ نہین ہی اس سبب سے ہم نہین کھاتے إِنَّا
نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ہم تجھے بشارت دیتے ہین ایک لڑکے علم والے کی۔ یہ بشارت اسحٰق کی تھی قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلَىٰ
أَنْ مَسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ بولا کہ کیا تم بشارت دیتے ہو مجھے اس حال پر کہ مجھے بڑھاپا پہونچ گیا ہو سو کس چیز کے ساتھ بشارت
دیتے ہو۔ اور دوسرے مقام پر یہ بھی کہا کہ میری جورو بانجھ ہی اور شاید یہ ہو کہ یہ غلام علیم حضرت اسمٰعیل ہون پھر سارہ رض خدمت کرنے کو کھڑی تھین
وہ ہنسین تو انکو بشارت دی اسحٰق کی ولیکن صحیح یہی ہی کہ یہ بشارت حضرت سارہ رض کو دینے آئے تھے اور اُنھون نے کہا کہ مین تو بوڑھی ہون
اور میرا یہ شوہر بھی بوڑھا ہی اور ابراہیم نے بھی ایسا ہی کہا اسپر انھون نے اُنکی زندگی مین وسعت اسقدر بیان کی جو سورہ ہود مین مذکور ہی
کہ سارہ رض کو بشارت دی اسحٰق کی پھر اسحاق کے بعد یعقوب کی یعنے بیٹے کا بیٹا بھی دیکھو گی ؎ اور سارہ رض کو کہا کہ کیا تم تعجب کرتی ہو اے اہل بیت
نبوت اللہ تعالی کی قدرت سے کہ اللہ تعالی کی تیر رحمت وبرکت ہی۔ ابراہیم و اُنکی بی بی کا تعجب بوجہ قدرت کے نہ تھا بلکہ بطریق عادت تھا
لہذا جب۔ قَالُوا بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقَانِطِينَ ملائکہ کہنے لگے کہ ہم نے تجھکو سچی بشارت پہنچائی
ہی سو تو ناامید ہونے والون مین سے مت ہو جیسے یعنے اللہ تعالے کی قدرت سے جو بغیر ماں و باپ کے پیدا کرتا ہی تجھکو تعجب وما یوسی نہو تو
قَالَ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ابراہیم نے کہا کہ قدرت ورحمت سے مایوسی نہین ہی اور کون
شخص اپنے رب کی رحمت سے مایوس ہوگا سوائے گمراہون کے یعنے اللہ تعالے کی رحمت سے وہی مایوس ہین جو اُس سے منکر ہین اور کفر
و شرک کرتے ہین لہذا معلوم ہوا کہ اللہ تعالے کی رحمت سے مایوسی بھی کفر ہی۔ یہانتک ابراہیم ع کی دلجمعی ہوئی بلکہ انکو بعد خوف کے ایسی بڑی
خوشخبری اللہ تعالے کی طرف سے پہونچی اب انکو یقین ہو گیا کہ یہ فرشتہ ہین اور یہ تو ظاہر تھا کہ ابراہیم ع کی مہمانی مین نہین بلکہ انکو بشارت دینے
آئے تھے۔ اب انھون نے مطمئن ہو کر ملائکہ سے پوچھنا شروع کیا۔ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ پوچھا کہ پھر تمھارا
بڑا کام کیا ہی اے اللہ تعالے کے بھیجے ہوئے فرشتو۔ انھون نے فراست سے انہین دیکھا تھا کہ عذاب و رحمت ملے ہوئی رکھتے ہین
قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ بولے کہ ہم لوگ بھیجے گئے ہین قوم بدکار کی طرف۔ جب یہ معلوم کیا تو جیسے اللہ تعالی نے
فرمایا فلما ذہب عن ابراہیم الروع وجاءتہ البشری یجادلنا فی قوم لوط۔ کہ جب ابراہیم سے خوف جاتا رہا اور اسکو بشارت پہونچی تو اُس نے

شروع کیا ہم سے جھگڑا کرنا درباره قوم لوط کے۔ روایت ہو کہ کہا گیا تم ایسے گانون کو ہلاک کردوگے جسمین اتنے مسلمان ہون کہا کہ نہین تو پھر اگر اسمین اتنے ہون
بولے کہ نہین آخر کہا کہ اگر ایک گھر ہو تو بولے کہ نہین تب کہا کہ پھر اسمین تو لوط ہو بولے کہ ہم جانتے ہین جو اسمین ہو اور ای ابراہیم اسمین زیادہ حجت
بیکار ہو تیرے رب کا حکم آچکا اور اس مجرم قوم کو ضرور عذاب پہونچیگا تو کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہو کہ تم لوط کو ہلاک کرو انھون نے کہا۔ اِلَّآ اٰلَ
لُوْطٍ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ سوائے آل لوط کے کہ مجرم نہین ہین
اور ہم ان سب کو نجات دینے والے ٹھہرائے گئے ہین سوائے انکی بی بی کے کہ ہم نے مقدر کردیا ہو کہ وہ گانون مین رہ کر گانون والون کے ساتھ
مین ہلاک ہوگی۔ اللہ تعالے نے دوسری آیت مین فرمایا کہ ملائکہ نے اس ملک کو تمام تلاش کیا کہ وہان کون مومن ہین سو کوئی نہ ملا سوائے ایک
گھر مسلمانون کے یعنے باوجود اسقدر وعظ ونصیحت و دوہرے پیغمبرون کے صرف حضرت لوط یعنے پیغمبر کا گھر مسلمان تھا باقی سب بدکار فاجر تھے۔ فَلَمَّا
جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلُوْنَ پھر جب ملائکہ ابراہیمؑ کے پاس سے روانہ ہوکر لوطؑ پاس پہونچے یعنی نہایت خوبصورت اطفال کی شکل مین تھے
انکو دیکھکر دل تنگی سے سلام وجواب ہوا اور حضرت لوطؑ ڈرے کہ یہ لوگ میرے مہمان بنتے ہین اور یہ قوم لڑکون وغیرہ سے اغلام کرنے مین مشہور
اور نہایت سخت حریص ہین اور مجھ مین قدرت ظاہری نہین کہ انکو دفع کرون خواہ مخواہ فضیحت ہونا پڑا اور یہ بھی نہین معلوم کہ ایسے خوبصورت شکل وجمال کے
اس شان سے کس قبیلہ وقوم کی ہین قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ کہا کہ تم ایک جماعت انجان ہو مین تمکو پہچانتا نہین ہون یا شاید
یہ مراد ہو کہ تم سے مجھے خوف ہو کہ مکروہ وناگوار بات تمھاری طرف سے پہونچے اور یہ بھی بنور الٰہی تفرس تھا۔ اور تفسیر مین ہو کہ لوط علیہ السلام نے
انسے معذرت کی کہ یہ قوم سخت بدکار وعجیب ناہنجار ہو تم شاید یہان سے واقف نہ تھے نادانی مین بغیر جانے یہان چلے آنکلے ہو۔ قَالُوْا
بَلْ جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ بولے بلکہ ہم لائے ہین تیرے پاس حق وہ چیز جسمین وہ شک
کرتے تھے۔ یہان درمیان مین قوم کا آنا وشورش اٹھانا وغیرہ بیان مین موخر کردیا اور ملائکہ نے پیچھے اپنے آپ کو لوطؑ کی تشفی کے لیے ظاہر کردیا
کہ ہمارا آنا کسی برائی کے ساتھ تیرے حق مین نہین ہو یا کہا کہ ہم آدمی نہین ہین بلکہ بھیجے ہوئے رسول ہین کہ تیرے پاس حکم حق لائے ہین۔
وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ اور لائے ہین ہم تیرے پاس حق کو۔ یعنے یقینی عذاب اس قوم بدکار کا لائے ہین جسمین کچھ شک نہین ہو
وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اور ہم اس خبر دینے مین بالکل سچے ہین۔ ظاہرا درمیان مین قوم کے شورش کا جو حال آگے آتا ہو وہ سب واقع ہونے تک
ملائکہ نے ظاہر نہین کیا تاکہ اس قوم بدکار کی بے حیائی اور بھی زیادہ اسپر وبال ہوا اور لوطؑ جیسے انبیاء نرم ورحیم ہوتے ہین انکی بیہودگیون اور
حرکتون سے نہایت دل تنگ ہوجاوین اور خود انکو ثواب عظیم ملجاوے اور قوم کی طرف سے نالان ہوجاوین آگے جیسا کہ آتا ہو اسکے بعد
ملائکہ نے اپنے آپ کو ظاہر کردیا کہ ہم عذاب لائے اور ہم بالکل سچ کہتے ہین ہماری ظاہری صورت پر مت جاؤ یہ سب سچ ہو۔ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ
بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ سو تم روانہ ہوجاؤ تھوڑی رات سے گئے قرطبی رہ نے لکھا کہ لوطؑ انکی دونون بیٹیان نکلین اور ملائکہ کے کہنے کے موافق کر
وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ اور پیچھے ہوجا تا اپنے لوگون کے انکو ہانکتے چلنا کہ لوگ تیرے کہنے کے موافق چلین وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ
اور تم مین سے کوئی مڑکر نہ دیکھے۔ ظاہرا اسی واسطے انکو خود پیچھے رہنے کا حکم دیا تھا۔ یا عدم التفات سے مراد یہ کہ ایسے جلد روانہ ہونا کہ کوئی
مڑکر بھی نہ دیکھنا۔ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ اور چلے جانا جدھر تمکو حکم دیا گیا۔ کہا گیا کہ ملک شام کی طرف حکم تھا۔ بعض نے
کہا کہ مصر کا۔ کہا گیا کہ اسی قوم لوط کے بعض گانون اطراف کا۔ کہا گیا کہ حضرت خلیل اللہؑ کے پاس چلے جانے کا۔ قرطبی رہ نے کہا کہ اللہ تعالی نے
لوط کے واسطے زمین کو لپیٹ دیا کہ ایسے جلدی سے وہ قوم ظالم کے شہرون سے باہر ہوگئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہونچ گئے

وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اور وحی کردیا ہم نے لوط کو یہ حکم کہ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ آخر تک یہ قوم بدکار قطع کردیجائیگی ضرور مُّصْبِحِيْنَ جب یہ لوگ صبح کرینگے شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ ملائکہ نے لوط کو کہا کہ کچھ رات گئے اپنے اہل کو لیکر چلے جاؤ اور تم اُنکے پیچھے پیچھے چلنا جسمین اُنکی خبرگیری زیادہ ہو اور لکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی جہاد مین اسی طرح لشکر کے ساتھ بازو بہ چلتے کہ کمزور کو سمیٹے لاتے اور جو چھوٹ گیا اسکو اُٹھا لیتے۔ اور یہ جو حکم دیا کہ کوئی التفات نہ کرے یعنے جب صبح ہوتے تم اس قوم بدکار کی چیخ پکار یا کرخت آواز سنو تو اُنکی طرف متوجہ نہونا کیونکہ ہلاکت پر خوش ہونا بھی بعید ہے اور انکو اسی حال مین عذاب وخواری نکال مین چھوڑ دینا اور تمکو جدھر کا حکم ہو چلے جانا۔ اب درمیانی واقعہ بیان فرمایا جس سے اس قوم کی بدکاری واللہ تعالے سے بیخوفی ولوگون کی ایذا بہت ظاہر ہو وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ مدینہ سے مراد لغوی معنے شہر کے ہین اور یہ شہر سدوم بسین مہملہ وذال منقوط ہو قوم لوط علیہ السلام کے شہرون مین سے ایک شہر تھا۔ یہ لوگ خوشی مناتے اسوجہ سے آئے کہ لوط کی عورت نے انکو ایسے مہمانون کی خبردی تھی اور یہ لوگ خوبصورت اطفال کی صورت پر تھے پس خوش ہوئے کہ جمع ہو کر ان لوگون سے افعال قبیحہ کا ارتکاب کرینگے قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ لوط نے اس قوم بدکار سے کہا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہین سو تم لوگ مجھے فضیحت مت کرو۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت لوط علیہ السلام انکے اول ہی ملنے سے ملول اور دلگیر ہوئے تھے کہ قوم بدکار سے مجھے بڑی رسوائی ہوگی اگر انسے کوئی بدکاری ہوئی اور ڈرو اللہ تعالے سے اور مجھے خوار مت کرو۔ شیخ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ یہ بات اس قوم سے اسوقت کہی تھی جب یہ نہین معلوم ہوا تھا کہ یہ لوگ فرشتہ ہین جیسا کہ سورۂ ہود مین مذکور ہے اور یہان یہ امر پہلے ذکر فرمادیا کہ یہ لوگ اللہ تعالے کے بھیجے فرشتہ تھے بعد اسکے قوم کی بدکاری اور لوط کو ایذا دینا وجھگڑا کرنا اور حضرت لوط علیہ السلام کا پریشان وحیران ہو کر رہ جانا۔ واو عطف سے بیان فرمایا اور معاد مقتضی ترتیب نہین ہے یعنے موافق قول حنفیہ وجماعت علماء کے واو سے یہ بات نہین معلوم ہوتی کہ معطوف علیہ پہلے اور معطوف پیچھے ہوا ہو بلکہ خالی جمع مضامین ہے بالخصوص جبکہ کوئی دلیل ایسی موجود ہو جس سے معلوم ہو کہ ترتیب مراد نہین ہے پس قوم بدکار نے لوط علیہ السلام کو جواب دیا قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ کہنے لگے کہ کیا ہم نے تجھے نہین منع کردیا تھا عالمین سے یعنے تجھ سے پہلے کہدیا تھا کہ جب ہم کسی سے یہ فعل کرنا چاہین اہل عالم سے تو تو ہمکو مانع مت ہونا۔ یا۔ یہ معنی کہ ہمنے تجھے نہین منع کردیا تھا کہ عالمین سے کسی کو مہمان مت بنایا کر یعنے جو مسافر اسطرف آجائیگا ہم اسکے ساتھ اپنا مطلب پورا کرینگے اور تجھ سے منع کردیا تھا کہ اسکو مہمان نہ بنا لینا اور تجھکو اسی شرط پر اس شہر مین چھوڑ دیا تھا ورنہ بحکم قولہ اخرجوا آل لوط من قریتکم انھم اناس یتطھرون۔ نکال دو اہل لوط کو اپنے شہر سے یہ لوگ پاک بننا چاہتے ہین۔ تمہارے واسطے نکال دینے کی تجویز ہو رہی تھی۔ پس حضرت لوط علیہ السلام نے انکو اسوقت انکی فطرے جوڑے یعنی عورتون کی طرف ارشاد کیا کہ بطریق مباح انسے توالد وتناسل کرین چنانچہ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ لوط نے کہا کہ یہ تمام شہر کی عورتین جو میری بیٹیاں ہین موجود ہین اگر تم کرنے والے ہو تو انسے کرو۔ اسکے جواب مین لوط سے کہا کہ تجھے تو معلوم ہے کہ تیری بیٹیون مین ہمارا کچھ حق نہین یعنے انسے ہم سے کچھ علاقہ نہین ہے اور جو ہماری خواہش ہے تجھے معلوم ہے پھر لوط علیہ السلام نے اپنے مہمانون کے واسطے عاجزی والحاح کیا مگر ان بدبختون نے کسی عاجزی پر توجہ نہ کی اور آخر لوط علیہ السلام تمنا کرنے لگے کہ کاش میری قوم وقبیلہ زبردست ہوتا یا مجھے قوت وشوکت ہوتی تو تمکو ایسی مجال مجھے خوار سمجھنے وبدزبانی کرنے وعاجز کرنے کی نہوتی اور حدیث مین آیا ہے کہ بعد لوط علیہ السلام کے اللہ تعالے نے ہر پیغمبر کو اسکی قوم وقبیلہ بزرگ مین سے بھیجا۔ غرضکہ رات ہوگئی اور قوم مردود نے اسوقت آپس مین کہا کہ اسوقت جانے دو راستہ بند ہین صبح انکا کم

بفراغت پورا کرینگے۔ جب لوط علیہ السلام کو اسوقت نجات ملی تو مہانون سے چاہا کہ نکل جاوین تب انھون نے انکو آگاہ کر دیا کہ ہم ملائکہ ہیں ہم تک یہ نہین پہونچ سکتے تو مت غم اُٹھا بلکہ کچھ رات گئے چلا جا اور یہ قوم صبح کو ہلاک ہونگے۔ یہ سب حال تھا اور وہی کمبخت غافل تھے کہ انکے حق مین کیا غضبناک حکم لیا ہی انکو کس ہیبتناک عذاب نے گھیرا ہی صبح کو کس سختی مین گرفتار ہونگے کہ کبھی اس سے رہائی نہین ہی لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ قسم ہی مجھے تیری عمر یا تیرے عیش کی ای محمد کہ وہی لوگ یعنی قوم لوط کس درجہ اپنے نشہ مین وجوش شہوت مین اندھے ہو رہے تھے۔ لعمرک بفتح لام وعین۔ اگرچہ عمر بالضم ہی مگر قسم مین مفتوح آتا ہی اور یہ قسم تعجب دلانے کو ہی۔ اور یعمہون از عمہ ہی اور یہ دل بینائی زائل ہونے کو کہتے ہین اور عمی ظاہری اندھا پن ہی پس عمہ زیادہ سخت ہی کہ فرمایا کہ لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب۔ یعنی آنکھین ظاہری اندھی نہین ہوتی ہین ولیکن دل کی آنکھین اندھی ہو جاتی ہین شیخ امام ابن کثیر وایک جماعت مفسرین نے اپنی تفاسیر مین یہان سے آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام عالم وجملہ مخلوقات سے افضلیت پر تنصیص فرمائی ہی چنانچہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ اہل تفسیر یعنے صحابہ وتابعین وسلف وخلف نے اور علماء وائمہ نے اجماع کیا ہی کہ یہ اللہ تعالےٰ جلشانہ نے مدت حیات محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی قسم کھائی ہی۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ بہت بڑا مرتبہ وکمال بزرگی وکمال رفعت ہی اور ابو الجوزار نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ نہین پیدا کیا اللہ تعالےٰ نے کسی جان کو اپنے یہان زیادہ بزرگ سب سے بہ نسبت محمد صلعم کے اور مین نے نہین سنا کہ اللہ تعالےٰ نے کسی کی زندگی کی قسم کھائی سوائے محمد صلعم کے بقولہ لعمرک الآیہ۔ رواہ ابن جریر علی بن ابی طلحہ رح نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی لعمرک یعنی بعیشک انہم لفی سکرتہم یعمہون قال یترددون ۔ شیخ ابوبکر بن العربی نے لکھا کہ مفسرین نے بالاجماع کہا ہی کہ اللہ تعالےٰ نے اس کلام مین محمد صلعم کی حیات کی قسم اپنے حبیب صلعم کی کامل بزرگی ظاہر فرمانے کے لیے یاد فرمائی ہی۔ ابن عباس نے کہا کہ لعمرک الآ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ قسم تیری حیات کی ای محمد وتیری عمر کی اور دنیا مین تیری بقاء وعیش کی۔ ابن مردویہ نے ابن عباس سے یہ روایت مرفوع اسناد کی کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کی حیات کی قسم نہین کھائی سوائے حیات محمد صلعم کے فی قولہ لعمرک الآیہ۔ شیخ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی طرح در منثور مین ذکر کیا ہی۔ شیخ ابن العربی نے کہا کہ کون چیز اللہ تعالیٰ کو مانع ہی کہ وہ حیات لوط کی قسم کھاوے اور جسقدر چاہے اپنے بندے کی تشریف بڑھاوے اور جو کچھ فضل اللہ تعالےٰ لوط کو عطا فرماوے اسکا کئی گونہ محمد صلعم کو عطا فرماویگا کیونکہ محمد صلعم کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوط سے بہت بڑھا ہوا ہی تو نہین دیکھتا کہ اسنے ابراہیم کو خلت سے یعنی خلیل بناکر اور موسیٰ کو تکلیم سے شرف عطا فرمایا اور محمد صلعم کو حبیب کرکے اشرف فرمایا پس جب اللہ تعالیٰ حیات لوط کی قسم کھاوے تو حیات محمد صلعم کی قسم اس سے زیادہ ارفع ہی۔ قرطبی رح نے کہا کہ یہ قول عمدہ ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہان بعض مفسرین کو دغدغہ ہوا کہ قصہ لوط مین حیات محمد صلعم کی قسم جملہ معترضہ ہی پس شاید کہ قسم حیات لوط کی ہو تو ابن العربی رح نے کہا کہ اس سے بھی ظاہر ہوا کہ حیات محمد صلعم کی قسم بدرجہ اولیٰ اس سے زیادہ ارفع ہی اور مین کہتا ہون کہ یہ توہم کچھ نہین ہی بلکہ قصہ لوط واصرار فجور انکی قوم کا ایسا عجیب ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تعجب دلانے کو محمد صلعم اپنے حبیب کو مخاطب کرکے قوم لوط کی شدت عمہ کو بیان کر دیا اور یہین سے تجھے معلوم ہوا کہ یہ جو بعض مفسرین نے کہا کہ اگر قسم لعمرک مین خطاب آنحضرت صلعم کو ہو تو انہم کی ضمیر غائب راجع بجانب قریش ہی یہ وہم کچھ نہین ہی اسواسطے کہ بیان ہو چکا کہ شدت ناہنجاری وگمراہی قوم لوط پر یہ تعجب کر دیا۔ اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ نے والتین والزیتون اور والعصر اور والیل والضحیٰ اور والشمس وغیرہ اقسام کی قسم یاد فرمائی ہی اسمین کچھ شرف نہین ہی تو جواب یہ ہی کہ یہ ہرگز نہین بلکہ جس قسم کی قسم کھائی ہی وہ چیز اپنی نوع مین اشرف ہی پس آنحضرت صلعم اس نوع انبیاء وملائکہ مین اشرف ہین علاوہ برین یہ وہم خلاف اجماع مفسرین واہل بلاغت ہی ومخالف قول ترجمان القرآن ابن عباس حبر الامہ بلکہ معارض نص حدیث ابن مردویہ ہی اور جس شخص نے یہ وہم کیا کہ

سوائے اللہ تعالیٰ کے دوسرے کی قسم کروہ ہی لہذا ہر قسم مین مضاف محذوف ہی مثلاً والشمس یعنی وخالق الشمس یعنی قسم ہی پیدا کرنے والے آفتاب کی یہ وہم نہایت دور اور بالکل واہی ہی اسواسطے کہ بندون کو روا نہین ہی کہ وہ شریعت الٰہی سے خلاف کرین اور اللہ تعالیٰ پر کوئی شریعت وبندگی و تابعداری نہین ہی وہ پاک معبود جل شانہ ہی جو وہ چاہے کرے اسکی درگاہ کبریائی کسی واہی مخلوق کے اعتراض کے لائق نہین ہی۔ بالجملہ قسم یاد فرمائی حضرت کبریا عزوجل نے اپنے حبیب محمد صلعم کے عیش حیات کی کہ قوم لوطؑ جو اسطرح مست بادہ شہوت اور اسقدر اللہ تعالیٰ سے بیخوف واسقدر اسکے پیغمبر لوطؑ کو تنگدل کرنے والی تھی اندھی ہو رہی تھی کہ انکو اپنی حد درجہ کی بدکاری نہین سوجھتی تھی۔ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ پس ناگاہ انکو پکڑ لیا ایک سخت آواز نے سورج نکلتے۔ علماء نے کہا ہی کہ فجر کے وقت لوطؑ کا گھر گھیر کر اندر کودے تھے اور ملائکہ الٰہی شدید القویٰ دو مرہ کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا کہ حضرت جبرئیلؑ نے بفرمان قہر سلطان العزۃ جلشانہ کے سخت آواز سے انکے پردہ ہائے گوش پھاڑ دیے فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا پس کر دیا ہم نے اس قریہ کے اونچے کو نیچا۔ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ اور برسا دیے اسپر پتھر سجیل سے یعنی جہنم کے گرم پتھر جس صفت پر دنیا کے واسطے حکمت الٰہیہ مقتضی ہو برسا دیے کہ سب بالکل تباہ ہو گئے۔ لوطؑ کی جورو بھی انھین مین تھی وہ لوطؑ کے ساتھ نہین گئی یا اسکو لے نہین گئے۔ اور بعض نے کہا کہ وہ ساتھ گئی تھی ولیکن اُسنے آواز سخت ہیبتناک کیوقت دیکھکر فریاد کی کہ ہائے میری قوم پس ایک پتھر اسکو بھی پہونچا اور وہ بھی انھین مین شامل ہو گئی۔ واضح ہو کہ بعضے جہال کا خیال ہی کہ وہان آتشی پہاڑ تھا یا زمین کے اندر گوگرد و کوئلہ کی کان تھی وہ باہم مل تو گرگڑ سے آگ پیدا ہو گئی اور تمام قریہ اُڑ گیا اور تہ و بالا ہو گیا اور یہ جہالت بھی قوم لوطؑ کی ناہنجاری سے کم نہین ہی اسلیے کہ بدلیل قطعی جب آخری قدرت اللہ تعالیٰ جلشانہ کو ہی تو اس جاہل کو یہ تردد ناحق ہی کہ ایسے اسباب پیدا ہوئے اور حق تعالیٰ کے افعال اس دنیا مین عجائب قدرت واسباب کے ہین اور ہر گمراہ کے لیے اسکی گمراہی موجود ہی اور یہ بیہودہ اوہام بلا دلیل بلکہ مخالف قطعی دلیل قدرت الٰہی تعالیٰ کے اسکی گمراہی کی قوی دلیل ہین نعوذ باللہ من ذلک۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ایسے واقعات مین نشانیان ہین ان لوگون کے لیے جو فراست رکھتے ہین۔ یا جو اہل فکر ہین کہ واقعہ مین غور کر کے اُس سے صحیح استدلال و فہم حاصل کرتے ہین۔ قتادہؒ نے کہا کہ اہل عبرت کے لیے۔ بعض نے کہا اہل تامل کے لیے گویا ظاہر رسم و علامت دیکھکر باطن کی طرف غور سے معرفت حاصل کرتے ہین۔ مجاہدؒ نے کہا کہ اہل فراست کے واسطے آیات ہین۔ ابوسعید خدری رضؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ ثم قرأ ان فی ذلک لآیات للمتوسمین یعنی ڈرو مومن کی فراست سے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہی پھر پڑھی آپ نے یہی آیت۔ اخرجہ البخاری فی التاریخ والترمذی وابن جریر وابن ابی حاتم وابن السنی وابونعیم وابن مردویہ والخطیب۔ بعض نے کہا کہ فراست دو قسم ہی ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ صالح بندون کے دلون مین ڈالدیتا ہی تو لوگون کے احوال کو صحیح حدس سے دیکھتے ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ اسنے یہ الہام کی تعریف بیان کی اور وہ بھی ناقص۔ پھر کہا کہ دوسری قسم یہ کہ تجربہ وغیرہ سے لوگون کے احوال جانتا ہی اور اسمین لوگون کی نئی پرانی تصانیف ہین انتہی۔ مترجم کہتا ہی کہ اسنے اوہام و بدگمانی کی اقسام مین سے ایک قسم بیان کی۔ اور حدیث مین مومن کے قید ہی اور صاف تصریح ہی کہ وہ اپنے اختیار و قدرت سے نہین بلکہ نور الٰہی سے دیکھتا ہی اور مومن جب کامل ہو تو قرب النوافل کا درجہ اسکو ہوتا ہی اور قرب النوافل کی حدیث صحاح مین موجود ہی۔ اور بیان فراست کی مثال ایک واقعہ سے بیان کر کے چھوڑتا ہون واضح ہو کہ زمانہ خلافت حضرت عثمان رضؓ مین ایک شخص نے راستہ مین ایک عورت اجنبیہ پر نظر بد کر ڈالی پھر حضرت عثمان رضؓ کی خدمت مین حاضر ہوا آپ نے مجلس کی لوگون کو عام خطاب کر کے فرمایا کہ یہ کیا ہی کہ تم مین کا آدمی میرے پاس آتا ہی اس حال سے کہ اسکی آنکھون نے زنا کیا ہی اگر ایسا ہی ہوا تو مین

صدا رونگا یہ روایت سنن وغیرہ مین موجود ہی اس شخص نے دوسرے موقع پر بعد توبہ کے تنہا حاضر ہو کر پوچھا کہ یا خلیفۃ رسول اللہ کیا بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی وحی آتی ہو فرمایا کہ نہین ولیکن فراست ہی یعنی جو فراست مومن کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمائی ہی۔ بالجملہ ان آیات مین جو شخص بنور توفیق الٰہی سبحانہ تعالے نظر پاوے اُسکو عجائب شان قدرت حضرت ذوالجلال والاکرام نظر آتی ہو۔ وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُّقِيمٍ اور یہ گانون البتہ راستہ پر ثابت ہین۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا یعنے راستہ نشان دار پر ہین۔ قتادہ رحمہ اللہ تعالی نے کہا راستہ واضحہ پر ہین۔ فی تفسیر الشیخ الحافظ رحمہ اللہ تعالے یعنے قریۂ سدوم جسکو انقلاب صوری و معنوی و سنگساری پہونچا حتی کہ بحیرہ گندہ خبیثہ ہو گیا وہ راستہ واضحہ پر ہو آجتک اُدھر سے راستہ جاری ہی مانند قولہ تعالے وانکم لتمرون علیہم مصبحین وبالليل یعنی تم ان پر گزرتے ہو صبح کو اور رات مین۔ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ اس واقعہ مین نشانی ہی مومنون کے لیے یعنے جو لوگ کہ اللہ تعالے وانبیاء و مرسلین پر ایمان لائے وہی جو آثار دیکھتے ہین اُنسے عبرت اُٹھاتے ہین اور پہچانتے ہین کہ یہ اللہ تعالے قادر قوی عزیز کا انتقام تھا اس قوم کافر سے اور جو لوگ کہ ایمان نہین لاتے اور اللہ تعالے وانکی قدرت کے محیط ہونے کو نہین پہچانتے وہ اُنکو حوادث عالم پر محمول کرتے ہین اور ستارہ کی گردش یا زمین کے اندر گوگرد و کوئلہ کی کان کی یا اسم رگڑ کے مشتعل ہونے وغیرہ پر محمول کرتے ہین غرضکہ اٹکل سے ایک سبب مستقل زعم کر لیتے ہین اور نہین سمجھتے کہ موثر فی الحقیقۃ اللہ تعالے ہی۔ پھر واضح ہو کہ مومنین عام کے لیے اسمین ایک عبرت فرمائی اور متوسمین کے لیے آیات فرمائین تو اہل توسم خاص ہین اور ابن جریر نے اپنی اسناد سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ اللہ تعالے کے بندے ہین جو لوگون کو توسم سے پہچان لیتے ہین اور اسی کو ابوبکر البزار رحمہ اللہ تعالے نے بھی روایت کیا ہی۔ واضح ہو کہ اکابر اولیاء سے منقول ہی کہ وہ آدمیون کی صورت باطنی پہچان لیتے ہین اور بات یہ ہی کہ حدیث مین وارد ہی کہ اس امت مین بھی خسف و مسخ ہی یعنے انکی صورتین بدل جاوینگی تو علمائے ظاہر نے کہا کہ شاید یہ آخر زمانہ مین کسی وقت واقع ہوگا اور اولیاء نے کہا بلکہ یہ واقع ہو گیا یعنے اللہ تعالے نے کافرون و بدکارون کی نسبت تصریح فرمائی ہی کہ وہ جانورون سے بدتر ہین پس باطنی صورت مین ہر ایک اپنی خصلت کے موافق اسی خصلت کے جانور پر ہوجاتا ہی حتے کہ کافر ظالم بیرحم قاتل زبردست بصورت گرگ اور حریص دنیا حرام خور مغضوب بشکل خوک اور ایسے ہی کتے و بلی وغیرہ کی صورتون پر ہوجاتے ہین مگر ظاہر مین انکو نہین دیکھتا مگر وہی جو متوسمین مین سے ہی یعنی توسم رکھتا ہی۔ ف۔ فی العرائس قولہ قال ابشرتمونی علے ان مسنی الکبر الآیہ۔ اسمین اشارت ہی کہ جب اللہ تعالے کسی حالت مین ابواب فراست کو انبیاء و صدیقین پر کسی وقت مسدود فرماتا ہی تو انکو بھی مرقومات مقدرات اور معلومات غیب نہین معلوم ہوتے ہین چنانچہ خلیل جلیل علیہ السلام سے دیدار روح اسحاق و یعقوب مخفی رہی حتے کہ بطریق عادت اپنے بڑھاپے پر نظر کر کے اُسکو بعید جانا اور اگر پردہ تقدیر سے اس غیب پر انکو معرفت دیدی جاتی تو یہ بات نہ کہتے اور تو جہالت نہ کرنا کہ انکو قدرت الٰہیہ مین شک تھا بلکہ مقدورات الٰہی تعالے کے اسرار غیب مین انکو اس بات کے وقوع کی اطلاع نہوئی۔ مترجم کہتا ہی کہ نظیر اسکی قصہ حضرت زکریا علیہ السلام کا ہی کہ فرمایا۔ هنالك دعا زكريا ربه قال رب هب لي من لدنك ذرية طيبة انك سميع الدعاء۔ پہلے تو فرزند پاکیزہ مانگا اور جب انکی بشارت دی گئی تو استعجاب کیا قال رب انی یکون لی غلام وقد بلغنی الکبر وامرأتی عاقر الآیہ۔ یعنے ای رب میرے فرزند کہان سے ہوگا اس حال مین کہ مجھے بڑھاپا پہونچ گیا اور میری جورو بانجھ ہی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بالدلیل حضرت زکریا علیہ السلام سے افضل ہین اور خلیل علیہ السلام نے یہ کہا کہ مجھے بڑھاپا پہونچ گیا ہی پس شک قدرت مین نہ تھا جو کفر ہی بلکہ عادت کے اوضاع مین تھا فافہم۔ شیخ نے اسمین ایک دوسرا اشارہ نکالا کہ حضرت خلیل علیہ السلام اس زمانہ پیری مین بحر خلت شوق و مشاہدہ مین غرق ہو کر احکام وصال و انتقال کے لیے مستعجل تھے تو وقت تربیت فرزند دیکھ کر

فبم تبشرون۔ جوزجانی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ بڑھاپے کا زمانہ دنیا و مافیہا سے نا امید ہوکر اللہ تعالے پر بھروسا کرنے و آخرت کی خواہش کا ہے
اسی واسطے جب ملائکہ نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو اللہ تعالے کی طرف سے بشارت دی تو اللہ تعالے پر انکی توی کا بھروسا کیا اور نبوت سے
خوش ہوئے۔ قولہ لعمرک انہم لفی سکرتہم یعمہون یعنی قسم تیری حیات روح کی جسکو عدم سے تجلی قدم پیدا کر کے اپنے مشاہدہ غیب مین رکھا ہے میرے
زمانہ تھی اور دہر و فلک کچھ نہ تھا اور اسکے زمانہ کا احصار بلکہ خیال نہین ہو سکتا کیونکہ زمانہ و مکان کچھ نہ تھا اور اسمین دیگر تطورات و نقلبات بھی
شامل ہین مانند مشاہدۂ نور صفات و ذات کے اور منازل قرب و تجلی حیات حق کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اسی ظہور سے حیات دی گئی پس لوگ
تیری حیات و دیدار سے حجاب گمراہی و اندھی حالت مین پڑے ہین۔ بعض نے کہا کہ عمر یعنی عمارت تیرے سر باطن کی کہ اپنے مشاہدہ سے زندہ
اور تمام ماسوائے سے منقطع کر دیا ہے۔ نوری (ابو الحسن) رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ تیری حیات کی قسم جس سے تو ہی تمام مخلوق مین سے مخصوص کیا گیا ہے پس
مخلوقات بارواح زندہ کئے گئے ہین اور تجھکو میری بقاء سے بقاء حاصل ہے۔ شیخ ابو جعفر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اے محمد تیری حیات کی قسم کہ سب
نشہ غفلت و دوری مین ہین سوائے اسکے جسکا تو وسیلہ ہو گیا۔ قرشی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اللہ تعالے نے حیات محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی
قسم کھائی کیونکہ حیات محمدی حیات بحق عزوجل تھی اور وہ قبضۂ حق و بساط قرب مین مشرف۔ پس تیری ایسی حیات کی قسم کہ سب زیغ و طغیان
و سوال کو سے نہین بچے سوائے تیرے کہ تو نے سوال تک نہین کیا حتےٰ کہ ہم نے تیرے سوال سے پہلے اجابت فرمائی پس تیری ہی یہ حیات ہے
کہ جسکے ساتھ خلق کی زندگی ہے خواہ تیری ظہور دنیاوی سے پہلے کی مخلوق ہو یا تیرے بعد کی مخلوق ہو کیونکہ اصل حیات جو کہ حیات الحی القیوم ہے اسکا
ظہور تجھ پر ہے۔ شیخ خراز رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اللہ تعالے نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کا وصف اس مخلوق کے واسطے کیا پھر اسکو
خلق سے مستور فرمایا۔ قولہ تعالے ان فی ذلک لآیات للمتوسمین۔ حق سبحانہ تعالے نے فراست کو مرہون بمشاہدہ آیات و شواہد فرمایا چنانچہ دوسرے
مقام پر قولہ تعرفہم بسیماہم۔ کہا ہے اور یہ اوصاف فراست کے واسطے ابتدائی خیالات مین ہین جب تک علامات پر نظر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے
اور اصل فراست یہ ہے کہ ٹھیک ہو جانا نظر روح کا مقدورات غیب پر بلا علامت کے اور بدون علت و سبب کے بلکہ یہ فراست متعلق ہوتی ہے
بانکشاف اس چیز کے جو غیب سے ظاہر ہو بنور غیب و سر مقدور و خفیات ضمائر و مکنونات سرائر۔ پس یہ روح ناطق بحق و سامع آواز غیب
و مشاہد حق بحق ہوتی ہے پس نور حق سے بعد موصوفی بصفات حق کے حکمت حق کے واسطے دیکھتی ہے پس جو بنظر حق دیکھے اور بسماع حق سنے اور
بکلام حق متکلم ہو اسپر مخفی کچھ نہو گا مگر جسقدر اللہ تعالے چاہے کیونکہ حدوث کو تحمل قدم کسی حال مین نہین ہے۔ اقول اسی وجہ سے حضرت یعقوب
علیہ السلام پر یوسف کا چاہ کنعان مین ہونا پوشیدہ رہا اور مصر سے بوئے پیراہن سونگھنے مین آئی۔ شیخ نے کہا کہ جاننا چاہیے کہ فراست کے
دس مرتبہ ہین از انجملہ بعض فراست بچشم ظاہر حاصل ہوتی ہے اسطرح کہ منقلبات آیات و افعال کو عالم صورت مین دیکھتا ہے اور یہ تصرف حق بمقام
آیات ہے تاکہ جو خلق کی نظر سے پوشیدہ فرمایا ہے وہ اسکو ظاہر ہو اور یہ تصرف فراست ظاہر پر مقرون بعلم عقل و قلب و روح و نفس و سر و سر السر ہے
اقول یعنی ان چیزون کی معرفت حاصل ہو تو ظاہر ہین جو افعال و تغیرات واقع ہوتے ہین اور انپر پردۂ امتحان و حجاب ہوتا ہے جس سے مخلوق انکو
منوط باسباب وغیرہ دیکھتی ہے اہل حق اسکے مکنون سری سے واقف ہوتا ہے۔ دوم بسمع ظاہر کہ عارفون کے کان سنتے ہین عالم کی حرکات کو
اور جو ملائکہ بزبان خلق بولتے ہین اور یہ بگوش ظاہر ہے اور یہ فراست متعلق باسماع ظاہرہ ہے اور وہ بھی فراست ہے جو بگوش باطن و قوائے باطنیہ
سنتے ہین۔ قسم سوم فراست سے وہ ہے جو متفرس کی صورت مین اشکال تصرف حق سے ظاہر ہوتے ہین مثلاً اسکی زبان نے کوئی بات نکالی حتی کہ مختلف
زبانون سے اسکے بدن کے تمام بال براہ تصرف حق بولتے ہین پس وہ اپنے نفس سے دیکھتا و سنتا ہے ظاہر ہین دلائل ان امور کے جو غیب سے

واقع ہونگے اور یہ قسم بھی متعلق بہ بینائی و سماعت و حرکت فطرت بباطن و ایصال اثر ظاہر ہو۔ چہارم قسم وہ ہی جو بحواس باطن حاصل ہوتی ہی جو بان
کہ اُسکی لطافت سے غائب چیزون کے اوائل علامات بدلالت واضحہ لائح ہوتے ہین پنجم قسم وہ کہ نفس امارہ کی طرف سے حاصل ہوتے ہین اسطرح
کہ اسمین تمنا و جنبش ظاہر ہوتی ہی اور یہ ایک سرّ عجیب ہی کہ جب اللہ تعالے باب الغیب کا انفتاح چاہتا ہی تو اُسکے ابتدائی آثار کو نفس امارہ
مین ڈالدیتا ہی خواہ محبوب کرکے کہ وہ تمنا کرنے لگتا ہی اور خواہ مکروہ کرکے کہ اسکو گھبراہٹ ظاہر ہوتی ہی مگر یہ کوئی پہچانتا نہین مگر وہی جو ربانی
یعنی بندۂ حق ہو کہ اعمال شرع ظاہر پر اور حلم و علم و رضا و تسلیم وغیرہ اعمال باطنہ پر مستقیم اور اپنی خواہشات کا مغلوب نہو۔ قسم ششم وہ ہی
جو قلب کو حاصل ہوتی ہی خواہ اسطرح کہ الہام سے اُس نے سن لیا اور خواہ بطریق فعل کہ اسمین جو واقع ہوگا اسکی ٹھنڈک ظاہر ہونے لگی اور یا بطور کشف کے
کہ دیکھکر جان لیتا ہی۔ ہفتم قسم وہ ہی کہ عقل کو حاصل ہوتی ہی اور یہ اسطرح ہی کہ روح غیبی کا بوجھ اسپر طاری ہوتا ہی پس وجود وحی والہام سے اُسکو
جان لیتا ہی جو حق عزوجل کا تصرف عنقریب واقع ہونے والا ہی اور یہ بھی اُسکو ازراہ سمع و بصر حاصل ہوتا ہی۔ قسم ہشتم وہ ہی کہ روح کو فراست حاصل
ہوتی ہی کیونکہ وہ اپنے اندر تصرف حق تعالے کو دیکھتی ہی اور جو غیب سے ظاہر کیا جاوے اُسکو خاص نظر سے دیکھتی اور حق تعالے سے سنتی ہی خواہ
طریق واسطہ یا بلا واسطہ نہم وہ قسم ہی کہ بشیم سر باطن و سماع سر باطن ہوتی ہی کہ سر باطن تصرف صفت کو دیکھتا ہی اور حالت کو نور صفت مین ہونے کی
علامت معائنہ کرتا ہی۔ دہم وہ ہی کہ سر السر مین اسکا حصول ہوتا ہی اور وہ ظہور قدر تہائے غیبیہ کا باشکال ربانیہ روحانیہ ہی پس دیکھتا ہی
لفرف ذات صفات مین اور سنتا ہی صفات کو بوصف حدیث و خطاب از ذات بلا واسطہ اور اسی حد پر کشف کی انتہا ہی اور فراست
حقیقۃً جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلق کو ڈرایا ہی اس کلام سے کہ اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ یعنے ڈرو مومن کی فراست سے
کہ وہ اللہ تعالے کے نور سے دیکھتا ہی وہ یہی فراست ہی اور جب ایسی فراست سے خوف واجب ہوا جو بنور حق دیکھتا ہی تو کیونکر ایسے شخص کی فراست سے
خوف نہوگا جو بحق دیکھتا ہی نہ بغیر حق۔ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ سرائر مت[illegible] ہین اور اپنے حظوظ کے ساتھ ہین اپنی اوقات سے پھیرے
ہوئے ہین انکا صدق اپنی جنبش مین اسپر زیادہ ظاہر ہی بہ نسبت اُسکے صدق کے لئے تعبد مین عبادت کرنا اور سرائر سے ہمیشہ بطریق قہر ظاہر ہوتی ہی ایسی چیز کہ
مجھے اسپر واقف کردے بطریق عفوبیں متفرس انپر مطلع ہوکر انکی اوقات مین فراست سے واقف ہوجاتا ہی۔ **قال المترجم** اس کلام کے
معنی جہانتک مجھے ظاہر ہوتے ہین یہ ہین کہ سرائر اپنے قبضۂ اختیار و قدرت مین نہین ہین بلکہ متصف بصفات آلہیہ ہوکر اپنے حظوظ مین مشغوف
اور اپنے ذاتی اوقات سے پھیرے ہوئے ہین اور اُنکی حرکت چونکہ بقبضۂ قدرت آلہیہ ہی تو اُنکی تعبدی حرکت سے اسمین زیادہ صدق ہی کیونکہ شاید
تعبدی حرکت مین خود سرائر کا حظ ہو بخلاف اس حرکت کے بغیر ان سرائر سے غیر اختیاری طریقہ سے یعنے اللہ تعالے عزوجل کے اختیار سے
ہمیشہ ایسی بات ظاہر ہوتی ہی کہ کبھی بطریق زائد از حاجت و بخواہش مجھکو وقوف ہوتا ہی کہ متفرس بلحاظ اُنکی اوقات کے انپر مطلع ہوکر معلوم
کرلیتا ہی پھر شیخ واسطی کا تتمہ کلام یہ ہی کہ اللہ تعالے نے فرمایا ان فی ذلک لآیات للمتوسمین واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ [illegible] ہین جو
تفحص سے تفرس حاصل کرتے ہین۔ بعض نے کہا کہ مراد متفرس بندے ہین جنکو فراست عطا ہوتی ہی اور وہی تین قسم کے ہین فراست بنظر و بسماعت
و بعقل اور اُسنے بڑھکر حال کشف و مشاہدہ ہی بشرطیکہ جسکو یہ دونون عطا ہوئے ہون کہ اُسکی فراست غائب و حاضر دونون مین صحیح ہوتی ہی
قال المترجم مخلوقات الٰہی دو قسم کی ہین اول وہ جو ظہور مین محسوس یا غیر محسوس موجود ہین اور دوم جو پردہ غیب مین ہین۔ پس ظہور کے
غیر محسوس کی بھی فراست بعقل کلی ہی اور محسوس کی فراست بعقل جزئی ہوسکتی ہی اور اسی قسم کو لوگون نے عوام کی سمجھ کے موافق بیان کیا ہی اور
بعضے رسمی علوم کے ایسا بھی اسی کو فراست سمجھتے ہین اور سر واضح ہو کہ اسمین بھی دو صورتین واقع ہوئی ہین ایک یہ کہ عقل جزئی کو پہچانتا ہی اور

[illegible]

دوم یہ کہ نہین اور علوم معرفت سے یہ مراد ہو کہ کثرت سے اس زمانہ مین عوام لوگ عقل جزئی اسکو سمجھتے ہین جو حواس ظاہرہ و باطنہ کے جمع کرنے سے ایک کیفیت بطور مزاج کے انکشافی پیدا ہو جاتی ہو اور یہ در حقیقت حواس ہین انکو عقل سے کچھ تعلق نہین ہو اور بعضے حکماے اسلامیہ اشراقیہ مانند شیخ شہاب الدین مقتول کے بنا بر قول بعضے اکابر کے جنکا بیان نفحات وغیرہ مین ہو تصریح کرتے تھے کہ اُس نے نادانی سے فلاسفہ کی اتباع مین غلو کیا اور وہ عالم عقل جزئی کو پہونچا اور وہین توقف کر گیا اور ہنوز عالم عقل کلی دور رہی تو عالم روحانی کا ذکر کیا ہو واللہ تعالے اعلم بعبادہ ہو العلیم الخبیر بعض نے کہا کہ متوسم وہ ہو جو سرائر کا متفرس ہو پس اگر تجھے چاہیے کہ فی الحقیقہ بواطن سے واقف ہو تو اُنکی گردش اخلاق اور مواقیت کو معائنہ کرکے معلوم کرلے شیخ محمد بن الحنیف رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ فراست کی تین قسم ہین اوّل دریافت کر لینا ایسی بات کا جو آفات سے محفوظ اور نفوس مین پوشیدہ قائم ہو اور وہ احوال عوام خلق سے بالکل مخفی ہین اور یہ قسم مخصوص بانبیار و رُسل ہو جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عبد بن زمعہ کے حق مین کہا تھا کہ اس عورت کا حکم ظاہر ہو اگر اللہ تعالے کا حکم نہوتا۔ مترجم کہتا ہو کہ شاید نقل مین سہو ہوا ہو واللہ اعلم کیونکہ یہ امر شریک بن سحمار کے طفل کے حق مین فرمایا تھا کہ اُسکی ایسی صورت ہو تو اُسی کا ہو اور ایسا ہی ہوا تو فرمایا کہ لعان حکم آلہی ہو چکا ورنہ مین اُسکو سزا دیتا کمافی الصحاح واللہ تعالے اعلم۔ دوم تجلی اُن احکام غفیہ کی جو نفوس مین اللہ تعالے نے ودیعت رکھے ہین جنکو وہ جانتا ہو اور یہ کشف بعضے خاصان حق کو صدیقین و اولیار مین سے بھی بعد انبیار کے ہو سکتا ہو جیسے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا تھا کہ یہ دونون تیرا بھائی و بہن ہین۔ مترجم کہتا ہو کہ ظاہراً قصہ زناے نظری جسکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمادیا تھا وہ تیسری قسم مین سے ہو۔ قسم سوم اطلاع قلوب وقت کشف کے اگرچہ بعید ہو اور یہ مقرون باہام آلہی تعالے ہو جیسے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے یا ساریۃ الجبل الجبل فرمایا تھا۔ مترجم کہتا ہو کہ یہ قصہ بسند صحیح اسطرح مرقوم و مروی ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت مین جمعہ کے روز منبر پر مدینہ مین خطبہ پڑھتے تھے اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نماز مین حاضر تھی کہ ناگاہ آپ نے بلند آواز سے یہ کہنا شروع کیا کہ اے ساریہ پہاڑ کو دیکھ پہاڑ دیکھ یعنے پہاڑ سے ڈرایا۔ پھر خطبہ بدستور پڑھنے لگے اور یہ ساریہ ایک شخص کا نام ہو جو نہاوند مین آپ کی طرف سے ایک لشکر کے سردار تھے جو وہان کفار پر جہاد کرتا تھا اور واقعہ یہ ہوا تھا کہ کافرون نے پہاڑ پر کمین کی تھی جس سے غفلت ہونے مین تمام لشکر ہلاک ہوا جاتا تھا پس آپ کی آواز وہان ساریہ رضی اللہ عنہ کو اور تمام لشکر کو یکسان پہونچی اور وہ بکرد شمن سے بچ گئے پھر انکو یہ معلوم نہوا کہ آواز دینے والا کون تھا یہان تک کہ بعد فتح کے جب غنیمت کا حصہ بیت المال لیکر ایلچی آیا تو اُس نے یہان قصہ بیان کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام خلیفۃ الرسول صلے اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کی آواز تھی فافہم۔ شیخ جنید رحمہ اللہ تعالے سے فراست کو دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ فراست آیات ربانیہ ہین یعنے پروردگار عزوجل کیطرف سے علامات بزرگی ہین عارفون کی پیشانی و چہرون پر پس اُنکی زبان مین موافق ان آیات کے کلام کرتی ہین اور وہ سچی پڑتی ہین حسین رحمہ اللہ تعالے سے جب پوچھا گیا تو کہا کہ فراست نظر حق ہو کہ بندہ اسی کی نظر سے دیکھتا ہو کہ حقیقت حال سے جو خبر دیتا ہو وہی ہوتا ہو۔ جب اللہ تعالے نے قوم حضرت لوط علیہ السلام کا حال بیان کردیا کہ بستی تہ و بالا کردی اور جو اس قوم کے کسی مقام خارجی مین تھے وہ پتھرون کی مار سے مرے تو حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا مختصر حال بیان فرمایا جنکا ملک سرسبز گنجان درختون کی وجہ سے ایکہ کہلاتا تھا اور باوجود فراخی کے یہ لوگ مال کے واسطے فاجر و فاسق کا فر تھے ناپ تول مین ڈنڈی مارتے اور دیہاتیون سے خریدنے مین انکو دھوکا دیتے اور موقع پاتے تو راستہ مین لوٹ مار کر لیتے غرضکہ نہایت دنی و کمینہ و بیوقوف احمق تھے

ہرچند حضرت شعیب علیہ السلام نے انکو نصیحت کی کسی طرح نہ مانے۔ ایسے ہی اصحاب حجر کی بدکاریاں و دنیاوی ثروت کے سبب تھیں وہ بھی ہلاک ہوئے قال اللہ تعالیٰ

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَلَقَدْ

اور تھے ایکہ والے بے شبہ ظلم کرنیوالے لوگ سو ہمنے اُنسے سزا کا بدلا لیا اور دونوں شہر کھلے راستہ پر ہیں اور ضرور

كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ

جھٹلایا تھا حجر والوں نے رسولوں کو اور ہمنے انکو دی تھیں اپنی نشانیاں سو وے ان نشانیوں سے منہ موڑتے اور تھے کہ تراشتے تھے

مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ۝ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

پہاڑوں سے اپنے امن سے رہنے کا گھر سو انکو پکڑا ایک سخت آواز نے لشکر صبح کے وقت سو کچھ فائدہ نہ دیا انکو جو کچھ وے

يَكْسِبُوْنَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ

کماتے تھے اور ہمنے نہیں پیدا کیا آسمانوں و زمین کو اور جو کچھ دونوں کے بیچ میں ہے مگر حق کے ساتھ اور قیامت تو ضرور آنیوالی ہے سو اچھی طرح

الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ

اُنسے تجاوز کر تیرا رب وہی پیدا کرنیوالا دانا ہے اور ہمنے تجھے عطا فرمائی سبع از مثانی

وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

اور قرآن بزرگ مت دوڑائیو اپنی آنکھیں اُس چیز کی طرف جو ہمنے انکو متاع دی ہے اُنمیں سے ازواج کو اور مت انپر غم کھائیو

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ۝ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى

اور پست رکھیو اپنا بازو مؤمنوں کے لیے اور کہہ کہ میں بیشک کھلا ڈر سنانیوالا ہوں مثل عذاب کے جو اُتارا ہمنے

الْمُقْتَسِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَسْــَٔـلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ عَمَّا كَانُوْا

اہل کتاب پر جنھوں نے کردیا کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے سو قسم ہے تیرے رب کی ہم ضرور پوچھینگے ان سب سے جو

يَعْمَلُوْنَ ۝ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝

وے کرتے تھے سو تو ظاہر کردے جسکا تجھے حکم ہوا اور منہ موڑ لے مشرکوں سے ہمنے کفایت کردیا تجھکو ٹھٹھا کرنیوالوں سے

الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ

جو بناتے ہیں اللہ کے ساتھ دوسرا خدا سو نزدیک ہے جان لینگے اور ہم بیشک جانتے ہیں کہ تیرا

يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝

سینہ بھچتا ہے اس سے جو وے کہتے ہیں سو تسبیح پڑھ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور رہ سجدہ کرنیوالوں میں سے

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝

اور عبادت کر اپنے رب کی یہانتک آوے تجھے یقین یعنے موت۔

وَاِنْ كَانَ - اور بیشک تھے - اَصْحَابُ الْاَيْكَةِ ایکہ والے - لَظَالِمِيْنَ ظالم لوگ - یہ قوم شعیب علیہ السلام کی

ضحاک وقتادہ وغیرہ نے کہا کہ ایکہ درخت گنجان کو کہتے ہیں اور ظلم انکا یہ تھا کہ اللہ تعالےٰ سے شرک کرنے اور رہزنی کرتے اور ناپ تول میں کمی کرتے۔ کذا فی تفسیر الشیخ اور شعیب علیہ السلام کی تکذیب کر کے اس ظلم کو قابل عذاب دنیاوی کر لیا اور انکا قصہ سابق میں گذر چکا ہی اور ابن مردویہ و ابن عساکر نے ابن عمرو سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل مدین اور اصحاب ایکہ دو قوم تھے دونوں کیطرف شعیب علیہ السلام بھیجے گئے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اصحاب الایکہ قوم شعیب علیہ السلام ہی۔ ملخص۔ علے ہذا شاید کہ دونوں قومیں شرک و بدکاری میں قریب قریب ہوں۔ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ پس ہم نے اُنسے انتقام لیا یعنے دنیا سے انپر عذاب استیصال طاری کر دیا اور یہ اسطرح ہوا کہ سات روز تک انپر سخت حرارت طاری ہوئی یہاں تک کہ انکے دم گھٹ گئے مگر کچھ مائل بایمان نہوئے آٹھویں روز ایک ٹکڑا ابر کا انکی طرف بھیجا گیا تو میدان میں نکلکر اُسکے سایہ میں جمع ہوئے کہ انپر پانی برساوے پس اُس سے آگ برسی کہ سب جلکر خاک ہو گئے۔ وَاِنَّهُمَا اور یہ دونوں قوم یعنے قوم لوط جو اوپر مذکور ہوئی اور قوم ایکہ اور شاید کہ شعیب کے دونوں گروہ مراد ہوں۔ لَبِاِمَامٍ البتہ راہ۔ مُّبِيْنٍ کشادہ پر ہیں یعنے اہل عرب براہ مدینہ شام کو جاتے ہیں ان قوموں کی بستیوں کی طرف سے راہ میں گزرتے ہیں اور اب تک اُنکے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ قوم ایکہ بعد قوم لوط علیہ السلام کے انسے قریب زمانہ و مکان کی راہ سے تھے چنانچہ قولہ وما قوم لوط منکم ببعید۔ سے مدین والوں کو شعیب علیہ السلام نے سمجھایا و عبرت دلائی تھی۔ راستہ کو اسواسطے امام کہتے ہیں کہ مسافر اسکی تتبع سے مقصود کو پہونچتا ہی۔ امام مبین۔ راہ ظاہر جیسا کہ ابن عباس و مجاہد و ضحاک وغیرہم سے مروی ہی۔ پھر قوم ثمود کے واقعہ پر اللہ تعالےٰ نے یہاں ختم فرمایا لقولہ وَلَقَدْ كَذَّبَ اور بیشبہہ جھٹلایا اَصْحٰبُ الْحِجْرِ حجر والوں نے۔ ثمود کے دیس کا نام حجر ہی۔ قتادہؒ نے کہا کہ وہ پہاڑوں کے درمیانی وادی کے رہنے والے تھے ابن جریر رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ حجاز (یعنے مدینہ) و شام کے درمیان ہی تبوک کو جاتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس مقام سے مع لشکر گزرے تھے اور اُنکے کچھ آثار ابتک قائم ہیں۔ غرضکہ یہ قوم عرب کی تھی اور انھیں کی نسبت فرمایا کہ جھٹلایا حجر والوں نے۔ الْمُرْسَلِيْنَ رسولوں کو یعنی صالح علیہ السلام اپنے خاص رسول کو جھٹلانے میں سب رسولوں کا جھٹلانا لازم آیا۔ جب صالح علیہ السلام نے انکو معجزات دکھلائے اور سمجھایا تو انھوں نے انکار کیا مگر اس طور پر کہ اس پہاڑ سے ابھی ایک اونٹنی ایسی ایسی نکلے پس صالح علیہ السلام نے انکو روکا کہ ہٹ مت کرو اللہ تعالیٰ تو اسپر قادر ہی کیونکہ پھر ایمان نہ لائے تو عذاب سے ہلاک کیے جاؤگے نہ مانا اور اسپر اصرار کیا تو صالح علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالےٰ نے یہ معجزہ دیدیا کہ یکایک پہاڑ کو جنبش ہوئی جیسے حاملہ اونٹنی پس اسمین سے شق ہو کر ایک اونٹنی نکلی اور اس اونٹنی سے اسی وقت ایک بچہ ہوا اور وہ بچہ بھی بڑا ہو کر ماں کے برابر ہو گیا۔ اسقدر دیکھ لیا مگر پانچ یا زیادہ سرداروں میں سے فقط ایک سردار مسلمان ہوا باقی جاہلوں نے جادو وغیرہ پر محمول کر کے انکار کیا۔ شاید کہ ایک کی وجہ سے عذاب بالفعل موقوف ہو گیا یہی فرمایا۔ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا اور ہم نے دیں قوم ثمود کو اپنی نشانیاں۔ حتے کہ اس اونٹنی کی کیفیت تھی کہ اسکے اسقدر دودھ تھا کہ تمام قوم اپنے برتن اسکے دودھ سے بھر لیتی اور وہ کم ہوتا تھا۔ فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ مگر یہ قوم ان آیات سے منھ موڑے تھی کچھ عبرت نہیں حاصل کرتی اور نہ اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتی تھی۔ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ اور تھے کہ تراشتے تھے۔ مِنَ الْجِبَالِ پہاڑوں سے۔ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ اپنے رہنے کے گھر درحالیکہ مامون ہوتے یا درحالیکہ وہ گرنے سے بیخوف ہوتے یا چوروں کی نقب یا چھت گرنے وغیرہ سے نڈر ہوتے بعض نے کہا کہ عذاب سے نڈر ہونے کے لیے بناتے اپنی طاقت و قوت و مکان کی مضبوطی پر بھروسا کرتے اور بعض نے کہا کہ پہاڑوں کو کاٹکر گھر بنا لیتے کہ عمارت کی ضرورت نہو۔ شیخ امام ابن کثیر نے ضمیر نحتوں سے حال قرار دیا اور معنے بتلائے کہ نڈر ہو کر پہاڑوں کو کاٹتے و گھر بنالیتے تھے۔

یعنی بدون خوف کے اور بدون ضرورت کے ایسا کرتے تھے اور یہ اترانا و بیہودہ عبث دنیاوی تھا چنانچہ وادی الحجر مین اُنکے مساکن دیکھنے
سے ظاہر ہوا جہان حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تبوک جاتے ہوئے گذرے تھے اور وہان پہونچنے پر آپ نے سر نیچا فرمایا اور سواری کو
تیز کر دیا اور اپنے اصحاب کو منع فرمایا کہ مت جاؤ ایسی قوم کی آبادی مین جو عذاب الٰہی سے ہلاک کی گئی ہین مگر اسطرح کہ تم روتے ہوئے جاؤ
اور اگر رونا نہ آوے تو خوف یاد کرو اور قوم کی حالت یاد کر کے رونے والے بنو اس خوف سے کہ ایسا نہو جو اُنکو پہونچا وہ تمکو پہونچے۔ اقول بعض
اصحاب نے وہان جانے مین جلدی کی تھی اور بعضون نے قوم ثمود کے کنوئین سے ہانڈیان چڑھائی تھین پس آپ نے پہونچکر ہانڈیان لوٹا دین
اور آٹا گوندھا جانورون کو کھلوا دیا اور کوچ کا حکم دیا پھر آگے جا کر مومنون کا جہان کنوان تھا اسپر اُترے اور تالاب جمیل پر ناقہ کی آمد و رفت کا
تاکہ دکھلایا و تمام الحدیث فی الصحاح۔ ظاہر یہ ہی کہ نڈر و بیخوف ہونے کو بناتے جبکہ پیغمبر علیہ السلام نے اُنکو ڈرایا سفَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ
پس اُنکو پکڑا سخت آواز نے۔ مُصْبِحِيْنَ جب وہ صبح کے وقت مین تھے اور سابق مین رجعہ مذکور ہوا ہی ظاہر آگے پیچھے ملے ہوئے دونون
واقع ہوئے اور بات یہ ہوئی کہ اونٹنی پیدا ہونے پر جب باقی ایمان نہ لائے تو حضرت صالح نے افسوس کیا اور تاکید کی کہ اچھا اس
اونٹنی کو کچھ ایذا نہ دینا شاید تم عذاب سے بچو چنانچہ عرصہ تک وہ اونٹنی جاڑون مین وادی کے اوپر رُخ مین دھوپ مین چرتی تو اُسکی
دراز جسم و خوفناک ہیئات کلان سے اُنکے جانور بھاگ کر وادی کے اندر رُخ مین ہو جاتے اور سردی کھاتے پھر گرمیون مین وہ اندر رُخ
مین آجاتی تو اُنکے جانور بھاگ کر وادی کے اونچے رُخ مین جاتے اور پانی بطور چشمہ کے وسیع تالاب مین جمع ہوتا تیسرے روز اونٹنی مع
بچہ کے سب پی جاتی تو دوسرے روز کا پانی قوم کو ملتا آخر نڈر ہو گئے اور اپنے لوگون مین سے شقی بدتر کو آمادہ کیا کہ اونٹنی کو قتل کر دے۔
حدیث مین ہی کہ یہ اشقی شخص ایسا تھا کہ لوگ اسکی عزت کرتے اور اُسکے کہنے پر چلتے اور کسی کا صدمہ اُسکو نہین پہونچ سکتا تھا جیسے قریش مین
عمد بن زمعہ یا فرمایا جیسے ولید ہی پس اُس شقی نے اونٹنی کی راہ مین موقع پا کر اُسکی پچھلی ٹانگون پر تلوار ماری کہ وہ آسانی سے زمین پر گری اور
لوگون نے جمع ہو کر دیکھا کہ عذاب تو نہین آیا پس دلیر ہو گئے اور صالح علیہ السلام سُنکر فوراً گئے اور دیکھکر روئے اور قوم سے کہا کہ تین روز تمکو
مہلت ہی چوتھے روز ہلاک کیے جاؤ گے اور تمھارے منھ سرخ و زرد و سیاہ ہوتے جاوینگے جب دوسرے روز سے یہ شروع ہوا تو گھبرا کر
صالح سے دعا چاہی اُنھون نے کہا کہ قبول نہوگی مگر اسطرح کہ تم اُسکے بچہ کو لا کر اُسکی خدمت کرو مگر جسوقت اونٹنی ماری گئی بچہ اُسی وقت
بھاگ کر پہاڑ پر چلا گیا اور مروی ہی کہ وہ شخص جس نے ایسا کیا تھا وہ اُسکی تلاش مین پھر امگر ثابت ہوا کہ جسوقت ماری گئی وہ بچہ پہاڑ پر چلا گیا
اور چلا کر کئی آواز سے اپنی ماں کو پکارا پھر پہاڑ شق ہوا اور وہ اسمین سما گیا جب نہ ملا تو صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تین روز تک عیش کر لو چوتھے
روز عذاب ہی پس اپنے چہرون کا بگڑنا دیکھکر یقین کر لیا اور شام سے کفن پہنکر بیٹھے اور واویلا کرتے تھے یہان تک کہ صبح ہو گئی اور عذاب نہ آیا
تو کچھ مطمئن ہوئے اور سمجھے کہ صالح علیہ السلام کی طرف سے نہین بلکہ اونٹنی کے گوشت کی تاثیر ہی یہ بخوفی اللہ تعالے کی طرف سے پیدا ہوتا کہ
یکایک زلزلہ سخت آیا کہ سب گھبرا کر گھٹنون کے بل جم گئے اور ساتھ ہی ایک سخت دل پھاڑنے والی آواز نے سب کو ہلاک کر دیا اور یقینی مذکور
آگے یہ ہی کہ صالح علیہ السلام مع مومنین کے اس صدمہ سے محفوظ رہے ساور کافرون کا کنوان بھی علحدہ تھی اور مومنون کا کنوان اور بستی
علحدہ تھی جیسا کہ حدیث صحاح مین غزوہ تبوک جاتے ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھلایا اور تابعین کچھ لوگون نے
متواتر اسکو دیکھا ہی۔ واضح ہو کہ جب اپنی ہٹ سے کافرون نے اونٹنی مانگی اور دیے جانے پر ایمان نہ لائے تو بعض کے ایمان سے عذاب
رفع ہوا تھا مگر یہ شرط کر دی تھی کہ ناقہ کو کوئی نہ ستاتا اور اسکا پانی نہ روکتا ان لوگون نے باوجود اس راحت و منفعت کے جو اونٹنی سے

پہونچتی تھی کہ سب درندے بھاگ گئے تھے اور دودھ وغیرہ کثرت سے ملتا تھا ان کافرون نے تھوڑی تکلیف بھی گوارا نہ کی اور چند روز کے
بعد بالکل بیخوف ہوکر اسکو قتل کرایا اور قاتل کو اللہ تعالے نے اشقے یعنے سب سے زیادہ بدبخت فرمایا حالانکہ وہ اونٹنی ایک عجیب معجزہ تھا
جسکا باقی رکھنا عین فرض تھا ولیکن لوگون نے دنیاوی مال متاع و شہوات پر مغرور ہوکر اسکو قتل کیا فَمَآ أَغۡنَىٰ عَنۡهُم مَّا كَانُواْ
يَكۡسِبُونَ سو کچھ بھی دفع نہ کیا اُنپر سے اس چیز نے جسکو کماتے تھے یعنے قوت و مال پہاڑون کے مکان اور سب سامان و بدکاری کے
افعال جنپر مغرور تھے کوئی کام نہ آیا اور اُنکے گمانی خداؤن نے اُنپر سے عذاب کچھ دفع نہ کیا بلکہ جب گرفتار ہوئے تو افسوس ہی کہ برابر دائمی عذاب
مین پڑگئے اور اسوقت اُنکی آنکھ کھلی جب دوبارہ پیدا نہین ہوسکتے اور نہ کچھ تدارک کرسکتے ہین۔ اور واجب ہی کہ آدمی اُنکی عبرتناک حالت کو دیکھکر
خوف الٰہی سے تھراوے کیونکہ ہر شخص کچھ نہ کچھ خطاواری مین ہی اور ہم لوگ تو سراسر خطاوار ہین اور کون شخص ہی کہ حضرت رب العزۃ جلشانہ
کی معرفت اُسکے لائق اور اُسکی عبادت اُسکی شان کے لائق کرسکتا ہی اسی واسطے حدیث ابن مردویہ رحمہ اللہ تعالے مین حضرت عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ آنحضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک جاتے ہوئے حجر مین قریب مکانات ثمود کے اُترے
پس لوگون نے ان کنوؤن سے پانی لیا جن سے ثمود پیا کرتے تھے اسی پانی سے آٹا گوندھا اور ہانڈیان چڑھائین (جب آپ پیچھے سے وہان
پہونچے تو یہ دیکھکر) اُنکو حکم دیا کہ ہانڈیان بہادو اور آٹا اونٹون کو کھلادو (حالانکہ لشکر مین بہت تنگی و شکستگی تھی) پھر وہان سے کوچ کرکے اُس
کنوئین پر پڑاؤ کیا جس سے ناقہ پانی پیتا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو منع کردیا کہ ثمود کے مکانات مین مت جاؤ جو قوم عذاب کی گئی ہی مجھے
خوف ہی کہ ایسا نہو کہ تمکو ویسا ہی پہونچے جو انکو پہونچا سو تم اُنکے وہان مت جاؤ۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ کمال شفقت تھی اور اسمین بعض اسرار ہین
فافہم اور صحیح بخاری مین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حجر والون کے حق مین صحابہ رضی اللہ عنہم کو
فرمایا کہ تم اس قوم کے وہان مت جاؤ مگر اس صورت سے کہ روتے ہوئے ہو اور اگر ایسے نہو تو اُنکے وہان مت جاؤ ایسا نہو کہ تمکو وہی پہونچے
جو اُنکو پہونچا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ سورہ ہود مین یہ قصہ مفصل احادیث سے گزرا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم موافق عادت شریف کے لشکر
کے پیچھے چلتے اور لڑائی کے وقت آگے ہوتے تھے پس جب تک آپ پہونچین کچھ لشکر پہلے پہونچ گیا اور بعضے لوگ متفرق ہوکر کام مین مشغول ہوئے
اور بعضے لوگ قوم ثمود کے کھنڈلون مین دیکھنے گئے تھے جب آپ پہونچے تو ان سب کو بُلوایا اور یہی ارشاد فرمایا فتدبر و تفکر۔ پھر اللہ تعالی
نے عقول سلیمہ والے بندون کو ارشاد فرمایا کہ وَمَا خَلَقۡنَا ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَآ إِلَّا بِٱلۡحَقِّ اور نہین
پیدا کیا ہم نے آسمانون اور زمین کو اور جو کچھ ان دونون کے بیچ مین ہی مگر حق کے ساتھ یعنی یہ سب مخلوقات باطل نہین ہی بلکہ انتہائے حکمت سے ہی
اور سب کے نتائج و فوائد ہین سو اسی حکمت کا اقتضا تھا کہ ایسی قوم جیسے سدوم والے یا ایکہ والے یا حجر والے تھے ایک قسم عذاب سے ہلاک
کیے جاوین کہ انکے افعال دیکھادیکھی تمام زمین پر نہ پھیلین بلکہ انکا فساد دفع ہوجاوے اور اُنکی عبرتناک حالت سے دوسرون کی اصلاح ہو
اور یقین ہو کہ جزا و سزا واقع و ثابت ہی۔ وَإِنَّ ٱلسَّاعَةَ لَأٓتِيَةٞ۔ اور ضرور قیامت آنے والی ہی پس اگر دنیا سے کسی پر
عذاب شروع نہوا تو ضرور قیامت مین اسکو سزا ملیگی اور یہ بالکل باطل خیال ہی کہ ہم خاک ہوجاوینگے یا دوسرا جنم ہوگا بلکہ جس نے پیدا کیا
وہ انکو جسطرح چاہے رکھے اور جسطرح جتنے بار چاہے پیدا کرے تو جب اُس نے مقرر کردیا کہ قیامت میعاد مقرر ہو تو باقی خیالات خام ہین پس
وہ کافرون سے انتقام بعذاب فرماویگا اور نیکوکارون پر رحمت و فضل و احسان فرماویگا۔ واضح ہو کہ جو شخص مرا اُسکی قیامت آگئی کیونکہ اُسپر
آثار عذاب یا ثواب مترتب ہوجاتے ہین اور بعد موت کے اسکے لیے کوئی موقع ایمان کا نہین رہا اور دنیا کی چندروزہ زندگی غنیمت ہی:

جبکہ اللہ تعالے ایمان و توفیق خیر عطا فرماوے اور نیکوکار چند روز تک ہر حال سے نیک طور پر زندگی بسر کرتے ہین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قوم قریش وغیرہ کی طرف سے ایذا پہونچی تو اللہ تعالے نے تسلی دی کہ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ سو تو اُنسے درگذر کر اور نیک طریقہ سے اُنسے اعراض کر یعنے انپر عذاب کی خواہش مین جلدی مت کر اور ایسا برتاؤ کر جیسے باوقار حلیم درگزر فرماتا ہو۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا یہ حکم اُسوقت تک کے لیے تھا کہ جہاد کا حکم نہین دیا تھا۔ اور ایسا ہی عکرمہ رحمہ اللہ تعالے سے مروی ہو اور دیگر علماء نے کہا کہ اس آیت مین تو نیک خلق کے ساتھ برتاؤ کا حکم ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحکم قولہ تعالے انک لعلی خلق عظیم۔ کمال درجہ خلق نیک پر تھے اور جہاد تو ایک طاعت عظیم ہو وہ خلق نیک سے منافی نہین ہو بلکہ مراد یہ کہ ہر نیک و بد کے ساتھ اپنا برتاؤ موافق رضاے حق تعالے کے ہو اور ہر ایک جس چال چلن پر ہو اُسمین اُسکے واسطے بھلائی چاہے اور باقی حال کو اللہ تعالے کی مشیت پر چھوڑے۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ تیرا رب وہی اچھا پیدا کرنے والا اور خوب جاننے والا ہو۔ اس مقام پر کمال معرفت ہو کہ حق تعالے خالق ہو اور خالق اپنی مخلوق کے پیدا کرنے مین ہر طرح قادر ہو اور اسکی ذرہ ذرہ ماہیت و حقیقت سے اور جس لائق وہ ہو اور جو اُس سے ہوگا سب جانتا ہو تو اُس نے اپنی قدرت و اختیار سے باوجود علم قدیم کے ہر ایک کو پیدا کیا ہو اور چونکہ اُسکی بے انتہا وسیع سلطنت مین تمام زمین بلکہ جو کچھ نظر آتا ہو ذرہ سے بھی کم ہو کیونکہ کسی عدد کو بے انتہا کے ساتھ ذرہ برابر بھی نسبت نہین ہو تو اس ذرہ سے بدتر زمین مین آدمی کا وجود تو ذرہ کا کئی کروروان حصہ بلکہ بے بنیاد ہوا اسکو یہ طاقت نہین ہو کہ اللہ تعالے کی بے انتہا حکمت بالغہ کا بھید دریافت کرسکے کہ یہ کیا شان ہو پس سراسر جہالت اُسکی جو حق کو نہ مانے اور اپنی راے و خیال مین سرگردان ہوکر آخر خوار و ندامت سے شرمسار و لاچار ہو اور البتہ عادت الٰہی سبحانہ بلحاظ اکثریت کے جاری ہو کہ جو لوگ آخرت کو اختیار کرین اُنکو وہ بخوبی و خودمختاری دنیا مین نہو جو آخرت سے منکرون اور دنیا کے لینے والون کو ہو فلہذا دنیا والون سے تجاوز و اعراض کرنا اور اُنپر رحم کرنا ضروری ہو ولیکن اسقدر دیکھنا ضرور ہو کہ امر خیر جو اور یہ بات بدتر ہو اور ہر بشر قبضۂ تقدیر مین اپنے اپنے حال پر ہو سکیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس نعمت کی طرف توجہ دلائی جو انکو عطا فرمائی اور اُنکے طفیل مین ہم سب مسلمانون کو عطا فرمائی الٰہی یہ نعمت ہم پر عمل کر دیجیو کہ ہم ایمان پر وفات پاوین اور وہ یہ ہو۔ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ اور البتہ ہم نے تجھے دی سبع از مثانی اور قرآن عظیم لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ مت دوڑا تا اپنی آنکھیں اس چیز کی طرف جو ہم نے لوگون کو امیُن سے متع دیا ہو اقسام مال سے جوڑی جوڑی۔ خلاصہ یہ کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے آپ کے امتی بندون کو جو ایمان کے نور سے سرفراز ہوگئے مین توجہ دلائی کہ ہم نے سبع مثانی و قرآن عظیم سی نعمت تجھے دی اب تو ہرگز دنیادی اموال جو چند روزہ متاع اُنکو دی ہو اسطرف توجہ مت کرنا یعنے ہر ایک کو دیکھ کہ کافرون کو جو کچھ دیا وہ محض ہیچ پوچ ہو اور جو تجھکو دیا ہو وہ بے انتہا نعمت ہو۔ شیخ امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ قولہ تعالے سبعا من المثانی والقرآن العظیم۔ مین دو قول ہمکو پہونچے ہین اول یہ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور مجاہد و سعید بن جبیر و ضحاک وغیرہم تابعین رحمہم اللہ نے کہا کہ سبع طوال مراد ہین یعنے سبع مثانی سبع طوال ہین اور باقی قرآن عظیم یا سب قرآن عظیم مین سے سبع مثانی سبع طوال ہین اور مراد سبع طوال سے سورہ بقرہ و آل عمران و سورہ نساء و مائدہ و انعام و اعراف و یونس ہین اور ابن عباس و سعید بن جبیر نے سورہ یونس کو صریح بیان کردیا ہو اور شعبہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ ان سورتون مین فرائض و حدود اور قصص و احکام مکرر بیان فرمائے ہین اور ابن عباس نے کہا کہ انمین امثال و اخبار و عبرت کو مکرر فرمایا ہو اور ابن ابی حاتم نے روایت کی کہ سفیان رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ مثانی وہ وسعدی

ابن عیینہ

سورتین ہیں بقرہ وآل عمران ونساء ومائدہ وانعام واعراف اور ایک سورہ انفال وبراءۃ ملاکر ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سب مجموعہ کسی اور پیغمبر کو نہیں دی گئیں اور حضرت موسے علیہ السلام کو صرف دو انمین سے دی گئیں۔ یہ روایت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالے نے نقل کی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسے علیہ السلام کو چھ انمین سے عطا ہوئیں تھیں جب انھون نے الواح کو ڈالدیا تو چار اٹھالی گئیں اور دو باقی رہیں۔ قال المترجم بعضے راویون سے وہم ہوا کہ انھون نے دو اٹھائی اور چار باقی روایت کیں اور مقصود ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر فضل عظیم ظاہر فرمایا کہ ہم نے تجھے ساتون مثانی دیدیں یعنے اور کسی کو جملہ ہفت نہیں دیں اور مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ سبع مثانی یہ سبع طوال ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہی قرآن عظیم ہیں۔ مترجم کہتا ہے کہ حاصل معنے یہ ہوئے کہ عظیم قرآن جو سبع طوال ہیں ہم نے سب تجھے عطا فرمائیں اور مترجم کا گمان ہے کہ یہی قول ارجح واصح ہے اگرچہ ایک جماعت علماے شافعیہ نے قول دوم کو ترجیح دی ہے چنانچہ شیخ امام نے بھی نقل کیا کہ قول دوم یہ ہے کہ سبع مثانی وہ سورہ فاتحہ ہے اور وہ سات آیات ہیں اور یہ قول بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ وحضرت عمر وابن مسعود وابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور ساتوین آیت بسم اللہ ہے اور اللہ تعالے نے مومنون کو اس سے مخصوص فرمایا ہے اور یہی ابراہیم نخعی وعبد اللہ بن عبید بن عمیر وابن ابی ملیکہ وشہر بن حوشب وحسن بصری ومجاہد کا قول ہے اور قتادہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ سبع مثانی وہ فاتحہ کتاب ہے اور وہ سات آیات ہر رکعت فریضہ میں مکرر اور ہر نفل میں مکرر کیجاتی ہیں۔ مترجم کہتا ہے کہ بلاشبہہ اس بارہ میں احادیث کثیرہ ہیں کہ سورہ الحمد میں سے بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک آیت ہے اسی واسطے ایک جماعت علماے حنفیہ میں سے اسطرف گئی ہے کہ بسملہ سورہ فاتحہ کا جزو ہے اگرچہ وہ ایک آیت تنہا اتری تھی اور مقصود اس سے فصل درمیان سورتون کے تھا مگر وہ بالاتفاق ایک آیت قرآن سے ہے تو اس میں مضائقہ نہیں کہ وہ سورہ الفاتحہ سے جزو کردی گئی اور احادیث اس بارہ میں بھی صریح ہیں کہ سورۃ الفاتحہ کی قرأت فرائض ونوافل کی ہر رکعت میں ضرور ہے اگرچہ معروف متون فقہ میں فرض قراءۃ فقط اول دو رکعت میں یا بطریق اختیار اول دو رکعت یا آخر دو رکعت میں مذکور ہے اور باقی میں نہیں اور فاتحہ تمام کی قراءۃ واجب کہتے ہیں سورہ بھی فقط دو رکعت میں ولیکن مقتضائے دلیل یہی ہے کہ قراءۃ فاتحہ ہر رکعت میں واجب ہے خواہ حقیقۃ یا تقدیرًا اور جس نے ترک کیا اسکی نماز بدیانت واجب الاعادہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
جب امام کے پیچھے ہو یا رکوع میں شامل ہوا ۱۲

بالجملہ قول دوم یہ لکھا کہ مراد سورۃ الفاتحہ ہے پھر شیخ نے کہا کہ اسی کو ابن جریر رحمہ اللہ تعالے نے اختیار کیا اور حجت ان احادیث سے لایا جو سورۃ الفاتحہ کے فضائل میں ہم نے اول میں نقل کردی ہیں اور بخاری رحمہ اللہ تعالے نے اس مقام پر دو حدیثیں لکھی ہیں اول ابو سعید بن المعلی رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میری طرف گذرے اور میں نماز میں تھا پس آپ نے بلایا تو میں نہ آیا یہان تک کہ نماز پڑھ لی پھر آیا تو فرمایا کہ تجھے کو چیز مانع ہوئی میرے پاس آنے میں تو میں نے عرض کیا کہ میں نماز پڑھتا تھا فرمایا کہ اللہ تعالے نے نہیں فرمایا ہے کہ یا ایہا الذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم۔ پھر فرمایا کہ میں تجھے نہ بتلاؤن ایک سب سے بڑی سورۃ قرآن میں قبل اسکے کہ مسجد سے نکلون (میں نے عرض کیا کہ جی ہان ضرور فرمائیے) پھر آپ باہر جانے لگے تو میں نے یاد دلایا پس فرمایا کہ الحمد للہ رب العالمین یہی سبع مثانی و قرآن عظیم ہے جو میں دیا گیا ہوں۔ دوم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ام القرآن وہی سبع مثانی و قرآن عظیم ہے۔ پس یہ تنصیص ہے کہ سورۃ الفاتحہ یہی سبع مثانی و قرآن عظیم ہے ولیکن اگر یہی وصف سبع طوال وغیرہ کا بھی ہو تو کچھ منافی نہیں ہے کما قال تعالے اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابہا مثانی جیسے کہ قولہ تعالیٰ لمسجد اسس علی التقوی الآیہ کا شان نزول مسجد قبا ہے ولیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد شریف کی طرف اشارہ کیا انتہے کلامہ مترجما اور مترجم کہتا ہے کہ یہ جزم وتنصیص محل تامل ہے اسواسطے کہ جب اکابر صحابہ مثل حضرت علی وحضرت عمر رضی اللہ عنہما سے دونون قول مروی ہیں تو انھین سے

قول ثانی کو حقیقت اور اول کو مجاز قرار دینا بدلیل فضائل سورۃ الفاتحہ کے بعید ہو کیونکہ حقیقت مین سبع طوال اُسکی مصداق ہین اور سورہ فاتحہ
طلق بطریق فضیلت ہو اور کیون نہین کہا جاتا کہ آیت مین مراد سبع طوال ہین اور بوجہ اشتراک فضیلت کے فاتحہ کو اس سے موسوم فرمایا اور تحقیق
میرے نزدیک یہ ہو کہ اللہ تعالے عزوجل نے قرآن پاک کی تفاصیل کو سورہ فاتحہ مین مجمل فرمایا اور سورہ فاتحہ کو آیہ بسملہ مین جیسا کہ حسن بصری وغیرہ
سے تفسیر سورہ فاتحہ مین مذکور ہوا پس جیسے قولہ تعالے ہو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات ہن ام الکتاب مین ام الکتاب سے
سورہ فاتحہ مخصوص نہین ہو بلکہ محکمات آیات جسقدر ہین سوائے متشابہات کے سب ام الکتاب ہین ولیکن سورۃ الفاتحہ کے فضائل سے
ثابت ہوا کہ وہ ان ام الکتاب آیات کی جو تفصیلاً آئی ہین اجمالاً جامع ہو پس اس سورہ کو ام الکتاب کہا گیا پس فرق باجمال و تفصیل ہو اسی طرح
سبع مثانی و قرآن عظیم بھی سبع طوال ہین جیسا کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہو یعنے تفصیلاً سبع مثانی یہ سبع طوال ہین اور انھین کی اجمال
یہ سورۃ الفاتحہ ہو پس خلاصہ یہ کہ آیت کریمہ مین یہ تخصیص کرنا کہ مراد سورۃ الفاتحہ ہو بعید ہو اور حق یہ ہو کہ سبع مثانی و قرآن عظیم بطریق تفصیل تو وہ قول
اول یعنی سبع طوال ہین اور بطریق اجمال سورہ فاتحہ ہو اور روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آئی ہو کہ مثانی سے مراد کل قرآن ہو بدلیل قولہ کتابا
مثانی تقشعر الآیہ اور یہی قول ضحاک وطاؤس وابومالک کا ہو پس ان اکابر رضی اللہ عنہم کے قول مین تخالف و تسامح بمجاز نہین ہو کیونکہ اگر تخصیص
مراد سبع مثانی سے فاتحہ لیتے ہو تو بطریق صدق الوصف کے سبع طوال کو انھون نے سبع مثانی کہا اور یہ مجاز ہوگا پس الرجح یہ ہوا کہ دونون قول
ان کے متفق صحیح ہین اور فرق باجمال و تفصیل ہو اور جو احادیث دربارۂ فضیلت سورۃ الفاتحہ کے وارد ہین اور جنمین یہ وہم ہوتا ہو کہ یہی سبع مثانی
ہو تو اس سے یہ معنی لینا کہ سبع طوال مراد نہین بلکہ بطریق صدق الوصف داخل ہین بعید ہو اور حق یہ ہو کہ مجمل و مفصل مین سے جسکی نسبت کہو
کہ یہ وہی صحیح ہو فافہم والحمد للہ رب العالمین - اور یہ جو بعض نے حجت کی کہ یہ سورہ مکی ہو اور سبع طوال اکثر مدنی ہین تو ہنوز دیدیا بصیغہ ماضی
نہ ہوا پس مراد فاتحہ ہو تو جواب یہ ہو کہ سورہ فاتحہ بھی مدنیہ ہو بقول مجاہد باوجودیکہ انھون نے سبع طوال سے تفسیر کی ہو علاوہ برین ترتیب علم الٰہی
مین مقدم تھی فافہم - پھر قولہ لا تمدن عینیک - اسمین ابن عباس نے کہا کہ آدمی کو منع کیا گیا ہو کہ دوسرے کے مال کی طرف نظر ڈالے - مترجم
کہتا ہو کہ اشارہ ہو کہ خطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہو اور مقصود امت والے ہین کیونکہ آنحضرت صلعم پر خزائن زمین اور تمام بادشاہت
پیش کی گئی اور آپ نے منظور نہ کی اسی واسطے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالے نے اس آیت مین کہا کہ جسکو قرآن دیا گیا پھر اس نے کسی ایسی چیز کو
نظر ڈالی جسکی تحقیر قرآن مین مذکور ہو تو اُس نے قرآن کی مخالفت کی شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ قولہ لا تمدن عینیک الآیہ کے معنے یہ ہین
کہ تو قرآن عظیم کی نعمت جلیلہ لیکر بالکل بے پروا ہو جا اُس چیز سے جو متاع دنیا و اصناف اموال لوگون کو دیے گئے ہین - اور واضح ہو کہ حدیث مین
آیا ہو کہ لیس منا من لم یتغن بالقرآن - ہم مین سے نہین جس نے قرآن پاک کے ساتھ تغنی نہین کی شیخ ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ استغنا
نہ کیا یعنے قرآن مجید کے ساتھ باقی ہر چیز سے استغنا و بے پروائی ہو - شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ آیت کی دلیل سے یہ معنے حدیث کے صحیح ہین
لیکن یہ نہین کہا جاسکتا کہ صرف یہی معنے مراد ہین - پھر اسکا شان نزول اسطرح ہو کہ ابن ابی حاتم نے اپنی اسناد سے روایت کیا کہ ابورافع صحابی رضی
نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یہان مہمان آئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اتنا نہ تھا کہ آپ اصلاح حال کرتے پس آپ نے
ایک یہودی کے پاس بھیجا کہ محمد رسول اللہ تجھ سے کہتا ہو کہ مجھے آٹا قرض دے بوعدہ رجب کے چاند دیکھے جانے تک - اس نے کہا کہ نہین مگر رہن
کے ساتھ دونگا پس مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آیا پس آپ نے فرمایا کہ یہ تو قطعی ہو کہ مین اُسکا جو آسمان مین ہو اور اُسکا جو زمین
مین ہو امین ہون اور اگر اس نے قرض دیا ہوتا یا میرے ہاتھ بیچا ہوتا تو مین اسکو ضرور ادا کرتا پھر جب مین آپ کے پاس سے نکلا اسی رفت

یہ آیت نازل ہوئی لاتمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا الآیہ گویا اللہ تعالے نے اپنے حبیب علیہ السلام کو دنیا سے جدا کیا۔ عوفی رحمہ اللہ تعالے نے ابن عباس سے لاتمدن عینیک مین روایت کی کہ آدمی کو منع کیا گیا کہ دوسرے کے مال کی تمنا کرے اور مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے ازواج کو کہا کہ وہ اغنیاء ہین۔ پھر اللہ تعالے نے جیسے انکے اموال سے اعراض کا حکم دیا ویسے ہی انکی ذات سے اعراض اور عدم التفات کا حکم دیا بقولہ۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ اور ان کافرون پر غمگین مت ہو۔ یعنے جسطرح یہ لوگ کفر و عناد پر عزم مضبوط کر چکے ہین اور تو حریص انکے ایمان کا ہے بقولہ حریص علیکم بالمومنین تو تجھے چاہیے کہ اللہ تعالے پر بھروسا کرکے جو راہ محبوب ہے وہ سب کو سکھلا دے و سنا دے تاکہ آنے والے ہدایت پر آوین۔ بعضون نے کہا کہ ہم نے جو کچھ ان اقوام کو دنیا سے دیا ہے تو اسکی فوت ہونے پر غمگین نہو۔ معالم التنزیل مین باسناد خود ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کسی بدکار کو تونگر دیکھکر خوش نہو کیونکہ تجھے یہ نہین معلوم کہ اپنی موت کے بعد وہ کس چیز سے ملنے والا ہے اور اسکے لیے اللہ تعالے کے یہان ایسی قاتل چیز ہے کہ اُسکے ساتھ کبھی مرنے والا نہوگا عرض کیا گیا کہ وہ کیا چیز ہے فرمایا کہ آگ ہے۔ صحیح مسلم مین ہے کہ دیکھو اپنے سے چھوٹے کو اور مت دیکھو اسکو جو تم سے بڑا ہو پس یہی اچھا طریقہ ہے کہ تم اللہ تعالے کی نعمتون کا انکار نہ کرو۔ شیخ عوف نے کہا کہ مین تونگرون سے مصاحبت رکھتا تھا تو کوئی شخص مجھ سے زیادہ انمین غمناک نہوتا تھا مین اپنے سے اچھا سواری کا جانور دیکھتا اور اپنے سے اچھا کپڑا دیکھتا پس جب مین نے اس حدیث کو سُنا تو فقیرون کے ساتھ ہمنشین ہو گیا پس مجھے راحت حاصل ہو گئی۔ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ اور پست رکھیو اپنا بازو واسطے ایمان والون کے۔ یعنے اپنا بازوے شفقت اپنے تابعین کے واسطے نرم رکھنا اور انکے ساتھ بتواضع پیش آنا۔ اسی سے کہا گیا کہ مومن اگرچہ کثیر المال ہو فقیر ہے اس لیے کہ اُس نے اپنی جان و مال کو اللہ تعالے کے واسطے فروخت کر دیا ہے اور جو کچھ اُسکے پاس ہے سب مین وہ اللہ تعالے کی طرف سے امانت دار ہے کہ موافق حکم الٰہی تعالے کے اپنی ذات پر اور اہل و عیال و اہل استحقاق پر خرچ کرتا ہے۔ وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ اور کہدے کہ مین بس صاف ڈر سُنانے والا ہون یعنی اس غفلت کی جگہ مین جسقدر لوگ عذاب سے نڈر ہین انکو صحیح سچی صاف خبر دیتا ہون کہ انکے پیچھے عذاب ہولناک ہے اور یہ ظاہر ہے کہ عذاب ہولناک سے جو چھوٹا وہی تمام راحت و آرام مین ہے۔ پس ڈرو اس عذاب سے جو سامنے ہے صرف چند انفاس کا پردہ حائل ہے۔ كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ جیسا عذاب ہم نے اُتارا ہے ٹکڑے کرنے والون پر یعنے ڈرو ویسے عذاب سے جیسا ہم نے اقتسام والون پر اُتارا اور کرخی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ کلام مین مقدر جملہ ہے ای انزلنا الیک کما انزلنا الخ یعنے ہم نے تجھپر کتاب اُتاری جیسے اگلون پر اُتاری تھی جنھون نے اُسکے ٹکڑے کر دیے یعنے بعض باتون پر ایمان لائے اور بعض سے انکار کیا۔ زمخشری کے نزدیک سابق آتیناک سے متعلق ہے۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ اللہ تعالے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم فرماتا ہے کہ لوگون سے کہدے کہ مین تمکو صاف ڈر سُناتا ہون عذاب الیم سے کہ اگر میری تکذیب کرو تو تمپر ضرور عذاب ہوگا جیسے تم سے اگلی امتون پر ہوا جنھون نے اپنے اپنے پیغمبرون کو جھٹلایا اور اللہ تعالے کے احکام پر ایمان نہ لائے پس اللہ تعالے نے انپر عذاب و انتقام اُتارا مقتسمین وہ لوگ جنھون نے قسم کھائی باہم کہ انبیاء کی مخالفت کرین اور انکی تکذیب کرین اور انکو اذیت دین جیسے قوم صالح کے حال سے آگاہ فرمایا کہ تقاسموا باللہ لنبیتنہ واہلہ الآیہ یعنے باہم ملکر قسم کھائی کہ رات مین جا کر صالح و اسکے لوگون کو قتل کردین۔ اور مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ باہم قسم کھائی مانند قولہ واقسموا باللہ جہد ایمانہم لا یبعث اللہ من یموت اور قولہ اولم تکونوا اقسمتم من قبل الآیہ یعنے نہایت سخت قسم کھائی کہ اللہ تعالے نہین اُٹھائیگا جو مر گیا اور جیسے کہا کہ کیا نہین تم قسم کھاتے تھے پہلے کہ تمکو زوال نہین ہے غرضکہ گویا کسی چیز کا انکار نہ کرتے تھے مگر انکہ اسپر قسم کھاتے تھے تو مقتسمین انکا نام ہوا۔ انتہے۔ اور معالم وغیرہ مین قریش وغیرہ

سے مقتسمین کو لکھا کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے اور دعوت کی تو موسم حج مین کفار قریش نے باہم جمع ہو کر قسم کھائی کہ ہم سب ایک بات پر متفق ہو جاوین کہ تمام دور دور کے عرب کے آنے والے ہمکو مختلف نہ پاوین پس ولید بن المغیرہ نے سولہ آدمیون کو بھیجا جو رستون و پہاڑون پر مکہ کے گرد ہو گئے جو عرب آتے اُنسے کہتے کہ تم اس شخص کی بات پر جو ہم مین پیدا ہوا ہی دھوکا نہ کھانا کہ وہ مجنون ہی حالانکہ خود کبھی شاعر کبھی ساحر وکبھی کاہن کہتے تو اس حالت پر سب نے متفق ہو کر مجنون کہا تاکہ عرب اُنکو مختلف نہ پاوین اور آپس مین کہا کہ شاعر و ساحر وغیرہ درحقیقت وہ نہین ہی تو عرب ہمکو جھوٹا سمجھینگے۔ واضح ہو کہ ابن عباس وغیرہ سے مروی ہی کہ وہ اہل کتاب ہین جنھون نے اپنی کتابون کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے پریشان کر دیا اور اسمین تحریف کر دی۔ مترجم کہتا ہی کہ ہان انھون نے اقتسام اُسکی تحریف واخفاء امر پر کر لیا تھا یا عضین کی تفسیر کو شامل ہی۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ صحیحین مین ابو موسے اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے مثل اور جسکے ساتھ مجھے اللہ تعالے نے بھیجا ہی اُسکے مثل ایسی ہی جیسے ایک مرد اپنی قوم پاس آیا اور کہا کہ ای قوم مین نے اپنی دونون آنکھون سے لشکر آتے دیکھا ہی اور مین ننگا[1] ڈر سنانے والا ہون ای قوم خلاصی ڈھونڈھو خلاصی ڈھونڈھو پس اُسکی قوم مین سے ایک ٹکڑے نے اُسکا کہنا مانا پس رات سے اندھیاری مین اُٹھکر کوچ کر گئے اور مہلت کے وقت مین سامان کرکے نجات پا گئے اور دوسرے ٹکڑے نے اُسکو جھوٹا جانا اور اپنے مکانون مین رہے صبح ہوتے اُنکو لشکر نے گھیر لیا اور سب کو قتل وغارت کر دیا پس یہ مثال اُسکی جس نے میری اطاعت کی اور جو مین لایا ہون اُسکی پیروی کی اور مثل اُسکی جس نے مجھے جھٹلایا اور جو حق بات لایا ہون اُسکو جھٹلایا ہی۔ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ مقتسمین کی شناخت فرمائی کہ ایسے لوگ ہین جنھون نے قرآن کو عضین کر لیا یعنے اپنی بے ایمانی سے اپنے گمان پر ایسا کر لیا۔ واضح ہو کہ عضین جمع عضۃ اور اصل مین عضوۃ بحذف واو تھا اور عرب بولتے ہین کہ عضا الشاۃ یعنے عضو عضو و پارہ پارہ کر دیا بکری کو۔ بعض نے کہا کہ اصل مین عضھۃ تھا بحذف ہا اور عرب بولتے ہین کہ عضھتہ یعنے اسپر بہتان باندھا اور نظیر اسکی لفظ شفۃ کہ دراصل شفھۃ تھا اور لفظ سنۃ کہ دراصل سنھۃ تھا۔ بالجملہ عضین جمع ہی خواہ عضوۃ کی یا عضھۃ کی اور بہر تقدیر مانند سنین جمع سنہ کے عضین بھی عقلاء کی جمع کے مانند جمع کیا گیا ہی اور قرآن سے مراد یا تو یہی قرآن پاک ہی یا توریت وانجیل وغیرہ مراد ہین کہ وہ بھی قرآن یعنے قرأت کی گئی اور اللہ تعالے کی طرف سے اُتاری گئی تھین۔ اب ہر ایک معنی پر اسکی تفسیر یہ ہی کہ عضین بمعنے اجزاء و قرآن بمعنے یہی قرآن تو مقتسمین سے مراد قریش کے کفار جنھون نے قرآن پاک کو اجزاء کر دیا کہ بعض پر اقرار اور بعض پر انکار یا بمعنے بہتان کہ بعض کو شعر و بعض سحر و بعض کہانت و بعض اساطیر الاولین وغیرہ کہا اور کسائی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ عضہ کذب و بہتان ہی یا بمعنے عضاۃ جو ایک درخت خاردار زہرآمیز ہوتا ہی اور مجروح کرتا ہی یعنی قرآن کو مانند اُسکے سمجھا کہ بتون کی مذمت سے کافرون کو ایذا دیتا ہی۔ بعض نے کہا کہ عضۃ بزبان قریش جادو ہی اور عورت ساحرہ کو عاضھۃ کہتے ہین اور حدیث مین ہی کہ انہ علیہ السلام لعن العاضھۃ والمستعضھۃ۔ یعنے جادو کرنے والی عورت اور جادو کرانے والی دونون پر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہی۔ واضح ہو کہ معانی باہم قریب یا مشترک بسبب ہین خواہ بہتان سے اجزاء ہون یا جادو کی نسبت کرنے سے یا دیگر اسباب سے بہرحال یہ لازم ہی کہ سالم نہ رکھا تو اسلام سے خارج ہین۔ اور ظاہر یہ ہی کہ موجودہ لوگون کو عذاب سے خوف دیا کہ جیسا عذاب اگلون پر نازل فرمایا تھا جنھون نے یہ حرکت کی کہ قرآن پاک کو اجزاء و کذب و بہتان وغیرہ کے ساتھ پارہ پارہ کیا پس مراد اگلے لوگ اور قرآن سے مراد اگلی کتابین ہین۔ شیخ امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ جعلوا القرآن عضین یعنے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اُن کتابون کو جو اُنپر اُتاری گئی تھین پس بعض پر ایمان لائے اور بعض سے کفر و انکار کیا۔ بخاری رحمہ اللہ تعالے نے سعید بن جبیر و ابو ظبیان سے ابن عباس سے

[1] عرب مین دستور تھا کہ اپنی قوم کو ڈر سنانے والا ننگا ہو کر پکارتا تھا ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

روایت کی کہ وہ اہل کتاب ہین کہ بعض پر ایمان لائے اور بعض سے کفر کیا۔ اور ایک روایت مین مقتسمین کہا ابن عباس نے کہ بعض پر ایمان
لائے اور بعض سے کفر کیا یہود و نصاریٰ ہین۔ ابن ابی حاتم نے کہا کہ اسی کے مانند مجاہد و حسن و ضحاک و عکرمہ و سعید بن جبیر وغیرہم سے مروی ہی
اور عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ عضین کہا یعنے سحر اور عکرمہ نے کہا کہ عضہ زبان قریش مین سحر ہی۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اسکو
اعضاء اعضاء کر دیا کہا کہ سحر ہی اور کہا کہ کہانت ہی اور کہا اساطیر الاولین ہی اور عطاء نے کہا کہ ساحر و کاہن و مجنون کہا یہی عضین ہی۔ محمد بن اسحق
نے عن محمد بن ابی محمد عن عکرمہ او سعید بن جبیر عن ابن عباس روایت کی کہ ولید بن المغیرہ کے پاس چند قریش مجتمع ہوئے اور وہ انمین صاحب شرافت
تھا اور موسم حج آگیا تو بولا کہ ای گروہ قریش یہ موسم آگیا اور عرب کے گروہ ہمارے یہان آنے والے ہین اور تم مین اس شخص کا حال سن چکے ہین پس
تم اُسکے بارہ مین ایک راے پر متفق ہو جاؤ اور اختلاف مت کرو کہ تم مین سے بعض کی بعض تکذیب کرین بولے کہ ہان صحیح ہی اور ای ابو عبد شمس تو ہی ہمارے
لیے ایک راے قائم کر دے بولا کہ نہین تم کہو اور مین سنون تو کہنے لگے کہ ہم کہدینگے کہ کاہن ہی بولا کہ وہ تو کاہن ہی نہین۔ بولے کہ کہینگے مجنون ہی بولا
کہ وہ مجنون تو ہی نہین۔ بولے کہ شاعر کہینگے بولا کہ وہ شاعر بھی نہین ہی بولے ساحر بولا کہ یہ بھی نہین ہی بولے کہ پھر تو بتلا کہ ہم کیا کہینگے بولا کہ واللہ
اُسکے کلام مین ایسی حلاوت ہی کہ تم اسمین سے کچھ ہی کہو مگر پہچان لیجائیگی کہ یہ جھوٹ بات کہتے ہو اور اقرب یہ ہی کہ ہم اسکو ساحر بتلاوین پس اسی پر قسم کھا کر
علٰحدہ ہو گئے پس اللہ تعالے نے اُنکے حق مین نازل فرمایا۔ کما انزلنا علی المقتسمین الذین جعلوا القرآن عضین۔ یعنے اصناف اقسام فَوَرَبِّكَ پس قسم ہی
تیرے رب کی لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ البتہ ہم سرزنش و غضب کے ساتھ سوال کرینگے ان کافرون مقتسمین سے سب کے سب سے یعنے
قیامت کے روز۔ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ اُس چیز سے جسکو وہ کرتے تھے۔ یعنے دنیا مین جو گمراہیان و غصہ و بہتان کماتے تھے قیامت
مین غضب الٰہی کا اپر سوال ہوگا اور حساب مین ماخوذ ہوکر سزاے سخت کے مستوجب ہونگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہی ولید بن المغیرہ
و اُسکے ساتھی لوگ جنھون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین کہا تھا۔ چونکہ ان افعال و حرکات مین اُنھون نے خود لا الٰہ الا اللہ سے انکار
کیا اور لوگون کو بھی اس سے مانع ہوئے کیونکہ اصل مقصود رسالت و قرآن یہی کلمہ توحید الٰہی تعالے ہی اسی واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا
کہ یعنے کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ سے سوال سب سے ہوگا۔ مصنف عبد الرزاق مین مجاہد رحمہ اللہ تعالے سے یہی تفسیر مروی ہی اور امام ترمذی و
ابو یعلی الموصلی و ابن المنذر و ابن جریر و ابن ابی حاتم نے انس بن مالک سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فوربک لنسئلنہم الآیہ
مین فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ سے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ سے یہ موقوف روایت بھی ہی اور ترمذی وغیرہ نے مرفوع
روایت کی ہی۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم اسکی جسکے سواے کوئی معبود نہین ہی کہ تم مین سے کوئی نہین ہوگا مگر آنکہ اللہ تعالے اُسکے ساتھ
تنہائی فرماویگا جیسے چودھوین رات کے چاند سے ہر ایک تنہا دیدار پاتا ہی پس فرماویگا کہ ای ابن آدم تجھے کس چیز نے مجھ سے دھوکا دیا تھا۔ ابن آدم
تو نے کیا عمل کیا جو جانا۔ ای ابن آدم تو نے رسولون کو کیا جواب دیا۔ ابو العالیہ نے کہا کہ قیامت کے روز سب بندون سے دو باتون کا سوال ہوگا
کہ کیا تم نے عمل کیا اور رسولون کو کیا جواب دیا۔ ابن عیینہ نے کہا کہ سب سے سوال ہوگا اسکے اعمال و مال سے۔ ابن ابی حاتم نے معاذ بن جبل
سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای معاذ قیامت کے روز آدمی سے اُسکے ہر کام کا سوال ہوگا حتے کہ آنکھ مین جو سرمہ لگایا
اور انگلی سے مٹی کے ڈھیلے سے پس شاباش مین تجھے قیامت کے روز اس حال مین کہ کوئی اور تجھ سے دیادہ سعید ہو اس چیز مین جو اللہ تعالے
نے تجھے دیا ہی۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فوربک الآیہ پوچھی اور پوچھا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ انس
ولا جان۔ یعنے سو اس روز نہ پوچھا جائیگا اپنے گناہ سے کوئی آدمی و نہ جن تو ابن عباس نے فرمایا کہ انسے یہ پوچھ نہوگی کہ تم نے یہ کام کیا ہی

کیونکہ اللہ تعالیٰ اسکو خوب جانتا ہو ولیکن یون فرماویگا کہ تمنے ایسا ایسا کیون کیا۔ واضح ہو کہ بعض علمار نے کہا کہ اس سوال مین تمام مومنین
بیگناہ و گنہگار اور تمام کفار شریک ہین یعنے ان سب سے سوال ہوگا۔ مترجم کہتا ہو کہ قولہ ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم یعنے پھر تم پوچھے جاوگے
اس روز نعمتون سے۔ یہ بھی عموم پر دلالت کرتا ہو اور تائید اسکی اس حدیث صحیح سے ہو کہ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے یعنی ذات
کو تو آپ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے پس آپ نے پوچھا تو فرمایا کہ یارسول اللہ مجھے بھوک نے نکالا ہو پھر عمر رضی اللہ عنہ ملے انھون نے بھی یہی عرض کیا
اور خود مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا پس آپ ایک صحابی کے مکان کو گئے انھون نے طعام حاضر کیا اور ٹھنڈا پانی بھر لائے ان سب صاحبون نے
بھی کھایا اور پیا اور آپ نے دعاے برکت دی پھر دونون صاحبون سے فرمایا کہ تم قیامت کے روز اس نعیم سے پوچھے جاؤگے۔ یعنے آیت مذکورہ
کے حکم کے موافق سوال ہوگا۔ واضح ہو کہ مومنون سے یہ سوال بطور مواخذہ نہوگا بلکہ بطریق تجاوز و عفو ہوگا جیسا کہ حدیث حساب سے ظاہر ہوتا ہی
اور جس سے مواخذہ ہوا وہ پکڑا گیا اور کفار سے سرزنش و ملامت و مواخذہ ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم اور بعض علمار نے کہا کہ آیت کریمہ مین عموم فقط
کفار کے حق مین ہو اور اس سے یہ لازم نہین کہ اورون سے سوال نہو اور مترجم کہتا ہی کہ یہ اقرب و ارجح معلوم ہوتا ہو واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔
فَاصۡدَعۡ پس صاف ظاہر کر جیسے صدیع یعنے صبح ظاہر ہوتی ہی۔ بِمَا تُؤۡمَرُ جس چیز کا تجھکو حکم دیا جاتا ہی۔ واحدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ علماے
تفسیر کا قول ہی کہ اس آیت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اظہار امر کا حکم دیا۔ ابن عباسؓ کے قول سے ثابت ہوتا ہو کہ برابر آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم استخفا کرتے تھے یہان تک کہ یہ آیت اُتری تو آپ اور آپ کے اصحاب ظاہر کرنے لگے۔ اقول شاید مشرکون کے سخت انکار کرنے
اور امور حق سے ٹھٹھا کرنے کی وجہ سے اور ممکن ہو کہ بخیال بعضے ضعیف لوگون کے کہ ایذا کو برداشت نہ کرسکین ایسا کرتے تھے اور حق یہ ہو کہ
مشیت ایزدی ہر کام کے لیے ایک شان کے ساتھ متعلق ہی۔ شیخ امام نے لکھا کہ اسکی نظیر قولہ تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک
وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔ چنانچہ اسکی تفسیر گزر چکی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اسوقت تک حراست کیجاتی
تھی پھر بعد اس حکم کے آپ نے لوگون کو حکم دیدیا کہ جاؤ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی حفظ مین لے لیا۔ اس مقام پر بعد ذکر اظہار کے فرمایا۔ وَاَعۡرِضۡ
عَنِ الۡمُشۡرِكِيۡنَ اور التفات مت کر اور مُنھ موڑ مشرکون سے۔ یعنے اُنکی رعایت مت کر اور اُنکے ضحکہ و استہزار پر متوجہ ہوکر دلگیر مت ہو۔
اِنَّا كَفَيۡنٰكَ الۡمُسۡتَهۡزِءِيۡنَ ٹھٹھا کرنے والے مشرکون کو ہم نے تجھے کفایت کردیا یعنے اُنکے شر و ٹھٹھا کرنے کے برباد اور ہلاک
کردینے کے واسطے ہم کافی ہوئے۔ اب یہ خوف تو جاتا رہا کہ یہ لوگ بوجہ استہزار کے ہلاک ہونگے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے موافق علم قدیم کے ان بدبختون
کو اسی گمراہی مین ہلاک کیا۔ یہ لوگ قریش مین سے سردار اور سرگروہ تھے اور وہی پانچ شخص تھے ولید بن المغیرہ و عاص بن وائل و اسود بن المطلب
و اسود بن عبد یغوث و حارث بن الطلاطلہ۔ یہ قول قرطبی کا ہو اور دوسرون نے اسی کی متابعت کی ہو۔ پھر ان استہزار کرنے والون کی شناخت
انکی بدخصلت سے بیان فرمائی کہ۔ الَّذِيۡنَ يَجۡعَلُوۡنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ایسے گمراہ ہین کہ اللہ تعالیٰ
کے ساتھ دوسرا شریک بتاتے ہین سو عنقریب جان لیوینگے۔ یعنے اپنا بدانجام و شرک کی خراب عاقبت جلدتر انکو معلوم ہوجائیگی شیخ امام نے
کہا کہ حافظ ابوبکر البزار رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حدثنا یحییٰ بن محمد آخر اسناد تک انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
گذرے تو ان ٹھٹھا کرنے والون مین سے بعض نے آپ کو غمزکیا پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر ان بدبختون کو غمزکیا تو یہ انکے بدنون مین
ضرب نیزہ کے مانند اثر کر گیا چنانچہ وہ سب مر گئے اور محمد ابن اسحاق نے اپنی اسناد کے ساتھ عروۃ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ پانچ شخص
قریش مین سے صاحب شوکت تھے پھر ہر بطن سے ہر ایک کو بیان کیا اور وہی ہین جنکا ذکر اوپر ہوا ہو اور اسود بن المطلب یہی ابو زمعہ ہی پس سبب

ان لوگون نے شرک بین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ٹھٹھا کرنے مین حد سے تجاوز کیا تو اللہ تعالے نے صاف ظاہر کرنے اور مشرکون سے
اعراض کرنے کا حکم دیا اور ان مستہزئین کو ہلاک کر دیا۔ پھر محمد بن اسحاق نے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم طواف کرتے تھے کہ جبرئیل ع آکے
پس کھڑے ہوئے اور آنحضرت صلعم بھی کھڑے ہوئے پس اسود بن عبد یغوث گزرا تو جبرئیل ع نے اُسکے پیٹ کی طرف اشارہ کیا پس اسکو استسقا ہوگیا
اور وہ مر گیا اور ولید بن مغیرہ گذرا اُسکے پانوٗن کے ٹخنہ کے پاس زخم کے اثر کی طرف اشارہ کیا پس پھوٹ نکلا اور اُسی مین مرگیا حالانکہ اس سے
کئی سال پہلے اسکو یہ زخم اسطرح پہونچا تھا کہ وہ خزاعہ مین سے ایک شخص کی طرف گزرا جو اپنے تیر کا پھل اسکے کانسی مین لگا رہا تھا تو اسکے ازار
مین اُلجھ گیا اور اس مغرور نے جھکنے کو عار سمجھا چنانچہ اسی طرح چلا گیا اسی سے خفیف سا زخم ہو گیا اور وہ کچھ نہ تھا اب وہ پھوٹ نکلا اور اسی مین مرگیا
اور عاص بن وائل کے اخمص قدم کی طرف اشارہ کیا چنانچہ وہ طائف کو جاتے گدہے سے گرا اور اسکے اخمص قدم مین کانٹا گڑا جس سے وہ مرگیا اور
حارث بن طلاطلہ گزرا اسکے سر کی طرف اشارہ کیا وہ پیپ کی رینٹ سے مرگیا۔ اور محمد بن اسحاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان
سب کا سردار ولید بن المغیرہ تھا۔ اور یون ہی سعید بن جبیر و عکرمہ سے بھی مانند قول عروہ رضی اللہ عنہ کے روایت کیا ولیکن سعید بن جبیر نے حارث
بن طلاطلہ کی جگہ حارث بن غیطلہ کہا اور عکرمہ نے حارث بن قیس کہا ہے امام زہری رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ انھین دونون نے صحیح کہا کیونکہ
اسکی مان کا نام غیطلہ تھا اور باپ کا نام قیس تھا۔ غرضکہ مجاہد و مقسم و قتادہ و بہتون نے پانچ ہی روایت کیے ہین مگر شعبی نے سات بیان کیے و
مشہور قول اول ہے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تشفی و تسلی و اپنی طرف توجہ کی تاکید کی بقولہ۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ
بِمَا يَقُولُونَ اور ہم ضرور جانتے ہین کہ تیری شان یہ ہے کہ تنگ ہو جاتا ہے تیرا سینہ بوجہ انکے قول کے۔ یعنے انکار کرنے و اللہ تعالی سے
شرک کرنے اور سحر و جنون و کہانت و کذب وغیرہ کہتے ہین اس سے تو دلگیر ہوتا ہے۔ اہل تفاسیر نے کہا کہ یہ بمقتضاے بشریت و جبلت انسانی تھا
اور بعض کا خیال ہے کہ یہ بکمال شفقت تھی کہ ان لوگون کی طرف متوجہ اور انپر ترس کھاتے کہ عذاب سخت مین چلے جاتے ہین اور ڈرتے کہ جسقدر
انکار کرو اسی قدر زیادہ تکذیب کرینگے تو غضب الٰہی مین پڑینگے ولیکن مشیت الٰہی اپنی مخلوق کے حق مین جاری ہے اور وہی خوب جاننے والا ہے
لہذا مستہزئین کو ہلاک کر دینے سے انکا قصہ طے کر دیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ ایمان پر حریص تھے تسلی و تسکین فرمائی کہ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ
رَبِّكَ پس تسبیح پڑھ اپنے رب کی پاکی کے ساتھ یعنے اللہ تعالےٰ پاک اور بڑا علیم و حکیم ہے اُسکے علم و حکمت کے موافق جو واقع ہوتا ہے خوب ہے
پس جب اسطرف توجہ ہوئی تو ہر ایک دلگیری رفع ہو گئی اور زیادہ تقرب فرمایا کہ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ اور ساجدین سے ہو یعنی اللہ تعالےٰ
کی تسبیح و نماز مین مشغول ہو کہ وہ اپنی حکمت سے مخلوقات کا انتظام فرماتا ہے اسمین کسی کو دخل نہین ہے اور نہ علم الٰہی سے کوئی واقف ہے پس مشرکون انکی
بیہودہ گوئی کو خالق عزوجل کی طرف سونپ دے اور تو اللہ تعالی کی تسبیح و نماز پر قائم و کامل ہو اور برابر اسی پر ثابت رہ فَاعْبُدْ رَبَّكَ
حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ اور عبادت کرتا رہ اپنے رب کی یہان تک کہ تجھکو موت آجاوے۔ یہان سے صریح معلوم ہوا کہ عبادت پروردگار
موت سے پہلے ساقط نہین ہوتی ہے اور جو بعضے جاہلون نے زعم کیا کہ فقیر عارف سے ساقط ہو جاتی ہے یہ پوری جہالت ہے بلکہ جسقدر قرب زیادہ
اُسی قدر بندگی زیادہ ہوتی ہے ہان یہ ممکن ہے کہ زیادہ عبادت پر تکو شعور نہو ویسی ہی کسی شخص بے عبادت پر کمال کا گمان فقط وہم و خطرناک ہے
اور بے شریعت ہونا اس سے صاف ظاہر ہے۔ مقصود آیت یہ ہے کہ موت سے پہلے کسی وقت مین عبادت سے غافل نہونا چاہیے۔ پس معلوم ہوا
کہ اللہ تعالے کے ذکر و نماز و دوام عبادت سے دلون کو تسکین ہوتی ہے وقد قال تعالی فی سورۃ مریم و اوصانی بالصلوۃ والزکوۃ ما دمت حیا یعنی مجھے
وصیت کر دی ہے یعنی مجھپر عہد کر دیا ہے نماز و زکوۃ کا جب تک مین زندہ ہون۔ سعید بن منصور و ابن المنذر و تاریخ حاکم اور ابن مردویہ و دیلمی نے

مرفوع روایت کی کہ اللہ تعالے نے مجھے یہ وحی نہین فرمائی کہ مال جمع کر اور تاجرین مین سے ہو بلکہ تسبیح کر اور ساجدین مین سے ہو۔ شیخ امام
نے نماز کے بارہ مین مسند احمد کی روایت نقل کی کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ حضرت خالق عزوجل نے فرمایا کہ ای ابن آدم اول روز مین چار رکعت
عاجز مت ہو مین آخر روز مین تجھے کفایت کرونگا۔ رواہ ابوداؤد والنسائی۔ اقول اسی کو صلوٰۃ الضحی کہتے ہین اور حدیث مین ہی۔ کہ آنحضرت صلعم پر
جب کوئی کلام سخت یا گران ہوجاتا تو نماز پر قائم ہوجاتے کما فی الصحاح وغیرہ اور لکھا کہ الیقین سے مراد موت ہی۔ بخاری رحمہ اللہ تعالی نے کہا
کہ سالم یعنے ابن عبداللہ بن عمر نے کہا کہ الیقین موت ہی اور یہی قول مجاہد و حسن و قتادہ و عبدالرحمن بن زید کا ہی۔ بدلیل قولہ تعالے وکنا
نکذب بیوم الدین حتے اتانا الیقین۔ یعنے کافران جہنم کہینگے کہ ہم لوگ دنیا مین قیامت کو جھٹلایا کرتے تھے یہان تک کہ ہمکو موت آگئی۔ اور
صحیح مین ام العلاء الانصاریہ سے مروی ہی کہ جب عثمان بن مظعون نے انتقال کیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکے پاس آئے پس ام العلاء انصاریہ
نے کہا کہ تجھپر اللہ تعالے کی رحمت ای ابوالسائب یعنے عثمان بن مظعون پس میری گواہی ہی تجھپر کہ اللہ تعالے نے تجھکو بزرگی دیدی۔ آنحضرت صلعم نے یہ سُنکر فرمایا کہ
اری تجھے یہ کس نے بتلادیا کہ اللہ تعالے نے اسکا اکرام کیا ہی۔ مین نے عرض کیا کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون یا رسول اللہ پھر کون بزرگی
کیا جائیگا تو فرمایا کہ بات یہ ہی کہ فقد جاءہ الیقین یعنے عثمان بن مظعون کی موت آگئی اور مین اُسکے لیے بہتری کی امید کرتا ہون۔ مترجم
کہتا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدفن مین عثمان کو دفن کرکے اُنکے سرہانے پتھر رکھا اور فرمایا کہ مین نے تجھے لوگون کا امام بنایا اور یہ
بڑی بزرگی ہی اور پیچھے ایک خواب سے جو اُنکے بارہ مین دکھایا گیا تھا اُسکی تعبیر مین فرمایا کہ یہ اسکے اعمال صالحہ ہین۔ غرضکہ مقصود یہ تھا کہ کوئی
شخص اپنے قیاس سے بدون قطعی علم کے اللہ تعالے کے علم غیب مین جرأت نہ کرے اور امید کرنا صحیح ہی۔ شیخ امام ابن کثیر رح نے لکھا
کہ اسی آیت کریمہ سے استدلال کیا گیا ہی کہ عبادت مثل نماز وغیرہ کے آدمی پر واجب رہتی ہی جب تک اُسکی عقل ثابت ہو پس اپنی حالت کے
موافق نماز پڑھے چنانچہ صحیح بخاری مین عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز پڑھو کھڑے
ہوکر پھر اگر قدرت نہو تو بیٹھکر پھر اگر نہو سکے تو کروٹ سے۔ اسی سے استدلال کیا گیا کہ بعض ملحدون نے جو الیقین کے معنے معرفت کے لیے ہین
کہ جب بدرجہ معرفت پہونچے تو آدمی سے تکلیف شرعی ساقط ہوجاتی ہی تو یہ قول غلط اور کفر وضلال ہی اور کمال جہالت پر مبنی ہی کہ انبیاء
علیہم السلام سب سے زیادہ عارف و اعلم تھے باوجود اسکے سب سے زیادہ عبادت پر قائم تھے اور تاوقت موت نیک کامون کی مواظبت
پر مستقیم تھے بلکہ مراد یہان الیقین سے فقط موت کے معنے ہین کذا فی تفسیر الحافظ اور واحدی نے جماعت مفسرین سے موت کی تفسیر نقل کی
اور توجیہ یہ لکھی کہ موت یقینی واقع ہونے والی ہی اسمین کسی کو شک نہین ہی اور ابوحیان نے کہا کہ موت کے نامون مین سے ایک نام الیقین ہی
اور موت آنے پر شک ہر طرح کا زائل ہوجاتا ہی اور عبادت کا انتہار وقت موت تک بیان کرنے مین اعلام ہی کہ عبادت کسی وقت موت
سے پہلے ساقط نہوگی یعنے جن شرائط کے ساتھ ادا کرنا چاہیے جب شرائط موجود ہون تو ساقط نہوگی ومن اللہ تعالے التوفیق۔ ف
فی العرائس قولہ فاصفح الصفح الجمیل۔ یہ اسوقت ہوتا ہی کہ تقدیر ازل کو بصفت شہود غیب دیکھے بوصف سر اور اسباب کو عمل مین لاوے اور ہر حال
مین رجوع بحق ہو اور جو کچھ بواسطہ جاری ہووے امر الٰہی و مشیت پر راجع کرے ؎ من از حق شناسم نہ از عمرو زید۔ ایسی صورت مین واسطہ
ساقط ہونے پہ ملامت کسی پر نہ کریگا اور سب پابند تقدیر ہین سبکو رحمت و شفقت ہوگی چنانچہ دلالت کرتا ہی اسپر قولہ ان ربک ہو الخلاق العلیم۔ اس سے
اشارت اور تسلی نکلی کہ قوم سے جو انکار و ایذا و استہزا تجھے پہونچے وہ قوم اپنے خالق محیط قاہر کی مخلوق ہی اور مقصود تربیت ہی کہ اولو العزم کے مرتبہ پر
پہونچایا جاوے اور وہی خوب جانتا ہی جو اُس نے مقدر کیا اور تجھے خلق عظیم عطا کیا۔ اور اسمین ایما ہی کہ تیرا خلق عظیم نمونہ اوصاف الٰہ

حضرت خالق علیم ہووے کہ عفو وکرم سے امت والون سے تجاوز ہو- عمرو بن دینار نے بواسطہ محمد بن الحنفیہ کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ صفح جمیل یہ ہو کہ بلا عتاب کے رضامند ہو- بعض نے کہا کہ جی مین ملامت نہو اور بعد کو کینہ نہ رہے ویسا ہی حال ہو جیسا پہلے تھا اور نعمت آلہیہ و سرفرازی تامہ والون کو ہوتا ہو کما قال تعالے ولقد اتیناک سبعا من المثانی الآیۃ ظاہر تفسیر تو گزر چکی اور اسمین اشارت ہو کہ تجھکو خلعت سبع مثانی عطا ہوئی ہو یعنے تیرا لباس صفات ہفتگانہ سے اس لیے ہوا کہ متصف بخلق آلہیہ ہو کر ربانی و ملکوتی وجلالی وجمالی ہوا اور ایسی ہی قدسی و رحیم و عارف ذات صفات ہو- اور ایسا شخص آئینہ جمال ذات الوہیت ہوتا ہی یعنی ہوجاتا ہو عالم بعلمہ تعالے وقادر بقدرتہ تعالے اور سمیع بسمع آلہی و متکلم و بصیر بتکلم و بصیر قدیم ہوتا ہو پس علم آلہی سے گذشتہ وآیندہ کا علم حاصل کرتا ہی اور خواطر کی شہوات وحرکات دیکھتا اور تمام چیزون کی انقلابات دیکھتا ہی اور دل کی خطور کرنے والی چیز (ان) مین سے لوگون کے دلی اسرار پر واقف ہوتا ہی اور ہر کام کو بارادہ آلہی کرتا ہی اور دلہاے مرگان سے ملکر اُسکے واسطے انکو مدد دیتا ہی اور عالم کے اجسام کو غذا دیتا ہی اور اجسام کو حیات سے اور جب کسی کا دل کسی طرف مائل ہو وہ اس نعمت کیطرف متوجہ ہو کر ما سواے سے آنکھ اُٹھالیگا- اور لکھا کہ اوصاف باری تعالے مع متقابلات کے ہین جیسے قدم وبقا اور جلال وجمال اور دیدار و صمدیت و ربوبیت پس صفات اولے مع ان صفات سبعہ کے ملکر مثانی ہوگئین پس مشاہدہ قدم و اُسکے اتصاف سے تمام حادثات سے مجرد ہوجائیگا اور مشاہدہ بقا و اُسکے اتصاف سے مقام بیداری مین متمکن ہوگا اور مشاہدہ جلال و اتصاف سے وہ مہیب یعنی ہیبت والا ہوجائیگا تمام آسمانون و زمین مین- اور جمال کے مشاہدہ و اتصاف سے عاشق وجہ قدم اور آئینہ حق براسے عالم ہوگا- اور مشاہدہ دیدار و اتصاف سے شوق ومحبت ازل مین غرق ہوگا اور مخلوق کے دلون کے لیے محبوب ہوجائیگا- اور مشاہدہ صمدیت و اسکے اتصاف سے صمدانی ہوگا جسکا کھانا پینا مشاہدہ ہی اور حدیث صحیح ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی- اسکے واسطے اشارت صریح ہی اور اسکی صفات مین سے یہ ہوگا کہ جو کوئی اسکو دیکھے اُسکی بھوک و پیاس کو تسکین ہوجائیگی- مشاہدہ ربوبیت و اُسکے اتصاف سے حق عزوجل کے ملک و بندون مین متصرف ہوجاتا ہی تو نے حدیث صحیح مین نہین دیکھا کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی درخت نے کسطرح تعمیل کی کہ دور سے پاس چلا آیا اور جس حالت مین کہ آپ قضاے حاجت کے واسطے بیٹھے تھے درختون نے پردہ کر لیا- اور بطور معجزات کے قمر شق ہوا اور درختون نے حاضر ہو کر گواہی دی اور یہی تھا کہ ہر درخت و پتھر آپ کو سلام و سجدہ کرتے اور اونٹ جانور بھی چنانچہ احادیث وآیات اسمین صریح ہین مانند قولہ وسخرنا مع داود الجبال الآیۃ- پس اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ان صفات قدیمہ مثانیہ کے انوار سے مخصوص فرمایا تھا اور قرآن عظیم اسپر زیادہ کیا جسمین جمیع اسماء ونعوت و صفات سے خبر دیدی ہی جو آپ کو نہین پہونچی ہین کیونکہ جمیع صفات تو غیر متناہیہ ہین پس قرآن شریف نے معرفت ذات وصفات سب کے علم ونور سے مشرف کیا اور عظمت قرآن پاک کی بعظمت متکلم عزوجل ہی اور اللہ تعالے نے خود اپنی عظمت سے کلام فرمایا براہ عظمت ذات اور اُسکی عظمت سے یہ ہی کہ قرآن مجید کے حروف مین سے ہر حرف کے نیچے علوم ازلیہ ابدیہ کا ایک سمندر ہی اور کلمات آلہی کو کوئی چیز مخلوقات مین سے نہین احاطہ کر سکتی ہی اور واضح ہو کہ مثانی کی صفت یون بھی مفہوم ہی کہ ہر صفت کے لیے صفات سے ثانی از عینیت الذات ہی پس صفت ثانی الذات اور ذات ثانی الصفات ہی مگر کچھ افتراق واجتماع کی راہ سے نہین ہی یعنے یہ امر قیاس بشری سے باہر ہی یہ نہین ہی کہ ذات وصفات دونون علٰحدہ رہین اور باہم مجتمع ہین بلکہ وہ واحد ہی ہر طرح سے اور وہ ہر تفرقہ وجمع سے پاک ہی بلکہ وحدت کو بھی وہان دخل نہین ہی اسی واسطے کہا جاتا ہی کہ توحید یہ کلمہ ہی لاالہ الا اللہ اور (ہو) وہی ہی لیکن ضمیر و مرجع کسی امر کا وہان اعتبار نہین ہی کیونکہ یہ سب باتین حادث ہین اور قدیم ذات ان سب کی خالق ہی وہ پاک ہی مخلوق کی صفات وقیاس وگمان ووہم سے پس حاصل یہ ہی کہ یہان اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم پر فضل فرمایا کہ

بمعانی ذات وصفات دیدیے اور معرفت دی بعد ازانکہ خود ہی عارف بخلوق ہو گویا عرفان علمی جو صفت متعالیہ سے ہو اسکا اعزاز اپنے بندہ
رسول کریم کو پہنایا اسی واسطے آنحضرت علیہ السلام نے کہا کہ جس نے مجھے دیکھا حق دیکھا اور مروی ہو کہ جس نے مجھے پہچانا حق پہچانا - واضح ہو کہ
قرآن عظیم تعلیم شان ربوبیت ہو جس سے حقائق کی معرفت دی اور علوم غیب سے سرفراز فرمایا و احکام عبودیت تعلیم کیے (مترجم) کہتا ہو کہ
غیب سے یہاں وہ حقائق مراد ہین جنپر لوگ آگاہ نہین ہوسکتے ہین اور جہانتک اللہ تعالےٰ نے سب سے اعلےٰ و افضل جانا اپنے حبیب صلی اللہ
علیہ وسلم پر ختم فرمایا اور کلی علم غیب غیر متناہی ہو وہ سوائے حق عزوجل کے کوئی نہین جانتا ہو اور جسقدر سے آگاہ کردیا وہ جسکو آگاہ کیا اُسکی نسبت
علم غیب نہین رہا - شیخ نے لکھا کہ زیادہ دقیق اشارہ اسمین یہ ہو کہ سبع مثانی یہی صفات قائمہ ہین اور تاثیر اُنکی ازراہ اتصاف ہو کہ قلب مصطفےٰ
صلے اللہ علیہ وسلم مین انکا اثر ظہور ہوا گویا وہ مظہر کامل سبع صفات کے ہوئے کیونکہ وہ عالم قادر سمیع بصیر متکلم مرید حی القیوم ہو اور یہ صفات آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مین ان صفات قائمہ بالذات سے موالید ہین جو ہر طرح کی علت و اُسکی تاثیر سے پاک ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا
مرتبہ تو اللہ تعالےٰ کے نزدیک بہت بڑا ہو تو نے نہین دیکھا کہ حدیث قرب النوافل مین آیا ہو کہ جب بندہ کو محبوب کرلیا تو خود ہی اُسکی سمع
و بصر و لسان و دست ہوتا ہو اور معنے اسکے یہی ہین جو مذکور ہوئے اور اللہ تعالےٰ حلول و اتصال اور ہر طرح کے خیال و تشبیہ سے پاک ہو
اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ خلق آدم علی صورتہ - اور درصورتیکہ ظاہر کلام سے یہ معنے ہون کہ آدم کو اُسکی صورت پر
پیدا کیا تو یہ تصویر پیدائش الٰہی بروجہ کامل ہو جسمین آثار صفات پاک کے ظاہر ہین - اور یہ بھی ہوسکتا ہو کہ قرآن عظیم کے ساتھ صفات عامہ و خاصہ کا
اشارہ ہو یعنے صفات عامہ و خاصہ سے آگاہ فرمایا اور قرآن عظیم سے معانی صفات عامہ و خاصہ کے ظاہر فرمائے جس سے تو صفات کے دیدار کے
مشتاق ہو دیدار صفات خاصہ ہوا جو متشابہ ہین کیونکہ وہی معدن جمال و جلال ہین اور تو بواسطہ صفات عامہ کے تمام حادثات سے خالص توحید
کے لیے منفرد ہو گیا - اور ظاہر آیت سے سبع مثانی یعنے چودہ خصال عطا فرمائی مثل رحمت و شفقت و عفو و صفح و کرم و ظرافت و لطافت و حسن
و جمال و ہیبت و حیا و سخا و وفا و ولایت و نبوت و رسالت - اور اسی کے مانند علی بن موسے الرضا نے بواسطہ اپنے والد ماجد کے جعفر صادق
علیہم السلام سے روایت کیا ہو اور اسمین مودت و شفقت و الفت و نعیم و سکینت مذکور ہے اور کہا کہ قرآن عظیم مین اسم اعظم ہو - پھر جب یہ نعمت عظیم
دیدی تو تمام جہان اول و آخر اپنے حبیب کی نظر مین خوار کردیا بدین معنے کہ پیروان طریقہ حبیب صلے اللہ علیہ وسلم اسوقت صادق ہونگے کہ
اسی شان پر ہون فقال عزوجل لاتمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منہم - یعنے اے صاحب اوصاف مذکورہ جسمین یہ معانی عظیمہ و صفات ربانیہ
ہون تجھے لائق نہین ہوسکتا کہ اصناف اہل دنیا کی طرف نظر کرے جو اللہ تعالےٰ سے غافل اور فانیات مین مشتغل ہین کیونکہ ہیچ سے متعلق
خود ہیچ ہو سے ع دنیا ہیچ است و کار دنیا ہمہ ہیچ + ہمت صحیح و بلند ایسی نابود چیز سے متعلق نہین ہوتی اور یہ اشارہ ہو کہ فطرت نفسانی اپنی خلقت مین
شہوات کے واسطے مجبول ہو چنانچہ ہر حال مین شہوات اسمین رہتی ہین اگر ظاہر ہون تو مخفی ہوتی ہین پس سلامت قلب و نعمت دائمی کے ساتھ
سوائے حق عزوجل کے غیر کی طرف نظر نہین ہوتی اور اس مقام مین اہل اخلاص کو خطر اور یہ محل امتحان ہو اور عارف تو ماسوائے حق تعالےٰ
کے دوسرے وسایط سے مشاہدہ مین بھی خطرہ رکھتا ہو کیونکہ خالص مشاہدہ وہ ہو جو واسطہ سے خالی ہو پس خلیل اللہ علے نبینا و علیہ السلام
کے آخر کلام پر نظر صحیح ہو کہ انی وجہت وجہی للذی فطر السموات الآیہ - اور اول کلام انکا مقام عشق ہو اور آخر کلام افراد قدم از حدوث ہو پس
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر فضل عظیم ظاہر فرمایا کہ آپ کا اول مقام وہ رکھا جو خلیل علیہ السلام کا آخر مقام تھا اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے دو جہان سے بھی چشم پوشی فرمائی پس اللہ تعالےٰ نے وصف فرمایا کہ ما زاغ البصر و ما طغی - اور حدیث مین مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جب اہل دنیا کے اموال دیکھتے تو آستین سے آنکھین بند کرلیتے یعنے لوگون کی تعلیم کے واسطے اور کہتے کہ میرے رب نے مجھے ایسا ہی حکم دیا ہی پھیرا غیر کی طرف سے ہمت پھیر لینے مین مزید تاکید فرمائی بقولہ تعالے ولاتحزن علیہم - اور شاید کہ عالم تقدیر عین نظر بمشیت آلہیہ ہی پس کافرون پر حزن گویا مشیت سے ناموافقت ہی کہ غیرون کی طرف نظر ہی پھر بندگان مخلصین کے واسطے خلق عظیم استعمال کرنے کا حکم فرمایا بقولہ واخفض جناحک للمؤمنین اور اسمین لطیف اشارہ ہی کہ یہ لوگ تیرے بازوے رحمت کے سایہ مین پرورش پاتے ہین اور تیرا بازوے ہمت دونون جہان سے بلند ہو کر مقام قاب قوسین اوادنے تک پہونچا ہی کیونکہ آنجہ ربوبیت قیومیہ ہین تو اس درجہ سے بازو کو اہل عبودیت کے واسطے سایہ ہما کردے کہ تیری جناح رسالت تک نبوت بازوے ربوبیت پر پرواز کرین اور یہ بلبل گلستان قدس تیرے گل کے عشق مین اپنے مقام تک واصل ہون پس تیری متابعت وہمت سے مقامات شریفہ وولایات رفیعہ پاوین اور باوجود اسکے تیرا کلام براہ کمال نہو ولیکن یون ہو کہ جیسے تو مقام عبودیت مین ہی - وقل انی انا النذیر المبین - مین ازجانب ربوبیت کچھ نہین ہون بلکہ تمھارے مثل بشر ہون مجھے وحی بھیجی جاتی ہی پس وحی کی راہ سے مین تمکو عظیم جلال الٰہی وقہر کبریا ربی سے آگاہ کرتا ہون اور مین تمکو اسکے فراق کے دردناک عذاب سے متنبہ کرتا ہون مین شاہد ہون اور اس نے انوار عزت وجلال وجمال سے مجھے لباس دیا کہ مجھ سے تمکو معجزات باہرہ دکھلادیے اور تم نے معائنہ کرلیا - بعض مشائخ نے قولہ لاتمدن عینیک - مین کہا کہ غیرت قدم نے حبیب الٰہی کو نہ چاہا کہ سوائے اسکے دو جہان مین سے کسی چیز کی طرف نظر اٹھاوے اور ایک دم غافل ہو کیونکہ اس تمتع سے کچھ حاصل نہین ہی اور چاہا کہ اسکے اوقات حیات مصروف بکمال عروج ہون اور شیخ یوسف بن الحسین نے کہا کہ اللہ تعالی نے نذیر مبین کی خبر دینے کا حکم دیا کہ مین سفیر عظیم الشان ومبین نشان بے نشان بشانی بیان ہون - قولہ فوربک لنسئلنہم اجمعین عما کانوا یعملون - ظاہر تفسیر مین جن لوگون سے سوال ہوگا وہ تو ظاہر ہین اور یہ بھی ظاہر ہی کہ والذین آمنوا اشد حبا للہ - پس اشد محبت کے دعوے مین قیس مجنون سے انکی لائق سوال ہی پھر کمی نہو تو ادب باطن وروحی کے دونون درجات جو قیاس سے باہر ہین قابل سوال ہین اور حق عزوجل کو کچھ حاجت نہین کہ اپنے اہل معرفت سے اُنکے اعمال کا سوال کرے ولیکن انکو آگاہ فرماویگا مقامات خطرات سے اور ہمتون کی کجی سے اور میلان طبیعت سے اور نفس وشیطان کے باریک مکرون سے تاکہ اُسکی عظمت کے سامنے حیا وشرم سے پانی ہوکر دریاے خجالت مین غرق ہوجاوین اور یہ بھی مراد ہی کہ مشقت ومجاہدہ مین جو رنج وکلفت انھون نے اُٹھائی اُسکی مواسات فرمائی جاوے کہ محل امتحان سے کیونکر چھوٹے - واسطی رحمہ نے کہا کہ انبیا واولیا سے ذرہ برابر کا بھی سوال ہوگا کیونکہ اُنکے مراتب بلند وقربت ارجمند ہی اور عوام سے اسکا سوال نہوگا کیونکہ مصادر اسرار سے یہ لوگ دور پڑے ہین اور کہا کہ عوام اس چیز سے بھی غافل ہین جس سے اہل الحق سے سوال ہوگا ازانجملہ حرکات اطراف وخطرات قلب وحسن اسرار ہین مترجم کہتا ہی کہ اسی قبیل سے ہی جو حضرت یوسف علیہ السلام کو واقع ہوا کہ قیدی ساقی سے کہا تھا کہ اذکرنی عند ربک - بادشاہ سے میرا حال بیان کرنا - اتنی بات پر سات سال قید مین رکھے گئے حالانکہ قید ہونے کی درخواست خود کی تھی اور اسمین بھی یہ فتنہ ہوا کہ قید سے گھبرا کر رہائی کی درخواست کی فافہم - شیخ جنید رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اہل حقائق سے سخت سوال یہ بھی ہوگا جو انھون نے عوام کے سامنے دعوی ظاہر کیے یا ایسے طور پر ظاہر ہوئے جس سے لباس فریب ہو - اور مجھے خبر پہونچی کہ بعضے اہل اللہ نے اپنے بعضے شاگرد ومرید سے فرمایا کہ خبردار ہو ایسے دعوون سے کہ اللہ تعالے تجھ سے انکا سوال فرماویگا - مرید بندہ خالص تھا اتنا کہا کہ یا شیخ اگر مجھے یقین ہوجاوے کہ رب العزۃ مجھ سے قیامت مین کلام فرماویگا اور ایسا مجھ سے سوال فرماویگا تو مجھ سے عمر بھر اور کچھ نہوسکتا سوائے ایسے ہی دعوون کے اور کیا مین اس لائق ہون کہ حق عزوجل سے مخاطبہ مین شمار ہون اور اُسکی حضوری مین حاضر کیا جاؤن - یہ کہا اور گر کر جان بحق تسلیم ہوا - مترجم کہتا ہی حدیث صحیح

مین ہی کہ جو کوئی ایسی بات کا دعوے کرے جو اسمین نہین ہی تو ایسے شخص کے مانند ہی جو فریب کا جوڑا پہنے ہو۔ قولہ ولقد نعلم انک الی قولہ من الساجدین اللہ تعالے نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کی مواسات فرمائی بعوض اسکے جو اعدار سے سُنا۔ اور اشارت ہی کہ تو ہمارے روبرو مقام عزت مین ہی جو کچھ جاہل لوگ جہالت سے بشان کبریائی کہتے ہین اُسکے اٹھانے سے تیرا سینہ منقبض ہوتا ہی یعنے کلمات جہال کے لائق تسبیح شان کبریائی نہین ہین پس تو ہماری تسبیح بیان کر بجائے انکے کیونکہ تو ہی اس لائق ہی سوائے تیرے کفار جہال اس لائق نہین بنائے گئے ہین اور ساجدین کہ بوصف معلوم تجھے دیدار قرب نصیب ہو اور مشاہدہ جمال کے استغراق مین ضیق الصدر سے نکلجاوے۔ **مترجم** کہتا ہی کہ مفاد اس کلام کا یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تنگدلی اپنے نفس کے واسطے نتھی اور حدیث مین بھی آپ کے شمائل کریمہ واخلاق عظیمہ مین سے بیان ہوا ہی کہ کبھی اپنے واسطے انتقام نہ چاہتے اور عفو کرتے اور کبیدہ نہوتے ولیکن اللہ تعالے کی شان مین اگر گستاخی و بے ادبی دیکھتے تو غضب مین آجاتے تھے اور تمام فضائل کا احاطہ محال ہی فافہم۔ خلاصہ یہ کہ جب نماز و سجدہ مین دیدار بیچون وچرا حضرت کبریا رحاصل ہوگا تو یہ ضیق صدر جاتا رہیگا۔ **واسطی** رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ تنگدلی اُن کافرون کے قول سے ہی کہ اللہ تعالے کی جناب مین شریک و مثل و ہمسر وغیرہ کہتے ہین پاک ہی اللہ تعالے سب ایسی نالائق باتون سے پس حکم دیا کہ تو ہماری پاکی بیان کر تیرا ضیق الصدر کھل جائیگا کہ تیری زبان پاک بلبل بوستان ازل اور اعلے منزل قدس کا طائر فرخ ہی۔ بعض نے کہا کہ ضیق اُنکی طرف رجوع کرتے مین ہی تو ہماری تسبیح کی طرف رجوع کر کہ انفتاح مشاہدہ ہی واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اسمین ان علماء کے لیے بھی مواسات ہی جنکے ساتھ اہل الفسق والجہل حسد کر کے اُنکے حق مین بدگوئی کرتے ہین اور علماء کو حکم ہی کہ بمتابعت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی تسبیح مین مشغول ہون۔ **شیخ استاد** رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ آیت مین صدر فرمایا اور قلب نہین فرمایا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم محل شہود مین تھے اور سوائے لقاء الٰہی کے مومن کو راحت نہین اور لقائے الٰہی کے ساتھ پھر کچھ وحشت نہین ہوتی ہی۔ پھر اللہ تعالے نے اپنے حبیب کو خالص عبودیت کا جو پاک از کدورت مخلوقات ہی حکم دیا بقولہ واعبد ربک حتے یاتیک الیقین۔ یقین سے ہر تفسیر مین مراد موت ہی کہ تا موت عبادت پر قیام ہو اور اشارت بحقیقت وہ کمال کامل و مشاہدہ صرف ہی کہ فنائے حدوث و بقائے حقیقی وہی ہی پس جب حقیقت دیدار و مشاہدہ ازل مین واصل ہوا اور بحر الابد مین استغراق ہوا تو ظاہری رسوم کی حفاظت بقبضۂ قدرت الٰہیہ ہی کما قال یتقلبک فی الساجدین۔ اور مقام مشاہدہ مین عبادت کی طرف شغل ہونا ترک ادب ہی اور ہمنے اس بیان سے یہ ارادہ نہین کیا کہ اہل معرفت کی گردن سے عبودیت کا طوق نکل جاتا ہی بلکہ ہماری مراد یہ ہی کہ عارف نے جب حق عزوجل کا مشاہدہ پایا تو اُسکی شان مین ایسے جذب مین ہوجاتا ہی کہ صرف حق اسکا مطلوب ہی اور وہان یہ بھی عروس محجوب ہی اور شغل اسکو کسی اور طرف نہین ہوتا مگر حق عزوجل کی بقائے حقیقی سے اسکو بقاء ہوتی ہی تو وہ طاعات مین مدرجہا تمام اقسام سے بڑھا ہوا ہوتا ہی اور اس سے بڑھکر درجہ عبادت کرنے والے کو نہین ہوسکتا کہ اس حالت مین اسکی متابعت و طاعت مراد حق عزوجل کی لیاقت پوری ہوئی جسمین سوائے خلوص کے کچھ دخل نہین ہی اور یہ البتہ ممکن ہی بعض اہل جذب اس استغراق مین ظاہری رسوم کے ادا کرنے پر قدرت نہ دیے جاوین حتے کہ طعام و شرب وغیرہ پر بھی تو ایسی سُکر کی حالت مین جب تک یہ حالت ہی معذور ہین اور بعد اسکے اسپر عبودیت کے اوقات کی حفاظت تا دم موت لازم ہی اور یہ طریقہ شعار ان بندگان خاص کا ہی جنکو تمکین عطا ہوئی ہی۔ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اوقات مین غیر کا ملاحظہ نہو یہان تک کہ یقین آجاوے کہ تمام رویت و جذبہ از حق عزوجل ہی۔ **فارس** رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہ مرتبہ ہوجاتا ہی کہ یقین آجاتا ہی کہ حق عبادت الٰہی عزوجل نہین ادا کرسکتا۔ یہ بھی فارس رحمہ اللہ نے اشارہ کیا کہ جس نے معبود عزوجل کو دیکھا وہ عبادت سے ساقط ہوا اور جس نے عبادت کو دیکھا وہ

معبود سے ساقط ہوا۔ مترجم کہتا ہی کہ مراد شیخ رحمۃ اللہ تعالےٰ کی یہ ہی کہ اگر کسی کی نظر اپنی عبادت کے افعال اور اُنکی تحسین پر ہو تو یہ شخص خلوص سے ساقط و عجب مین گرفتار ہی اور معبود عزوجل سے ساقط ہی اور اگر اپنی عبادت کو ہیچ و نابود سمجھے اور یہ بھی جانے کہ عبادت مجھ سے ناممکن ہی تو اُس نے شان معبود کی درگاہ مین اپنی عاجزی سے جگہ پائی اور خلاصہ یہ ہی کہ بندہ کو لازم ہی کہ جسطرح فرائض و واجبات و سنن و مستحبات کا حکم ہی اُنمین پوری کوشش کر کے عبادت پر قیام کرے اور پھر یہ سمجھے کہ یہ سب میرے افعال ہین اور میرے افعال ہرگز اُسکی جناب مین لائق نہین ہو سکتے پس تمنا اور استدعا اُسکی رضا و عبودیت کی اُسی سے رکھے واللہ تعالےٰ اعلم شیخ حسین رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ یہانتک کہ یقین ہو جاوے کہ کوئی حق تعالےٰ جل شانہٗ کی عبودیت اُسکی شان کے لائق نہین کر سکتا ہی نہ ابتدا مین اور نہ انتہا مین۔ پس لاچار عاجزی سے تضرع والحاح عفو تقصیرات کرے۔ شیخ ابن عطاء رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے برگزیدہ و نیک خالص بندونکو حکم دیا کہ اُنکو دنیا سے سوائے اس حال کے نہین نکالیگا کہ طوق عبودیت اُنکی گردنون مین ہو اور لباس خدمت اُنکے بدن پر ہو اسی واسطے اپنے خلق کے سردار اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا تھے۔ یاتیک الیقین۔ شیخ حسین رحمہ اللہ نے کہا کہ عبودیت تمام و کمال شریعت ہی اور ربوبیت تمام و کمال حقیقت ہی۔ شیخ استاد رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ ادب سے قائم ہو فرش عبودیت مین ہمہ تن خدمت ہو کر یہانتک کہ تجھکو اُٹھا لیا جاوے اور مسند قرب پر جگہ دیجاوے اور حجلۂ وصال سے شرافت عطا ہو اور کہا جاتا ہی کہ التزام شرائط عبودیت اسوقت تک لازم ہی کہ قید سے آزادی دیجاوے واللہ اعلم
یعنی موت آوے ۱۲

سورۃ النحل مائۃ وثمان وعشرون اٰیۃ

سورۃ النحل مین نحل یعنی شہد کی مکھی کے ساتھ شان الٰہی عزوجل بھی مذکور ہی اور اسمین ایک سو اٹھائیس آیات ہین۔ اور حسن و عطاء و عکرمہ و جابر کے قول مین یہ سورہ مکیہ ہی اور ابو الزبیر اور ابن عباس سے مروی ہی کہ سب مکہ مین نازل ہوئی سوائے اسکے آخر کی تین آیات کے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُحد سے واپس ہوئے ہین تب وہ نازل ہوئی ہین یعنی قولہ ولا تشتروا بعهد اللہ ثمنا قلیلا اِلےٰ قولہ تعلمون۔ اور قتادہ نے کہا کہ مکیہ ہی سوائے پانچ آیات کے اور وہ قولہ والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا۔ اور قولہ ثم ان ربک للذین ہاجروا من بعد ما فتنوا۔ اور قولہ ان عاقبتم فعاقبوا سے آخر سورہ تک۔ اور مقاتل رحمہ اللہ تعالےٰ نے قولہ من کفر باللہ من بعد ایمانہ الآیہ اور ضرب اللہ مثلا قریۃ۔ انکو بھی استثنا مین بڑھایا ہی۔ اور بعض نے اسکو مدنیہ کہا اور یہ ضعیف ہی واللہ اعلم اور اس سورہ کو سورۃ النعم بھی اسوجہ سے کہتے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے نعمتون کا شمار فرمایا ہی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ تعالےٰ کے نام سے جو بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہی

اَتٰۤى اَمۡرُ اللّٰهِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡهُ ؕ سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ۝۱ يُنَزِّلُ الۡمَلٰۤـئِكَةَ بِالرُّوۡحِ

آگیا حکم اللہ کا سو تم لوگ اسکے جلدی مت کرو وہ پاک ہی اور برتر ہی ہر اس چیز سے جسکو تم اسکا شریک بناتے ہو اتارتا ہی اللہ تعالیٰ فرشتونکو وحی کے ساتھ

مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا

اپنے حکم سے جس شخص پر چاہتا ہی اپنے بندون سے یہ کہ تم ڈر سناؤ اس بات کا کہ نہین ہی کوئی معبود مگر مین

فَاتَّقُوْنِ۞

سو تم اس سے ڈرو

اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ آگیا حکم اللہ تعالے کا۔ بعض نے کہا کہ حکم سے مراد مشرکون پر جہاد کا اور انکے مقہور ہونے کا حکم آیا ولیکن یہ ضعیف ہی کیونکہ فرمایا۔ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ تم اسکی جلدی مت کرو یعنے اسکے واقع ہونے مین جلدی مت کرو۔ اور ظاہر ہی کہ مشرکین جہاد کے لیے جلدی نہین کرتے تھے پس ارجح یہ ہی کہ امر اللہ سے مراد قیامت ہی اور یہی جمہور مفسرین کا قول ہی اور شیخ امام رحمہ اللہ تعالے نے اسی کو ذکر کیا کیونکہ مشرک لوگ قیامت سے منکر اور طعن سے کہتے کہ کہان ہی آوے کما قال تعالے یستعجل بها الذین لا یومنون بها والذین امنوا مشفقون منها یعنی جلدی مانگتے ہین قیامت کو وہ لوگ جو اسپر ایمان نہین لائے اور جو ایمان لائے ہین وی اُس سے ڈرتے ہین۔ رہی یہ بات کہ اَتٰى فعل ماضی یعنے آگیا اور قیامت ابھی واقع نہین ہوئی تو قیامت کیونکر مراد ہی اسکا جواب ایک یہ ہی کہ بلاغت مین بیان ہوا کہ جو چیز قطعی واقعی ہونے والی ہو اسکو بصیغہ ماضی تعبیر کرنے سے جزم و یقین دیا جاتا ہی چونکہ قیامت لامحالہ واقع ہوگی اسکو بوجہ قریب ہونے اور قطعی ہونے کے ماضی سے تعبیر کی جیسے حدیث مین لوگون کو نصیحت مین کہا کہ جاء الموت بما فیہ یعنے آگئی موت مع اپنے سکرات وغیرہ کے یعنے آئی جانو۔ اور جیسے قولہ تعالے اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔ پاس ہوگئی قیامت۔ قولہ اقترب للناس حسابہم۔ پاس ہوگیا لوگون سے انکا حساب۔ یعنے قیامت۔ اور دوسرا یہ ہی کہ امر اللہ حکم الٰہی ہو پس قیامت کا حکم الٰہی تو قرآن پاک مین آگیا یعنے بہت نزدیک ہی جیسے سارا دن گزر کر قریب غروب کے آفتاب ہوتا ہی اور قیامت اپنے قریب وقت مین واقع ہوگی اسی واسطے جب یہ آیت اُتری تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین بھیجا گیا ہون اس حال سے کہ قیامت میرے ساتھ یون ہی اپنی دونون انگلیان کلمہ کی اور بیچ والی ملائین۔ یہ حدیث صحیحین مین سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہی۔ اور بعض نے کہا کہ قیامت آنے سے اسکے ابتدائی آثار واقع ہونا مراد ہی اور مترجم کو اس تکلف کی ضرورت ظاہر نہین ہوئی بلکہ آثار قیامت تو سب واقع نہین ہوئے ہین وہ تو بالکل وقوع تک قریب ہوتے رہینگے چنانچہ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ ابن ابی حاتم نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے نزدیک تم پر مغرب سے ایک ٹکڑا ابر سیاہ کا ظاہر ہوگا بقدر ڈھال کے پھر وہ برابر آسمان کو بلند ہوتا جائیگا پھر اسمین سے ایک پکارنے والا پکاریگا کہ یا ایہا الناس یعنے ای لوگو پس لوگ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہونگے کہ کیا تم نے کچھ سُنا تو بعض کہینگے کہ ہان ہمنے تو سُنا اور بعض اسمین شک کرینگے پھر دوبارہ آواز دیگا کہ ای لوگو پھر آپس مین متوجہ ہونگے کہ کیا تم نے کچھ سنا پس بعض کہینگے کہ ہان ہم نے سُنا پھر تیسری بار آواز دیگا کہ ای لوگو اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ۔ یعنے آگیا امر الٰہی سو جلدی مت مانگو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اُسکی جسکے قبضہ مین میری جان ہی کہ دو آدمی اپنے درمیان کپڑا پھیلائے ہونگے سو کبھی اسکو تہ نہین کرینگے اور آدمی اپنا حوض درست کریگا مگر اسمین سے کچھ نہ پینے پاویگا اور آدمی نے اپنی اونٹنی کا دودھ دوہا ہوگا سو اُسکو کبھی نہ پینے پاویگا اور فرمایا کہ لوگ مشغول ہوجاوینگے۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید اسقدر جلد قیامت قائم ہوجاویگی یا ایسے آثار ظاہر اور واقع ہونگے کہ کسی کو کسی کام کی مطلق فرصت نہ ملیگی اور معنے اول اظہر ہین کیونکہ دوسری روایت مین آیا ہی کہ دو آدمی بازار مین کپڑا خرید و فروخت کرتے ہونگے وہ اسی طرح اُنکے ہاتھون مین رہ جائیگا کہ صور کے پھونکے جانے سے سب مرجاوینگے۔ قال المترجم قدرت حق

خالق عزوجل ہر چیز پر نہایت واضح و بدیہی ظاہر و چشم دید ہی پس قیامت سے انکار بلکہ حق عزوجل سے انکار نہایت بعید ہی۔ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ وہ بہت ہی پاک ہو اور نہایت اعلےٰ ہو ہر ایسی چیز سے جو اسکے ساتھ شرک کرتے ہین۔ آدمی مین یہ بھی بڑا شرک ہی کہ اپنے آپ کو خالق و ہر کام کا کرنے والا سمجھتا ہی بلکہ حق یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ اپنی قدرت سے آدمی کی مرادات و مقاصد پیدا کر دیتا ہی۔ اور اس سے یہ مت سمجھو کہ آدمی مثل پتھر کے مجبور رہی یا آدمی اپنے کام کی تدبیر نہ کرے بلکہ مقصود یہ ہی کہ جہالت چھوڑ دے کیونکہ وہ سخت جاہل ہی کہ لایعنی چیزون کے پیچھے اسقدر غافل ہی کہ اسکی سمجھ بوجھ جاتی رہی ہی اور اپنے خالق جل شانہٗ کو نہین پہچانتا اور اپنے آغاز و انجام سے بالکل غافل ہی حالانکہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے خاص بندون مین سے اپنے اختیار و قدرت سے اپنے علم قدیم مین جہان سب کو مخلوق فرمایا اُنہین رسول مقرر فرمائے اور انپر وحی نازل فرما کر عام مخلوق کو آگاہ کر دیا کما قال تعالےٰ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ نازل فرماتا ہی اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق ملائکہ کو روح کے ساتھ یعنے وحی کے ساتھ جو کہ مخلوق کے واسطے حیات و زندگی ہی کیونکہ جسکو یہ روح حاصل نہین وہ درحقیقت مردہ ہی۔ ملائکہ سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہین اور تکریم کے واسطے بلفظ جمع ارشاد فرمایا۔ اور روح سے مراد وحی ہی چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ روح ایک مخلوق ہی اللہ تعالےٰ کی مخلوقات مین سے اور روح کی صورت آدمیون کی صورت کے مثل ہوتی ہی لقولہ تعالےٰ یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا۔ ظاہرا یہان مراد معنے اول ہین پس حاصل یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نازل فرماتا ہی جبرئیل کو وحی کے ساتھ۔ مِنْ اَمْرِهٖ اپنے حکم سے یا روح جو اسکے حکم سے مخلوق ہی یا نازل فرماتا ہی اپنے حکم سے۔ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اس شخص پر جسکو چاہتا ہی اپنے بندون مین سے یعنے قیامت قریب ہونے اور اللہ تعالےٰ جلشانہٗ کی وحدانیت کا علم بذریعہ وحی الٰہی کے ہوا اور اللہ تعالےٰ اپنی وحی بذریعہ جبرئیل علیہ السلام کے جسپر چاہتا ہی نازل فرماتا ہی چنانچہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سرفراز فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام تک بکثرت انبیاء پہلے بھیجے۔ اَنْ اَنْذِرُوْٓا نازل کرے اس حکم کے ساتھ کہ ڈر سناؤ مشرکون و کافرون کو۔ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا یہ کہ نہین کوئی معبود مگر مین یعنے الوہیت فقط اللہ تعالےٰ کے واسطے ہی۔ فَاتَّقُوْنِ سو تم مجھسے ڈرو اس بات سے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک کرو یا اسکی نافرمانی کرو پس آیت مین اصل توحید اعتقادی بتلا دی اور اعمال طاعت بھی بتلا دیے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۝

اسنے پیدا کیے آسمان اور زمین حق کے ساتھ وہ پاک ہی اس سے جو شرک کرتے ہین

پھر انکو دلیل بھی بتلائی بقولہ۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اُسی نے پیدا کیا آسمانون و زمین کو حق کے ساتھ یعنے یہ مخلوقات کچھ نظربندی و باطل چیز نہین ہی اور زمین سے ایک پتّی بھی کوئی شخص نہین پیدا کر سکتا ہی تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ وہ پاک و بزرگ ہی اس چیز سے جو شرک لاتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ جب ایک پتی نہین پیدا کر سکتے ہو تو ضرور اسکا کوئی خالق ہوا اور انتہا یہ ہوگی کہ آخر مین ایک خالق ان تمام مخلوقات سے باہر ہوگا جسکا کوئی پیدا کرنے والا نہین ہی اور وہ سب سے اعلےٰ ہوا اور کسی چیز کا محتاج نہوا کیونکہ جو محتاج یا عاجز ہو اُسکے اوپر کوئی ہونا چاہیے تو سب سے اعلےٰ وہ ہوا جسمین کچھ احتیاج نہین ہی اور جب کامل قوی قدرت والا ہی جو چاہے کرے تو وہی پھر سب کا خالق ہوا پس جو کچھ شرک لاتے ہین وہ اس جہالت کی وجہ سے ہی کہ اللہ تعالےٰ کو سب بات کا علیم یا ہر چیز پر قادر نہین جانتے بلکہ بیوقوفی سے نادان و عاجز سمجھتے ہین حالانکہ وہی دانا اور سب قدرت والا ہی ف۔ فی العرائس قولہ تعالےٰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ - امر آلہی کے آنے مین اشارہ یہ ہو کہ اللہ تعالے قدیم ہو اور اسکا ارادہ بھی قدیم ہو اور علم بھی قدیم ہو اور ارادہ و علم مین وجود عالم تھا پس ستر ارادت نے وجود کو چاہا پس امر قدیم سے حق تعالے نے وجود کو پیدا کردیا پس امر آلہی بغیر زمانہ و مکان کے واقع ہوا پس وجود ابدی ہوا بغیر سوال غیر و انتظار و تعجیل کے پس امر اسکے ساتھ قائم اور ما مور اسکے ساتھ معلق ہو اور جو ہونے والا ہو قلم پورا کرچکا پس اب سوال و جلدی دونون ساقط ہین کیونکہ یہ دونون فے الحقیقت داخل امر ازلی اور ایسے شخص کے صفات ہین جو اللہ تعالے کی معرفت سے جاہل ہو اور اسکا مرسے واقف نہین ہو اور اگر حادث مخلوقات کی خواہش پر امر آلہی آتا ہوتا تو یہ وحدانیت آلہی مین بڑا نقص ہوتا - یہی وجہ ہو کہ اپنی ذات کی پاکی و حولی بیان فرمائی بقولہ سبحانہ و تعالے عما یشرکون - ای شخص اسکو سمجھ لے کہ امر آلہی صفت قدیمہ قائمہ ابدیہ ہو اور حق تعالے تمام صفات قدیم ہو ظہور اسکا من حیث الغیب ہو اور ظہور اسکا از خود بیرا سے خود از ازل تا ابد ہو پس امر آلہی آنے کے کیا معنے ہین درحالیکہ امر کا حکم دہندہ قدیم مین قدم سے ہو ولیکن یہی کہ ظہور بارادہ واسطے قدیم کے وجود حادث کا ہوا پس استعجال تو واسطے معنے غیر قائم کے ہو اور امر اسکا قبل وجود العالم کے قائم ہو اسمین اشارہ معرفت یہ ہو کہ جو شخص کہ رحمت آلہی سے عارف صادق عاشق شائق ہو وہ ہمیشہ جلدی چاہتا ہو کہ مقامات و واردات آوین اور مشاہدات مکشوف ہون کیونکہ وہ لقاے آلہی جلشانہ کے لیے شوق مین اپنے کو فنا کرتا ہو [illegible] اسکا بالاختصاص ہو اور یہ خاصیت بلا سبب و بغیر علت آئی اور وہ پاک سبحانہ ازل مین اپنے ایسے بندون کی لقا کا مشتاق تھا پس قبل وجود اولیا کے انکو ولایت کے واسطے مخصوص کردیا تو استعجال کا کون موقع ہو بعض مشائخ نے کہا کہ کیا تم نے کوئی امر کبھی بدون اسکے حکم کے دیکھا ہو اور کیا سوائے اسکے ایجاد کرنے یا معدوم کرنے کے تم نے کوئی چیز دیکھی پس فرحت کے واسطے جلدی مت کرو کیونکہ نصرت منوط بصبر ہو - شیخ نصرآبادی نے کہا کہ حق تعالے کے امور طرح طرح کے ہین ایک حکم تو ظاہری عبادات رسوم کا ہو دوم امر باطنی دائمی مراعات کا ہو سوم حکم قلب پر دائمی مراقبات کا ہو چہارم امر اسرار کو ہمیشہ مشاہدات کا ہو پنجم امر روح کو دائمی حضور خلوات کا ہو - شیخ استاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اصحاب التوحید کی یہ شان ہوتی ہو کہ کسی امر کے لیے اپنے اختیار سے خواہش نہین کرتے ہین اس لیے کہ انکے ارادا خواہش ساقط ہین یعنے انکی خواہش وہی حق عزوجل کی مشیت ہو پس جسطرح تقدیرات جاری ہین اُسی پر راضی ہین پس انکا خود کوئی اختیار نہین ہو اور حق تعالے کے امور حکمت بالغہ مین سے ہو کہ جو وہ چاہتا ہو جسطرح چاہتا ہو اپنے اولیا کے دلون مین الہام فرماتا ہو اور صریح دلیل اسپر قولہ تعالے ان ہو الا وحی یوحی - ہو اور اسی معنے مین فرمایا - قولہ تنزل الملائکۃ بالروح من امرہ الآیہ - ولیکن مقامات وحی کے اقسام مین بعض وحی ذاتی ہو اور بعض وحی صفاتی اور بعض وحی فعلی اور اسی قسم سے لمۃ الملک ہو اقول یہ اشارہ ہو جو حدیث مین وارد ہوا کہ ہر آدمی کے ساتھ لمۃ الملک و لمۃ الشیطان ہو اور خلاصہ یہ کہ لمۃ الشیطان تو القاے شر و بدکاری و نافرمانی ہو اور لمۃ الملک الہام خیر و طاعت ہو اور یہ الہام از قبیل وحی فعلی ہو فافہم - اور جسطرح جو وحی امین سے آتی ہو وہ اہل دل کے مراتب قلبی کے اقسام پر ہو پس ایک وحی بمقام عبودیت ہو اور ایک وحی بطریق تمیز یعنے حق کو باطل سے شناخت کرنے مین ہو اور ایک یہ کہ مطرود ہونے کے خوف سے ہو اور ایک حصول وصال کی بشارت کے واسطے ہو اور ایک یہ اسرار کو عیوب نفس سے آگاہ کرنے کے لیے مع اسکے علاج کے اور شیطان کے مکائد دفع کرنے کے اور ایک عقل کو فکر سے تربیت کرنے کے لیے اور ایک قلب کو ذکر سے آراستہ کرنے کے لیے اور ایک اسرار باطن کو نور فراست سے منور کرنے کے لیے ہو یا وہ خبر غیب اس چیز کی ہو جو مقدرات مین سے ہونے والی ہو اور ہنوز وہ دلون مین مخفی ہو یا وہ خبر کشف عالم ملکوت سے ہو یا خبر از اختصاص ربانیہ از تجلی انوار ذات و صفات ہو پس اہل القلوب کو ملائکہ ان اسرار سے جو ہم نے بیان کیے ہین موافق استعداد اور درجات کے آگاہ کرتے ہین اقول ولیکن وحی انبیاء علیہم السلام اعلے و ادق ہو بالخصوص وحی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ ایتام وحی

۱

ہو احادیث سے ظاہر ہین وہ سب اقسام ایسے نہین ظاہر ہوتے کہ مخصوص ہون البتہ قرآن مجید مخصوص ہے بدلیل قولہ علیہ السلام وتی او حاہ اللہ الی فارجوان اکون انا اکثرہم تابعا یوم القیامۃ - یعنے مجھپر جو وحی فرمائی اور معجزہ دیا وہ وحی خالص ہے جسمین مراتب تنزلیہ کا لگاؤ نہین ہے پس مجھے امید ہے کہ سب پیغمبرون سے میرے اتباع زیادہ ہونگے - مترجم کہتا ہے کہ اس سے تجھے اشارہ ملگیا کہ اس حدیث صحیح کا مطلب یہی ہے کہ دیگر انبیا علیہم السلام کو جو وحی بھیجی گئی وہ مراتب تنزلات کے ساتھ تھی مثلا توریت مکتوب عطا ہوئی اور یہ نہین ہوا کہ وحی خالص ہو یعنی وہ کلام الٰہی صحیح بلاریب ہے لیکن ظہور ہکا بمراتب نزول ہے اور قرآن مجید خالص وحی ہے - شیخ نے لکھا کہ تو نہین دیکھتا کہ اللہ تعالے نے فرمایا نزل بہ الروح الامین علے قلبک - یعنے وحی قلبی ہوئی اور اس سے معلوم ہوگیا کہ نزول خالص وحی تھی کہ اللہ تعالے نے آپ پر وحی فرمائی فافہم - شیخ نے لکھا کہ پھر وحی صفاتی کے بھی اقسام بمراتب صفات ہین ارواح کو جسقدر سیر صفات مین میسر ہوئی اسی قدر حسب مراتب ہوتی ہے اور وحی ذاتی تو اسرار ہی کے ساتھ ہوا کرتی ہے اور یہان صفات کو تنزل و افعال کو تغیر و رسوم کو اضمحلال و وسائط کا سقوط ہو جاتا ہے ہان حدیث السر بالسر از براے سر ہوتی ہے اور جو سر مین ہوتا ہے وہ سر باطن کے لیے ظاہر ہوتا ہے حدیث مین ہے ان فی امتی محدثین و المکلمین و عمر منہم - یعنے میری امت برگزیدہ مین ایسے بندے ہین کہ حدیث انمین آتی ہے اور کلام ظہور کرتا ہے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی انھین بندون مین سے ہے - پس محدث تو وہ ہے جس سے ملائکہ باتین کرتے ہین اور مکلم وہ ہے جس سے اللہ تعالے کلام فرماتا ہے اور محدث سے بھی جائز ہے کہ اللہ تعالے حدیث فرماوے - اقول حدیث مین روایت محدث بدون تشدید دال ہے اور بظاہر الشیخ نے اسکو بتشدید لیا ہے اور تجھکو چاہیے کہ اللہ تعالے سے ہدایت کی التجا کرکے اسرار سے واقف ہو اور علماے حدیث نے منصوص کے موافق یہ معنے بیان کیے کہ امر حق انمین احداث پاتا ہے پس کلام انکا کلام حق ہے اور فعل و ارادہ انکا فعل و ارادہ حق ہے یعنے موافق ارادہ حق تعالے کے کرنے کو کہتے ہین فافہم واللہ تعالے اعلم بالصواب - اور اسی کا مؤید ہے کلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ وافقت ربی فی ثلاث الحدیث یعنے مین نے اپنے رب سے تین باتون مین موافقت پائی ازانجملہ مین نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر ہم لوگ مقام ابراہیم کو مصلے بناتے پس نازل ہوا قولہ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلے الآیہ - تا آخر حدیث - اور بعض دیگر احادیث سے پانچ باتین یا کم و بیش ظاہر ہوتی ہین اگرچہ اس روایت مین تین مذکور ہین اور یہ تین باتین وہ ہین جنکے واسطے قرآن پاک مین حکم نازل ہوا فتدبر - شیخ نے لکھا کہ قولہ بالروح من امرہ یہان روح سے مراد وحی ہے اور اسکو روح اسواسطے فرمایا کہ کلام الٰہی کا صدور از ذات پاک ہے اور وہ مکلمین و محدثین کے دلون کی حیات ہے اور وہی مومنون کے دلون کے لیے حیات ہے لقولہ تعالے اذا دعاکم لما یحییکم - پس انکو زندہ فرماتا ہے اپنے علم سے کہ جہالت کی موت سے رہا ہوکر اولیا رکی خبر دینے سے وحی کے ساتھ زندہ ہوتے ہین اور یہ وحی اسکی توحید عظمت و کبریائی کا وصف ہے جس سے انکے خیال و اوہام زائل ہو جاتے ہین چنانچہ فرمایا قولہ ان انذروا انہ لا الہ الا انا فاتقون - پس مخلوقات کو وہ بدتر انکی حالت و اسکا بدانجام سُنا دیا گیا کہ جو سواے اللہ تعالے کے دیگر بھی خیالی خطرات و اوہام سے اُنکے خیالات نے بنا رکھے تھے اور انکو ڈر سُنا دیا جاوے کہ حق جلشانہ کی عظمت و کبریائی سب کو محیط ہے وہ ہر ایک کے خطرات و اوہام سے اگرچہ اسرار باطنی ہون خوب آگاہ ہے - بعض مشائخ نے کہا کہ جو عالم کہ مخلوق کہ خوف و ڈر سُناوے اور انکو پرہیز کرنے کے لیے ناصح ہو وہ انبیاء علیہم السلام کی جگہہ کھڑا ہوا تو کبھی اُسکے امر سے محنت و بلا آویگی اور کبھی رحمت ہوگی پس ہر حالت مین صابر ہو اور حکم الٰہی پر راضی رہے اور یہ ایسے عالم سے ممکن ہے جو اللہ تعالے ہی کی طرف رجوع لایا اور اوقات کی محافظت رکھتا ہوا اور ضائع نہ کرے ابن عطاء رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ بندون مین سے محدث وہ ہوتا ہے جس سے فرشتہ اسکی سر باطن مین کلام کرکے اُسکو خصائص وجود پر مطلع کرے اور اسکی روح کے واسطے موت کی جانب گردن اُٹھا کر تاکنے کا راستہ کھولدے - شیخ اُستاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ روح کا نزول

انبیار علیہم السلام پر ہوتی ہوا اور ارباب توحید مین سے محدثین کے اسرار پر ہو تو الہام وکرامت کے طریقہ پر اولیار کے دلون پر ملائکہ کا نزول مسدود نہین ہو لیکن ہم انکو بطور وحی کے کلام کرنے کا حکم نہین اور نہ کوئی ایسی وحی ہوتی ہو جسکا بطور رسالت پہونچانا مخلوق پر لازم کیا گیا ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ بحکم قولہ تعالےٰ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا الآیہ یعنے جن بندون نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہو پھر مضبوط جمے رہے تو ان پر ملائکہ اُترتے ہین کہ ڈرو مت اور غمگین نہو۔ اس سے ظاہر ہو کہ نزول ملائکہ کا اولیار الٰہی پر جو خالص توحید پر ثابت قدم ہین ہوا کرتا ہو مگر یہ وحی رسالت ونبوت نہین ہو بلکہ پیغمبر علیہ السلام کی سچی پیروی کی برکت بلکہ پیغمبر علیہ السلام کے واسطے بزرگی ومنزلت کا ظہور اسطرح ہوتا ہو کہ اُسکی امت کی سچی پیروی کرنے والے پر نزول ملائکہ بشارت سے پیغمبر علیہ السلام کی صدق رسالت صاف ظاہر ہو فافہم۔ پھر

حق سبحانہ تعالےٰ نے مخلوقات کی عجائب قدرت مین سے انسان وغیرہ کے دلائل دیے

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا

بنایا آدمی ایک بوند سے پھر تبھی ہوگیا جھگڑتا بولتا اور چوپائے بنا دیے

لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ

تمکو انمین جڑاول ہو اور کتنے فائدے اور بعضون کو کھاتے ہو اور تمکو اُنسے رونق ہو جب

تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا

شام کو پھیر لاتے ہو اور جب چراتے ہو اور اُٹھالے چلتے ہین بوجھ تمہارے ان شہرون تک کہ تم نہ

بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۭ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

پہونچتے وہان مگر جان توڑکر بیشک تمہارا رب بڑا شفقت والا مہربان ہو

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

اور گھوڑے بنائے اور خچرین اور گدھے کہ اُنپر سوار ہو اور رونق اور بناتا ہو جو تم نہین جانتے

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَاۗىِٕرٌ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

اور اللہ پر پہونچتی ہو سیدھی راہ اور کوئی راہ کج بھی ہو اور وہ چاہے تو راہ دے تم سب کو

ع ۹ ۷

خَلَقَ الْاِنْسَانَ یعنے پیدا کیا اللہ تعالےٰ نے انسان کو یعنے جنس انسان کو۔ مِنْ نُّطْفَةٍ نطفہ حقیر ضعیف سے یعنے ابتدا اسکی ایسے نطفہ مرد وعورت سے مرکب کرکے اُسکو پوری خلقت کا اس عالم مین ظاہر کرکے بڑا کر دیا۔ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ پس وہ نکلا بڑا جھگڑالو کھلا ہوا یعنے بجاے طاعت وشکرگذاری رب عزوجل کے اُس نے ایسی حرکات اختیار کین جیسے مخاصم ہوتا ہو اور قدرت الٰہی تعالےٰ کو بھول گیا۔ اگر یہ وہم ہو کہ انبیار واولیار بھی انسان ومخلوق از نطفہ ہین مگر خصیم مبین نہین ہوتے تو جواب یہ ہو کہ اللہ تعالےٰ نے جنس انسان کو فرمایا ہو اور ہر فرد کو نہین فرمایا پس اس جنس مین کوئی ایسا ہو تو صحیح ہو گیا جیسے کہتے ہین کہ عورت سے مرد اچھا ہوتا ہو تو یہ باعتبار نوع کے ہو ورنہ صریح معلوم ہو کہ بعضے جاہل بیوقوف بے ایمان فاسق بدکار مرد سے عورت مومنہ پڑھی ہوئی نیک عفیفہ بہتر ہوتی ہو اور بیان انسان کی خصوصیت مین سے یہ ہو جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ قال من یحیی العظام وہی رمیم قل یحییہا الذی انشاہا اول مرۃ۔ یعنے انسان نے ہمارے واسطے مثلین کہین اور اپنی پیدائش بھول گیا بولا کہ کون زندہ کریگا ہڈیان درحالیکہ وہ گلگئی ہین

تو کہدے ہڈیان وہی زندہ کریگا جس نے اُسکو پہلی بار پیدا کیا تھا۔ حدیث امام احمد و ابن ماجہ مین بُسر بن جحاش رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہتھیلی پر تھوک دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ ای آدمی تو مجھے کہان عاجز کر سکتا ہی اور مین نے
تو تجھے اتنی چیز کی مثل سے پیدا کیا جب تجھے ٹھیک استوار کیا تو اپنے جوڑے کپڑے مین ٹھکراتا چلا کہ زمین تجھ سے ٹکراتی ہی تو نے جمع کیا اور
روکا جب تیرے حلقوم پر دم پہونچا تو نے کہا کہ مین اب صدقہ کرتا ہون اور اب وقت صدقہ کرنے کا کہان باقی ہی۔ ذکرہ الشیخ الامام ماور
معالم وغیرہ مین مذکور ہی کہ آیت کا نزول دربارہ ابی ابن خلف کے ہی یعنے جو قریش کے مشرکون مین بڑا سرکش تھا اور اُحد کے معرکہ مین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے زخم خفیف اُٹھا کر واپسی مین بطن رابغ مین مرگیا اور سخت عذاب مین مبتلا ہوا کیونکہ حدیث صحیح مین آیا ہی کہ
سخت غضب اللہ تعالے کا اُسپر جس نے کسی پیغمبر کو قتل کیا ہو یا اُسپر جسکو کسی پیغمبر نے قتل کیا ہو۔ کما فی الصحاح اور کرخی رحمہ اللہ تعالے
نے اس آیت کا سبب نزول دربارہ اُبی مذکور ہونے مین تردد کیا کیونکہ یہ آیت تو اللہ تعالے کی قدرت و انعام بیان کرنے مین ہی لوگون کی سرکشی
و گمراہی مین نہین ہی اور مین کہتا ہون کہ سبب نزول کے عام معنے یہان مقصود ہین یعنے آیت مین دلالت سے کافرون کی سرکشی پر عتاب
نکلتا ہی جیسے قریش مین یہ شخص مذکور تھا اور آیت اپنے عام معانی پر ہی شیخ سیوطی رحمہ اللہ تعالے نے اسکی مثل آیت سورہ یٰس یعنے
قولہ اولم یر الانسان انا خلقناہ من نطفۃ فاذا ہو خصیم مبین مین البتہ اقوال نقل کیے اور مبہمات مین کہا کہ عاصی بن وائل کے حق مین نازل
ہوئی اخرجہ ابن ابی حاتم عن مجاہد اور عکرمہ و سدی رحمہم اللہ تعالے نے کہا کہ ابی بن خلف کے حق مین اور شیخ ابن جریر نے ابن عباس
سے روایت کی کہ عبد اللہ بن ابی کے حق مین نازل ہوئی اور ابن عساکر رحمہ اللہ تعالے نے ذکر کیا کہ امیہ بن خلف کے حق مین نازل ہوئی
انتہی مترجما۔ اور مین کہتا ہون کہ درحقیقت بحسب معنی یہ سب اقوال صحیح ہین اور تعیین ہر ایک نے باعتبار باطنی صفات خصومت کے
بیان کی اور ضرور ہی کہ اسمین نظر فراست مانند سلف صالحین کے ہونا چاہیے ورنہ آیت تو قیامت تک کی بشمار ایسے خصومت والے
لوگون کو شامل ہی فافہم۔ پھر جانورون کی پیدائش سے قدرت کی دلیل اور آدمی پر پورا احسان بیان فرمایا بقولہ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا
چوپاؤن پر نظر کرو جنکو پیدا کیا۔ اور مراد انعام سے یا تو مطلق چوپایہ ہین یا خاص اونٹ و گاے و بکری جنمین بھینس و بھیڑ بھی داخل ہین
جیسے کہ عرب کی بولی ہی اور باقی چوپایہ خواہ حلال ہون یا حرام ہون اُنکے ساتھ بالتبع داخل ہین اور اُنسے بھی قدرت الٰہی اور آدمی کا نفع
اُٹھانا بعض وجوہ سے معلوم ہی۔ لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ تمھارے لیے ان جانورون مین دفا اور منافع ہین۔ واضح ہو کہ
بعض اہل تفسیر نے لکھا کہ کلمہ لکم۔ اوپر سے متعلق ہی یعنے خلقہا لکم۔ معنے یہ ہوئے کہ انعام کو پیدا کیا تمھارے نفع کے لیے۔ اور واحدی
رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ لکم سے کلام شروع ہی یعنے انعام کی پیدائش مین عبرت دلائی پھر فرمایا کہ تمھارے حق مین اُنسے انتفاع طرح طرح کا ہی
یہی عمدہ و بہتر ہی۔ پھر لکم ضمیر خطاب ہی حالانکہ اوپر انسان کا ذکر تھا پس بلاغت کی صنعت التفات ہی گویا خصیم مبین ہونے سے منع کیا پھر
جب راہ پر آیا تو مخاطب کر کے اسپر انعام ظاہر کیے اور لکم سے جملہ انسان مراد ہین۔ دفار۔ ایسی چیز کو کہتے ہین جس سے استدفار ہو یعنی سردی گرمی
سے بچاؤ کیا جاوے اور یہ ان جانورون کے اُون اور پشم و بالون وغیرہ سے ہوتا ہی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کمل و دوشالہ
و چادرین وغیرہ ہین اور منافع ان جانورون کے دودھ وغیرہ سے انتفاع ہی۔ بعض نے کہا کہ دفار دودھ و سواری و اُنکے بچہ وغیرہ اور
ہل جوتنے و سینچنے کے کام ہین اور صحاح جوہری سے یہ معنے بھی ظاہر ہین لیکن عمدہ وہی ہی جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کیونکہ فرمایا
وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ اور تم اُن جانورون سے کھاتے ہو یعنے اُنکے گوشت و چربی وغیرہ کو۔ من تبعیضیہ ہی کیونکہ ہر جزو

جائز نہین مانند کھال و کھری ہڈی کے بلکہ بعض جائز ہین اس لیے فرمایا کہ انہین سے کھاتے ہو - یہان کلمہ منہا مقدم ہونے سے عربی زبان مین یہ معنی ہو جاتے ہین کہ انہین مین سے کھاتے ہو یعنے حصر نکلتا ہی تو بعض اہل بلاغت نے کہا کہ یہ کھانے کے مقصود کے ساتھ متعلق ہی اور اشارہ دای کہ ان جانورون سے تمھارا کھانا ہی اصلی مقصود ہی اور دیگر منافع اسکے تابع ہین اور یہ غرض نہین ہی کہ تمھاری غذا انہین مین منحصر ہی اور بعض نے کہا کہ آیت کے فواصل کی رعایت سے مقدم ہی حصر کے لیے نہین ہی اور بعض نے کہا کہ گوشت کی غذا انہین مین منحصر ہی اور دیگر گوشت مانند مرغی و بط و پرند وچرند بمنزلہ ذائقہ خوش کرنے کے ہین - اور منفعت لباس وغیرہ کو جو ان جانورون سے حاصل ہوتی ہو بہ نسبت کھانے کے زیادہ کثیر النفع ہونے سے مقدم کر کے پھر کھانے کی منفعت بیان فرمائی کیونکہ لباس و دودھ اور کھیتی وغیرہ کی منفعت ان جانورون سے بآسانی ہی اور غذا اور بھی ہو سکتی ہی اور دیگر نفع یہ کہ - وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ اور تمکو ان جانورون مین تجمل حاصل ہی - حِينَ تُرِيحُونَ جس وقت انکو چرائی سے واپس لاتے ہو - یعنے تر و تازہ زیادہ خوبصورت وَحِينَ تَسْرَحُونَ اور جس وقت انکو چراگاہ لیجاتے ہو اگرچہ اس وقت انکے پیٹ خالی ہوتے ہین مگر ہر ایک شخص کے لیے اپنے جانورون سے تجمل ہی اور یہ سب ایسے لوگون کے لیے جیسے عرب تھا اور جو لوگ زیادہ مالدار و ہوسات دنیا مین گرفتار ہین انپر احسان آگے بیان ہی وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ اور یہ جانور اٹھاتے ہین تمھارے بوجھ یعنے اموال تجارت و زاد و راہ سفر کو یا تمھارے جسمانی بوجھ کو - إِلَىٰ بَلَدٍ لَمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ ایسے شہر کی طرف کہ نہ تھے تم وہان پہونچنے والے مگر اپنی جانون پر مشقت اٹھا کر - یعنے ضروری سامان سفر یا اسباب تجارت لاد کر وہان بلا مشقت نہین پہونچ سکتے تھے - ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ بلد مکہ کو بعض نے کہا کہ بلاد شام و مصر و یمن - ولیکن ظاہر یہ ہی کہ کوئی شہر ہو سب کو شامل ہی وقال تعالے ولکم فیہا منافع ولتبلغوا علیہا حاجۃ فے صدورکم وعلیہا وعلے الفلک تحملون ویریکم آیاتہ فای آیات اللہ تنکرون - اور یہان فرمایا - إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ بیشک تمھارا رب بہت شفقت والا مہربان ہی - اقول حدیث مین آیا ہی کہ آدمی کو چاہیے کہ جانور پر سوار ہو کر ایسے مقام کو جاوے جہان کچھ مشقت سے پہونچ سکتا ہو - یعنے ہر جگہ سوار جانا تکبر یا اترانے مین شمار ہی والحدیث فے المشکوۃ - فتاوے مین ہی کہ جو کوئی اپنے جانور کو پیٹ بھر کھانا یا پانی نہ دیتا ہو حکم دیا جاوے کہ اچھی طرح دے ورنہ فروخت کرے ورنہ امام اسکو سزا دیوے - اور جانور کو بے وجہ تکلیف دینا حرام ہی اور حدیث صحیح مین ہی کہ ہر جاندار کی پرداخت کرنے میں ثواب ہی اور حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک باغ مین گئے وہان ایک اونٹ آپ کو دیکھکر لوٹنے لگا اور اسکی آنکھ سے پانی جاری ہوا تو آپنے فرمایا کہ کہان ہی اسکا مالک یہ اونٹ مجھ سے شکایت کرتا ہی کہ اسکو چارہ یا پانی پیٹ بھر نہین دیا جاتا اور کام مشقت لیا جاتا ہی تمام حدیث مشکوۃ وغیرہ مین صحیح سے منقول ہی - واضح ہو کہ پرندون کے چھوٹے بچے نکالکر بیچنا و خریدنا اور ہر ایسے کام جن سے جانورون کو ایذا ہی تحریما مکروہ ہین اور غذا کے واسطے پرندون کو حلال کرنا جائز ہی - فتاوے مین ہی کہ جاندار کو نشانہ بنانا حرام ہی اس سے معلوم ہوا کہ بٹیر لڑانا وبلبل پالنا بالنکو اور جو جانور کہ بالطبع مانوس نہون ایذا ہی اور بٹیر کو چھتا بنانا حرام نکلا - واضح ہو کہ اونٹ جو گم گیا ہو کوئی اسکو نہین پکڑ سکتا بخلاف بکری کے کہ بکری کو بھیڑیا کھا جائیگا - بالجملہ ان جانورون سے نفع اٹھاوے مگر شفقت و رحمت کے ساتھ اور انپر بیرحمی نہ کرے جیسے اللہ تعالے نے آدمی پر انکی شفقت کے لحاظ سے رحم فرمایا ہی - پھر اللہ تعالے نے فرمایا - وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ یعنے اور پیدا کیا خیل کو یعنی ہر قسم کے گھوڑے اور بغال کو یعنے خچرون کو اور حمیر یعنے گدھون کو - لِتَرْكَبُوهَا تاکہ تم ان جانورون پر سوار ہو - وَزِينَةً اور زینت کے لیے یعنے انمین زینت تمھارے لیے حاصل ہی یہان تین باتین جاننا چاہیے - اول سواری - دوم زینت - سوم انکے گوشت کا حکم

امر اول سواری سو خیل و بغال کی سواری مین کلام نہین ہی اور حمیر یعنے گدھے کی سواری بھی عامۂ علماء کے نزدیک جائز بلکہ مسنون ہی اور بھی قولہ تعالے وانظر الے حمارک الآیہ جو قصہ عزیز علیہ السلام مین واقع ہی اسپر دلیل ہی اور نیز بعض احادیث صحاح صریح دلیل ہین اور شیخ ابن ملک رحمہ اللہ تعالے نے مبارق الازہار مین لکھا کہ ہندوستان کے بعضے لوگون نے جو اسکو ناگوار جانا ہی وہ خلاف سنت و طریقۂ صالحین ہی۔ اول یہ آیت بھی صریح دلیل ہی کہ حمار واسطے سواری کے مخلوق فرمایا۔ اور قولہ ان انکر الاصوات لصوت الحمیر یعنے آوازون مین سے زیادہ ناگوار گدھون کی آواز ہی۔ اور جیسے حدیث مین ثابت ہی کہ وہ شیطان کے دیکھنے سے رینگتا ہی اور اُسکا گوشت حرام ہی تو یہ امر کچھ اسکی دلیل نہین ہو سکتا کہ اُسپر سواری مکروہ ہی۔ کیونکہ خچر کا گوشت بھی حرام اور اونٹ کی مُبارک مین نماز مکروہ یا کوہان (اونٹ کی ریڑھ کی ہڈی ١٢) شتر محل شیطان آیا ہی حالانکہ خچر و اونٹ کی سواری مین کچھ کراہیت نہین ہی۔ واضح ہو کہ گھوڑے کے بارہ مین حدیث مین ہی کہ تین حال سے پالا جاتا ہی ایک تو اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کے لیے تو اُسکا دانہ چارہ و پرداخت و ہر چیز ثواب ہی ثواب ہی دوم جس نے سواری کے لیے رکھا مگر جس مجاہد نے جہاد کے لیے مانگا دریغ نہ کیا یا خود جہاد کیا تو وہ بھی غنیمت ہی اور سوم جس نے فخر و ریا وغیرہ کے واسطے رکھا تو وہ وبال ہی اور اصل حدیث صحاح مین ہی اور دوسری حدیث مین ہی کہ خیل کی پیشانی مین قیامت تک بھلائی باندھی گئی ہی کما فے الصحاح مسئلہ گھوڑے کی سواری کا کھیل جبکہ اسمین بازی جوا وغیرہ کوئی ممنوع نہو جائز ہی۔ گھوڑے کو مضمر کرنا و تم حسم بڑھانا جائز بلکہ مستحب ہی۔ دو سوارون سے تیسرے نے کہا کہ جو تم مین سے آگے نکلجاوے اُسکو اسقدر دونگا مباح ہی ولیکن نہ دیوے تو دعوے نہین ہو سکتا۔ امر دوم زینت اس سے مراد فخر وغیرہ کے لیے نمود نہین ہی بلکہ جیسے چوپاؤن مین تجمل ہی اسی طرح کا تجمل ہو اسی واسطے یون نہین فرمایا۔ لترکبوہا وتتزینوا بہا۔ کیونکہ رکوب تو اُنکو جائز ہی اور نمود داری کرنا اُنکو نہین جائز بلکہ جو چیز اللہ تعالے نے دی اس سے بندہ کو خود جمال حاصل ہوا جیسے کنگھی کرنا و صاف کپڑے پہننا ستھرائی و تجمل ہی مگر آرائش و زیبائش دکھلانے کو مکروہ ہی۔ امر سوم اُنکے گوشت کا حکم تو حمیر کے بارہ مین حدیث صحاح مین مصرح ہی کہ پالو حرام کردیا اور آگے آتی ہی اور ائمۂ علماء کا ان دونون خچر و گدھے پالو کے حرام ہونے مین اختلاف نہین ہی صرف گھوڑے کے گوشت مین اختلاف ہی اور پہنا دونون کا بھی طاہر ہی۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ قولہ والخیل والبغال الآیہ۔ یہ دوسری قسم مخلوقات کی ہی جنکا احسان بندون پر رکھا کہ اُنکو سواری و زینت کے لیے پیدا کردیا اور انکے مقاصد مین سے سواری سب سے اعلے مقصود ہی اور جبکہ ان جانورون کو فضیلت دی اور علیحدہ کرکے اُنکو ذکر فرمایا تو اسی سے ان علماء رحمہم اللہ تعالے نے استدلال کیا جو قائل ہوے ہین کہ گھوڑے کا گوشت حرام ہی جیسے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالے اور دیگر فقہاء جو اُنکے موافق ہوئے ہین اور صاحب فتح البیان نے نقل کیا کہ یہی قول امام مالک و اُنکے اصحاب کا اور امام ابو حنیفہؒ و اُنکے اصحاب کا و امام اوزاعی و حضرت مجاہد و ابو عبید وغیرہم کا ہی ولیکن مترجم کو اس نقل مین تامل ہی۔ پھر شیخ نے لکھا اور یہ فقہاء کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے خیل کو بغال و حمیر کے ساتھ ملادیا حالانکہ یہ دونون حرام ہین جیسا کہ سنت نبویہ مین ثابت ہی اور اسی طرف اکثر علماء گئے ہین اور امام ابن جریرؒ نے کہا کہ حدثنی یعقوب ثنا ابن عیینہ انبانا ہشام الدستوائی حدثنا یحیے بن ابی کثیر عن مولی نافع بن علقمۃ عن ابن عباس انہ کان الخ یعنے ابن عباس رضی اللہ عنہما مکروہ رکھتے خیل کے گوشت کو اور بغال و حمیر کے گوشت کو اور کہتے کہ اللہ تعالے نے فرمایا والانعام خلقہا لکم فیہا دفء ومنافع ومنہا تاکلون پس یہ جانور تو کھانے کے لیے ہین اور فرمایا والخیل والبغال والحمیر لترکبوہا وزینۃ۔ پس یہ سواری کے لیے ہین۔ سعید بن جبیر وغیرہ کے واسطہ سے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یون ہی مروی ہی اور حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ تعالے نے بھی ایسا ہی کہا ہی اور اس قول کے واسطے استیناس ہی اس حدیث سے جو امام احمد رحمہ اللہ تعالے نے مسند مین خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نہی فرمائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھانے گوشت خیل و

بغال وحمیر سے - رواہ ابو داؤد والنسائی وابن ماجہ اور اسکی اسناد مین صالح بن یحیے بن المقدام راوی مین کلام ہی اور امام احمد نے اسکو
دوسری وجہ سے بھی روایت کیا اور اسمین آیا ہی کہ حرام ہی تمپر گوشت پالو گدھے اور خیل وبغال کا اور ہر کچلے دانتون والا درندہ اور ہر تیز
پنجون والا پرندہ - پھر شیخ نے لکھا کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو گھوڑے کا گوشت حرام ہونے مین صریح نص ہوگی ولیکن یہ حدیث مقابلہ نہین کرسکتی
اسکا جو صحیحین مین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ نہی فرمائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پالو گدھون کے گوشت سے
اور اذن دیا گھوڑون کے گوشت مین - اور امام احمد وابو داؤد نے دو اسنادون سے ہر ایک بشرط امام مسلم ہی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
کی کہ ہم نے خیبر کے روز ذبح کیا خیل وبغال وحمیر کو پس ہمکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کردیا بغال وحمیر سے اور منع نہین کیا خیل سے
اور صحیح مسلم مین اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ ہم نے زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین ذبح کیا ایک گھوڑا پس ہم نے اسکو
کھایا اور ہم مدینہ مین موجود تھے - شیخ نے لکھا کہ یہ احادیث زیادہ قوی ومثبت ہین اور یہی جمہور علماء وامام مالک وشافعی واحمد وانکے اصحاب و
اکثر سلف وخلف کا مذہب ہی واللہ اعلم انتہے کلامہ - اور صاحب فتح البیان نے شوکانی سے نقل کیا کہ اگر اس آیت سے ان جانورون کے
گوشت کی حرمت نکلتی تو پھر خیبر کے روز پالو گدھون کے گوشت حرام کرنے کی ضرورت نہوتی - مترجم کہتا ہی کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ
سے خیل کے گوشت کی حرمت مروی ہی ولیکن وجہ اسکی نجاست ہی یا کرامت تو صحیح یہ ہی کہ تحریم بوجہ کرامت کے ہی اور اسی وجہ سے بغل وحمار کے ساتھ
مقترن کردیا کہ خیل کے گوشت سے وہی منفعت باقی رہی جوان دونون سے ہی اور اس طریق سے قول ابن عباس مع حدیث خالد رضی اللہ
عنہ ہی اور دیگر احادیث صحیحہ پر دونون پر عمل ہوگیا اور حدیث خالد رضی اللہ عنہ اسقدر ضعیف نہین ہی کہ ایسے مقام پر ساقط کیجاوے خصوص
جبکہ توفیق ممکن ہی اور احادیث جابر واسماء رضی اللہ عنہما سے ایک واقعہ فعلی کا حکم نکلتا ہی اور قولی تحلیل نہین ہی پس ممکن ہی کہ گھوڑون کا ذبح واقع ہوجانے
کے بعد آپ نے بوجہ ضرورت کے جبکہ نجس نہتا ضائع نہونے کے لیے خاص اجازت دی ہو کیونکہ دائمی اجازت پر دلیل نہین ہی اور حدیث
خالد رضی اللہ عنہ دائمی تحریم پر نص ہی اور یہی اصول ہی کہ جس سے تحریم نکلے اسکو مقدم کرینگے اس نص پر جس سے تحلیل نکلتی ہو حالانکہ یہان تو دونون
مین توفیق ہوگئی پس کیا یہ آسان نہین ہی کہ واقعہ خیبر کو جو واقعی خاص واقعہ تھا خاص فعل پر محمول کرین اور حدیث خالد رضی اللہ عنہ کو عام رکھین نسبت اسکے
کہ اسکو ترک کردین اور یہ بات ثابت ہی کہ خیل کی نسل باقی رکھنے اور اسکی پرداخت کے لیے اہتمام کیا گیا - اور ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ
عبد الرزاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ خیل پہلے وحشی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے انکو اسمعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے لیے
مذلل کردیا اور لکھا کہ ایک خچر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجا گیا تھا اسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سوار ہوتے تھے باوجودیکہ آپ نے اس
بات سے منع فرمایا ہی کہ گھوڑی پر گدھا پھندایا جاوے اسوجہ سے کہ نسل منقطع نہو اور امام احمد نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مین نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا مین گدھے کو گھوڑی پر پھنداؤن کہ خچر پیدا ہو جسپر آپ سوار ہون تو فرمایا کہ یہ تو ایسے لوگ کرتے ہین جنہین دانائی نہین ہی
مترجم کہتا ہی کہ تجھے کامل غور کرنا چاہیے اور کم عقل لوگون کی طرح جلدی سے امامون کی خطا پر جزم نکرنا چاہیے پس یہ دیکھو ابن عباس رضی اللہ
عنہ کو کہ انھون نے اسی آیت سے سمجھا کہ خیل کا گوشت مکروہ ہی اور کہا کہ اللہ تعالےٰ جلشانہ نے انکو علیحدہ ذکر کیا کہ واسطے رکوب کے ہین
وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ اور وہ پیدا کرتا ہی جو تم نہین جانتے ہو - اور ظاہر یہ ہی کہ مخلوقات کے اصلی فوائد کثیرہ جو اس نے پیدا کیے
اور ہم نہین جانتے ہین یا خود مخلوقات بہت انواع پیدا کین جو ہمکو معلوم نہین ہین جیسے اقسام کیڑے و دریائی جانور یا جو پہاڑون کے
کھڈون مین ہین یا ایسے سمندر جہان جانا ممکن نہین یا دیگر ستارون وغیرہ مین ہون یا جنت و دوزخ وغیرہ غرضکہ اقسام مخلوقات کو وہی خوب

جاتا ہی اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ جو اللہ تعالے نے پیدا کی از انجملہ ایک زمین ہی سپید موتی کی آخر
حدیث تک اسکے سب وصاف بیان کیے بعضون نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ روایت بنائی ہی۔ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا
جَآئِرٌ اور اللہ تعالے پر وسط راہ ہی اور بعض راہون مین سے کج ہی یہ بیان ان راہون کا ہی جنپر لوگ چلتے ہین پس بیان فرمایا کہ حق
انہین سے وہ ہی جو اللہ تعالے تک پہونچے جیسے قولہ تعالے ان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ اور مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ
یعنی طریق حق اللہ تعالے پر ہی اور سدی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ وہ اسلام ہی اور ابن عباس سے علی بن ابی طلحہ وعوفی نے روایت کی کہ یہ
معنی ہین کہ اللہ تعالے پر بیان ہی یعنے اللہ تعالے نے ہدایت وگمراہی دونون کو صاف بتلا دیا۔ قتادہ وضحاک ومجاہد کا بھی یہی قول مروی ہی شیخ
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ سیاق کی راہ سے یہی زیادہ قوی ہی کیونکہ اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ یہان راہین ہین جنپر لوگ چلتے ہین مگر اللہ تعالے
تک کوئی نہین پہونچتی سواے حق راہ کے اور وہ راہ توحید ہی جو اللہ تعالے نے بندون کے لیے مقرر فرمائی اور سواے اسکے سب مسدود ہین اور انپر جو
اعمال ہین سب مردود ہین۔ اسی واسطے کہا کہ منہا جائر۔ یعنے حق راہ سے مڑی ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالے نے کہا کہ وہ مختلف راہین اور
متفرق رائین ہین جیسے یہودیت ونصرانیت وغیرہ یعنے جیسے مجوسیت ونیچریت وبت پرستی اور مانند انکے اور حدیث مین اسکی تشبیہ مذکور ہی کہ ایک
خط مستقیم کے دائین بائین خطوط کھینچے اور فرمایا کہ مستقیم راہ حق ہی اور دائین بائین کج راہین ہین پر اُسطرف بلانے والے ہین جو گیا گمراہ ہوا اور بلانے والے
خواہ گمراہ آدمی ہون یا خواہشہاے نفسانی ہون یا وساوس شیطانی ہون سب کو شامل ہی پھر اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالی کی قدرت
ومشیت وعلم بے انتہا کے ساتھ واقع ہی بقولہ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ اور اگر وہ چاہتا تو ہدایت دیدیتا راہ حق کی تمکو سب کو
جیسے فرمایا۔ لو شاء ربک لآمن من فی الارض کلہم جمیعا۔ یعنے حکمت کاملہ الٰہیہ کو آدمی اپنی عقل ناقص سے کہان دریافت کرسکتا ہی اللہ تعالے خلاق علیم ہی
اگر تیرا رب چاہتا تو ایمان لے آتا ہر ایک شخص جو زمین مین ہی سب کے سب ۱۲

ف فی العرائس قولہ تعالے ولکم فیہا جمال حین تریحون وحین تسرحون۔ عوام کے واسطے زینت ظاہری ہی اور اہل معرفت ان جانورون کے
سراج وروح مین صفت الٰہیہ دیکھتے ہین جو عین الجمع مین اسکے فعل سے ظاہر ہوتی ہی چنانچہ انس دیدار سے انکی محبت وکمال شوق بلقاء اللہ سبحانہ
وتعالے حاصل ہوتی ہی اور ارواح وقلوب واسرار کو رغبت عالم ملکوت ودیاض جبروت پیدا ہوتی ہی اور یہ مطایاے ملکوت ہین کہ بار شوق کو
حضرت جبروت تک لیجاتے ہین اور اسرار صفات کو میدان عبودیت مین لاتے ہین اقول شاید لطیف اشارت ہی کہ اجسام کی ترکیب عالم کو شامل ہی
اور فقط تن پروری گویا گوسالہ پروری ہی الذین اتخذوا العجل سینالہم غضب من ربہم الآیہ۔ قال تعالے وتحمل اثقالکم الی بلد الآیہ۔ جب حق تعالے
چاہتا ہی کہ ابواب غیب کو اہل قلب پر کشادہ فرمادے تو انکے دلون پر حوامل انوار عنایت ارسال فرماتا ہی کہ بقوت فیض مشاہدہ انکو عالم غیب مین لیجاکر
اسرار عجائب ملک وملکوت پر مطلع کرتے ہین اور وہی اصحاب جذب وواردات ہین کہ ملک مشاہدات تک پہونچ گئے اور اگر اہل سلوک ہوتے تو بدون
لزوم مراقبہ ومقامات کے نہین پہونچ سکتے تھے ہمیشہ طاعات انپر لازم ہین۔ قولہ ان ربکم لرؤف رحیم بجذب محض فیض سے ملک مشاہدہ مین پہونچایا ہی
پس بعض محمول بنور فعل ہین اور بعض محمول بنور صفت اور بعض محمول بنور ذات ہین پس اول کا مقام خوف ورجا ہی اور محلہ یقین ہی اور ملک شہود ہی
اور قسم دوم کا مقام معرفت اور محلہ خلت وملک مودت ہی اور قسم سوم کا مقام توحید اور محلہ فنا اور ملک بقا ہی۔ شیخ رویم رحمہ اللہ تعالے
نے کہا کہ محمول مسند رفاہ پر اور حامل میدان مشقت مین سو جو محمول ہوا اسکو کفایت ہوئی اور جو چھوڑا گیا اسپر تنگی کی گئی۔ اور اکثر ہوتا ہی کہ بعضے بندون پر
سیر مین کوئی تعب ومشقت نہین پڑتی ہی۔ ابن عطاء رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ نفس ان مشقتون کو نہین اٹھاسکتے ہین ولیکن دل اٹھاتے ہین
جب جانتے ہین کہ کہان جاتے ہین اور کس کے حکم کی فرمانبرداری سے کیا چاہتے ہین شیخ جنید رحمہ اللہ تعالے نے اسی آیت سے فرمایا کہ

مقصود تک پہونچنے کے واسطے واجب ہو کہ ابتدا مین مشقت و کوشش کرے جسکی برکت سے واصل بمراد ہو۔ قولہ ویخلق ما لا تعلمون عقلون
وفہمون کو متحیر کر دیا کہ اسکے افعال و بدائع حکمت وصنعت کے ادراک سے قاصر ہین اور ہر فعل کے لطائف وعجائب قدرت دریافت کرنے
مین عاجز ومتحیر ہین یعنے جب تم کسی مخلوق کی پوری کیفیت وحکمت ادراک نہین کر سکتے ہو تو کسقدر جہالت ہوگی کہ خالق عزوجل کے فعل کا احاطہ
کرسکو اور بدرجہ غایت اُسکے فعل کی حکمت سے عاجز ہوگے اور اُسکو قدرت ہو کہ ایک چیونٹی کی پیٹھ پر لاکھون عرش وکرسی پیدا کردے پرندو وحوش
وبہائم مین اُنکی خواہشین عجیب پیدا کین اور آدمی وجن مین دوسری طور پر ہین اور ملائکہ کے دلون مین تسبیح وتہلیل ہو اور اہل معرفت واہل محبت واہل الحق کے
دلون مین حکمت ومعرفت وغیرہ وُنکے اسباب شوق ومناجات وطاعات وغیرہ عجائب اقسام وانواع سے پیدا فرمائین۔ ضحاک نے ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عرش کے داہنی جانب نہر نور ہو جسکا طول وعرض مثل ہفت آسمان وزمین کے ہی جبرئیل امین ہر سحر داخل ہوکر
غسل کرتا ہو کہ نور علی نور وجمال بجمال وعظم بر عظم بڑھتا ہی اور جو قطرہ اُس سے ٹپکتے ہین اللہ تعالے ہر قطرہ سے جو اُسکے بازو سے ٹپکتے ہین اُتنے
لاکھ فرشتہ پیدا کرتا ہو انھین مین سے ستر ہزار فرشتہ ہر روز بیت المعمور مین اور خانہ کعبہ پر ستر ہزار داخل ہوتے ہین کہ پھر دوبارہ نوبت کر
نہین آتے ہین اسی طرح قیام قیامت تک ہوتا رہیگا۔ بعض مشائخ نے کہا کہ جب مخلوقات الٰہیہ سے تجھکو وقوف دیا جاوے جو تیری رائے سے
باہر ہو تو ہرگز اُسکا انکار مت کر کیونکہ اُس نے جو کچھ پیدا کیا ہو کوئی مخلوق اُس سے واقف نہین ہو جبکہ تو اپنی خلقت سے پوری طور پر واقف
نہین تو مخلوقات الٰہی کا انکار تیری نادانی کی دلیل ہوگی۔ **قاسم** علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تمھارے افعال مین سے تیرہ مقدرہین کہ جب تم سے سرزد
ہوتے ہین تب جانتے ہو ورنہ واقف نہین ہو سکتے ہو اور اللہ تعالے سب مخلوق کا علیم ہو۔ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ تم مین افعال ایسے
پیدا کرتا ہو کہ تم یہ نہین جانتے کہ وہ تمکو نافع ہین یا مضر ہین قولہ وعلى اللہ قصد السبيل الآیہ۔ اللہ تعالے پر ہو راہ مستقیم کہ ازل مین جسکو اپنی محبت و
ولایت وایمان وایقان بمعرفت وربوبیت کے لیے پسند کر لیا ہو اُسکو پہنچا دے یعنے ہدایت اللہ تعالے ہی کے قبضۂ قدرت مین ہو کسی غیر کی طرف
حوالہ نہین ہو عرش سے تحت الثریٰ تک کوئی اُسکو نہین کر سکتا یعنے الوہیت کی صفات مین اُسکا کوئی شریک نہین ہو حتے کہ بغیر اُسکے ارادہ ومشیت
کی کسی کو اُسکی طرف راہ نہین اور کسی کو اُسکی معرفت سے بہرہ نہین اور کسی سبب وعلت وتدبیر سے اُسکا حصول نہین ہو سکتا ہو وقولہ ومنها جائر۔
یعنی راہون مین غضب کی کج راہین ہین جو راہ صواب سے مڑی ہوئی ہین سب وادی طغیان وجہنم کو جاتی ہین سر سے بر شیخ الضلال یعنی شیطان
و اسکے اتباع کو بٹھا دیا ہی پس جسکو راہ مستقیم سے مردود کیا اُس پر شیخ ملعون کو مسلط کر دیا یہ ملعون اُسکو شہوات کے جنگلون وظلمات کے بیابانون مین
بھٹکاتا ہو اور ہدایت وضلالت دونون کا تعلق اللہ تعالے کے قہر ولطف کے ساتھ ہو اگر وہ چاہتا کہ سب کو رحمت کی تحت مین لا دے تو ایسا ہی
ہو جاتا جیسا وہ چاہے ولیکن جسکو چاہتا ہو گمراہ کرتا ہو اور جسکو چاہتا ہی راہ دیتا ہو وقد قال تعالے ولو شاء لهدٰكم اجمعين۔ اور شیخ واسطی رحمہ اللہ
تعالے نے کہا کہ اللہ تعالے پر ہتائی قصد السبیل کی ہو اور سبیل مین سے بعض جائر ہو اور اللہ تعالے سبب الجائر ہو اور سبیل القصد یہ ہو کہ رفتار بالانوار
یقین ہو اور سبیل الجائر وہ رفتار بطریق توہم و دعاوی ہو یعنے بغیر برہان یقینی ووحی سے قطعی کے اپنے اوہام وظنون سے استدلال کرکے
یا بطور باطل دعوے کے اُسکو رواج دیکر اُسپر جم جاوے اور سوائے اہل التوحید کے باقی ملتین ومذاہب سب اسی مین گرفتار ہین۔

پھر دوسری نعمتون کو شمار فرمایا بقولہ

هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ○

وہی ہو۔ جسنے اُتارا ۔ آسمان سے پانی تمھارا اس سے پینا ہی اور اس سے درخت ہین جنمین چراتے ہو

يُنۢبِتُ لَكُم بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِن كُلِّ

اگاتا ہے تمہارے واسطے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجورین اور انگور اور ہر قسم کے

الثَّمَرَاتِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۱۱﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ

میوے اسمین نشانی ہے اُن لوگون کو جو دھیان کرتے ہین اور کام لگائے تمہارے رات

وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ فِي

اور دن اور سورج اور چاند اور تارے کام مین لگے ہین اسکے حکم سے

ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۱۲﴾ وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا

اسمین نشانیان ہین ان لوگون کو جو بوجھ رکھتے ہین اور جو کچھ پھیلا ہے تمہارے واسطے زمین مین کئی

أَلْوَانُهُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿۱۳﴾

رنگ کا اسمین نشانی ہے ان لوگون کو جو سوچتے ہین

هُوَ الَّذِي وہی رب تمہارا ہے جس نے **أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً** اُتارا اونچی طرف سے پانی ۔ مراد ابر ہے جو اوپر ہوتا ہے ۔ کذا فی البیضاوی وغیرہ اور بعض نے سما سے آسمان مراد لیا اور ابتدائے سورۂ بقرہ مین مترجم نے دونون قول مین توفیق بیان کردی ہے یعنے اول معنے تو عام فہم ہین اور دوسرے معنے اہل معرفت و علماء کی فہم کے لائق ہین اور دونون صحیح ہین اور حدیث ہے صحیح مین کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اُتارا پس صبح کی دو فریق نے ایک مومن و ایک کافر پس جس نے کہا کہ فلان ستارے کی وجہ سے پانی برسا وہ اللہ تعالیٰ سے کافر اور ستارہ کا مومن ہے اور جس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اپنی قدرت و رحمت سے برسایا وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا۔ **لَّكُم مِّنْهُ** تمہارے لیے اس پانی سے **شَرَابٌ** پینے کی چیز ہے ۔ کیونکہ شراب ہر ایسی چیز کا نام ہے جو پی جاوے جیسے طعام جو چیز کھائی جاوے اور یہ حرام چیز نشہ والی جسکو ہماری زبان مین شراب بولتے ہین اسکو عربی مین خمر کہتے ہین ولیکن اگر کوئی شخص اردو زبان مین قسم کھاوے کہ اگر زید شراب پیے تو اسکی جورو کو طلاق ہے تو اس سے شراب نشہ والی یعنے خمر مراد لیجاویگی حتے کہ پانی پینے سے اُسکی جورو پر طلاق نہوگی معلوم ہوا کہ ہماری عرف مین شراب کا لفظ خمر کے لیے حقیقت ہوگیا **وَمِنْهُ شَجَرٌ** اور اسی پانی سے شجر ہین یعنے ہر قسم کے درخت پیدا ہوتے ہین کبھی عرب والے گھاس کو نجم کہتے ہین جسکی ڈنڈی نہو جیسے گلا ہوتی ہے اور شجر ڈنڈی دار کو کہتے ہین اور ظاہرا یہان مراد عام ہے کہ سبزہ پیدا کیا **فِيهِ تُسِيمُونَ** اسی شجر مین تم چراتے ہو یعنے اپنے جانورون کو اس سے چارہ دیتے ہو۔ زجاج رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جو زمین سے اُگے وہ شجر ہے ۔ الحاصل آسمان سے پانی نازل فرمایا جس سے تم نے خود پیا اور اُس سے سبزہ پیدا کیا جس سے اپنے چارپائے چراتے ہو جنکے منافع اوپر فرمائے ہین ۔ بعض مفسرین نے کہا کہ اسمین ایک خلق عمدہ سکھلایا کہ آدمی اپنے مملوکہ جانور وغیرہ پر بھی زیادہ خیال رکھے چنانچہ پہلے یہان جانورون کا چارہ پانی مقدم کیا پھر آگے آدمیون کی ذاتی غذا بیان فرمائی ۔ اقول حدیث مین ہے کہ تمہارے لیے ہر جگر تر والے جانور مین ثواب ہے اگر کہا جاوے کہ حدیث مین تو آیا کہ آدمی پہلے اپنی ذات پر خرچ کرے پھر اپنے عیال سے شروع کرے ۔ جواب یہ ہے کہ آیت مین اہتمام رکھنے کا بیان ہے اور خرچ کرنے کا طریقہ حدیث مین مذکور ہے ۔ آدمی پر لازم ہے کہ جانور رکھے تو اُسکے کھانے پانی کی اچھی خبرگیری کرے ورنہ جدا کردے پھر منافع بھی فرمائے ۔ **يُنۢبِتُ لَكُم بِهِ الزَّرْعَ** پیدا فرماتا ہے تمہارے لیے اسی مینھ سے کھیتی یعنے اناج کیونکہ خوراک مین وہ اکثر

واصل ہی یعنے کثرت سے اسی پر مدار ہی۔ اگر کہو کہ حدیث مین ہی کہ جس گھر والون مین خرما نہو وہ بھوکے ہین کما فے الصحیحین تو جواب یہ ہی کہ اس حدیث کے یہ معنے ہین کہ جن لوگون کے پاس خرما بھی نہون وہ فاقہ سے ہونگے انکو سوال حلال ہی کیونکہ دوسری حدیث سے ثابت ہی کہ وہ گھر خوراک سے خالی نہوا جہان خرما موجود ہون۔ اور یہ معنے نہین ہین کہ اناج ہو اور خرما نہو تو فاقہ ہی فاحفظہ۔ وَالزَّيْتُونَ اور اُگاتا ہی اس سے زیتون کو جسکے تیل کو زیت کہتے ہین عرب اسکو روٹی کے ساتھ کھاتے اور زیادہ برکت کی چیزون مین سے ہی۔ وَالنَّخِيلَ اور درختان خرما کو جن سے خرما پیدا ہوتے ہین اور وہ غذا بھی ہی اور انگور کے ساتھ الطف ہوتا ہی۔ واضح ہو کہ خرما کو پانی کے ساتھ غذا مقرر کرنا چندروز مین سخت امراض پیدا کرتا ہی ولیکن اللہ تعالے نے مکہ معظمہ و حجاز مین اسکا ضرر نہین رکھا اور یہ اللہ تعالے کی قدرت بدعاے حضرت خلیل علیہ السلام وہان کے لوگون مین ظاہر ہی جنکو پھلون سے رزق عطا ہوا ہی۔ وَالْأَعْنَابَ اور انگورون کو یعنے مختلف قسمون کے انگور پیدا کیے وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ اور ہر قسم کے پھلون سے جنکا شمار کرنا تمیز متعذر ہی بلکہ اللہ تعالے کی قدرت و نعمت دیکھنے کو مذکور ہوے کہ ان مین غور کرو اور شکر و احسان مانو۔ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ یعنے پانی نازل کرنے اور اسطرح اُگانے مین آیت عظیمہ ہی جو دلیل ہی اللہ تعالے کی کمال قدرت پر اور فقط اُسی کی ربوبیت پر ایسی قوم کے لیے جو فکر کرتی ہین اور ادنے درجہ یہ کہ ایک بیج جو اللہ تعالے نے پیدا فرمائی اسکا مثل ناممکن ہی اور واضح ہو کہ اس سورہ مین آیت کا سات جگہ ذکر ہی پانچ جگہ مفرد اور دو جگہ جمع ہی۔ کرمانی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مفرد سے اشارہ بوحدانیت مدلول ہی کیونکہ آیت دلیل ہی یعنے اللہ تعالے اور جہان جمع ہی وہ بمناسبت مسخرات ہی۔ انتہے۔ اور فکر عام و خاص ہی اور عام یہ کہ دانہ زمین مین غائب کیا گیا اور تری سے پھول کر پھٹا اور کلا نکلا اور ہوا کی طرف بڑھا اور زمین مین جڑین پھیلین اور اوپر شاخین و پتے و رنگین و خوشہ و پھل پھول قسم قسم کے خوشبو و مزہ و اقسام منافع و انواع آثار ظاہر ہوئے پس جس نے اسمین فکر کی اسپر اللہ تعالے کی کمال قدرت و الوہیت و وحدانیت مین شبہہ بھی نہین رہتا۔ اور خاص فکرین نہایت اعلے ہین۔ پھر سماوی مسخرات بیان فرمائے بقولہ۔ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ اور مسخر کردیا تمھارے لیے رات کو اور دن کو۔ یعنے دونون کو ایسے طور پر کردیا کہ جسطرح اُنکے حق مین نافع ہی اور اُنکی ضرورتین پوری ہوتی ہین اسی طرح یکے بعد دیگرے ہمیشہ آتی رہتی ہین اور اُنکے اوقات و آثار مین پرورش پاتے ہین۔ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور مسخر کردیا سورج اور چاند کو۔ یہ دونون بھی اسی طرح مسخر ہین۔ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ حفص رحمہ اللہ تعالے کی قرات عاصم رحمہ اللہ تعالے سے بالرفع ہی یعنے نجوم مسخرات ہین اللہ تعالے کے حکم سے یعنے ایسی چال پر برابر چلتے ہین کہ آدمی انسے اوقات و فصول معلوم کرتے ہین اور اس کلام سے فلاسفہ و منجمون کا قول مردود ہوگیا جو کہتے ہین کہ سیارے و ستارے اس عالم سفلی مین تصرف کرتے ہین اور انھین کی تاثیرات سے فصول و خنکی وغیرہ آثار ہوتے ہین پس اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ یہ سب اللہ تعالے کی ارادت کے موافق مقہور و مسخر ہین پس جہل اس مقام پر فقط یہ ہی کہ انکے واسطے تاثیرات قرار دی اور یہ ظاہر ہی کہ جسطرح اللہ تعالے نے انکو مسخر کردیا اسطرح جاری ہین پس اگر رفتار کا حساب رکھا جاوے تو وقت معلوم ہوتا رہیگا ولیکن اللہ تعالے جب تک چاہے ہوگا اور جب اُس نے چاہا فرق ہوگا اور یہی معنے حدیث صحیح سے ماخوذ ہین کہ نجومی کے قول پر اُنکی تاثیرات اختیاری کا یقین کرنا کفر ہی اور یہین سے معلوم ہوا کہ بعضے مشائخ کا جو قول مروی ہی کہ نجومی اپنے حساب چاند پر روزہ رکھے اگرچہ چاند نظر نہ آیا ہو یہ قول بالکل ضعیف بلکہ باطل ہی دو وجہ سے ایک یہ کہ رفتار اختیاری نہین ہی تو فرق ہوجانا ظاہر ہی اور یہ تجربہ ہوگیا کہ بارہا جنتری مین چاند لکھا مگر اُس دن نہوا حالانکہ مطلع بالکل صاف تھا اور دوم یہ کہ احکام کا مدار ہر عام و خاص کے لیے یکسان ہی تو بھی حکم متعلق ہوگا جب سب دیکھین تو نجومی کے حساب پر کوئی حکم متعلق نہوگا فافہم۔ غرضکہ

یہ سب سیارے وستارہ مسخر بامر الٰہی ہین۔ اِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ یعنی اہل عقل ان آیتون مین عقل نورانی کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ کی وحدانیت والوہیت پر اور کوئی شریک نہونے بلکہ شریک ممکن نہونے پر دلائل پاتے ہین۔ تفسیر کبیر و ابوالسعود وبیضاوی وغیرہ سے مفہوم ہوکہ یہان قوم ذیعقل کے واسطے اس لیے آیات فرمائین کہ آثار علوی مین قدرت پر دلالات کثیرہ ظاہر ہین اور وہ عقل سے معلوم ہوتے ہین اور یہ عقل اسوقت تربیت یافتہ ہوتی ہو کہ آثار سفلی سے ایمان لاکر فکر سے قلب منور وعقل پرورش پاوے اور بعضے گمراہ خالی حواس کو عقل تصور کرکے حیران وسرگردان ہوتے ہین۔ بالجملہ عالم علوی کی آیات بعد عقل کے حاصل ہوکر پھر عالم سفلی کے آثار سے نور افعال وصفات الٰہی اہل معرفت کو زیادہ ظاہر ہوتے ہین لہذا فرمایا وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ اور مسخر کردیا تمھارے لیے جو پیدا کیا زمین مین درحالیکہ انکے رنگ مختلف ہین۔ قتادہ رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ چوپایہ ودرخت پھل ہر طرح کے اللہ تعالےٰ کی نعمتین تپر ہین انکا شکر ادا کرو۔ اِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ اس سب مین آیت ہو ایسی قوم کے لیے جو بیدار ہین جس نے تذکر کیا اُن نے عبرت پائی اور عبرت سے اصل مقصود پر راہ پائی۔ اور غافل اپنی عمر کو غفلت مین ختم کرکے ایک روز مرجاتا ہو۔ بالجملہ اُنکی ذاتی ضرورات کی نعمتین وآسمانی وزمینی نعمتین ذکر کرکے سمندر کے انعام ذکر فرما

وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً

اور وہی ہے جسنے کام لگایا دریا کہ کھاؤ اسمین سے گوشت تازہ اور نکالو اُس سے گ

تَلْبَسُونَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ

جو پہنتے ہو اور دیکھے تو کشتیان پھاڑتی چلتی اُسمین اور اسواسطے تلاش کرو اُسکے فضل سے اور شاید

تَشْكُرُونَ ﴿١٤﴾ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا

احسان مانو اور ڈالے زمین مین بوجھ کہ کبھی جھک پڑے تمکو لیکر اور ندیان بنائین اور راہین

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥﴾ وَعَلَامَاتٍ ۚ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ﴿١٦﴾ أَفَمَنْ يَخْلُقُ

شاید تم راہ پاؤ اور بنائے پتے اور تارے سے لوگ راہ پاتے ہین بھلاجو پیدا کرے

كَمَنْ لَا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٧﴾ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ

برابر ہے اُسکے جو کچھ نہ پیدا کرے کیا تم سوچ نہین کرتے اور اگر گنو نعمتین اللہ کی نہ پورا کرسکو

إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٨﴾

بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ رب وہی ہو جس نے مسخر کردیا سمندر یعنے ایسی حالت پر کردیا کہ۔ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا تاکہ تم اس سے کھاؤ گوشت طراوت والا۔ مراد مچھلی ہو اور اس سے معلوم ہوا کہ مچھلی مین فوائد کثیر ہین اور مچھلی کے واسطے گوشت یہان صریح مذکور ہو پس اس سے ایک مسئلہ کا حکم نکلا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاؤنگا تو مچھلی کھانے سے قسم جھوٹی ہو گی اور یہی امام مالک واُنکے اصحاب کا قول ہو لیکن علماے حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک جھوٹا نہو گا اس لیے کہ قسم کا مدار قسم کھانے والے کی نیت پر ہوتا ہو اور لوگون مین گوشت وہی کہلاتا ہو جو خون سے پیدا ہو تو اس معنے مین مچھلی مین گوشت نہین ہو حتے کہ اگر اس قسم کھانے والے کی نیت مین

یہ بھی گوشت ہو تو جھوٹا پڑ جائیگا - اس تقریر کے موافق اگر یہ قسم کھاوے کہ جو واقع میں گوشت ہو اُسکو نہ کھاؤنگا تو مچھلی کھانے سے جھوٹا ہونا چاہیے کیونکہ آیت سے معلوم ہوا کہ واقع میں مچھلی میں تر و تازہ گوشت ہی اگرچہ لوگون کی بول چال مین اُسکو گوشت نہ کہتے ہو ۔ اسکی نظیر یہ ہی کہ تن زیب پہنونگا تو مین سکھ پہننے سے جھوٹا نہو گا کیونکہ اسکو عرف مین تن زیب نہین کہتے لیکن اگر اس نے یہ معنے لیے کہ جس سے تن کی زیب و زینت ہو تو جھوٹا پڑ جائیگا کذا سنح للمترجم - وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ اور تاکہ نکالو سمندر سے حِلْيَةً زیور یعنے موتی و مرجان - تَلْبَسُونَهَا جسکو تم پہنتے ہو واضح ہو کہ سب سمندرون سے موتی نہین نکلتے ہین تو مراد یہان شور سمندر ہی اور امام بزار رحمہ اللہ تعالے نے عبداللہ بن ابی عمرو سے موقوف روایت کی کہ غربی سمندر نے خواہش کی کہ آدمیون کو غرق کرے جب قابو پاوے تو اللہ تعالے نے آدمیون کے لیے اپنی قدرت سے حفظ دیا اور صید و حلیہ سے اسکو محروم فرمایا اور شرقی سمندر نے خواہش کی کہ انکو مثل والدہ کے پرورش کرے تو اسکو صید و حلیہ نصیب کیا گیا - بعضے لوگ اسکو حدیث بیان کرتے ہین مگر صحیح نہین ہی اور اس سے معلوم ہوا کہ موتی نکالنا اور اُسکی اجرت وغیرہ کے مسائل فقہی جائز ہین مگر اجارہ مین کوئی تعداد موتی کی نہو اور واضح ہو کہ موتی حاصل ہونے سے پہلے خالی تخمینہ پر ٹھیکہ و بیع باطل ہی کیونکہ یہ قمار ہی مسئلہ موتی زیور ہی تو جواب یہ کہ ظاہر آیت مین زیور ہی - اگر کہا جاوے کہ پھر مردون کو کیونکر روا ہوا کہ فرمایا تلبسونہا - جواب یہ کہ یہان مراد تم سے آدمی ہین جنمین عورتین شامل ہین یا کہا جاوے کہ تمھاری عورتین پہنتی ہین - غرضکہ فتوے یہی ہی کہ موتی زیور ہین اور مردون پر انکا پہننا حرام ہی - بعضے علماء نے کہا کہ زیور کی حرمت عام نہین ہی بلکہ ایسے زیور حرام ہین جو عورتون کے ہون یا عورتون سے مشابہت پیدا کرین اور فقہاے حنفیہ نے رد کر دیا کہ ہمارے یہان بڑا زیور عورتون کیواسطے موتی ہین سو اگر وہ مردون پر حلال ہو تو فرق کیا ہی - تم پہنتے ہو اس لفظ سے جواز نہین نکلتا جبکہ یہان آدمیون پر احسان بیان فرمانا منظور ہی اور عورتین انمین داخل ہین یا یون کہو کہ تمھارے لیے عورتین پہنتی ہین بہرحال مردون پر جائز نہین ہی مسئلہ موتی مین زکوۃ ہی تو ابن ابی شیبہ نے اپنی اسناد سے حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ تعالے سے روایت کی کہ اُنھون نے اس آیت کو پڑھکر فرمایا کہ زیور مین زکوۃ نہین ہی - اقول ظاہر مذہب حنفیہ اسکے موافق ہی کہ زیور مین زکوۃ نہین اور جواہرات مین زکوۃ نہین ہی اور انواع جواہر مین سے کسی کے بارہ مین زکوۃ کا حکم وارد نہین ہوا - بالجملہ جواہر مین زکوۃ نہونا معروف ہی اور زیور کی زکوۃ مین اختلاف ہی کیونکہ صحیح کی حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ ایک عورت کو فرمایا کہ تو اپنے ان سونے کے کنگنون کی زکوۃ دیتی ہی الخ اور اس حدیث مین ہی کہ اس نے دونون کو صدقہ کر دیا پس اس سے ظاہر ہوا کہ زکوۃ ہوتی ہی لہذا متاخرین مشائخ حنفیہ نے زکوۃ کا فتوے دیا و تمام کلام فقہ مین ہی - وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ اور تو دیکھتا ہی کشتیون کو پھاڑنے والیان اسمین یعنے قدرت الٰہیہ سے ہی کہ سمندر کو کشتیان پھاڑتی چلی جاتی ہین - اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ سمندر مین چلی جاتی ہین ضحاک رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ ہوا کے موافق مین چلتی ہین واضح ہو کہ اسمین لطیف اشارت ہی کہ بندون کے افعال مخلوق الٰہی ہین - وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ یعنے تاکہ تم سوار ہوا اور تاکہ تجارت کرو اور فضل الٰہی سے نفع کماؤ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ اور تاکہ تم اللہ تعالے عزوجل کی شکر گزاری کرو - قولہ تعالے وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ مشہور یہ ہی کہ زمین کو لرزہ تھا اُسپر پہاڑ قائم ہوئے اور معنے اسکے یہ ہین کہ گوشت کی طرح پھڑکتی تھی اور یا مراد بسبب خوف الٰہی کے تھا چنانچہ ابن جریر رحمہ اللہ نے باسناد حسن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب اللہ تعالے نے زمین کو پیدا کیا تو اس نے عرض کی کہ اے رب تو مجھپر بنی آدم پیدا فرما دیگا کہ میرے اوپر گناہ کرین اور بدکاریان کون اور فرمایا کہ پھر اللہ تعالے نے اُسپر پہاڑ قائم کر دیے جو تمکو نظر آتے ہین اور جو نہین نظر آتے ہین اور جنبش اُسکی جیسے گوشت پھڑکتا ہی - اور عبدالرزاق نے بسند جید حسن بصری رحمہ اللہ تعالے سے روایت کی کہ جب

زمین پیدا کی گئی تو موج مارتی تھی پس ملائکہ نے کہا کہ یہ تو کسی کو اپنے اوپر نہ رہنے دیگی پھر ایک صبح کو دیکھا کہ اسپر پہاڑ قائم ہین پس ملائکہ کو یہ علوم نہوا کہ پہاڑ کس چیز سے پیدا ہوئے ہین۔ سعید رحمہ اللہ تعالے کی روایت مین حسن رحمہ اللہ تعالے نے مانند اسکے قیس بن عبادہ سے روایت کیا ہو اور رواسی کے معنے ثوابت ہین یعنے ایسے پہاڑ جو جمے ہوئے ہین اور انھین کو اوتاد یعنے میخین فرمایا۔ اور ظاہرا پہاڑون کی خلقت زمین کے ساتھ ایسے جوہر سے ہو جو سخت ہو کیونکہ زمین کو یہ اضطراب بسبب نرمی کے تھا جو پہاڑون کی سختی سے زائل ہوا یہان ایک نکتہ ہو کہ اہل معرفت وخاص بندون مین سے بعضے اوتاد ہوتے ہین کہ جیسے اپنی ذات مین مستقیم وثابت قدم ہوتے ہین ویسے ہی اللہ تعالے کی قدرت وقضا ر مقدر مین ثابت وراسخ ہوتے ہین حتے کہ اگر کوئی قوم ہلاک کیجاوے اور کوئی جہاز غرق کیا جاوے یا کسی شخص پر عذاب وسختی ہو اسکو بغیر اضطراب وجنبش کے دیکھتے ہین اور پہاڑون کی سختی اس سے ثابت ہو جو فرمایا ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ الآیہ اور قرآن واحادیث مین بکثرت ثابت ہو کہ پہاڑ تسبیح کرتے ہین جیسے قولہ سخرنا مع داؤد الجبال یسبحن والطیر۔ اور جیسے حدیث مین ہو کہ اُحُد کا پہاڑ ہمکو دوست رکھتا ہو اور ہم اسکو۔ اور بعضے پہاڑ مکہ کی نسبت کہا کہ وہ ہمکو دشمن رکھتا ہو اور واضح ہو کہ بعضے جاہل اسکو بعید سمجھے ہین حالانکہ انکے پاس کوئی دلیل نہین کیونکہ جسم ہونے مین جیسے یہ لوگ ویسے پہاڑ اور باقی خصال مین مختلف ہین تو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ انمین تسبیح کی لیاقت نہین ہو ہان اسقدر ظاہر ہو کہ آدمیون کی طرح منھ وزبان سے نہین ہو فافہم۔ وَّاَنْهٰرًا اور پیدا کردین زمین مین نہرین یعنی دریا جیسے نیل وفرات وسیحون وجیحون۔ اور اکثر دریا پہاڑون سے نکلتے ہین۔ وَّسُبُلًا اور پیدا کردین راہین کہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہونچو۔ لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ یعنی تاکہ تم عبرت حاصل کرو اور اپنے رب عزوجل کی توحید اور دار آخرت کی راہ پاؤ۔ وَعَلٰمٰتٍ اور پیدا کردیے اسمین نشانات چنانچہ ان نشانون سے خشکی وتری کے راستون مین سیدھے اور ٹیڑھے کی شناخت کرتے ہو۔ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ اور نجم یعنے ستارہ سے وہ راہ پر آجاتے ہین۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہو کہ دن مین پہاڑ ودریا وغیرہ علامات ہین اور رات مین ستارے ہین۔ قتادہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اللہ تعالے نے ستارون کو تین فائدون کے لیے پیدا کیا یعنے ہمکو یہ فائدے بتلا دیے ہین ایک یہ کہ آسمان کی زینت ہو دوم یہ کہ راستون کی علامات اور تیسرے یہ کہ شیاطین کے لیے رجوم ہون سو جس نے ان باتون کے سوائے گفتگو کی اس نے ایسی بات کا تکلف کیا جسکا اسکو علم نہین ہو پھر مشرکون وغافلون کو ملامت فرمائی بقولہ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ یعنے جس نے ایسی مخلوقات نادر وانعامات کثیرہ ومنافع جلیلہ تمہیں پیدا کردیے ہین کیا وہ ویسا ہو جو کچھ نہین پیدا کرتا یعنے بت وغیرہ جو کوئی مخلوق ہو اسکو اللہ تعالے کے ساتھ شرک نہین ہو۔ واضح ہو کہ ظاہر یہ تھا کہ یون کہا جاوے کہ کیا بت وغیرہ جنکے ساتھ شرک لایا جاتا ہو جو کچھ پیدا نہین کرسکتے ہین ایسے ہین جیسے اللہ تعالے جس نے تم سب کو پیدا کیا اور اسقدر حیوان وانواع اجرام علوی واجسام سفلی پیدا کردیے اور وہی پیدا کرتا ہو۔ ولیکن یون نہین فرمایا بلکہ تشبیہ کو برعکس کردیا تو اسمین مشرکون وکافرون پر سخت ملامت ہو کہ جس نے پیدا کیا اسکی عبادت واحکام سے منھ موڑے ہوئے ہین اور اپنے مانند مخلوق کو اپنا معبود بنایا ہو۔ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ کیا تمکو تذکرہ وسوجھ بوجھ نہین ہو یعنے کسقدر غفلت وجہالت ہو کہ کچھ فکر نہین کرتے۔ واضح ہو کہ جو خالق ہو اسمین اعلے درجہ کی جملہ صفات واجب ہین اور بالکل کسی چیز مین عاجزی یا محتاجی نہونا تو ضروری ہو پس بندہ کے واسطے سوائے اپنے رب تبارک وتعالے کے کسی چیز کی طرف حاجت نہ رہی تو جملہ شرک منقطع وعدم ہو پس جملہ طاعت اسی کے واسطے ہو اور جملہ نعمت بھی اسی کی طرف سے ہو۔ اور توفیق طاعت وسمجھ وہدایت وصحت وفراغت سب اسی کی نعمتین ہین اگر ایک صحت کو دیکھا جاوے تو اسکے اسقدر انواع

[illegible]

وانعام ہین کہ کبھی شمار مین نہین آسکتے کیونکہ تعالے کسطرح اُسکی مناسبت ولائق تدبیر سے اُسکو صحت کے ساتھ پالتا ہے پھر دوسری نعمتون وانکی اقسام کا شکر کہانسے اداکریگا اور شکر کی توفیق خود نعمت ہے اور جس زبان سے ادا کرے وہ بھی نعمت ہے پس توفیق وزبان کا شکر علیحدہ واجب ہوا اور ہنوز کچھ ادا نہوا تو معلوم ہوا کہ ادائے شکر محال ہے لہذا فرمایا۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اور اگر تم اللہ تعالے کی نعمتین شمار کرو تو کبھی نہین گھیر سکوگے اسی واسطے کہا گیا کہ آدمی پر فرض ہے کہ یہ جان لے کہ نعمتہاے الٰہی کا شکر ادا نہین ہوسکتا اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بیشک اللہ تعالے غفور رحیم ہے کیونکہ اگر ان نعمتون کے شکر کا مطالبہ فرماوے تو بجا ہے اور ضرور ہے کہ بندے عاجز ہونگے پھر عذاب کرے تو بجا ہے ولیکن وہی اور نعمت فرماتا ہے کہ بخشتا ہے اور رحم فرماتا ہے۔ کذا قال الشیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی اور شیخ ابن جریر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ تم سے جو تقصیر ان نعمتون کے شکر ادا ہونے مین ہوتی ہے اُسکو بخشتا ہے جب تم اُسکی طرف توبہ کرکے رجوع کرتے رہو اور رحیم ہے کہ جب طاعت ومرضیات مین لگے رہو تو تم کو عذاب نہین فرماتا ہے۔ واضح ہو کہ شکر آلہی تو ادا ہو نہین سکتا کیونکہ بندہ جہانتک کوشش کرے تو اللہ تعالے اُسی قدر عظیم ثواب عطا فرماتا ہے پھر اُسکا شکر دوچند بھاری ہوا حالانکہ اُس نے پہلے انتہائی کوشش صرف کردی تھی مگر یہ معلوم ہوا کہ انتہائے کوشش مین عظیم ثواب ہے پس حدیث مین آیا کہ یون حمد کرے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا يُّوَافِيْ نِعَمَهٗ وَيُكَافِئُ مَزِيْدَهٗ یعنی حمد ہے اللہ تعالے کے واسطے ایسی حمد کہ اسکی نعمتون سے جو بیشمار ہین اسی طرح بیشمار رلتی جاوے اور مزید نعمتون کے ساتھ بھی کفایت میں آجاوے۔ غرضکہ علماء نے کہا کہ یہ کلمہ حمد کا نہایت جامع ہے اور بندہ کو اس سے بار بار بے انتہا ثواب ہے۔ **ف** عرائس مین بعض اشارت آیات کے اسطرح بیان کیے کہ قولہ والقی فی الارض رواسی ان تمید بہ الآیہ جسطرح زمین پر توانوار فیض ایجاد رب تبارک وتعالے کے فعل سے منور ہوکر اسکی طاعت وعبادت کے لیے لرزتی تھی کہ اسپر پہاڑ سے سکون دیدیا اسی طرح قلب ایک زمین ہے جسمین طرح طرح کے معارف اُگتے ہین اور جب یہ زمین انوار عظمت ازلی وابدی سے اور روشنی ذات وصفات کی تاب سے منور ہوکر لہرانے لگی اور اسکو زلزلہ واہتزاز ہوا اور قریب آیا کہ ہوائے ہویت مین پرواز کرے تو حق سبحانہ تعالے نے اُسپر علوم غیبی ومعارف سرمدی کے پہاڑ ایسے قائم کردیے کہ اپنے اشباح وارواح کے ساتھ طیران نہین کرسکتی اور جن بندون مین ایسے قلوب ہوتے ہین وہ تمام کون ومکان وعالم انس وجان کے واسطے خود پہاڑ ثابت وقائم ہوتے ہین اگر یہ نہون تو عالم کون ومکان غیب مین اور غیب الغیب مین پرواز کرے ومعدوم ہوجاوے۔ پھر ان قلوب کی زمین مین حق تعالے نے حکمت بالغہ سے دریاہائے معرفت ومکاشفہ ومحبت وشوق وعشق وحکمت وفطنت جاری فرمائے ہین اور اسمین رستہ ارواح وعقول واسرار کے واضح کردیے جنکا وصول درگاہ قدس تک ہے اور یہ سب راستہ حد شمار سے باہر وبے نہایت ہین اسواسطے کہ اللہ تعالے کی طرف راہین غیر متناہیہ ہین کیونکہ حق تعالے خود اپنی شان پاک سے غیر متناہی ہے پس بعض راہین تو عقول کے واسطے ہین جو انوار آیات کو پہونچتی ہین اور بعض راہین ارواح کے انوار صفات تک ہین اور بعض راہین اسرار کے لیے انوار الذات تک ہین اور اللہ تعالے اپنے جمال وجلال سے ان راہون سے بطریق کشف وعیان کے اسرار قلوب پر ظاہر ہوتا ہے اور اگر یہ کشف نہوتا تو عقول وارواح واسرار کو اس پاک سبحانہ وتعالی تک رسائی نہین ہوسکتی۔ **قال المترجم** شیخ عارف سہروردی رحمہ اللہ تعالے اور شیخ عارف سید الاولیاء جنید رحمہ اللہ تعالے کا قول معروف ہے کہ الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق وکلہا مسدودۃ الا علی من اقتفی اثار الرسول صلے اللہ علیہ وسلم۔ یعنے اللہ تعالے کی طرف راہین خلائق کی تعداد پر ہین یعنے ہر نفس کے واسطے اسکی طرف راہ ہے اور یہ سب راہین بند ومسدود ہین مگر اُس شخص پر کشادہ ہوتی ہین جو رسول علیہ السلام کے قدم بقدم روان ہو۔ یہ کلام صحیح اور پاکیزہ ودقیق ہے اور یہ سب صراط مستقیم ہے اور ہر نفس کے لیے راہ ہونا اس معنے

ہین ہو جسکی توضیح شیخ مصنف رحمہ اللہ تعالے نے اوپر بیان فرمائی فافہم۔ پھر اللہ تعالے نے بسبب عرفان مین مزید فرمایا اسطرح کہ کشف ملکوت و جبروت سے انوار مشاہدہ و علامات معرفت لوگون کو دکھلائے کقولہ تعالے وعلامات وبالنجم ہم یہتدون۔ علامات ظاہر ہین عام کے واسطے انوار افعال الٰہی ہین اور عالم مین زیادہ خاص علامات اولیا و اہل معرفت ہین کہ دوام و سرمدین انکے اسرار سیر کرتے ہین جو کوئی انکی اقتدا کرے وہ وصل بمراد ہو۔ کیا تو نے نہ دیکھا کہ کیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم۔ یعنے میرے اصحاب مانند ستارون کے ہین تم جسکی اقتدا کرو راہ پاؤگے۔ مترجم کہتا ہو کہ صحیحین کی حدیث مین بھی اسی طرح تشبیہ ظاہر ہو جسمین فرمایا۔ النجوم امنۃ الحدیث اور ہم لوگون کے واسطے یہین معارف جلیلہ بیان کر دیے ہین۔ قال الشیخ صدیقین کے چہرون پر قدوسی انوار کسقدر روشن ہوتے ہین اور انکے اسرار کے آگے آفتاب کو ذرہ برابر نسبت نہین ہو جو کوئی انکے چہرون پر درحقیقت دیکھلے وہ انوار حق کے مشاہدہ سے مستفیض ہوگا۔ شیخ مکی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ راہ ہدایت پر علامات وتودہ ہوتے ہین جس نے ان علامات سے راستہ اختیار کیا وہ ہدایت پر پہونچ گیا اور معدن قرب اسکو کشف ہوا اور جس نے نجوم معرفت سے راہ ڈھونڈھی وہ راہ ہدایت پر روانہ ہوا اور انتہاے مقصود کو پہونچا اور حق تعالے پر سواے حق کے کوئی دلیل نہین ہو اور نہ کوئی علامت ہو جو اس سے آگاہ کرے بلکہ خود وہی اپنی ذات پاک کیواسطے دلیل ہو اور کسی کو اسکی طرف راہ نہین ہو اور نہ کسی مخلوق کو اسکی طرف راہ ہو پس جو اسکی طرف واصل ہوا اسی کے فضل سے واصل ہوا اور جو اس سے منقطع ہوا تو سابق مشیت سے منقطع ہوا۔ پھر اللہ تعالے نے نعمتہاے غیر متناہی کو بیان فرمایا بقولہ وان تعدوا نعمۃ اللہ لاتحصوہا۔ اسکی نعمتین سب سابقہ نعمت عنایت ہین وہ ازلی ابدی ہو اور حوادث اسکے حصر سے قاصر ہین۔ اعاظم نعمتون سے اصاغر تک اپنے مبدء سے یکسان ہین اسکی نعمت معرفت عارفون کے دلون مین ہو اسکی نعمت توحید موحدون کے دلون مین ہو اسکی نعمت محبت قلوب محبین مین ہو اسکی نعمت شوق قلوب مشتاقین مین ہو اور نعمت انس قلوب مستانسین مین اور نعمت ارادت قلوب مریدین مین اور نعمت ایمان قلوب مومنین مین و نعمت اسلام قلوب مسلمین مین ہو اور ان نعمتون مین سے ہر ایک کا معدن ذات و صفات ہو کہ ہر نعمت بزیادہ کشف زائد ہوتی ہو تو زبان کہان ہو جو اسکی نعمتون کا شمار کرے اور مخلوق تو اسکے ایک قطرہ آب زلال کے شکر سے عاجز ہو پھر بھلا اسکی نعمت مشاہدہ کے شکر سے کیون عاجز نہوگی پس یہ اسکی رحمت و مغفرت ہو کہ خود ہی حمد و شکر اپنا بیان فرمایا کیونکہ وہی علیم ہو کہ بندے اسکے شکر سے بالکل عاجز ہین اسی واسطے فرمایا۔ ان اللہ لغفور رحیم۔ اور شیخ ابن عطا رحمہ اللہ تعالے نے اس مقام پر کہا کہ آدمی کا نفس و قلب و روح و عقل ہو اور محبت و معرفت و دین و دنیا ہو اور طاعت و معصیت و ابتدا و انتہا و وقت و اصل و وصل و فصل ہو پس نفس کی نعمت طاعات و از ان کا مرتبہ قرب ہو وہ ان نعمتون مین عیش کرتا ہو اور روح کی نعمت خوف و امید ہو وہ ان نعمتون مین عیش کرتی ہو اور نعمت قلب کے یقین و ایمان ہو جسمین عیش کرتا ہو اور نعمت عقل کی حکمت بیان ہو جسمین سرور و جوش ہو اور نعمت معرفت کی ذکر و قرآن ہو وہ ان نعمتون مین عیش کرتی ہو و نعمت محبت الفت و مواصلت اور امن از طرد و ہجران ہو وہ انھین سے مسرور ہو اور ہر ایک کے اسباب و مواقع و توفیق سب بے شمار ہین انکا شمار بالکل حد بشری سے خارج ہو فافہم۔ پھر حق تعالے نے لوگون کے وسوسہ و شرک و انکار پر علامت و وعید فرمائی بقولہ تعالے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور اللہ جانتا ہو جو چھپاتے ہو اور جو کھولتے ہو اور جنکو پکارتے ہو اللہ کے سواے

لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ

کچھ پیدا نہین کرتے اور آپ پیدا ہوتے ہین مردے ہین جنمین جی نہین اور خبر نہین رکھتے

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

کب اٹھائے جائینگے . معبود تمہارا معبود ہی اکیلا سو جو یقین نہین رکھتے پچھلے دن کی زندگی کا

قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ

اُنکے دل نہین مانتے اور وہ مغرور ہین ٹھیک بات ہی کہ اللہ جانتا ہی جو چھپاتے ہین

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

اور جو جتاتے ہین بیشک وہ نہین چاہتا غرور کرنیوالون کو

اللہ تعالے نے بیشمار نعمتون کو ثابت کرکے آگاہ فرمایا کہ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ یعنے جو اعتقادات وخیالات تمھارے دلون مین پوشیدہ ہین یا پوشیدہ اعمال کرتے ہو وہ بھی اور جو ظاہر کرتے ہو وہ بھی اللہ تعالے سب جانتا ہی پس نیک و بد ہر ایک کو ویسی ہی جزا و سزا دیگا۔ اسمین ریاکاری و بدنیتی کا حکم بھی نکل آیا اور حدیث صحیح مین ہی کہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ جس نے کوئی فعل و عمل کیا جسمین میرے ساتھ کسی کو شریک بنایا تو اُسکو مین چھوڑ دیتا ہون اور شرک کے ساتھ کر دیتا ہون یعنے اللہ تعالی غنی ہی اُسکو بندہ کے اعمال سے پروا نہین ہی تو مشرک کا عمل اسکے شرک کے ساتھ رہ گیا۔ دوسری حدیث سے ثابت ہی کہ قیامت مین شرک وریا کے ساتھ عمل کرنے والے جسکے دکھلانے یا سُنانے وغیرہ کے واسطے کرتے تھے اُسی کے پاس رفع کیے جاوینگے کہ دیکھو تم اس سے کچھ لیتے ہو یعنے محض محروم و شدت حاجت کے وقت مایوس و خوار ہونگے۔ اسمین کافرون پر ملامت و تنبیہ ہی کہ جسکی عبادت کیجاوے وہ خالق مالک اور پوشیدہ و ظاہر اور دلی بھید سے آگاہ ہو تاکہ اُس سے ثواب کی امید و عذاب کا خوف ہو اور بتون وغیرہ کے مانند نہو کہ جنکو کچھ بھی شعور نہین خود پوجنے والے سے بدتر ہین۔ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنے جو لوگ کہ اللہ تعالے کے سوا غیرون کو پرستش کرتے ہین ہر ظاہر و باطن انکا محکوم بناتے ہین تو وے لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا اُنکے معبود ایسے ہین کہ کچھ چیز بھی نہین پیدا کرتے حتے کہ ایک بیج بھی نہین بنا سکتے ہین۔ خود آدمی اپنے نفس کے خیالات پر چلتا ہی اور اللہ تعالے سے مُنکر و غافل ہوتا ہی حالانکہ خود بھی کوئی چیز نہین وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اور وہ پیدا کیے جاتے ہین۔ حتے کہ بت اور جتنی چیزین ہین ظاہر مین آدمی کے فعل سے تراشی و بنائی جاتی ہین مگر خالق درحقیقت وہی ہی جس نے بندے کا فعل پیدا کیا لہذا ہر چیز مخلوق آلہی ہی اسی واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول بیان فرمایا اتعبدون ماتنحتون یعنے اے بت پوجنے والو کیا تم معبود بناتے ہو ایسی مورتون کو جنکو تم خود تراشتے ہو۔ چونکہ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ آدمی نے خود ان مورتون کو موجود کیا ہی تو آگے فرمایا۔ واللہ خلقکم وماتعملون۔ اور حال یہ ہی اللہ تعالے نے پیدا کیا تمکو اور جو تم عمل کرتے ہو پس ظاہر ہوا کہ اللہ تعالے نے ہمکو پیدا کیا اور ہمارے اعمال کو ہمارے واسطہ سے پیدا کیا تو ہمارے اعمال سے جو ظاہر ہوا مثلاً بت تراش کر بن گیا اسکو بھی اُسی نے پیدا کیا جیسے تخم سے ظاہر کھیتی اُگتی ہی لیکن حقیقت مین تخم کو وہی پیدا کرتا ہی اور کھیتی کو وہی اُگاتا ہی۔ اس سے ظاہر ہوا کہ بت وغیرہ آدمیون سے بھی زیادہ بدتر درجہ کی مخلوق ہین کہ آدمی کے واسطہ سے پیدا ہوئی ہین پس جو آدمی خود انکا بندہ بن جاوے اور انکو اپنا معبود قرار دے وہ اشد جاہل و اندھا ہی کہ بت تو خود اسکے واسطہ سے بنائے ہوئے ہین۔ اَمْوَاتٌ مردے ہین یعنے انمین

روح تک نہین ہی جو انسان مین ہوتی ہی۔ غَيْرُ اَحْيَاۗءٍ زندے نہین ہین یعنے جس حیات سے انسان مشرف ہی وہ ان بتون مین موجود نہین ہی اگرچہ مخلوقیت کی حالت موجود ہی پس نہ دیکھتے ہین نہ سنتے ہین نہ انمین عقل ہی اور نہ شعور۔ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ اور کچھ انکو شعور نہین کہ وہ کب اُٹھائے جاوینگے۔ مفسرین نے یہان کئی معنی بیان کیے۔ ایک یہ کہ معنے یہ ہین کہ ان بتون وغیرہ کو یہ بھی معلوم نہین کہ قیامت کب ہوگی تو بھلا ایسی چیزون سے تم ایسی حالت مین کیا امید رکھتے ہو کہ تمکو کچھ نفع ہوگا اور ثواب ملیگا یا ضرر و عذاب دور ہوگا دوم وہ جو بیضاوی رحمہ اللہ تعالے وغیرہ نے لکھا کہ یہ معنے ہین کہ بتون کو یہ بھی نہین معلوم کہ کب قیامت ہوگی اور وہ کب اُٹھائے جاوینگے اس سے معلوم ہوا کہ بت بھی مثل آدمیون کے حشر مین اُٹھائے جاوینگے۔ اور اسکے مؤید حدیث مین بھی ہی کہ اللہ تعالے بتون کو بھی حشر فرماویگا جنکے ساتھ شیاطین ہونگے پس سب کو دوزخ مین ڈالے جانے کا حکم فرماویگا۔ اسکے مؤید آیت کریمہ بھی ہی کہ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم۔ یعنے تم اور جن چیزون کو تم پوجتے ہو سوائے اللہ تعالے کے سب جہنم کا ایندھن ہین سوم یہ کہ نہین شعور رکھتے یہ بت کہ کب اُٹھائے جاوینگے انکی عبادت کرنے والے اور یہ بت پرستون کے اعتقاد پر بطور ملامت کے ہی ورنہ بت تو کچھ بھی نہین شعور رکھتے ہین۔ چہارم بعضون نے کہا کہ ہم مخلوقون تک کلام ختم ہوا اور اموات غیر احیاء سے بت پرستون کی مذمت ہی یعنے بت پوجنے والے حیات جسمانی کے سوائے اصلی حیات نہین رکھتے ہین مردہ دل ہین انکو حشر و بعث کا اعتقاد نہین ہی۔ قول دوم احسن ہی واللہ اعلم۔ پھر اللہ تعالے نے واقعی اعتقاد ارشاد فرمایا۔ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ تمہارا معبود اللہ واحد ہی ہر فعل مین و تمام صفات کمال مین وہی فرد احد صمد ہی اُسکے سوائے کوئی معبود ہو نہین سکتا ہی۔ لیکن کفار و بت پرست اس سے تعجب کرتے ہین لہذا فرمایا۔ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ سو جو لوگ کہ آخرت سے منکر ہین انکے دل اس سے انکار کرتے ہین۔ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ اور وہ اس سے تکبر کرتے ہین۔ استکبار سے مشتق مستکبرون ہی اور تکبر سے زیادہ اسمین مبالغہ ہی گویا تکبر کو اپنے اندر پیدا کرتے ہین جب سنتے ہین کہ ایک اللہ وحدہ لاشریک ہی۔ جب غور سے دیکھو تو جو لوگ اللہ تعالے کی وحدانیت پر ایمان نہین لائے ہین اگر وہ کسی کو نہین مانتے تو ہر ایک اپنے نفس کی بات کو مانتا ہی اور ہزارون خواہشون کے واسطے مطیع ہو رہا ہی ہر خواہش کے حکم پر سر جھکائے ہی اور اگر اس سے شرع الٰہی کو کہا جاوے تو چڑھ جاوے اور غرور سے اپنے آپ کو آزاد بتلاوے اور یہ کسقدر جہالت ہی۔ اور جو لوگ اللہ تعالے کے سوائے بتون وغیرہ کو مانتے ہین انھون نے بھی دنیاوی زندگی کے واسطے ہر ایک نے علحدہ ایک اپنا بت بنایا اور اُسی سے ہر ایک اس فناگاہ مین اپنی بہتری کا طالب ہی حالانکہ اُسے کچھ بھی شعور نہین ہی اور اللہ تعالی وحدہ لاشریک کی طرف رجوع کرنے سے سخت ناخوش و متکبر ہی چنانچہ اللہ تعالے نے کفار قریش کا قول فرمایا۔ اجعل الالٰہۃ الٰہا واحدا ان ہذا لشیء عجاب یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہتے کہ کیا اس نے اتنے آلہۃ کو ایک خدا کردیا یہ تو انوکھی بات لایا ہی اور فرمایا واذا ذکر اللہ وحدہ اشمأزت قلوب الذین الآیہ۔ یعنے جب ذکر کیا جاوے اللہ تعالے اکیلا تو بھڑکتے ہین دل اُن لوگون کے جو نہین ایمان لاتے آخرت کا اور جب ذکر کیے جاتے ہین اسکے سوائے دوسرے لوگ تو یکایک وہ خوش نظر آتے ہین۔ غرضکہ یہان مراد یہ ہی کہ اللہ تعالے کی توحید سے انکار کے باوجود یہ لوگ اُسکی عبادت سے تکبر کرتے ہین۔ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ بے شبہہ صحیح ہی کہ اللہ تعالے جانتا ہی جو چھپاتے ہین اور جو ظاہر کرتے ہین۔ تو وہ اُنکو اُنکے اعمال کا پورا بدلا دیگا یعنے ایسے کافرون کو اُنکے اعمال کا بدلا ملیگا اور وہ جہنم ہی جو کہ عذاب سخت ہی۔ واضح ہو کہ لاجرم دراصل بمعنے لابد ہی ولیکن اب بمعنی تحقیق ہی خلیل رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ لاجرم کلمہ تحقیق ہی اور ہمیشہ جواب واقع ہوتا ہی۔ ابو مالک رحمہ اللہ تعالے نے کہا لاجرم یعنے حقا ضحاک رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ لاکذب یعنی کچھ دروغ نہین ہی۔

اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ اللہ تعالےٰ تکبر کرنے والون کو دوست نہین رکھتا یعنے عذاب فرماویگا واضح ہو کہ اقسام تکبر مین سے
زیادہ مذموم وہ ہو جو اللہ تعو کی توحید وعبادت سے اور اُسکے رسولون کی فرمانبرداری سے تکبر ہوا اور باقی اقسام تکبر کے درجہ بدرجہ ہین اور حدیث مین حضرت
ابن مسعود رضہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جنت مین نہ داخل ہوگا وہ شخص جسکے دل مین بقدر ذرہ کے غرور ہوا اور جہنم مین نہ داخل ہوگا وہ شخص
جسکے دل مین بقدر ذرہ کے ایمان ہو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آدمی پسند کرتا ہو کہ اسکا کپڑا اچھا ہو اسکا جوتا اچھا ہو تو فرمایا کہ اللہ تعو جمیل ہو
وہ جمال کو پسند کرتا ہو اور تکبر تو حق پر اترانا اور لوگون کو حقارت سے دیکھنا ہو رواہ الامام مسلم وابن ماجہ والترمذی وابو داؤد۔ مترجم کہتا ہو
کہ خلاصہ یہ ہو کہ تجمل وستھرائی و پاکیزگی تو اللہ تعالےٰ کو محبوب ہو اور تکبر یہ ہو کہ حق سے اتراوے جیسے مثلاً اللہ تعالےٰ کے آگے بندہ ہونے اور
رسول کی طاعت سے سرکشی کرے یا مثلاً موٹا کپڑا پہننے سے غرور کرے یا مثلاً خچر و گدھے کی سواری مین تکبر کرے حالانکہ اسپر انبیاء علیہم السلام
سوار ہوئے ہین یا مثلاً نوالہ گر پڑا اُسکو اُٹھا کر کھانے مین تکبر کرے اور یہ کہ لوگون کو حقارت سے دیکھے اور یہ مت سمجھو کہ دنیا مین لوگون کے درجہ ہین
ہر ایک کا درجہ آدمی پہچانتا ہو تو یہ صحیح ہو ہر ایک سے اُسکے درجہ کے موافق برتاؤ کرے لیکن ہر ایک پر اللہ تعالےٰ کی نعمت سمجھے اور یہ نہین کہ کسی
مین بہ نسبت دوسرے کے ذاتی بڑائی سمجھے خصوص جبکہ اپنے آپ کو کسی سے بڑا سمجھے اسطرح کہ دوسرون کو حقیر سمجھے تو یہ تکبر مذموم ہو حسین بن علی
رضی اللہ عنہما سے مروی ہو کہ آپ سوار جاتے تھے راستہ مین چند مسکین لوگون کو دیکھا کہ اُنھون نے روٹی کے ٹکڑے نکالکر جمع کیے اور کھانے
بیٹھے ہین اُنھون نے کہا کہ اے ابو عبداللہ نواسہ رسول اللہ یہ اول وقت کا کھانا موجود ہو پس سواری سے اُتر پڑے اور اُنکے ساتھ بیٹھ گئے اور
پڑھا انہ لا یحب المستکبرین یعنے بحکم آنکہ اللہ تعالےٰ مغرورون سے راضی نہین ہو پس مجھکو اُنکے ساتھ کھایا جب فارغ ہوگئے تو فرمایا کہ تم نے میری
دعوت کی مین نے قبول کی اب مین تمھاری دعوت کرتا ہون تم بھی مہربانی کرکے قبول کرو پس وہ بھی آپ کے ساتھ آپ کے گھر کی طرف اُٹھکر
چلے پس حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اُنکو کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور کچھ کچھ نقد دیکر رخصت کیا۔ تواضع کی خوبی و تکبر کی مذمت مین بہت کثرت
سے روایات ہین مثلاً ثابت ہو کہ جس نے تکبر کیا اللہ تعالےٰ اسکو ذلیل کر دیتا ہو اور جس نے تواضع کی اللہ تعالےٰ اسکو بلند کر دیتا ہو اور حدیث سے
ثابت ہو کہ جو لوگ دنیا مین تکبر کرتے تھے اللہ تعالےٰ قیامت کے روز اُنکو چیونٹیون کے مانند کر دیگا کہ لوگ انکو اپنے پیرون سے روندینگے۔
قرطبی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ محشر مین انکے اجسام اسقدر صغیر کر دیے جاوینگے جہان چھوٹا ہونا اسقدر مضر ہوگا اور جب آگ مین ڈالے
جاوینگے تو بہت بڑے کر دیے جاوینگے جہان اسقدر مضر ہوگا۔ اقول یعنے حدیث صحیح متعدد ہین کہ جہنم مین کافرون کے اجسام بہت بڑے بڑے
ہونگے حتےٰ کہ کافر کی داڑھ برابر احد پہاڑ کے ہوگی اور اُسکی کھال اسقدر موٹی ہو جائیگی کہ تین روز کی مسافت مین طے ہووے شیخ سیوطی رحمہ اللہ نے
درمنثور مین اس مقام پر بہت احادیث ذکر کی ہین۔ علماء نے کہا کہ غرور ایسی بدتر چیز ہو کہ سب گناہون کو آدمی پوشیدہ کر سکتا ہو مگر غرور
پوشیدہ نہین ہوتا ہو اور اسکو اعلان اظہار لازم ہو اور وہ سب گناہون کی جڑ ہو۔ واضح ہو کہ دنیا کی محبت بھی سب گناہون کی جڑ ہو تو لازم آیا
کہ جسکو دنیا کی محبت ہو اور دنیا حاصل ہو وہ مغرور ہوگا نعوذ باللہ من الکبر۔ **ف** فی العرائس قولہ تعالےٰ اموات غیر احیاء وما یشعرون
ایان یبعثون۔ جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے اپنی محبت ورضا سے محروم کیا ہو اور وہ مزبلہ کفر مین مبتلا ہو اور معرفت کی زندگی اسکو نہ دی ہو
اسکو کب ایسی زندگی حاصل ہو سکتی ہو جسمین موت کا خوف ہی نہین ہو پس جو لوگ کہ حق تعالےٰ کی معرفت سے جاہل ہین وہ جہالت کی موت مین
بیجان ہین اور جنکو اللہ تعو نے اپنے فضل سے ایمان دیا وہ مشاہدہ وصل مین دائمی زندہ ہین۔ کافرون وجاہلون کو بارگاہ لطف سے مطرود و
مقہور کر دیا تو وہ قہر کی تاریکیون مین ناپیتے پھرتے ہین انکو نجات وزندگی کی راہ نہین سوجھتی ہو پس مثال انکی جیسے میت کہ اُنمین روح نہین و نہ

حیات کی قابل استعداد ہو ایسے ہی جاہل لوگون کا حال ہو کہ انہین حیات معرفت وقبول محبت کی استعداد نہین ہو اسی واسطے بتون کے
حق مین اموات کہنے کے بعد بطور تاکید کے غیر احیاء فرمایا یعنے نہ انہین اصلی حیات ہو اور نہ حیات کی قابلیت ہو کیونکہ انکو جمادات پیدا
کیا ہو تو ایسے ہی کافر وجاہل لوگ ہین کہ ایمان ومعرفت والون کی زندگی سے مردہ دل ہین اور انہین معرفت حق سبحانہ تعالے کی قابلیت بھی
نہین ہو۔ اہل المعرفۃ البتہ زندہ ہین پس عارفین بارواح معرفت زندہ ہین اور محبین بارواح محبت اور مومنین بانوار مشاہدہ اور صدیقین
بارواح لقائی اور مقربین بارواح صفاتی اور موحدین بانوار ذاتی زندہ ہین اور عارفان سر الغیب کا یہ حال ہو کہ بحیات قدیمہ زندہ ہین
اور سب متغرق وصل قدم ہین کبھی انکو موت نہین ہو کیونکہ ارواح معرفت انکے اسرار مین مستقر ہین اور ارواح بقار نے انکو زندہ کردیا ہو انکی
زندگی یہ فانی زندگی نہین ہو کیونکہ سطوات عظمت وجلال سے یہ فانی حال فنا ہو گیا کیونکہ حدوث کو قدم کے ساتھ کوئی راہ نہین ہو اور ہر لحظہ
شہود وقدم سے حلاوت اوقات حیات مین دائم ہین اور جب صبح وحدانیت طلوع فرماویگی اور شمس الذات وقمر الصفات کا ظہور ہوگا تو اسکے ساتھ
بصفت حیات باقیہ وعلم ربوبیت قائم ہونگے ولیکن انکو یہ نہین معلوم ہو کہ اس درجہ مین کب پہونچینگے کیونکہ اوقات تو وہان ایک وقت ہوگا کہ
ازل سے ابد تک ہو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علے کل شئی قدیر۔ اور شیخ جنید رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ جو چیز
فنا کے دونون کنارے ہو وہ فانی ہو اور جو چیز کہ عدم کے دونون طرف ہو وہ معدوم ہو اور باقی وہی ہو جو ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہے
بعض مشائخ نے کہا کہ اموات ہونا اس معنے مین کہ وصول حق سے مردہ ہین اور انکو یہ شعور بھی نہین کہ جسکے لیے حیات بحی القیوم کا مقام
کشف ہوتا ہو وہ کس حال مین ہوتا ہو۔ شیخ حسین رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ حیات کے اقسام ہین حیات بکلمات حق اور حیات بامر حق
اور حیات بقرب حق اور حیات بنظر حق اور حیات بقدرت حق یہ سب حیات ہین اور ایک حیات جو موت ہو یعنے حرکات مذمومہ اور
یہی اس مقام پر مراد ہو۔ شیخ سہل رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ حق تعالے عزوجل نے خلق کو پیدا کیا پھر انکو بنام پاک الحی زندہ کیا اور پھر انکو
انکے نفوس سے جاہل کر کے مردہ کردیا پس جو کوئی علم سے زندہ ہوا وہ تو زندہ ہو ورنہ جہالت مین مردہ ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ حضرت علی مرتضے
کرم اللہ وجہہ سے جو مروی ہو کہ ع الناس موتی واہل العلم احیاء۔ لوگ مردے ہین اور زندے اہل العلم ہین قول شیخ سہل رح کیواسطے نص صریح ہو
اور مراد علم سے یقین ومعرفت ہو فافہم۔ واسطی رح نے کہا کہ میت وہ ہو جو اپنے خالق مالک بیشمار احسان کرنے والے سے غافل ہوا اور زندہ
وہ ہو جو الحی القیوم کے ساتھ زندہ ہوا۔ شیخ ابو عمرو الزجاجی نے فرمایا کہ تم زندے کیونکر ہوگے حالانکہ تمنے حی قیوم کو دیکھا ہی نہین شیخ نصرآبادی
نے کہا کہ اہل دنیا وجہالت کے مردہ ہین کیونکہ سواے حق عزوجل کے دوسری چیزون سے مشغول ہین اور جو بندے کہ حضوری خدمت وطاعت مین
حاضر ہین وہ زندہ ہین کیونکہ حق حی سبحانہ کے مشاہدہ مین ہین۔ پھر اللہ تعالے نے کافرون کے بعض ذمائم فرمائے

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ
اور جب کہیے انکو کیا اتارا ہو تمہارے رب نے کہین نقلین ہین پہلون کی کہ اٹھاوین بوجھ اپنے
كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ
پورے دن قیامت کے اور کچھ بوجھ انکے جنکو بہکاتے ہین بے تحقیق سنتا ہو برا بوجھ ہو
مَا يَزِرُوْنَ ۝ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ
جو اٹھاتے ہین دغابازی کر چکے ہین اُنسے اگلے پھر پہونچا اللہ انکی چنائی پر نیوسے

ع ٣ ٩

فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ
پھر گر پڑی اُنپر چھت اوپر سے اور آیا اُنپر عذاب جہان سے خبر نہ رکھتے تھے

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ أَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ
پھر دن قیامت کے رسوا کریگا اُنکو اور کہیگا کہان ہین میرے شریک جنپر تم ضد کرتے تھے

فِيْهِمْ قَالَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ
بولین گے جنکو خبر ملی تھی بیشک رسوائی آج کے دن اور برائی

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝
منکرون پر ہی

وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَاذَآ أَنْزَلَ رَبُّكُمْ یعنی جب ان منکرون تکبر کرنے والے کافرون سے کہا جاتا ہو کہ کیا اُتارا تمھارے رب نے۔ قَالُوْٓا أَسَاطِيْرُ الْأَوَّلِيْنَ کہتے ہین کہ اسطورات یعنے حکایات اگلون کی ہین۔ کہنے والے اور پوچھنے والے بعضے عرب کے گروہ تھے جو مکہ مین آتے اور قریش سے پوچھتے تھے اور بعض نے کہا کہ خود قریش آپس مین تمسخر کے طور پر ایک دوسرے سے کہتے تھے اور بعض نے لکھا کہ مسلمان جب انسے پوچھتے تو یہ جواب پاتے تھے۔ اور مراد کافرون کی اس جواب سے یہ نہین تھی کہ ہمارے رب نے یہ حکایات اُتاری ہین اسلیے کہ وہ لوگ اسکے قائل ہی نہ تھے بلکہ مطلب یہ تھا کہ یہ قرآن کلام الٰہی نہین ہی بلکہ اگلون کی حکایات ہین۔ چنانچہ ولید بن المغیرہ مخزومی بدبخت کی نسبت فرمایا کہ یون اُسنے بات بنائی کہ۔ ان ہذا الا سحر یوثر۔ یعنے یہ جادو ہو جو نقل کیا جاتا ہو اور مفسرین نے لکھا کہ یہ آیت نضر بن الحارث کے حق مین ہی اور وہ ملک فارس و بابل وغیرہ مین تجارت کو جاتا اور وہان سے رستم و اسفندیار کے قصے خریدلاتا اور عرب کو سُناتا اور گمان کرتا کہ میری داستان زیادہ دلچسپ ہی۔ بالجملہ راس الکفر ولید مذکور کی بات پر سب نے اتفاق کر کے یہی کہنا شروع کیا کہ یہ اگلون کی حکایات ہین۔ لِيَحْمِلُوْٓا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ تاکہ لادین اپنے گناہون کو پورا پورا بروز قیامت یعنی یہ مقدر انکے حق مین اسی واسطے تھا کہ اپنی پیٹھ پر اپنے گناہون کو پورا لادین اور حدیث مین ہو کہ اللہ تعالے کافرون کو اوندھا سر کے بل عرصات قیامت کی طرف حشر فرماویگا اس حال سے کہ انپر بار گناہ لادے ہونگے۔ امام رازی رحمہ اللہ تعالے نے تفسیر کبیر مین کہا کہ پورے گناہون کی قید سے معلوم ہو گیا کہ گنہگار مسلمانون سے اللہ تعالے تخفیف فرماویگا ورنہ کافرون کے ساتھ اس خصوصیت کا کچھ فائدہ نہو تا پس مسلمان گنہگار سے تخفیف ہوگی اور کافر لوگ اپنے گناہون کو پورا لادینگے اور ساتھ لے وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ انکے گناہون سے جنکو گمراہ کیا بغیر علم کے۔ واحدی رحمہ اللہ تعالے نے تفسیر مین کہا کہ کلمہ مِن یہان بعض کے معنے مین نہین ہی بلکہ جنس ہی یعنی پورے گناہ اُنکے بھی لادینگے جنکو گمراہ کیا بغیر جانے۔ جیسے اللہ تعالے نے فرمایا ليحملن اثقالهم واثقالا مع اثقالهم یعنے تاکہ لادین اپنے بوجھ اور ان بوجھون کے ساتھ دوسرے بوجھ۔ یہی عوفی رحمہ اللہ تعالے نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اپنے بوجھ اور گناہون کو مع ان لوگون کے گناہون کے جنھون نے اُنکی پیروی کی اور پیروی کرنے والون پر سے بھی اُنکے گناہون کا عذاب کچھ کم نہوگا۔ حدیث صحیح مین ہو کہ جس نے بلایا ہدایت کی طرف تو اُسکو بھی ویسا ہی ثواب ہوگا جیسا ان لوگون کو ہوگا جنھون نے اسکی پیروی کر کے مان لیا اور پیروی والون کے ثواب سے کچھ کم نہ کیا جائیگا اور جس نے بلایا گمراہی کی طرف تو اسپر عذاب ہوگا مع عذاب ان لوگون کے جنھون نے

اُنکی پیروی کی اور پیروی والون کے عذاب سے کچھ کم نہ کیا جائیگا۔ دوسری حدیث صحیح مین ہی کہ جس نے کوئی گمراہی کی راہ نکالی تو اُسپر اسکا گناہ ہوگا
اور جو لوگ اس راہ پر چلین انکا بھی گناہ ہوگا اور اس راہ چلنے والون پر سے بھی کچھ عذاب کم نہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیروی کرنے والون پر لازم تھا
کہ نہایت اہتمام و احتیاط سے تفتیش کر کے حق بات کو معلوم کرین کیونکہ جس نے حق کو ڈھونڈھا پایا اور انکی جہالت کا عذر مقبول نہوگا۔ اسی واسطے
کشاف و بیضاوی مین بغیر علم کو یضلونهم کی ضمیر مفعول سے حال ڈالا ہی یعنے گمراہ کرینگے ایسون کو جو نہین جانتے کہ وہ گمراہ ہوئے۔ یہ معنی اگرچہ
صحیح ہین لیکن نظم کلام مین اقوے یہ ہی کہ فاعل سے حال ہی یعنے گمراہ کرنے والے نادانی و جہالت سے بدون ایسی دلیل کے جس سے علم و یقین ملتا ہی
لوگون کو گمراہ کرینگے۔ لہذا دلائل شرعیہ کتاب و سنت و اجماع امت و قیاس شرعیہ ہین جو کوئی ان دلائل پر چلتا ہو وہ راہ پر ہی بلکہ اُنکے خلاف
اگر کوئی رائے کو دخل دیکر اُسکو راہ بناوے وہ گمراہ ہی جیسے حدیث مین آثار قیامت مین ہی کہ جب حرص مال و متاع کی تابعداری کیجاوے
اور اپنی خواہشون کے پیچھے لوگ چلین اور ہر ایک اپنی رائے پر نازان ہو تو وہ وقت آثار قیامت کا ہی۔ غرضکہ بغیر علم حق کے اپنے آپ گمراہ اور
لوگون کو گمراہ کر کے تمام گناہون کا بار لادتے ہین۔ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ یعنے خبردار ہو کہ جو کچھ انھون نے لادا وہ بہت برا ہی
کیونکہ یہ انکے حق مین دائمی وبال و عذاب ہی اور دنیا و آخرت مین خواری و رسوائی ہی چنانچہ اُنسے اگلون نے ایسا کیا اور اُٹھایا ایس بیان فرمایا
قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ البتہ مکر کیا تھا ان لوگون نے جو اُنسے پہلے تھے۔ مکر سے مراد ایسی تدبیر جو حق سے خلاف ہوا اور
جس سے حق کا انکار اور اسکا باطل ہونا قصد کیا گیا تھا اور تمام کافرون نے اپنے اپنے پیغمبر اور اہل ایمان کے ساتھ ایسی ہی تدبیرین کین کہ حق کو
باطل کرین جیسے اس زمانہ مین کثرت سے بادشاہ موجود ہین۔ اکثر مفسرین نے کہا کہ آیت مین اشارہ نمرود بن کنعان کی طرف ہی جو اپنے زمانہ
مین سب سے زیادہ سرکش و ظالم متکبر بادشاہ تھا اور اس نے بابل مین ایک عمارت بہت بلند بنائی جسکی اونچائی پانچ ہزار گز بیان کیجاتی ہی
اور بعضے کہتے ہین کہ دو فرسخ اونچا منارہ تھا اور مقصود اسکا بعضے کہتے ہین کہ یہ تھا کہ آسمان والون سے قتال کرے اور بعضے کہتے ہین کہ ستارون پر
قبضہ کرنا اور انکو تصرف مین لانا اور مانند اسکے اوہام تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی پر بھیجے گئے اور اس نے سرکشی مین دقیقہ نہین
چھوڑا۔ شیخ امام حافظ رحمہ اللہ تعالے نے ذکر کیا کہ عوفی رحمہ اللہ تعالے نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مکر کرنے والا نمرود تھا
جس نے بلند منارہ بنایا تھا۔ ابن ابی حاتم نے کہا کہ ایسا ہی مجاہد رحمہ اللہ تعالے سے مروی ہی اور عبدالرزاق نے مسند مین معمر رحمہ اللہ تعالے
کے واسطہ سے زید بن اسلم سے روایت کی کہ روے زمین پر پہلا جابر شخص نمرود تھا اللہ تعالے نے اُسپر ایک مچھر کو مسلط کیا جو اُسکے نتھنے مین سے
دماغ کو چڑھ گیا اور چار سو برس یہ کیفیت رہی کہ اسکے سر پر چوٹ ماری جاتی تو اسکو سکون ہوتا اور اسپر زیادہ مہربان وہ تھا کہ اپنا دستہ لگا کے سر پر
مارے اور قبل اسکے چار سو برس تک اُسنے جباری کے ساتھ سلطنت کی تھی اسی قدر اللہ تعالے نے اسکو اس عذاب سے زندہ رکھا اور اسی نے
آسمان کے دریافت اور وہان والون سے قتال کرنے کے لیے عمارت بلند بنائی تھی۔ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ پس آیا اللہ یعنے
حکم اللہ کا یا امر اللہ کا انکی عمارت پر یعنے مینار مذکور پر۔ مِنَ الْقَوَاعِدِ اسکی نیو و جڑون سے بالقول زجاج رحمہ اللہ تعالے اسکے ستونون
سے۔ یعنی اللہ تعالے کے حکم سے ایک ہوا آئی کہ اس نے منارہ کا سرا تو سمندر مین پھینکا اور نیو سے تمام ستون ڈھا دیے فَخَرَّ عَلَيْهِمُ
السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ پس گر پڑی انپر چھت اُنکے اوپر سے۔ یعنی یہی نہ تھا کہ جیسے عرب کی زبان ہی کہ "انپر چھت
گر پڑی" ایسے وقت بھی بولتے ہین وہ لوگ چھت کے نیچے درحقیقت ہون بلکہ یہ لوگ منارہ گرنے کے وقت اسکے نیچے تھے اسی واسطے بعد
کلمہ علیهم کے کلمہ من فوقهم نے تحقیق کر دیا کہ اس چھت کے گرنے سے یہ لوگ ہلاک ہوئے۔ بعضے مفسرین نے کہا کہ یہ منارہ بنانے والا تو نمرود تھا مگر اسکے

سوائے یہ جیسے بخت نصر اور اُسکے ظالم لشکر وقوم پر گری تھی۔ اور مکر کا بیان جو یہان ہی اسکا اشارہ سورہ ابراہیم مین فرمایا تھا
بقولہ وان کان مکرہم لتزول منہ الجبال۔ اور بعضے مفسرین نے کہا کہ یہ قصہ اگرچہ واقع ہوا ہو لیکن یہان مراد اس کلام سے تمثیل ہو جیسے بولتے ہین
کہ جو کوئی دوسرے کے لیے کنوان کھودے خود اُسمین گرتا ہو پس مراد یہ ہو کہ اُنھون نے اہل حق کے زائل ورا حق کو نہ ماننے وتکبر کرنے مین جو
کوشش کی تھی اُسکا وبال اُنھین پر اللہ تعالےٰ نے لوٹایا۔ اور مکر وفریب کے مکان کی چھت اُنھین پر گر پڑی اور اسکے نیچے دب کر خود ہی
وبال وہلاک ابدی اُخروی مین گرفتار ہوئے۔ کشاف نے اسی کو اختیار کیا اور قاضی بیضاوی رحمہ نے بھی اسی کی متابعت کی ولیکن قول اول معتمد ہی
اور باوجود اسکے اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہی تو مقصود یہی ہوگا کہ اسی طرح جو لوگ اللہ تعالےٰ سے تکبر کرین اور اُسکے رسول سے منکر ہو کر دنیاوی
حیات پر انحصار کرین اُنکے اس مکر کا وبال اُنھین پر ہوگا۔ جیسے یہ لوگ ہلاک وبرباد ہوئے۔ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ
لَا يَشْعُرُوْنَ اور آیا انپر عذاب الٰہی ایسی راہ سے کہ جسکا شعور نہ رکھتے تھے چنانچہ ہوا سے یہ سب بربادی ہوئی حالانکہ اُنکو اسکا خیال بھی
نہ تھا ایسے ہی اہل کفر اپنی خواہشات دنیاوی وحصول متاع وعیش مین خوش ومغرور رہتے ہین یہانتک کہ جب یکایک موت آئی تو عذاب
نظر آیا جسکا اُنکو گمان بھی نہ تھا بوجہ اسکے کہ نہایت مضبوطی سے اُنکو اس امر کا یقین تھا کہ سوائے حیات دنیاوی کے کوئی چیز دکھین زندگی نہین ہی
باوجودیکہ اہل الحق نے اُنکو امر حق پہونچا دیا تھا۔ مگر نہ مانا اور اس عذاب پر دلیر ہوگئے۔ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ پھر
قیامت کے روز اُنکو خوار وفضیحت فرماویگا۔ کیونکہ وہ دن ہی کہ پوشیدہ نیات اور نامہائے اعمال ظاہر کیے جاوینگے۔ وَيَقُوْلُ اور اللہ تعالےٰ
بطور غضب کے یا اُسکے ملائکہ کہینگے کہ۔ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ کہان ہین میرے شرکاء یعنے جنکو تم نے میرا شریک ٹھہرایا تھا الَّذِيْنَ
كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ یعنے وہ لوگ کہ تم اُنھین کے بارہ مین مخاصمہ کرتے تھے یعنے انبیاء مومنون سے جھگڑتے تھے۔ یا خلاف حکم
اللہ تعالےٰ کے جو انبیاء نے پہونچایا تھا تم رستہ سے ہٹ کر ایک شق کی طرف جاتے تھے۔ حاصل یہ کہ آج وہ کیون حاضر ہو کر تمھاری خلاصی
و مدد نہین کرتے۔ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ کہینگے وہ لوگ جنکو علم دیا گیا یعنے انبیاء علیہم السلام کے سوائے انکی امت کے
اہل معرفت وصادق مومنین ان کافرون کے حق مین جسطرح دنیا مین سمجھاتے تھے تصدیق کے لیے بطور ملامت کے کہینگے۔ اِنَّ
الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ بیشک خواری آج کے روز اور خرابی عذاب کی کافرون پر پڑی ہی

حق تعالےٰ نے ان متکبرون ظالمون کی حالت بیان فرمائی

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا

جنکی جان لیتے ہین فرشتے اور وہ برا کر رہے ہین اپنے حق مین تب اگر ینگے اطاعت کہ ہم تو

نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

کرتے نہ تھے کچھ برائی کیون نہین اللہ خوب جانتا ہے جو تم کرتے تھے

فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ

سو پیٹھو دروازون مین دوزخ کے رہا کرو اسمین سو کیا برا

مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

ٹھکانا ہے غرور کرنیوالون کا

الَّذِينَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ یعنی یہ رسوائی وخواری قیامت کی ایسے لوگون کے حق مین ہوگی جنکی روح قبض کی ملائکہ نے یعنے عزرائیل علیہ السلام واسکے ساتھی فرشتون نے ظَالِمِيٓ اَنْفُسِهِمْ درحالیکہ یہ کافر لوگ ظلم وشرک کرنے والے تھے جسکا وبال انھین کی جانون پر تھا اس لیے کہ اپنے نفس کو ناپاکی و ذمائم وتاریکیون سے نہین نکالا بلکہ اصلی فطرت پر جیسے تھے پھر شیاطین کے وساوس مین شرک وکفر وبداعمالیون مین پڑگئے اور رسول و مؤمنون کی فہمائش پر دھیان نہ کیا بلکہ مکر سے راہ شریعت کو برباد ومٹانا چاہا اور دنیاوی مغروری مین رہے یہانتک کہ مکر کا گر انھین پر گرا اور یکایک ملک الموت نے انکی روح بفرمان الٰہی قبض کی اور اسوقت خواب غفلت سے آنکھ کھولی۔ حدیث مین ہے کہ مہیب ملائکہ انکو ڈانٹینگے کہ نکل اے روح خبیث اپنے رب کی طرف جو تجھپر نہایت غضب مین ہے اور نکل طرف دار عذاب کے فَاَلْقَوُا السَّلَمَ پس بات ڈالینگے سلم کی یعنے صلح کی یعنے مخاصمہ وجھگڑے کو چھوڑینگے یا قول اسلام کہینگے یا انقیاد وفرمانبرداری کا اقرار کرینگے اور یہ روح نکلنے سے ذرا پہلے ہوگا جبکہ حلق پر دم ہوتا ہے مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ کہتے ہوئے کہ ہم تو کچھ بدی نہین کرتے تھے۔ ایسے ہی آخرت مین کہینگے کہ واللہ ربنا ما کنا مشرکین۔ یعنے قسم ہمکو ہمارے رب کی ہم مشرک نہ تھے بَلٰٓى کیون نہین تم ضرور کرتے تھے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے تھے۔ یہ حرکت بوجہ اسکے اعتقاد کے کہ اللہ تعالےٰ کو نہین پہچانا اور نہ یقین کیا کہ وہ ظاہر و پوشیدہ سب جانتا ہے۔ اور ظاہرا قیامت مین جب بعد پھیرنے روح کے جسم مین محشور ہونگے تو پھر شرک سے انکار کرینگے۔ ولیکن کچھ فائدہ نہین کیونکہ اللہ تعالےٰ ہم سب کے اعمال اور دلی اسرار سب سے خوب آگاہ ہے ہمکو بقدر نہین علوم ہو سکتا ہے جو حق سبحانہ تعالےٰ خالق مالک عزوجل جانتا ہے اُسی کی مغفرت پر بھروسا ہے غرضکہ موت کے وقت اقرار بیفائدہ اور انکار بے سود ہوگا اور حکم ہوگا کہ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا پس تم داخل ہو دروازون جہنم مین درحالیکہ تمہارے حق مین حکم ہو چکا ہے کہ جہنم مین ہمیشہ رہوگے۔ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ پس کیا برا یہ ٹھکانا تکبر کرنے والون کا ہے یعنے جو لوگ اپنے رب جلشانہ کی عبادت واپنی بندگی وعاجزی سے تکبر کرکے مغرور وسرکش ومشرک وکافر تھے اور رسول کی اتباع سے منکر تھے انکا ٹھکانا دائمی جو انکو ملا یعنے جہنم یہ کسقدر عذاب وخواری کا ہے شیخ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ نے لکھا کہ یہ لوگ اپنی موت کے روز سے اپنی روحون سے جہنم مین داخل ہونگے اور جہان قبرون وغیرہ مین انکے اجسام ہین وہان جہنم کی گرم وسخت حرارت ولوان آتی رہیگی پھر جب قیامت کا روز ہوگا تو انکی روحین انکے اجسام مین داخل کرکے محشور کیے جاوینگے اور برابر مع اجسام کے آتش جہنم مین ہمیشگی کے حکم کے ساتھ داخل کیے جاوینگے پس اسکے بعد نہ انکے لیے موت ہے اور نہ کسی حال مین تخفیف ہے۔ ف بعضے علماء کے نزدیک اہل قیامت خواہ کوئی ہون اُنسے جھوٹ نہین سرزد ہو سکتا تو انکو یہان تاویل کرنی ہوگی اور تاویل یہ ہے کہ واللہ ہم مشرک نہ تھے یعنے اُنکے خیالات واعتقادات تو اسی قسم کے تھے کہ واقعی مشرک تھے مگر اپنے نزدیک انکو جزم ویقین تھا کہ ہم کسی بُری چال چلن پر نہین ہین بلکہ برخلاف اسکے اہل توحید یعنے اہل اسلام کو کافر سمجھتے تھے۔ اور حق یہ ہے کہ کذب اہل قیامت سے ہونا صریح منصوص ہے اور اسمین تکلف کرنا بعید ہے۔ یہانتک حال ان کافرون مشرکون کا تھا جن سے پوچھا گیا کہ رب نے کیا اُتارا تو کہا کہ اساطیر الاولین

اب احوال اہل یقین ہے

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْا خَيْرًا لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا

اور کہا گیا | پرہیزگارون کو کیا | اُتارا | تمہارے رب نے | بولے نیک بات | جنھون نے | بھلائی کی

فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ

اس دنیا میں انکو بھلائی ہے اور پچھلا گھر بہتر ہے اور کیا خوب گھر ہے

دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ

پرہیزگارون کا باغ ہین رہنے کے جنمین وہ جاوینگے بہتی

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ

انکے نیچے نہرین انکو وہان ہے جو چاہین ایسا

يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ

بدلا دےگا اللہ پرہیزگارون کو جنکی جان لیتے ہین فرشتے اور وہ ستھرے ہین انکو کہتے ہین

سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

سلامتی ہے تمپر جاؤ بہشت مین بدلا اُسکا جو تم کرتے تھے

بدبخت لوگون کی حالت وبدانجام بیان فرماکر اب ان آیات مین نیکبخت بندون کی کیفیت ونیک انجام سے خوشخبری سُنائی بقولہ وَقِيْلَ اور کہا گیا یعنے پوچھا گیا - لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا اُنسے جنھون نے شرک ورسول کی نافرمانی سے پرہیز کیا اور اللہ تعالےٰ کی درگاہ مین کچھ تکبر نہین کیا کہ مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ تمھارے رب نے کیا نازل فرمایا ہے یعنے وحی قرآن سے سوال کیا گیا اور پوچھنے والے دور دور کے عرب اور جو لوگ دریافت حال چاہتے اور کفار قریش بھی ہوسکتے ہین اگرچہ عناد سے پوچھا ہو - قَالُوْا متقین نے جواب دیا خَيْرًا یعنی نازل فرمایا ہمارے رب نے خیر کو - واضح ہو کہ یہان خَیرًا منصوب جواب ہے یعنے عربی زبان مین اسی فعل محذوف کا مفعول بنصب ہے تو مزہ یون ہوا کہ انزل ربنا خیرًا - اتارا ہمارے رب نے خیر کو - بخلاف اسکے کافرون متکبرون کا مقولہ جو اوپر گزرا اسمین قَالُوْا اساطیر الاولین - یعنے اساطیر مرفوع ہے پس وہ مبتدائے محذوف کی خبر ہے یعنے ہوا اساطیر الاولین - وہ اگلون کی حکایات ہین - غرض کافرون کی یہی کہ اتارا کچھ نہین ہے بلکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اگلون کی حکایات بیان کی ہین حاصل آنکہ کافرون ومومنون کے جواب مین مرفوع و منصوب کا فرق اس نکتہ کے لیے ہے کہ کفار نے نازل کرنے کا اقرار نہ کیا تو انزل کا مفعول نہین رکھا اور جیسے اعراب مرفوع ہے ویسے کافرون کا قول درحقیقت مرفوع یعنے دور کیا ہوا اور باطل ہے مومنون کا قول اقراری منصوب اور درحقیقت منصوب یعنی قائم وثابت مستقیم ہے - لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ جن لوگون نے احسان کیا اس حیات دنیا مین اُنکے لیے بھلائی ہے - قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ احسان یہ ہے کہ ایمان لائے اللہ تعالیٰ اور اسکی کتابون ورسولون پر اور خود طاعت کی اور دوسرون کو طاعات کا حکم دیا اور بلایا اور اُسپر آمادہ کیا مجاہد رح نے کہا کہ نیک رزق ہے ضحاک رح نے کہا کہ نصرت وفتح ہے - کرخی رح نے ذکر کیا کہ بعض کے نزدیک حیات پاکیزہ ہے اور بعض کے نزدیک مکاشفہ ومشاہدہ حق ہے اور ظاہر یہ ہے کہ بھلائی ان تمام چیزون کو شامل ہے جو واقع مین بھلائی ہین حتےٰ کہ دنیا مین بعض آدمی کے لیے تونگری بہتر ہے اور بعض کیواسطے تونگری بُری اور اوسط درجہ اچھا ہے اور بعض کے لیے کفاف اچھا ہے - اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ثواب ہر ایک کے لیے موعود فرمایا ہے - حدیث صحیح مین احسان کا مرتبہ ایمان سے بھی بڑھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت اسطرح کرنا گویا اُسکو بندہ دیکھ رہا ہے اور اگر نہین دیکھتا تو اللہ تعالیٰ اُسکو دیکھ رہا ہے چونکہ اصلی مقصود ومراد بندۂ مومن کی جنت اس دار کو فانی و آخرت کو باقی جانتا ہے کہ حیات دنیاوی پاکیزگی سے گذرے اور ذخیرۂ خیرات عاقبت مین ساتھ ہو لہذا

تصریح فرمائی۔ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ اور کچھ شبہہ نہین کہ دار آخرت بہت خوب ہے۔ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ اور کیا خوب ہے
دار متقیون کا۔ واضح ہو کہ قولہ للذین احسنوا۔ سے مومنون کا کلام بھی بطور حکایت ہو سکتا ہے تو بقول کشاف وغیرہ خیر سے بدل واقع ہوا یعنے
خیر یعنی جو نازل فرمایا یہ ہے۔ اور اللہ تعالے کا کلام بھی ہو سکتا ہے تو کلام مستانف از سر نو واسطے مدح متقین کے ہوگا چنانچہ انکی دنیاوی بہتری حیات
پاکیزہ کو بیان کرکے انکی دار آخرت کی مدح پہلے تو مجمل فرمائی کیونکہ در واقع دار آخرت کی خوبی اللہ تعالے خوب جانتا ہے اور اس دار فانی مین آدمی
اسکی خوبی کو یقین کر سکتا اور عقل سے استدلال کر سکتا ہے اور کشف و مشاہدہ سے جان سکتا ہے ولیکن تفصیلی خوبی کی کیفیت سے بعد موت واقف
ہوگا لہذا پہلے متنبہ کیا کہ رب العالمین عزوجل جسکو نہایت خوب بیان فرماتا ہے بندہ اُسپر ہزار دل سے جزم کریگا اور پھر کچھ تفصیل بھی فرمائی جَنّٰتُ
عَدْنٍ وہ ہے جنات عدن۔ یہ دار المتقین جنات اقامت ہین۔ کذا فی الکشاف۔ یا ہو کہ لہم جنات عدن متقیون کے لیے جنات عدن
ہین کذا فی السمین۔ مترجم کہتا ہے کہ ظاہر مین قول کشاف قوی معلوم ہوتا ہے کہ نعم کا مخصوص بمدح وہی مقدر نکالا بخلاف قول سمین کے
کہ لہم خبر بھی مقدر ہوئی ولیکن سمین رحمہ اللہ تعالے نے ایک عمدہ نکتہ نکالا کہ جو مین نے اوپر کی اجمال و تفصیل کی وجہ مین اشارہ کر دیا فافہم۔
شیخ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ جنات عدن ترکیب مین دار المتقین کا بدل ہے یعنے لہم فی الآخرة جنات عدن۔ باغہائے اقامت ہین
يَدْخُلُوْنَهَا وہ داخل ہونگے ان جنات مین یعنے وہان سے نہ کوچ کرنے کو چاہینگے اور نہ کبھی فنا ہونگے۔ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا تحت اشجارہا و قصورہا۔ بہتی ہین انکے نیچے یعنے انکے درختون و محلسراؤن و حویلیون کے نیچے الْاَنْهٰرُ نہرین۔ ہر قسم
کی عیش و عشرت کی نہرین دودھ و شراب و شہد وغیرہ و نفیس پانی جو کہ وسط و اعلے جنت الفردوس سے نکلتی ہوئی جاری ہین اور واضح
ہو کہ حدیث مین ہے کہ نیل و فرات و جیحون و سیحون سب انہار جنت سے ہین اور مترجم کہتا ہے کہ سبحان اللہ عجیب صنعت و قدرت الٰہی جلشانہ
کا اشارہ ہے اور جو لوگ اس دنیا کے فریب مین گرفتار ہین اندھے و غضب الٰہی مین سرگردان ہین اُنکو متقین کے وعدہ دی ہوئی نعمتون سے
اُسوقت خبر ہوگی جب مرین اور اہل تقوے کو ان نعمتون سے سیراب دیکھینگے۔ لَهُمْ فِيْهَا متقیون کے لیے یہان مَا يَشَآءُوْنَ
ہر ایک چیز ہوگی جو کچھ خواہش کرین۔ ہر لذیذ و آنکھون کی ٹھنڈا کرنے والی چیز قادر مطلق کی عجیب قدرت سے اُنکے واسطے وہان حاصل ہوگی
اور یہ بات سوائے دار آخرت کے کہین نہین ممکن ہے اور یہ صریح ہے کہ دنیا مین بہت سی خواہشین جو عقل مین ہین نہین ہو سکتی ہین مثلاً ہر ایک شخص
تصور کر سکتا ہے کہ اسکا مکان موتی و جواہرات و مشک و عنبر سے آراستہ اور اُسکے گرد باغ ایسے درختون سے جو عمدہ میوہ دار اور بےخزان ہو
اور موسم خوشگوار یکسان ہو حاصل ہووے ولیکن ناممکن ہے حالانکہ یہ سب چیزین ایسی ہین کہ بعضے اوقات مین تنہا موجود ہوتی ہین کوئی
چیز اُنمین سے محال نہین ہے پھر دنیا مین ممکن نہین تو احمق وہ ہے کہ جنت کی نعمتون کا انکار کرے حالانکہ وہ دار اس دنیا سے علاوہ ہے اور
وہان کی خصوصیت خاصہ ہنوز آدمی کی نظر سے نہین گزری۔ حافظ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ اس آیت کے مانند دوسری
آیات ہین کقولہ فیہا ماتشتہیہ الانفس و تلذ الاعین وہان ہر وہ چیز موجود ہے جسکی نفس خواہش کرے اور آنکھون کو لذت دے اور حدیث
مین ہے کہ اہل جنت مین سے ایک گروہ اپنی شراب پر بیٹھے ہونگے کہ ایک ابر اُنپر آویگا سو انمین سے جو شخص اُس سے جس چیز کی خواہش کریگا
وہ برساویگا یہان تک کہ بعض انمین سے یہ خواہش کریگا کہ خوبصورت ازواج نوجوان برساوے تو بقدرت الٰہی ایسا ہی ہو جاویگا
كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ایسے ہی ثواب عطا فرماتا ہے اللہ تعالے اپنے متقی بندون کو۔ واضح ہو کہ
ادنے درجہ متقی کا یہ ہے کہ شرک سے بچے اور وحدانیت الٰہی سبحانہ تعالے اُسکے دل مین ثابت و یقینی ہو پس اگر اعمال مین گناہ کیے ہون

تو شاید معاف ہو جاوین یا توبہ کرکے مرے یا سزا پاکر دار المتقین مین جو اُسکا گھر ہو بھیجا جاوے۔ اور کمتر درجہ یہ ہو کہ شرک و ایسے گناہون
سے بچا ہو جنکا عذاب دوزخ ہی یا بعد سرزد ہونے گناہ کے توبہ کرلی ہو اور اعلے درجہ یہ ہو کہ شرک و گناہون سے اجتناب کے ساتھ سنت و مستحبات و فضائل
اعمال سے اُسکو اللہ تعالے نے حصہ عظیم عطا فرمایا ہو جیسے اولیاء اللہ تعالے کی شان ہوتی ہو۔ اللہ تعالی عزوجل نے متقیون کے وقت موت
کی صفت بیان فرما دی اور بعبر وقت موت کی حالت ہی۔ الَّذِينَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ایسے بندے جنکی روح قبض کی
ملائکہ نے طَيِّبِينَ ایسے حال مین کہ پاکیزہ تھے۔ یعنے پاک تھے شرک و گناہون کی نجاست و ہر ایک بُرائی سے کذا قال الامام۔
اور مفسرین نے پاکیزگی کی تفسیر مین اقوال نقل کیے جیسے پاکیزہ تھے شرک و کفر و نفاق سے۔ یا در حالیکہ صالحین تھے یا در حالیکہ انکے افعال
پاکیزہ تھے اور اقوال و اعتقاد صحیح تھے یا انھون نے اپنے نفوس کو ظلم شرک و معاصی سے پاک رکھا تھا خواہ پہلے سے یا توبہ کرنے
سے کما فی البیضاوی۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ پاکیزہ تھے زندگی مین و موت مین۔ یا یہ کہ ملائکہ کی بشارت سے خوش و شاد ہوکر
موت کو پسند کیا۔ بعض نے کہا کہ طیبین ایسا عمدہ کلمہ ہی کہ ان سب امور کو شامل ہو جو مذکور ہوئے اور جو پاکیزگی مین داخل مین مترجم
کہتا ہی کہ آیت دلیل ہی کہ آدمی کے جنتی ہونے کا اعتبار اُسکے خاتمہ موت کا وقت و حال ہی پس موت کے قریب زمانہ مین جو شخص عمدہ پاکیزہ
اعتقاد پر ہو اور پاکیزہ اعمال پر ہو وہ متقی ہی اگرچہ عمر بھر وہ شرک و کفر وغیرہ مین مبتلا رہا ہو دیکھو کہ ساحران موسے کس رتبہ پر پہونچے
حالانکہ عمر بھر فرعون کو رب مانا اور سحر کے مانند بدتر افعال کیے تھے۔ اور حدیث مین ہی کہ اعتبار آدمی کے خاتمہ کا ہی اور احادیث وقت موت
کے تحت قولہ تعالے یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت الآیۃ تفصیل مذکور ہو چکی ہین اور واضح ہو کہ اسی آیت کریمہ کی تفسیر مین تقوی
کے درجات کے لحاظ سے پاکیزگی کا اعتبار ملحوظ ہونا چاہیے اگرچہ ابتدائی ثواب مزبور اعلے درجہ کے لیے معلوم ہی ولیکن اللہ تعالے کبھی
ادنے درجہ کے متقی کو جس نے اللہ تعالے کی وحدانیت و صدق رسالت پر یقین کرکے شرک کو بدتر جانا ہی اپنے فضل سے کسی بات پر بخش
دیتا ہی جیسے حدیث مین ہی کہ ایک گنہگار بدکار شخص نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا پس اللہ تعالے نے اسکو بخشدیا۔ اور جب قریب زمانہ موت کا اعتبار
ہی تو ممکن ہی کہ ایک شخص توبہ کرے جبکہ اسکو اللہ تعالے و رسول کا اعتقاد حق ہوا پھر اُسنے عمل کا وقت نہ پایا تو وہ بیشک اللہ تعالے کے فضل سے
پاکیزہ موت مریگا بالجملہ مومن پاکیزہ کے واسطے یہ درجات ہین جنکی روح ملائکہ نے ایسی حالت مین قبض کی۔ يَقُولُونَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ
ملائکہ ان متقی بندون پاکیزہ سے کہتے ہین سلام علیکم کرخی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ بشارت دیتے ہین کہ اسکے بعد تمکو کوئی امر مکروہ نہ پہونچیگا اور
شیخ مفسر سیوطی رحمہ اللہ تعالے نے درمنثور مین یہ حدیث اثری لکھی جو امام مالک رح نے اور ابن جریر و بیہقی وغیرہم نے محمد بن کعب القرظی سے
روایت کی کہ کہا کہ جب بندۂ مومن مرنے لگتا ہی تو فرشتہ آکر اُس سے کہتا ہی کہ السلام علیک یا ولی اللہ تجھکو اللہ تعالے سلام فرماتا ہی
اور پھر اُسکو جنت کی بشارت دیتا ہی۔ یہ روایت اگرچہ موقوف ہی مگر حکم مین مسند مرفوع کے ہی کما تقرر فی الاصول۔ غرضکہ فرشتے سلام کہتے
ہین اور یہ کہ۔ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ تم جنت مین داخل ہو بعوض اپنے اعمال کے جو تم کرتے تھے۔ حاصل انکہ
ملائکہ انپر سلام کہینگے اور جنت کی بشارت دینگے۔ مانند قولہ تعالے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا
ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون یعنے جنھون نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہی پھر مستقیم رہے تو انپر ملائکہ اُترتے ہین کہ مت ڈرو اور
کچھ غمگین نہو اور خوشخبری قبول کرو اُس جنت کی جسکا تم وعدہ دیے گئے ہو۔ شیخ امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے احادیث
قبض الروح مین تفصیل کردی ہی جیساکہ قولہ یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت الآیۃ کی تفسیر مین گزرا اور روحی و دخول جنت کی تشریح

اس مقام پر تصریح کردی ہے بعضے مفسرین نے اسکو اُخروی دخول جنت پر محمول کیا۔ باقی رہا یہ کہ یہان بعوض عمل کے جنت مین دخل ہونا منصوص ہے حالانکہ حدیث صحیح مین ہے کہ سددوا وقاربوا واعلموا انہ لن یدخل احد الجنۃ بعملہ الحدیث۔ یعنے سیدا و ملاپ سے رہو اور جان رکھو کہ کسی کو اُسکا عمل داخل جنت نہ کریگا اے آخر الحدیث تو جواب یہ ہے کہ جنت مین داخل ہونا محض فضل آلہی ہے اور یہ بھی فضل آلہی ہے کہ بندہ کو نیکیون کی توفیق دی اور اُنکو قبول فرمایا اور شکر نعمتہاے آلہی کون ادا کرسکتا ہے پھر ہر ایک کو ان اعمال کے موافق جنت کے درجات مین جگہ دی پس حدیث صحیح اور آیت ٹھیک ہے والحمد للہ رب العالمین **ف** ۔ فی العرائس قولہ للذین احسنوا فی ہذہ الدنیا حسنۃ۔ احسان یہ مرتبہ ہے کہ ارواح و قلوب کو اُٹھاکر حضرت کبریائی مین پیش کیا کہ مشاہدہ پر قربان کرین اور اپنے خالق کی عبودیت مین ہر طرح نیک و احسن طریقہ اختیار کیا اور دار امتحان مین بمشاہدۂ یقین و عرفان حاضر و مودب رہے اور اوقات مواجید و واردات مین کشف انوار جمال سے مستقیم ہوگئے اور دار آخرت مین اُنکے واسطے عیان برعیان اور بیان بربیان ہے نہ وقفہ ہے نہ فتور اور نہ حجاب ہے نہ عتاب اور کیا خوب دار ثواب ہے ایسے اتقیاء کے لیے جنھون نے کون و مکان سے پرہیز کیا اور مشاہدۃ الخالق الرحمن حاصل کیا پھر اُنکے مجالس اُنس و کرم کا بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ جنٰت عدن یدخلونہا تجری من تحتہا الانہار الآیہ۔ ان مجالس مین اُنکے روحانی مدارج عالیہ کا بیان باشارہ ہے یعنے مقام جلال و جمال مین زوائد منت و نعمت کے انہار جاری ہین اور انکو مشاہدہ غیر مترقبہ مین وہ سب حاصل ہے جو چاہین حلاوت خطاب و وصل بیحجاب و فی ذٰلک لذکریٰ لاولی الالباب اور یہ سب درجات اُن بندون کے ہین جو ماسواے حق سے منھ موڑکر حق تعالےٰ کے واسطے منفرد ہوگئے۔ شیخ ابوعثمان نے قولہ احسنوا مین کہا کہ یعنے ابتداے احوال مین اُنھون نے یہ خوبی اختیار کی کہ محسنین کے مقامات مین رجوع کیا۔ شیخ یوسف بن الحسینؒ نے کہا کہ آداب خدمت کو نہایت خوبی سے ادا کیا اور نفس کو ایسے کامون مین لگایا کہ مراتب بلند ہوکر مقامات اولیاء پر صعود ہو اور انتہا سے احسان یہی ہے۔ **استاد** رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ دنیا مین مشاہدہ ہے اور آخرت مین معائنہ ہے۔ پھر حق سبحانہ تعالےٰ نے آگاہ فرمایا کہ ایسے محسنین متقین دنیا سے نکلتے وقت خوشدل و پاکیزہ روح ہوتے ہین بقولہ الذین تتوفاہم الملائکۃ طیبین۔ دنیا مین پاکیزگی اُنکو انوار تجلیات و قرب سے حاصل تھی اور آخرت مین مشاہدہ و وصال سے ہوگی۔ پاکیزہ ہین اُسکی پاکیزگی محبت سے۔ پاکیزہ ہین اُسکی پاکیزگی معرفت سے اُنکے نفس خوش ہین اپنے مولے کی خدمت مین اُنکے دل خوش ہین اپنے مالک کی محبت مین اُنکی ارواح پاکیزہ ہین اپنے رب کے مشاہدہ مین اور اُنکے اسرار خوش ہین پاکیزہ انوار قدس مین، ایسے بندے کسی چیز سے جو سواے مولے کے ہو لگاؤ نہین رکھتے اور نہ کسی چیز کو بت بناکر شرک کرتے ہین۔ اُنکے نفوس ہر ایک طبعی لوث سے پاک ہین اور اُنکے قلوب ہر ایک خواہش سے پاکیزہ ہین۔ آیات پر ٹھہرنے سے اُنکی ارواح پاک ہین اور تعلق بعلائق کرامات سے اُنکے اسرار پاکیزہ ہین۔ اُنکی پاکیزگی بخو شوقی مناجات ہے اور انس اُنکو بقرب و مدانات ہے مشاہدات کی محویت انکا تکیہ ہے اور انوار صفات مین حکمت اُنکے واسطے ہوش و بیداری ہے۔ بازوے شوق و محبت سے اُنکی پرواز بمقام قدس ہو۔ اللہ تعالےٰ نے اُنکو ایسی پاکیزگی سے پاک کیا کہ متصف بانوار شہود ہوگئے اور وجود موجود بوجود پاک ہوگئے۔ اُنکی مشک محبت کی خوشبو سے تمام جہان معطر ہوا اور اُنکے جذب لغت سے مشامات جان معنبر ہوگئے کیسی نفیس خوشبو ہے کہ سانس لینا جمال شوق مین ہے اور دم جھوکا خوشبوے وصال مین ہے۔ ہواے صبا نے انھین کے انفاس سے معطر ہوکر جہان کے گرداگرد کو معنبر کردیا کیونکہ یہ خوشبو ریاض جمال قدس ہے اور انفاس الرحمن اسی سے عبارت ہے دیکھو سید الانس والانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام نے کیونکر فرمایا کہ انی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن یعنے مین یمن کی جانب سے نفس الرحمن پاتا ہون۔ قلت الحدیث فی الصحیح وغیرہ۔ اور یہ بھی فرمایا

ان لربکم فے ایام دہرکم ت الا فتعرضوا لها یعنی تمہارے ایام دہر مین تمہارے سب کو خوشبودار جھونکے نسیم صبا کے ہین خبردار ہو کر انکے سر وبرو رہو۔ قلت لمحدیث نے اسکو صحیح وغیرہ۔ دلبران مشاہدہ وہان ناز وعشوہ کے ساتھ خرامان ہوتے ہین اُنکی پاکیزہ خوشبوؤن سے مشام جان انکا معطر ہو جاتے ہین سے نکہت جان بخش دار وخاک کوئی دلبران + عارفان آنجا مشام روح مشکین کردہ اند۔ عاشقون کے انفاس طیبہ سے آسمانون وزمین کو خوشبو ہوتی ہے سے قدسیان بے بہرہ انداز جرعہ کاس الکرام + این تفاول بین کہ با عشاق مسکین کردہ اند۔ آدمی یہی ہین کو طیب طینت حضرت آدم علیہ السلام سے بہرہ اند وزہین ورنہ جان بجان ہوے نام من رفت است روزے برلب جانان بسہو + اہل دل را بوے جان می آید از نام ہنوز + بعضے مشائخ نے کہا کہ پاکیزگی اُنکے ابدان وارواح دونون میں ہو بوجہ اسکے کہ ملازم خدمت رہے اور شہوات فانیہ کو ترک کر دیا۔ اور بھی فرمایا کہ اپنی خواہش سے دنیا سے کچھ بھی آلودہ نہین ہوئے۔ شیخ ابو حفص رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ابدان کی پاکیزگی وروشنی طاعات وخدمات کے انجام دینے مین ہوتی ہے اور ارواح کی خوبی حق تعالےٰ کے ساتھ استقامت مین ہوتی ہے اور دونون باتین اسکے فیض توفیق کا اثر ہین۔ شیخ استاد رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اُنکی پاکیزگی اسطرح کہ نفوس کو انھون نے قربان کیا اور ارواح اُنکی سب لوث سے پاک قبض کی گئین۔ پھر اللہ تعالےٰ عزوجل نے کافرون ومشرکون کا باطل مین منہمک ہوتا اور نافہمی وغرور دنیاوی کا جہالت بیان فرماکر تہدید فرمائی بقولہ

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ

اب کچھ راہ دیکھتے ہین مگر یہی کہ آوین اُنپر فرشتے یا پہونچے حکم تیرے رب کا اسیطرح کیا اُنھے

مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

اگلون نے اور اللہ نے ظلم نہ کیا اُنپر لیکن اپنا بُرا کرتے رہے

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

پھر پڑے اُنپر اُنکے بُرے کام اور الٹ پڑا اُنپر جو ٹھٹھا کرتے تھے

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ

اور بولے شریک پکڑنیوالے اگر چاہتا اللہ نہ پوجتے ہم اُسکے سوائے کوئی چیز

وَلَآ اٰبَاۗؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ

اور نہ ہمارے باپ اور نہ حرام ٹھہرا لیتے ہم اُسکے سوائے کوئی چیز اسیطرح کیا اُنسے

قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝

اگلون نے سو رسولون پر ذمہ نہین مگر پہونچا دینا کھول کر

ع ۹ / ۱۰

کافرون ومشرکون نے نادانی سے ہٹ کی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے رسول ہونے کی سچائی پر جو معجزات کثرت سے لاتے ہین اور خوبیون کا حکم دیتے ہین اور دنیاوی ودینی اخبار بالکل انبیاے متقدمین کے مطابق متواتر وقطعی ہین ان سب سے منھ موڑ کر اُنکے سوائے ایک فرشتہ لاوین جو گواہی دے کہ اللہ تعالےٰ نے اُنکو بھیجا ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مین نازل کر دیا کہ فرشتہ اگر بصورت آدمی آوے تو کلام کا اشتباہ باقی ہے اور اگر بصورت اصلی آوے تو یہ لوگ مرجاوین کیونکہ استعداد نبوت وولایت انمین نہین ہے مگر کافرون نے اپنی جہالت کو نہ چھوڑا تو

انکو تہدید فرمائی- هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّآ أَن تَأْتِيَهُمُ ٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ نہین منتظر ہین مگر اس بات کے کہ انپر ملائکہ
آوین یعنے اسوقت یہ مرجاوینگے- اور یہ بھی معنے ہوسکتے ہین کہ یہ لوگ راہ راست پر نہین آتے بلکہ منتظر ہین کہ جب قبض ارواح کے ملائکہ
آوین تو یقین کرین حالانکہ اسوقت کچھ فائدہ نہین ہو- یا یہ معنی کہ قرآن پاک کو اساطیر الاولین کہکر انکار کرتے ہین کیا اسکے منتظر ہین کہ ملائکہ آکر
انکا فیصلہ کردین اور انکی روحین قبض کرین- أَوْ يَأْتِىَ أَمْرُ رَبِّكَ یا آجاوے انپر حکم تیرے رب کا یعنے اللہ تعالے کا عذاب جو
انکو ہلاک کردے یا نذر ہوکر قیامت کے منتظر ہین- انتظار سے یہ مراد نہین کہ حقیقت مین راہ دیکھتے تھے کیونکہ وہ تو اسکے قائل ہی نہ تھے
بلکہ ایسے کام کرتے تھے کہ عذاب انپر واجب ہوکر انتظار ہوگیا کہ لامحالہ وارد ہوگا بوجہ وعید آلہی کے اور شیخ ابو السعود رحمہ اللہ تعالے نے
کہا کہ ملائکہ موت کا آنا اور عذاب الہی کا آنا دونون انپر مقرر ہوچکے ہین تو یہان حرف او یعنے یہ یا یہ- دونون مین سے ایک کا بیان اس معنے
مین ہو کہ دونون مین سے ایک بات انکے واسطے ضرور اور کافی ہو اور بعض مفسرین نے کہا کہ غرض یہ ہو کہ دنیا کی چندروزہ زندگی مین یہ
لوگ مہلت دیے گئے تھے تو کیا یہ چاہتے ہین کہ یہ مہلت بھی پوری نہ لین اور ابھی سے ملائکہ کو چاہتے ہین جو انکے حق مین موت ہو جسمے
عذاب سے نہ چھوٹینگے یا عذاب آلہی آوے کہ ہمیشہ کے واسطے عذاب مین مبتلا ہون- كَذَٰلِكَ فَعَلَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ
یعنی جیسے یہ لوگ کفر و شرک پر اصرار اور رسول سے انکار بلکہ مشغول بلکہ ایذا دہی کرتے ہین ایسے ہی انسے اگلے کافر و مشرک قومون نے
کیا تھا پھر آخر عذاب سے ہلاک ہوے- وَمَا ظَلَمَهُمُ ٱللَّهُ وَلَـٰكِن كَانُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ اور عذاب سے ہلاک کرکے
اللہ تعالے نے انپر کچھ ظلم نہین کیا بلکہ جو اللہ تعالے نے ہر طرح کے افعال کا بدلا مقرر کیا ہو وہ انکو پہونچا ولیکن وہ اپنی جانون پر خود ظلم
کرتے تھے کہ اپنی جانون کو عذاب پیش کرتے رہے اور جانون کے پاس وہی سامان ذخیرہ کیا جسکا بدلا عذاب و جہنم ہو- اس سے ثابت ہوا
کہ کافرون کے افعال کفر و شرک و نفاق خود ظلم ہین تو ظلم کرنا انھین تک ہو اور خوب تحقیق ہوچکا کہ اللہ تعالے پر کسی طرح کوئی معنے ظلم کے
نہین ہوسکتے ہین اور جو کوئی سرسری جہالت سے گمان کرے کہ مطیع کو ہلاک کرنا مثلاً ظلم ہو تو یہ بھی جہالت ہو اسلیے کہ اپنی چیز مین جب آدمی
ہر طرح تصرف کرتا ہو تو اللہ تعالے سے ظلم کیونکر ہوگا کیونکہ وہی خالق مالک ہو سب اسکے بندے ہین اگرچہ یہ واقع نہوگا کہ مطیع پر عذاب ہو کیونکہ انکی
طاعت کے بدلے مین ہلاک وغیرہ سب عین ثواب ہو اور رب تبارک و تعالے علیم حکیم ہو اسی واسطے مشرکون و کافرون نے اعمال قبیحہ کے
ارتکاب سے خود اپنے اوپر ظلم کیا- فَأَصَابَهُمْ سَيِّـَٔاتُ مَا عَمِلُوا۟ سو انکو پہونچے بدلے انکے بداعمالون کے یا برے عوض انکے
اعمالون کے یعنے جیسے اعمال انھون نے اپنے واسطے کمائے تھے- وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا۟ بِهِۦ يَسْتَهْزِءُونَ
اور جس سے یہان ٹھٹھا کرتے تھے اور رسولون پر ہنستے تھے کہ کہان دوزخ اور کیسی قیامت اور حشر کیونکر ہوسکتا ہو اور فرشتہ و عذاب
و ثواب کچھ نہین بلکہ فقط دنیاوی زندگی ہو وہ سب انکے سامنے ہوئے اور انکار و ٹھٹھا کی سزاؤن نے انکو ہر طرف سے گھیر لیا- پھر اللہ تعالے نے
مشرکون کے دوسرے قسم کے مضحکہ و طعن کا ذکر فرمایا بقولہ تعالے- وَقَالَ ٱلَّذِينَ أَشْرَكُوا۟ اور مشرکون نے کہا یعنے گذشتہ زمانہ
والون کے مثل مشرکین مکہ و عرب نے بطریق طعن کے کہا کہ- لَوْ شَآءَ ٱللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِۦ مِن شَىْءٍ نَّحْنُ وَلَآ ءَابَآؤُنَا
اگر اللہ تعالے چاہتا تو ہم اسکے سولے کسی کی عبادت نہ کرتے نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادے یعنے بتون کی اور غیر خدا کی پرستش بھی
ہم سے بمشیت الٰہیہ ہو اور ہمین پر موقوف نہین بلکہ یہ تو اللہ تعالے نے مدت سے ہمارے باپ دادون سے چاہا لہذا دو باتین ثابت
ہوئین ایک یہ کہ جب رسول کے کہنے کے موافق اللہ تعالے کی شان یہ ہو کہ جو وہ چاہے وہی ہوتا ہو تو جب اس نے ہم سے چاہا کہ ہم

غیر کی پرستش کرین تب ہی واقع ہوئی - اور دوم یہ کہ جو اُس نے چاہا وہ بہتر ہی - وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ
اور نہ ہم اسکی حرام کی ہوئی چیز کے سوائے کچھ حرام کرتے - اُنکا مقصود یہ تھا کہ یہ تو ہمارے باپ دادے سے چلی آتی ہو جب رسول کوئی
نہ تھا تو رسول کی کچھ حاجت نہین جبکہ سب کچھ اللہ تعالے ہی کی طرف سے ہو - قال الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے یعنے مشرکین
اپنی جہالت سے تقدیر سے حجت لاتے کہ اللہ تعالے ہی کی مشیت سے ہمارا شرک کرنا اور بحیرہ و سائبہ و وصیلہ وغیرہ کا حرام کرنا واقع ہوا
ورنہ ہم پر انکار کرتا اور ہمکو قابو نہ دیتا کیونکہ جو اللہ تعالے نہ چاہے وہ نہین واقع ہوتا ہی تفسیر کبیر مین امام رازی نے اسکے واسطے تفصیل
لکھی ہو اور ظاہر یہ ہو کہ مشرکین اس سے رسولون پر الزام لگانا چاہتے تھے اور درحقیقت اُنکا یہ اعتقاد نہ تھا - اسی واسطے اس کلام کو انکے
استہزاء کے عذاب بیان کرنے کے بعد فرمایا ہی اور زجاج رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہ کلام مشرکون کا بطریق استہزاء تھا اور اگر اعتقاد
سے کہتے تو مومن ہو جاتے - اور اللہ تعالے نے فرمایا - كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ایسا ہی کیا ان لوگون نے جو ان مشرکین
عرب سے پہلے تھے - یعنے یہی مضحکہ کیا اور کرنا بجاے کہنے کے اشارہ ہو کہ قول فی نفسہ صحیح ہو مگر مقصود قول نہین بلکہ فعل مضحکہ و استہزاء ہی
یعنی ایسا ہی مضحکہ اگلی امتون کے مشرک بھی کرتے رہے ہین پس اللہ تعالے نے رد کر دیا بقولہ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ
الْمُبِيْنُ یعنے رسولون پر تو اسی قدر فرض ہو کہ صاف صاف حکم پہونچا دین - قال الامام الحافظ رحمہ اللہ تعالے ہر رسول نے
سخت انکار سے اُنکو شرک سے منع کر دیا اور حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر تا زمانہ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم
باتفاق سب انبیاء و رسولون نے شرک سے منع کیا پھر شرکون کا یہ دعوے کہ چاہتا تو منع کرنا محض فضول ہو اور حاصل یہ ہو کہ مشیت سے
اُنکی مراد اگر یہی ہو کہ جو شروع فرمایا وہ اللہ تعالے کی مشیئۃ ہو تو یہ بالکل غلط ہو اس لیے کہ وحی خالص سے باجماع انبیاء و رسل
علیہم السلام کے شرک سے سخت ممانعت فرمائی ہو اور اگر انکی یہ مراد ہو کہ پیدائش کی مشیت الٰہی ہو یعنے حق سبحانہ تعالیٰ نے
شرک کو اور مشرکون کو اپنی مشیت سے پیدا کیا ہو تو صحیح ہو لیکن اس سے مشرکون کا مطلب نہین نکلتا کیونکہ اللہ تعالے جل شانہ نے
شیاطین کو اور دوزخ کو اور دوزخیون کو سب کو پیدا کیا ہو اور وہ شرک و کفر سے راضی نہین ہو پس شرک کو پیدا کیا مگر راضی نہین ہو
تو ناراضی کے اعمال سے مشرک اپنے دار جہنم مین ہوگا و نعوذ باللہ منہا - پھر اللہ تعالے نے شرعی ممانعت و نہونا شرعی مشیت

شرک کا بیان فرمایا بقولہ تعالے

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ
اور ہمنے اُٹھائے ہین ہر امت مین رسول کہ بندگی کرو اللہ کی اور بچو مُفسدون گے سے

فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِيْرُوْا
سو کسیکو راہ دی اللہ نے اور کسی پر ثابت ہوئی گمراہی سو پھرو

فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○ اِنْ تَحْرِصْ
زمین مین تو دیکھو کیسا ہوا آخر جھوٹلانے والون کا اگر تو للچاوے

عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○
انکو راہ پر لانے کو تو اللہ راہ نہین دیتا جسکو بھٹکاتا ہی اور کوئی نہین انکے مددگار

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ

اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی پکی کی قسمیں کہ نہ اُٹھاوے گا اللہ جو کوئی مر جاوے کیوں نہیں وعدہ ہو چکا ہی اُسپر

حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ

ثابت لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اسواسطے کہ کھول دے اُنپر جس بات میں جھگڑتے ہیں

فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ۝ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ

اور تا معلوم کریں منکر کہ وہ جھوٹے تھے ہمارا کہنا کسی چیز کو

اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

جب ہمنے اُسکو چاہا یہی ہی کہ کہیں اُسکو ہو تو وہ ہو جاوے

رکوع ۵ ۱۱

اس کلام پاک میں صاف اعلام کر دیا کہ خالق و مالک فقط اللہ تعالےٰ ہی اور اُسکی تقدیر سابق ہو چکی ہی اور رسولوں کا بھیجنا صرف ابلاغ مبین ہی چنانچہ فرمایا۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا یعنے اگلی ہر امت میں ہم رسول بھیج چکے ہیں صریح اس حکم کے ساتھ کہ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ توحید کرو اللہ وحدہ لاشریک کی اور بچو طاغوت سے یعنے یہ امر سب پر صاف ظاہر ہو چکا کہ اللہ تعالےٰ کی مرضی اسی میں ہو کہ اُسی کی خالص توحید ہو اور شرک نہو۔ طاغوت واحد و جمع مذکر و مونث یکسان ہی اور بت سے مراد یہان ہر وہ چیز ہی جو سواے اللہ تعالےٰ کے معبود بنائی جاوے خواہ کسی طرح سے اُسکے ساتھ شرک ہو۔ اہل الحق نے تصریح کر دی کہ آدمی اگر اپنے نفس کی پیروی خلاف مرضی رب تبارک و تعالےٰ کے کرے تو اُس نے نفس کو اپنا معبود بنالیا پھر غیر کے ساتھ کیا گمان ہی۔ بالجملہ اجتناب شرک سے ہر گروہ کو معلوم کرا دیا گیا۔ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ پھر انمیں سے بعض کو اللہ تعالےٰ نے ہدایت دی یعنی دین توحید کی اور طاغوت سے اجتناب کی رہنمائی فرمائی اور ٹھیک مرضی کر دیا۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ یعنی بعض کے حق میں بمقتضاے ازلی سابق جو ثابت ہوا تھا کہ کفر پر اصرار کریگا وہ محقق ظاہر ہوا چنانچہ وہ عناد و کفر پر جمے رہے۔ اس آیت میں دلیل ہی کہ اللہ تعالےٰ کا امر اور ارادہ۔ دو ہیں اور یہ بات اگرچہ صاف ہی لیکن بعضے لوگوں کو وہم ہوا کہ ایک ہیں اور اُسکی توضیح یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو حکم دیا کہ اُسی کی عبادت کریں اور شرک سے دور رہیں اور ارادہ کیا کہ انمیں سے فقط بعض کو ہدایت دے اور بعض گمراہ رکھے اس لیے کہ اگر سب کی ہدایت چاہتا تو سب ہدایت پر ہوتے کما قال تعالےٰ ولو شاء لهدٰكم اجمعين یعنے اگر چاہتا تو سب کو ہدایت دیتا۔ زجاج رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ اسمیں اللہ تعالےٰ نے آگاہ فرمایا کہ رسولوں کو اُس نے اس حکم کے ساتھ بھیجا کہ سب اسی کی عبادت کریں اور یہ بات سواے ہدایت و ضلال کے ہی۔ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ اب ضرور ہوا کہ تم سیر کرو زمین میں۔ یعنے غور و فکر و عبرت کے ساتھ ملکوں پر نظر ڈالو واضح ہو کہ اپنی گھر و اولاد اور شب و روز کے دوست و احباب سے آدمی ایسا الفت کرنے لگتا ہی کہ اپنے آغاز و انجام کو بھول جاتا ہی اور جو باتیں اُسکو پیش آنے والی ہیں اُنسے نظر اُسکی غافل رہتی ہی اور طبیعت اپنے پسند کے ساتھ مالوف رہتی ہی لہذا جب وطن سے نکلکر چند روز علحدہ ہوا تو اُسکے حواس ٹھیک ہوتے ہیں کہ اسی طرح اُسکو ایک روز مر کر علحدہ ہونا ضرور ہی اور ہر ایک گذشتہ حالات و نشانات کو نظر عبرت سے دیکھتا ہی کہ اسی طرح یہ لوگ اس شان و شوکت سے تھے کہ آج اُنکا نشان بھی نہیں ہی لہذا حکم دیا کہ زمین میں پھرو۔ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ تب نظر کرو کہ جن لوگوں نے رسولوں کو جھٹلایا جیسے قوم عاد و ثمود

اور مانند اسکے جنھون نے فنون کی بنیاد نکالی تھی انکا انجام کیونکر ہوا چند روز کے بعد انکے بدن گل و سڑ کر خراب اور مبتلاے عذاب ہوئے اور انکا نشان مٹ گیا۔ پھر اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا۔ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰی هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ یعنی اے محمد اگر تجھپر بہت شاق ہے اپنی قوم کی جدائی اور تو بڑی کوشش سے چاہتا ہے کہ وہ راہ پر ہو جاوین تاکہ جہنم و عذاب مین نہ جاوین تو تجھکو یہ قدرت حاصل نہو گی کیونکہ اللہ تعالے نے جسکو گمراہ کیا اسکو ہدایت نہین دیتا ہے یا جسکے حق مین علم الٰہی مین ضلالت ہے وہ ہدایت نہین پاتا ہے پس تیرا کوشش کرنا و حرص کرنا تجھے فائدہ نہ دیگا اس آیت سے اللہ تعالے کی عظمت و کبریائی اور اسی پر بھروسا زیادہ ہوا کہ اسکے سوائے کسی مین یہ قدرت نہین اور اسی کی درگاہ مین خلوص ہے۔ اور گمراہون کو مایوس کر دیا بقولہ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ اور انکا کوئی مددگار نہین ہے کہ اللہ تعالے کی مشیت کو انسے دور کرے اور عذاب سے بچاوے۔ پھر قیامت کے انکار مین قریش کی جہالت و عداوت بیان فرمائی۔ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اور قسمین کھائین ان لوگون نے اللہ تعالے کی انتہائے کوشش کی اپنی قسمین کہ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ اللہ تعالے نہین اٹھاویگا اسکو جو مر جاوے زمخشری نے کشاف مین اس کلام کو وقال الذین اشرکوا پر عطف قرار دیا یعنے مشرکون نے کہا اسے آخرہ اور قسمین کھائین اسے آخرہ۔ واضح ہو کہ قریش اکثر باتون پر اپنی یا اولاد کی یا بتون وغیرہ کی قسم کھاتے اور جب کوئی سخت قسم کھاتے تو اللہ تعالے کی قسم کھاتے پس انکار قیامت پر سخت قسم کھاتے کہ مردون کو اللہ تعالے نہین اٹھاویگا اور وجہ انکار کی فقط گمان و قیاس تھا کہ گلی سڑی ہڈیون کو کون زندہ کریگا۔ ابو العالیہ رحمہ اللہ تعالے سے مروی ہے کہ زمانہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین ایک مسلمان کا ایک کافر پر قرضہ تھا وہ تقاضے کو آیا اور باہم انمین گفتگو ہوئی مسلمان نے کہا کہ بعد موت کے مجھے اپنے رب تبارک و تعالے سے ایسی ایسی امیدین ہین کافر نے کہا کہ تجھے یہ یقین ہے کہ مر جانے کے بعد تو اٹھایا جائیگا یہ ہرگز نہو گا مین اسپر قسم کھاتا ہون۔ اقول اور صحیحین مین بھی ایک واقعہ ایسا ہی مروی ہے اور اسمین یہ بھی ہے کہ کافر نے سرکشی سے کہا کہ اچھا جب وہان مین اٹھایا جاؤن اور مجھے مال وغیرہ حاصل ہو تو قرضہ ادا کر دونگا یعنے یہ کچھ ہونا نہین ہے اللہ تعالے نے اسکو رد کر دیا۔ بَلٰی وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا یعنی ضرور اٹھائے جانے کا وعدہ برحق ہے اسمین کچھ خلاف نہین ہے۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ولیکن بہتیرے لوگ نہین جانتے یا اسوجہ سے کہ علم حاصل ہونے کا جو طریقہ ہے کہ صدق وحی و رسالت سے قطعی علم ملتا ہے اسکو نہین مانتے یا اللہ تعالے کی قدرت و رعایت حکمت و آغاز و انجام سے بے بہرہ غافل ہین قاعدہ نہین جانتے۔ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ یعنے قیامت کے واقع ہونے سے یہی ہو گا کہ اللہ تعالے ظاہر فرماویگا انپر وہ کہ جسمین اختلاف کرتے تھے اور نہین مانتے تھے پس وہی انکو کھل جائیگا کہ اللہ تعالے کے رسول جو کچھ بیان کرتے اور جو کتاب الٰہی مین اترا تھا سب سچ تھا اور مطیع کا ثواب جنت واقعی اور کافر کا عذاب جہنم بیشک تحقیقی ہے۔ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ اور تاکہ کافر و منکر لوگ جان لین کہ وہی خود جھوٹے تھے۔ اصل مین اللہ تعالے نے مومنون و اہل طاعت کے لیے درجات ثواب و فضائل رکھے ہین وہ انکو اس روز ملینگے اور کافر حسرت و عذاب پاوینگے کیونکہ انھون نے یہی کمایا ہے۔ پھر کافرون کا شبہہ دور فرمایا کہ۔ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ ہمارا کہنا کسی شی کے لیے یعنی جو ہمارے علم مین ہو اسکے ہو جانے کے لیے یا کوئی چیز موجود ہو جانے کے لیے جب ہم اسکا ارادہ کرین۔ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ یہی ہے کہ ہم اسکو کہین کہ ہو جا۔ فَيَكُوْنُ پس وہ ہو جاتی ہے زجاج نے کہا کہ اس سے آگاہ کر دیا کہ اللہ تعالے جو چاہے نہایت ہی آسانی سے پیدا ہو جاوے۔ اور سورہ یٰسین مین یون رد کر دیا کہ قل یحییہا الذی انشاہا اول مرۃ یعنی جسنے کہ سڑی گلی

ہڈیون کو وہی پیدا کریگا جس نے اُنکو اول مرتبہ زندہ کیا تھا یعنے صاف ظاہر ہے کہ اول بار انکو موجود کیا حالانکہ ہڈی بھی نہ تھی تو اب دوبارہ پیدا
کرنا تو بالکل آسان ہے۔ شیخ ابو السعود رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہ کلام بطریق مثال ہے یعنے اللہ تعالے کی قدرت مین کوئی چیز ممتنع نہین ہے
خواہ چھوٹی ہو یا بڑی ہو سب اُسکی قدرت مین داخل ہین جو چاہے پیدا کر دے جو وہ چاہے وہ موجود ہو جاتی ہے اور وہان نہ قول ہے اور نہ جس سے
قول کہا جاوے اور نہ کاف ہے اور نہ نون ہے تو اب یہ شبہہ نہ رہا کہ معدوم سے کیونکر کہا تھا اور اگر وہ چیز موجود تھی تو کہنے کا فائدہ نہین ہے
واضح ہو کہ اکثر مفسرین نے اس مقام پر یون ہی لکھا اور ظاہرا اشکال اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وجود کی ماہیت کسی کو معلوم نہین ہوئی چنانچہ
اسمین عقلین حیران ہین ورنہ کوئی تردد نہین ہے اور علماے مفسرین نے عوام کے واسطے آسان طور پر سمجھا دیا جسقدر اُنکی سمجھ کے لائق ہے اور شان الٰہی
اعلے واجل ہے فافہم۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ مراد یہ کہ آسمان و زمین اور جہان اللہ تعالے چاہے کوئی چیز اُسپر دشوار نہین ہو سکتی
جو کہا کہ ہو جاوے ویسے ہی ہو گیا اور قیامت بھی ایسی ہی ہے جیسے فرمایا۔ وما امرنا الا واحدۃ کلمح بالبصر۔ ہمارا حکم تو ایک ہی ہے جیسے پلک مارنا یعنی
نہایت آسان جیسے کہتے ہین کہ پلک مارتے ہو گیا۔ ابن ابی حاتم نے یہان ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول وارد کیا جسکا خلاصہ صحیحین کی حدیث
مرفوع ہے کہ آدمی نے اللہ تعالے کی تکذیب کی جبکہ کہا کہ جیسے پیدا کیا تھا پھر دوبارہ اعادہ نہین کریگا اور بدگوئی کی جبکہ کہا کہ اسکی جورو لڑکا ہے حالانکہ
اُسکی شان واحد احد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ہے۔ ف۔ فی العرائس ان تحرص علی ہداہم فان اللہ الخ۔ حق تعالی اسمین
حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شفقت مخلوقات پر اور رحمت ایسے لوگون پر جو عذاب اختیار کرنے پر گرے پڑتے ہین اور اندھے ہونے کے
سبب سے نہین دیکھتے ہین بیان فرمائی۔ پھر متنبہ کر دیا کہ تو دل تنگ نہو ان لوگون کی جہت سے جنکے حق مین ازلی حکم اللہ عزوجل جاری ہو چکا کہ
تیری راہ سے برگشتہ کیے گئے کیونکہ تو اُنکو اس راہ پر نہین لا سکتا ہے اس لیے کہ سابق ارادہ ازلی قدیم ہے وہ کسی حادث کے روکنے سے
نہین رک سکتا کیونکہ اُسکی مخلوق مین سے عبودیت اُسی کو عطا ہوئی ہے جسکو اُس نے اپنی معرفت سے مخصوص کر کے لباس بندگی سے
آراستہ کیا ہے اور جسکو اُس نے لباس قہری پہنایا ہے اُسپر تجھے یہ قدرت نہین ہے کہ یہ لباس اُسکے بدن سے اُتار لے کیونکہ امر قدم کو قدم ہی
رفع کر سکتا ہے اور رسولون کی بعثت تو اسی واسطے ہوتی ہے کہ شریعت و طریقت واضح بیان کر دین اور اسواسطے نہین کہ ہدایت مین شریک
ہون۔ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ سعادت و شقاوت و ہدایت و ضلالت ازل مین جاری ہو چکی ہین اُنمین کچھ تبدیل و تحویل کو گنجائش
نہین ہے اور اپنے اپنے اوقات پر جسمون مین اُنکا ظہور ہوتا ہے اسمین کسی کے فعل و اختیار کو دخل نہین ہے اور خلق کو اسپر قدرت نہین بلکہ ارادہ
ازلی سے جاری ہوئے ہین وہان انبیاء و اولیاء کو کچھ دخل نہین ہے قولہ انما قولنا لشیء اذا اردناہ الآیہ۔ اس سے ظاہر ہے کہ وجود کسی شئ کا نہین ہو سکتا
جب تک کہ اللہ تعالے اُسکو خلق نہ فرماوے جیسے افعال وغیرہ کہ تمام مخلوقات الٰہیہ ہین اور بندے اپنے افعال کے کمانے والے ہین
پس گمراہی کا وجود اللہ تعالے کے پیدا کرنے سے ہے اور جس شخص مین گمراہی پیدا ہوئی وہ اُسکا خوشی سے کمانے والا ہے اور اُسی کو گمراہ کہینگے
اور اللہ تعالے فقط پیدا کرنے والا ہے اور ایسی ہی ہدایت کا حال ہے کہ اُسکا پیدا کرنے والا ہی رب تبارک و تعالے ہے۔ واضح ہو کہ اللہ تعالے کی
ذات کے واسطے صفات قدیمہ ازلیہ ہین ازانجملہ ارادہ و مشیت ہے کہ یہ دونون تو ہر سابق سے سابق ہین کیونکہ ان دونون کا جریان واسطے
وجود الوجود کے ہے اور جو داخل وجود ہے اور ہر صفت الٰہی قدیم ہے تو سبقت اس معنے مین نہین ہے کہ کوئی صفت حادث ہے کہ جسکو ان دونون نے
وجود دیا ہے کیونکہ او تعالے ابتدا سے پاک ہے ایسی حالت سے کہ وہان سابق علم مین مشیت و ارادہ سے خالی ہو بلکہ اللہ تعالے نے اشیاء کو قدم
مین جانا اور اُسکا علم اُسکے ارادہ کے ساتھ تھا اور وجود موجود تھا اُسکے علم مین اور مرید تھا اُسکے ارادہ کا اور وہ محض علم و ارادہ کے ساتھ اپنی

قدرت سے قادر بایجاد الخلق تھا لیکن اگر موجود کرتا تو معیت وجودی ہوتی اور جملہ حوادث مخلوقات کو رتبہ قدم حاصل ہو جاتا لہذا انکو بغیر علت کے موخر کر دیا اور ہر ایک کو اپنے اوقات کے ساتھ موقت کر دیا اور جب کسی حادث کا وجود چاہا تو اُسکا وجود معلوم ہے پس اُسکو پیدا کر دیا بتمام صفت حالانکہ وہ معدوم تھا تا کہ بحد کمال ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اشیاء کو بذات و بجمیع صفات پیدا فرمایا ہے پس قولہ تعالےٰ یقول لہ کن - یہ قول انکی صفات میں سے ایک صفت ہے پس معدوم سے کہا کہ کن یعنے ہمارے پیدا کرنے سے تو پیدا ہو جا پس یہ معدوم بکمال جمیع صفات موجود ہو گیا کیونکہ اگر امر و کلام سے خالی ہوتا تو ناقص ہوتا حالانکہ اللہ تعالےٰ قادر ہے کہ اشیاء کو بر حد کمال پیدا کرے بعض مشائخ سے پوچھا گیا کہ کیا ارادہ و مشیت کافی نہ تھے کہ قول کن کا ظہور ہوا۔ فرمایا کہ ارادہ و مشیت خفی ہوئے پس اکوان کو معلوم میں ظاہر کیا اور لفظ کن کو ظاہر کیا پس اکوان کو (یعنے عدم سے موجودات کو) وجود کی جانب خارج کیا۔ شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں کہا کہ یہ بقدر معارف ہے کہ قدرت کی طرف اشارت ہے اور حقیقت میں تو حق کے واسطے کوئی موجد نہیں جیسے اُسکے لیے موجود نہیں کیونکہ اسکے واسطے معدوم نہ تھا پس اشیاء کا ظہور یہ ہے کہ اُسکی ذات سے ظاہر ہوئی ہیں اور اُسی کے ساتھ پائی گئی ہیں نہ اُنکی صفات سے تو لم یزل ولا یزال اُس کی صفت ہے مگر بات اتنی ہے کہ بعض کو بعض کے واسطے ظاہر نہ کیا قال المترجم یہ کلام رقیق و مشکل ہے اور خوض کرنے کا مقام نہیں ہے واللہ تعالےٰ ہو الہادی الی الصواب - پھر اللہ تعالےٰ نے اپنی طرف رجوع کرنے والے بندوں کا ثواب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت متواتر رسولوں کے مانند ہونا جو قطعی ہے اور جو انکار کرتے ہیں انکو خوف دلانا - اور عالم کی موجودات سے ظہور وحدانیت الٰہی پر تنبیہ اور ملکوت والوں کی بندگی بیان فرمائی لقولہ تعالےٰ

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

اور جنھوں نے گھر چھوڑا اللہ کے واسطے بعد اسکے کہ ظلم اُٹھایا البتہ انکو ہم ٹھکانا دینگے دنیا میں اچھا

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ

اور ثواب آخرت کا تو بہت بڑا ہے اگر انکو معلوم ہوتا جو ثابت رہے اور اپنے رب پر

يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْــَٔـلُوْٓا

بھروسا کیا اور تجھسے پہلے بھی جتنے بھیجے یہی مرد بھیجے تھے کہ حکم بھیجتے تھے اُنکی طرف سو پوچھو

اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۙ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ

یاد رکھنے والوں سے اگر تمکو معلوم نہیں بھیجے تھے نشانیاں لیکر اور ورق اور تجھکو اُتاری ہمنے

الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ اَفَاَمِنَ

یہ یادداشت کہ تو کھول دے لوگوں پاس جو اُترا اُنکی طرف اور شاید وہ دھیان کریں سو کیا نڈر ہوئے ہیں

الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ

جو بڑے داؤ کرتے ہیں کہ دھنسا دے اللہ انکو زمین میں یا پہونچے انکو

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ

عذاب جہاں سے خبر نہ رکھتے ہوں یا پکڑ لے انکو چلتے پھرتے سو وہ

وقف لازم

النصف

مُعْجِزِيْنَ ۝ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا

تھکانے والے یا پکڑلے انکو ڈراسے کر سو تمہارا رب بڑا نرم ہی مہربان کیا نہین دیکھتے

اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ

جو اللہ نے بنائی ہی کوئی چیز ڈھلتی ہین چھاوین انکی داہنے سے اور بائین سے سجدہ کرتے اللہ کو

وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ

اور وہ عاجزی مین ہین اور اللہ کو سجدہ کرتا ہی جو آسمان مین ہی اور جو زمین مین ہی کوئی جانور

وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ

اور فرشتے اور وہ بڑائی نہین کرتے ڈر رکھتے ہین اپنے رب کا اوپر سے

وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝

اور کرتے ہین جو حکم پاتے ہین

ع ۱۰ السجدة

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا اور جن لوگون نے ہجرت کی اللہ تعالے مین بعد مظلوم بنائے جانے کے لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ضرور ہم انکو جگہ دینگے دنیا مین اچھی طرح۔ واضح ہو کہ آیت کریمہ کے معنے اور جسطرح اُسکا حکم قیامت تک باقی ہی مع تفسیر کے آگے لکھینگے اور پہلے مفسرین کے بعضے اقوال مذکور ہوتے ہین بعض نے کہا کہ موقع نزول اس آیت کا دربارہ صہیب وعمار وبلال وخباب رضی اللہ عنہم ہی کہ جنکو مشرکین مکہ غلام حقیر جانتے اور سخت تکلیف دیتے تھے۔ اس قول پر شبہہ کیا گیا کہ سورت مکی ہی اور ان لوگون کی ہجرت بجانب مدینہ ہوئی اور جواب دیا گیا کہ نزول آیات بحکمت تعلیمیہ مقدم ومؤخر ہوا ہی تو ہوسکتا ہی کہ یہ آیات مدینہ مین نازل ہوئی ہون پھر یہ ترتیب لوح محفوظ رکھی گئین۔ بعض نے کہا کہ ابو جندل بن سہیل وغیرہ کے حق مین نازل ہوئی جنکے باپ وغیرہ کافر تھے انھون نے انکو مقید کرکے ایذائین دین کہ اسلام سے پھر جاوین مگر انھون نے تکلیفین برداشت کین۔ بعض نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جملہ اصحاب مہاجرین کے حق مین ہی جنھون نے مکہ مین کافرون کے ہاتھون سے تکلیفین اُٹھائین اور صبر کیا پھر اللہ تعالے کی عبادت اطمینان سے کرنے کے لیے ملک حبشہ کو ہجرت کر گئے پھر اللہ تعالے نے انکو مدینہ منورہ مین ٹھکانا دیا اور مومنین مدینہ کو ہم انکا ناصر مددگار کردیا۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ اللہ تعالے اس آیت مین خبر دیتا ہی ثواب عظیم ان مہاجرین کا جنھون نے اللہ تعالے کی رضامندی کے واسطے اپنا وطن چھوڑا مال ومتاع دوست احباب چھوڑے اور دار الاسلام مین چلے گئے اور شاید کہ سبب نزول وہ ہجرت ہو جو ملک حبش کیطرف واقع ہوئی جبکہ کفار مکہ نے سخت تکلیفین دین پس اپنے رب کی عبادت پر قابو حاصل کرنے کو قریب اسّی مرد وعورتون کے جنمین اکابرین سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مع اپنی بی بی حضرت رقیہ یعنے صاحبزادی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت جعفر بن ابی طالب برادر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ابو سلمہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہم تھے پس اللہ تعالی نے مکہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر مہاجرین کے واسطے دنیا مین عمدہ ٹھکانا وقابو دینے کا وعدہ دیا اور پھر اُسکو پورا کردیا اسطرح کہ مدینہ مین انصار رضی اللہ عنہم کے یہان جگہ دی۔ خلاصہ یہ کہ اس صورت مین آیت بھی مثل سورت کے مکی ہوگی اور ہجرت متحقق ہوگئی اور مترجم کہتا ہی کہ ہجرت فی اللہ کے معانی جو آگے بیان ہونگے اگر انمین سے سواے ترک وطن کے دوسرے معنے لیے جاوین تب بھی مکہ مین اترنا قبل

ہجرت مدینہ کے مثابہ ہو اگرچہ حکم آیت کا ہجرت مدینہ کو بھی شامل ہو فانظر وتامل - **قال الشیخ** اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اور شعبی رحمہ اللہ تعالے و قتادہ و حسن نے کہا کہ دنیا مین عمدہ ٹھکانا وہ مدینہ ہو اور مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ رزق پاکیزہ مراد ہو جو دنیا مین دیا گیا شیخ نے کہا کہ دونون قول صحیح ہین کیونکہ تبوئہ کے معنے بمنزلہ تفضل کے دونون باتون کو شامل بلکہ جملہ اسباب کو جنکے ساتھ آدمی دنیا مین مرضیات الٰہی جل شانہ کو حاصل کرے شامل ہین اور لکھا کہ یہ وعدہ پورا ہوا کہ اُنھون نے اپنے وطن و گھر بار کو چھوڑا اور اموال و اعزہ سے منھ موڑا پس اللہ تعالی نے انکو دنیا مین بھی بہتر دیا کیونکہ جو کوئی اللہ تعالے کے واسطے کچھ چھوڑے اللہ تعالے اُس سے بہتر اُسکو نصیب کرتا ہو اور انکو تو اللہ تعالے نے روے زمین کی سلطنتون کا مالک کر دیا اور کفار و مشرکین کی گردنین نیچی کردین - **مترجم** کہتا ہو کہ آیت مین ہاجروا فی اللہ - نہایت بلیغ و جامع کلام ہو اور اُسکی توضیح یہ ہو کہ ہجرت کے معنے چھوڑ دینا ؛ و اُسکے اقسام ہین اول تو گھر بار و مال و متاع وغیرہ کو جو ایسے ملک مین ہو جہان کفر غالب و اسلام مغلوب ہو چھوڑ کر ایسے ملک کو جانا جو دار الاسلام ہو یا جہان اسلام کے شرائع پر عمل کرنے سے کوئی شخص مزاحم نہو اور کوئی خصوصیت اُسکی نہین کہ مکہ یا مدینہ کو جاوے ولیکن جاننا چاہیے کہ ابتداے اسلام یعنے زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین کہ دار الکفر تھا لہذا ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے ملک حبش کی طرف ہجرت کی جہان کا بادشاہ نجاشی رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گیا تھا اسکے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا حکم ہوا چنانچہ آپ مع باقی اصحاب کے مدینہ آئے اور حبشہ کے ہجرت والے بھی آپسے آکر ملگئے اور اسوقت مسلمانون پر فرض تھا کہ جہان کہین کوئی مسلمان ہو اور قابو پاوے وہ مدینہ مین ہجرت کر آوے - ظاہرا اسوجہ سے کہ جماعت اسلام اسقدر ہو جاوے کہ اسرار نبوت و فیض صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مستفیض ہو کر کافرون کو مغلوب کرین اور تمام ملک اللہ تعالے کے کلمہ توحید سے منور ہو پس اس ہجرت کا ثواب عظیم تھا اور برابر چند سال تک رہا یہانتک کہ مکہ فتح ہو کر دار الاسلام ہو گیا اسوقت فرمایا - لا ہجرۃ بعد الفتح یعنے بعد فتح مکہ کے وہ ہجرت فریضہ باقی نہین رہی ولیکن جہاد ہمیشہ کے لیے باقی رہا - پھر اس سے یہ مطلب نہین ہو کہ قیامت تک ہجرت نہین ہو یا کبھی ہجرت فرض نہین ہو کیونکہ بالاجماع جس ملک کفر مین آدمی شرائع ایمان ادا نہ کر سکے وہان سے ہجرت کر کے جانا اسپر فرض ہو اور شیخ ابن ملک رحمہ اللہ تعالے نے شرح مشارق مین لکھا کہ کسی ملک اسلام مین چلا جاوے کچھ خصوصیت مکہ یا مدینہ کی نہین اور مین کہتا ہون کہ یہ صحیح ہو ولیکن مکہ مدینہ جو ملک حجاز کہلاتا ہو وہان جانے اور تنگی سے بسر کرنے مین ثواب عظیم ہو اور حدیث مین آیا ہو کہ آخر زمانہ مین دین اسطرح ملک حجاز کیطرف سمٹ کر پھر آویگا جیسے سانپ اپنی بانبی کی طرف سمٹ آتا ہو - دوم قسم ہجرت سے وہ ہجرت ہو کہ جن باتون سے اللہ تعالے نے منع کیا اُن سب کو چھوڑ دے چنانچہ حدیث صحیح مین ہو کہ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ مہاجر کون شخص ہوتا ہو فرمایا کہ جو شخص ہر وہ چیز چھوڑ دے جس سے اللہ تعالے نے منع کیا - اور یہ ہجرت بہ نسبت قسم اول کے زیادہ عام ہو اسلیے کہ جو شخص ایسے ملک مین ہو جہان دار الاسلام ہو تو وہ اپنے گھر بیٹھے ہجرت کا ثواب عظیم پاویگا جبکہ ہر ممنوع شرعی کو چھوڑ دے - اور قسم سوم ہجرت کی زیادہ باریک نظر سے اہل تقوے پہچانتے ہین اور وہ یہ ہو کہ آدمی اللہ تعالے کے سواے کسی غیر کا طالب نہو اور سواے اُسکے ارادہ کے کسی دوسرے کی خواہش پر نہ چلے حتے کہ اپنے نفس کی خواہش بھی چھوڑے بلکہ نفس کی الفت چھوڑے پس طبیعت کی خواہشون اور نفس کی ہوسات کو اگرچہ شرع مین مباح ہون چھوڑ دے چنانچہ آخرت پر صدق کے ساتھ یقین کرنے والون نے بہت سی مزہ دار چیزین جنکو دل چاہتا تھا اور شرع نے مباح کر دی ہین اللہ تعالے کے واسطے چھوڑا کہ عیش و لذت کا مقام دار الآخرۃ ہو - پھر ان سب کے ساتھ اللہ تعالے کے واسطے خلوص ہونا ضرور ہو کیونکہ حدیث صحیحین مین صریح ہو کہ الاعمال بالنیات تا قولہ فہجرتہ الے

ماہاجر الیہ - یعنی اعمال کا مدار نیتون پر ہی جس نے اللہ تعالے ورسول کی طرف ہجرت کی نیت خالص کی تو اُسکی ہجرت اللہ تعالے ورسول کی طرف ہوگی اور جسکی نیت یہ ہو کہ وہان کچھ دنیا حاصل ہوگی یا کسی عورت سے بیاہ ہو جائیگا تو جو نیت مین ہو اُسی کی طرف ہجرت ہوگی - ایک شخص نے ام قیس عورت کی دوستی و نکاح مین ہجرت کی تھی پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بنور وحی معلوم فرماکر یہ حدیث فرمائی پھر وہ شخص اسی نام سے مشہور ہوا کہ ام قیس کے لیے ہجرت کرنے والا ہی - اب تجھے معلوم ہوا کہ ہاجروا فے اللہ سب کو شامل ہی یا ہاجر فی سبیل اللہ اور یا ہاجر فے حب اللہ اور ہاجر فے دین اللہ اور ہاجر فے صفات اللہ اور ہاجر فے ذات اللہ اور یا ہاجر فے امر اللہ غرضکہ جملہ اقسام اور جزئیات کو شامل ہی اور واضح ہو کہ آیت مین یہ بھی ہی کہ من بعد ما ظلموا یعنی مظلوم ہوکر ہجرت کی سو یہ واقعہ کا بیان ہی کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم جنکو ہجرت کا مرتبہ پورا نصیب ہوا تھا انپر یہی واقع ہوا تھا کہ پہلے وطن مین کافرون کے ہاتھون سے بہت ظلم اُٹھائے تھے پھر وہان سے ہجرت کی - اور یہ خوب جان لینا چاہیے کہ بظاہر تو ہر وقت ممکن ہی کہ آدمی درجہ اعلے کے اعمال حاصل کرے ولیکن غور سے جس نے دیکھا اور سمجھا وہ جانتا ہی کہ حسن نیت و صدق اور تمام و کمال رجوع رب کی طرف اور اکل حلال اور صدق مقال اور اپنی وجورو اور اولاد و دوست و احباب کے حقوق غرضکہ سب باتین ٹھیک کرکے ایک نماز و ایک کام بھی مشکل سے نصیب ہو سکتا ہی اگرچہ ثواب دینا اللہ تعالے کا فضل ہی چنانچہ حدیث سے ثابت ہی کہ آخر زمانہ مین مومنین ہونگے کہ بہت سی بے ادبی اُنسے عفو فرمائی جائیگی اور ذرہ سے عمل پر بہت سا ثواب پاوینگے - خلاصہ یہ کہ مظلوم ہوکر نیت ہجرت ہونا شرط نہین ہی اور اگر غور سے دیکھو تو ہر شخص خود اپنے اوپر ظلم کرتا ہی اور اللہ تعالے نے فرمایا و ما ظلمہم اللہ ولکن کانوا انفسہم یظلمون یعنی اللہ تعالے نے اُنپر ظلم نہین کیا ولیکن وہی خود اپنی جانون پر ظلم کرتے تھے - اور بڑا ظلم آدمی کا شرک ہی اور واضح ہو کہ ولی اپنے مرتبہ ولایت سے پہلے ایسی عبادت نہین کرسکتا تھا جیسی معرفت کے ساتھ ولی ہوکر ادا کرتا ہی تو ظاہر ہی کہ پہلے اُسنے اپنے اوپر ظلم کیا اور بھی واضح ہو کہ خطرات سے بچنا بغیر فضل و رحمت الٰہی کے مشکل ہی دیکھو یوسف علیہ السلام کے مثل پیغمبر پر عتاب ہوا جبکہ قولہ اذکرنی عند ربک کہا تھا - اور اکثر ہوتا ہی کہ آدمی کہتا ہی کہ چنے کھائے تھے میرے پیٹ مین اُس سے درد ہوا حالانکہ اسوقت یہ دھیان سے اُتر گیا تھا کہ اللہ تعالے ہی مؤثر ہی تمام مخلوقات اُسی کے قبضہ مین ہی اگرچہ اُس سے پوچھا جاتا تو یہ نہین کہتا کہ چنون کی تاثیر خود ہی مگر اُسکی نظر اسوقت غافل تھی - اب غور سے دیکھنا چاہیے کہ اس کلام مین کسقدر بلاغت اعجازی ہی کہ سب صورتون کو تمام اسرار کے ساتھ شامل ہی اور یہ کلام سوائے اللہ تعالے عالم الغیب کے آدمی سے نہین ہوسکتا اور اسمین الٰہی علوم و اسرار وہ ہین کہ ہم لوگون کی نظر وہان نہین پہونچتی اور جب بندہ اپنے رب تبارک و تعالے کی شان مین ہجرت پوری کرتا ہی تو اللہ تعالے اُسکو پوری نیکی و خوبی عطا فرماتا ہی اور یہ وعدہ اسی دنیا مین ہی - وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ - اور ثواب آخرت بہت بڑا ہی یعنے دنیا کے وعدہ کے علاوہ اصلی ثواب تو آخرت مین بفضل الٰہی ہی جسکو اللہ تعالے جل شانہ بڑا فرماوے اُسکو بندہ کیا خیال مین لاوے اور وہ جنت ہی جو کہ محل دیدار رب تبارک و تعالے ہی اور اس سے ظاہر ہوگیا کہ دیدار الٰہی سے بڑھکر کیا چیز ہی اور اسکا اندازہ آدمی کے خیال مین نہین آسکتا لہذا اُسکو بہت بڑا فرمایا ہی اور فرمایا - لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ - کاش جانتے ہوتے کہ وہ اکبر ہی تو کافر و ظالم لوگ بھی ظلم نہ کرتے اور وہ راہ مہاجرین و انصار کی اختیار کرتے اور ہزار جان سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر فدا ہوتے - اور ذکر کیا شیخ ابن کثیر رح نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب مہاجرین سے کسی کو اسکا حصہ دیتے تو فرماتے کہ لے اسکو اللہ تعالے تجھے اسمین برکت عطا فرماوے - یہ تو اللہ تعالے کا وعدہ ہی جو دنیا مین تجھے دینے کا فرمایا ہی اور جو ثواب تیرے لیے آخرت مین ذخیرہ ہی وہ بہت افضل ہی پھر یہی آیت کریمہ والذین ہاجروا فے اللہ آخر تک پڑھتے - چونکہ ہجرت مین نفس پر مشقت برداشت کرنے مین صبر جمیل ہی اور اللہ تعالے کی توفیق و عنایت پر بھروسا ہی لہذا رب تبارک و تعالے نے اُنکی شناخت مین بطریق مدح بڑھایا کہ الَّذِينَ صَبَرُوا وہ ایسے

اچھے بندے ہین کہ جنھون نے صبر کیا یعنے مشرکون کی اذیت پر اور وطن مالوف چھوڑنے اور مال واقربا سے منھ موڑنے اور تنہا بے زاد و توشہ
واسباب رہنے پر اور اللہ تعالے کی راہ مین جہاد مین جان قربان کرنے پر اور اولاد کا شہید ہونا دیکھنے پر اور طبیعت کی خواہشات ترک کرنے
اور ثابت قدم رہنے پر اور مانند اسکے تمام باتون پر جنکا حاصل ہونا اللہ تعالے ہی کے فضل پر ہو۔ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اور اپنے
رب تعالے ہی پر بھروسا کرتے ہین اُسکے سوائے کسی چیز پر انکا بھروسا نہین ہو لہذا کہا گیا کہ ابتداے سلوک مین سالک کو صبر لازم ہو اور انتہا سے تربیت
اُسکو توکل حاصل ہوتا ہو۔ واضح ہو کہ پہلے تو بفعل ماضی اُنکا حال فرمایا کہ اُنھون نے ہجرت کی اور آخر مین بفعل مضارع فرمایا کہ ایسا کرتے ہین تو اِن
دو باتون کا فائدہ ہو ایک یہ کہ اُنھون نے ایک کام کیا اور اُسپر ثابت قدم رہتے ہین۔ دوم یہ کہ اُنھین کی پیروی مین دوسرون کو چاہیے کہ راہ الٰہی مین
چلین اور پہچان یہی ہو کہ صبر کرتے اور توکل کرتے ہین تو انجام یہ ہوتا ہو کہ اللہ تعالے اُنکو اچھی طرح رزق غیب سے دیتا ہو اور اپنی مرضیات مین
مقبول اور دنیا مین اچھی طرح رکھتا ہو والحمد للہ رب العالمین۔ واضح ہو کہ شروع کلام مین مشرکون وکافرون کا قرآن سے انکار کرنا اور رسول سے تعجب
کر کے ملائکہ کی رسالت چاہنا ذکر کر کے انکا خسران وخسارت بیان فرمائی تھی اور مومنون مطیعین کا ماننا اور پیروی کرنا اور کلام الٰہی کے اقرار اور پیروی سے
درجات بیان فرمائے۔ اب کافرون ومشرکون پر اُنکی سمجھ کے لائق حجت قائم کی ہر چند کہ قرآن ورسول پر کوئی چیز حجت نہین بلکہ یہ خود دونون پر اُنکے لیے
حجت ہین پس فرمایا۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ ہو ہمنے نہین بھیجا تجھسے پہلے مگر مردون کو وحی بھیجتے
تھے اُنکی طرف اس سے یہ غرض نہین کہ عورتین نہ تھین بلکہ یہ غرض کہ ملائکہ نہین بھیجے بلکہ آدمی بھیجے مگر آدمیون مین سے بھی عورت کو بسبب نقصان کے رسول نہین کیا بلکہ
فقط مردون کو رسول کیا ہو۔ یہ صریح ہو کہ کسی عورت کو رسالت کی وحی نہین بھیجی ولیکن مریم ومادر موسے وغیرہ رضی اللہ عنہما کو وحی بھیجی تھی جیسا
کہ آیات اسپر دلیل ہین اور اس سے یہ ضرور نہین کہ وہ نبیہ ہو جاوین کیونکہ یہ وحی بطور رسول بنانے کے نہ تھی اور ہر وحی کچھ وحی نبوت نہین ہوتی ہو
کیونکہ فرمایا۔ واوحی ربک الی النحل۔ یعنے شہد کی مکھی کو تیرے رب نے وحی کی۔ حالانکہ ہر شخص جانتا ہو کہ یہ وحی نبوت نہین ہو سکتی ہو غرضکہ قریش و
کافرون پر اسطرح حجت قائم کی کہ آدم سے لیکر خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم تک انبیار کا بھیجا جانا ثابت ہو اور ثبوت اسکا کبھی کبھی زمانہ مین کسی کسی
قوم مین نہین بلکہ ہر قوم مین ہو کیونکہ ہر قریہ مین اللہ تعالے کا کوئی رسول آیا ہو جیسا کہ شہادت قرآنی موجود ہو اور یہ مت کہو کہ اسکا رسول ہونا ہمنے
نہین مانا کیونکہ اتنا معلوم ہوا کہ رسالت مع معجزات کا دعوے ایک مرد کی طرف سے واقع ہوا اور اسکو مومن وکافر سب اقرار کرتے ہین اور یہ
سب اقرارات مجموعہ ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین توریت وانجیل ماننے والون کے پاس موجود تھے تو جب خبر متواتر ہوئی
تو قطعی یقینی ہو اور شبہہ کہ شاید فرشتہ ہو دور کر لو چنانچہ فرمایا فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
سوم پوچھ لو اہل کتاب سے اگر تم نہ جانتے ہو یعنے اہل کتاب تمکو اپنے یہان کے متواتر اخبار بھی سُنا دینگے کہ جو نبی گزرا وہ مرد تھا
فرشتہ نہ تھا۔ صرف اسی بات مین اہل کتاب سے پوچھنے کا حکم دینا مراد ہو یعنے یہ غرض نہین ہو کہ جب تمکو کسی بات مین شک ہو تم اہل کتاب
سے پوچھکر مان لو حتے کہ اگر اہل کتاب مین سے کافر لوگ نبوت محمدیہ سے منکر ہون تو بھی مان لو۔ بلکہ فقط اس بات کو پوچھو کہ اگلی امتون
کے رسول آدمی تھے یا ملائکہ۔ شیخ حافظ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت کی کہ جب اللہ تعالے نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو رسول بھیجا تو عرب نے اس سے انکار کیا اور کہنے لگے کہ اللہ تعالے کی شان اس سے
اعلے ہو کہ اسکا رسول ایک بشر ہو پس اللہ تعالے نے اُتارا قولہ اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منہم الآیہ۔ اور یہان فرمایا وما ارسلنا
من قبلک الا رجالا الآیہ یعنے اگلے اہل کتاب سے سوال کر کے اطمینان کر لو کہ اُنکی طرف جو رسول بھیجے گئے وہ آدمی تھے یا ملائکہ تھے پس اگر وہ

کہ بشر تھے تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے مت انکار کرو- لکھا کہ یون ہی مجاہد رحمہ اللہ تعالےٰ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ اہل الذکر سے مراد اہل الکتاب ہین یہی قول مجاہد و اعمش کا ہے- عبدالرحمن بن زید نے کہا کہ ذکر قرآن ہی اور یہ بات اگرچہ خود صحیح ہی لیکن یہان اسکے ارادہ کے معنے نہین ہین کیونکہ کافر لوگ اس سے منکر ہوکر پھر ثابت ہونے کے واسطے اُسی کی طرف رجوع نہ کرینگے اور اسی طرح قول امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام کا کہ اہل الذکر ہم لوگ ہین یعنے اس امت والے اہل الذکر ہین تو یہ حقیقت مین صحیح ہی کیونکہ یہ امت تمام سالقہ امتون سے علم مین بڑھکر ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت مین سے جو عالم ہوئے ہین وہ دیگر عالمون مین سے بہتر و افضل ہین جس حال مین کہ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر مستقیم رہے جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ابن عباس وحسن وحسین ومحمد بن الحنفیہ و امام زین العابدین علی بن الحسین اور علی بن عبداللہ بن عباس اور ابوجعفر باقر (محمد بن علی بن الحسین) و جعفر بن محمد اور مانند انکے جو لوگ متمسک بسنت وقائم بصراط مستقیم تھے اور ہر ایک حقدار کا حق بعدل الٰہیہ پہچانتے تھے اور بندگان مومنین کے دل انپر مجتمع تھے- بالجملہ اس آیت مین مقصود یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے رسول بھی مثل آپ کے آدمی تھے کقولہ تعالےٰ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا- وقولہ الا ان قالوا ابعث اللہ بشرا رسولا- وقولہ وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام الآیہ- وقولہ قل ماکنت بدعا من الرسل یعنے کہدے اے محمد کہ مین انوکھا نہین ہون رسولون مین سے- پس حکم دیا جنکو رسولون کے بشر ہونے مین متواتر اخبار پر اعتماد نہو اُسکو چاہیے کہ اہل کتاب سابقین سے پوچھے- مترجم کہتا ہی کہ شیخ سیوطی رحمہ اللہ تعالےٰ و امام محی السنہ صاحب معالم التنزیل وجماعت مفسرین نے تصریح کردی کہ اہل کتاب سے فقط اسی سوال خاص کے پوچھنے کا حکم ہی- قولہ تعالےٰ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ معجزات وکتابون کے ساتھ- زمخشری نے کشاف مین منجملہ وجوہ اعراب کے اول یہ لکھی کہ اسکا تعلق ما ارسلنا کے ساتھ داخل تحت حکم استثنار مع رجالا ہی ای ما ارسلنا الا رجالا بالبینات والزبر- یعنی ہمنے نہین بھیجا تجھ سے پہلے اے محمد مگر مردون کو معجزات وکتابون کے ساتھ- اور ایک یہ توجیہ لکھی کہ متعلق بمحذوف ہی گویا کہا گیا کہ رجال کو کس چیز کے ساتھ بھیجا تو فرمایا کہ معجزات وکتب بھیجا- اور یہ بھی تجویز کیا گیا کہ نوحی کے متعلق ہو اور اس صورت مین بینات سے آیات کلامی مراد لینا چاہیے اس لیے کہ معجزات وحی کرنے کے معنے نہین مگر یہ کہ کہا جاوے کہ وحی حق مقصود ہی- غرض کہ ہر حال مین اسکا تعلق فاسئلوا سے نہین ہی جیسا کہ بعض غیر مقلدین مدعیون نے دعوے کیا اور یہ معنے لگائے کہ پوچھو اہل الذکر سے اگر تم نہ جانتے ہو پوچھنا ساتھ بینات وزبر کے یعنے تمہارا سوال اہل الذکر سے اسطرح ہو کہ اُنسے بینات وزبر کی دلیل سے پوچھو- اور یہ اسوجہ سے غلط ہی کہ جن کفار مشرکین کو یہان خطاب ہی وہ لوگ بینات وزبر کو مانتے ہی نہ تھے علاوہ اسکے انجان جاہل کیونکر دلائل سے سوال کرسکتا ہی اور اگر اہل الذکر نے جواب دیا تو وہ کیونکر جانے کہ یہ بینات وزبر سے ہی اور اسکو کیا فائدہ ہوسکتا ہی اور اگر مجیب پر اعتماد کرکے سچ مانے تو پہلے ہی اُسپر کیون اعتماد نہو کیونکہ جو کوئی کسی شخص کو مستقل شارع سمجھکر اُسکا حکم پوچھے تو وہ کافر ہی پس یہ تو بالاتفاق معلوم کہ مومن سوال کرے تو وہ شریعت کا حکم مانگتا ہی- اور جواب دینے والے عالم کا یہی کام ہی کہ اللہ تعالےٰ ورسول کے حکم سے جو اُسکے نزدیک علم ہی جواب دیدے اور عنقریب زیادہ توضیح آویگی انشاء اللہ تعالےٰ- یہان خلاصہ کلام یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ نے مشرکون پر قطعی دلیل سے رہنمائی وحجت قائم فرمادی جو کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بشر ہونے سے رسالت حق کا انکار کرتے اور تعجب کرتے تھے اسطرح کہ رسولون کا بشر ہونا متواتر ہوگیا اور تم لوگ کیونکر متواترات سے منکر ہو اگر شک کرتے ہو جیسے آدمی یقینی بات مین کبھی شک مین پڑجاتا ہی تو اہل کتاب سے پوچھو وہ اپنے علم سے اپنا یقین بیان کرینگے اور جب معلوم ہوگیا کہ انبیاء علیہم السلام بشر ہوتے آئے ہین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اللہ تعالےٰ نے مردون کو رسول کرکے معجزات وکتابون کے ساتھ بھیجا تو تم بے تردد محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو

رسول مانو اور ایمان لاؤ کہ اسی طرح اللہ تعالے نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم المرسلین فرمایا ہے چنانچہ فرمایا۔ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ اور نازل کیا ہم نے تجھ پر اے محمد۔ الذِّکْرَ قرآن کو یعنے جو کہ غافلون کو ذاکر بناتا ہے۔ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ تاکہ تو صاف بیان کردے لوگون کے لیے یعنے تمام لوگون عرب وروم وشام وہند وچین وروس ویورپ وافریقہ وامریکہ عموما سب لوگون کے لیے بیان کردے خود اور بذریعہ اپنے اصحاب وتابعین واتباع ومومنین کے قیامت تک۔ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ جو ان لوگون کیطرف انکے رب نے نازل فرمایا ہے اور وہ توحید ومعرفت آلہی ہے وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ اور تاکہ یہ لوگ فکر کریں سمجھین۔ واضح ہو جس نے حواس کو جمع کرکے خالص توجہ سے غور کیا اُسکو اللہ تعالے کی وحدانیت مین کچھ شک نہین ہوسکتا اور اللہ تعالے ہی ہادی ہے۔ یہان دو باتین سمجھ لینا چاہیے ایک یہ کہ قرآن نازل فرمایا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ تو اُسکو صاف بیان کردے تو معلوم ہوا کہ حضرت صلعم کا بیان متوارث رہیگا چنانچہ اوقات نماز کے اور عدد رکعات کے اور مانند اسکے مشہور متواتر چلے آتے ہین اور یہ بھی نکلا کہ جہان قرآن مین مجمل ہو اور حدیث سے توضیح ہو تو اولیا متقین کی سند سے حدیث صحیح کا بیان لیکر اُسپر عمل کیا جاوے اسی واسطے مقرری اصل ہے کہ حدیث مبین کو آیت مجمل پر مقدم کیا جاوے اور اسپر اتفاق ہے۔ دوسری بات یہان یہ ہے کہ جاہل بے پڑھا آدمی جو مرتبہ ایمان سے مشرف ہوا جب اسکو کوئی بات شرع کی معلوم نہو تو عالم متقی سے پوچھے اور اسکی توضیح یہ ہے کہ اللہ تعالے نے اہل کتاب کو اہل الذکر قرار دیا بوجہ اُسکے کہ ذکر یعنے کتاب سماوی اُنکے پاس تھی باوجود وہ کمتر کتاب پر چلتے تھے اور اہل قرآن ضرور اہل الذکر ہین کیونکہ اللہ تعا نے نے آنحضرت صلعم پر ذکر یعنے قرآن نازل فرمایا اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے تبلیغ رسالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حصہ وافی پایا چنانچہ قولہ وانزل الیّ ہذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ۔ مین ظاہر ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کی نیابت مین تبلیغ فرمائی اور بحدیث صحیح بلغوا عنی ولو آیۃ۔ مجھ سے تبلیغ کرو اگرچہ ایک آیت ہو۔ اور بحدیث انما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین۔ یعنی تم بھیجے گئے ہو آسانی کرنے والے اور نہین مبعوث ہوئے ہو سختی کرنے والے۔ اور بحدیث رب مبلغ اوعی من سامع اکثر ہوتا ہے کہ جسکو پہونچائی گئی آیت یا حدیث وہ سُننے والے سے زیادہ سمائی رکھنے والا ہے غرضکہ استدلال صحیح واضح ہے کہ اہل القرآن اہل الذکر اور حکم خدا ورسول کے پہونچانے والے تا قیامت ہین کہ میراث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی علم ہے جیسا کہ صحیح حدیث مین ثابت ہوا ہے پس جو ایمان لایا اور انجان ہے وہ حکم شریعت کو اہل الذکر سے پوچھیگا اگر نہین جانتا ہے بحدیث انما سبیل العی السوال۔ یعنی نہ جاننے والے کی راہ یہی ہے کہ جاننے والے سے دریافت کرے پس ثابت ہوا کہ جو امام محمد باقر علیہ السلام وغیرہ سے آثار مین وارد ہوا کہ اہل الذکر ہم ہین یہی مراد ہے کہ ذکر جو قرآن ہے اُسکے اہل ہم ہین اور نہ جاننے والے ہم سے سوال کرین مگر وہی سوال کرینگے جو قرآن پر ایمان لائے ہین اور مسئلہ کے نکالنے کی دلیل قرآن وحدیث سے ہے اور اجماع وقیاس ان دونون سے خارج نہین ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ احادیث متفرقہ کے معانی مین باہم سمجھکر معانی واصول سے توفیق پر سمجھنا و آیات سے اجمال وتفصیل پر واقف ہونا اور ناسخ ومنسوخ وعام وخاص ونص وظاہر ومجمل ومفسر ومحکم ومتشابہ وخفی وغیرہ کا ادراک کرنا عالم کا کام ہے اور انجان بے پڑھا عامی اُسکو نہین سمجھ سکتا اسکا یہی کام ہے کہ عالم سے سوال کرے کہ شریعت حق مین اس مسئلہ کا کیا حکم ہے اور یہ کام نہین کہ مجھے دلائل بتلاؤ کیونکہ وہ سمجھ ہی نہین سکتا بلکہ اسکے لیے دلیل یہی ہے کہ سوال کرنے کا اُسکو حکم ہے پس اُسنے موافق حکم کے سوال کرکے اُسکے مطابق عمل کیا اور تقلید کے یہ معنے کہ بغیر کسی دلیل وحکم کے جاکر کسی شخص کی بات مان لینا تو یہ معنی تقلید کے پائے نہین جاتے ہین پس عامی نے حکم کے موافق عالم سے پوچھکر شریعت پر عمل کیا۔ پھر اللہ تعالے نے اس امت مین علماے مجتہدین پیدا کیے ہر ایک نے راہ آلہی مین کوشش بلیغ کی اور مسائل کا حکم نکالا اور ہر ایک کے لیے اللہ تعالے نے ثواب جمیل وعدہ دیا اور مقصود یہی ثواب ہے اگرچہ باہم انمین اختلاف ہو اور جسکو کچھ علم ہے

وہ جانتا ہو کہ ہر ایک صراط مستقیم پر ہو عامی آدمی اسمین بھی تردد کرتا ہو حالانکہ یہ بالکل صحیح ہو کہ سب راہ مستقیم پر ہین اور ثواب الٰہی سبکو حاصل ہو اور جسکو کچھ علم ہو وہ یہ بھی سمجھ جائیگا کہ ایک مسئلہ سے ملے ہوئے اور بھی اسکے متعلقات ہوتے ہین تو وہ اصل اور یہ اسکی فروع ہوتے ہین پس چاہیے کہ جس عالم سے اصل حکم لیا ہو فرع بھی اُسی کے موافق رکھے ورنہ لازم آئیگا کہ فرع دوسری اصل کے موافق لیتا ہی ان یہ ہوسکتا ہو کہ عامی دوسرے مسئلہ مین ایسے عالم سے حکم پاوے اور اُسکو معلوم نہو تو وہ معذور ہو اسی واسطے یہ بہتر نظر آیا کہ کسی مجتہد کے اجتہادات اختیار کرلے لیکن اگر متقی عالم جس سے ان اجتہادات کو لیتا ہو وہ کسی مسئلہ مین ضعف پاکر احادیث صحیحہ کے موافق خلاف مجتہد کے بتلاوے تو عامی اُسکو ضرور مانے کیونکہ اُسنے مجتہد کے اجتہادات اپنے واسطے اختیار کیے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اُسپر اہل الذکر مین سے کسی کو معین نہین کیا تھا پس اس معنی مین مذہب حنفیہ و شافعیہ وغیرہ ہین ہر ایک مین اولیاء اللہ گذرے ہین اور سب راہ مستقیم ایک ہین جو لوگ اسکے موافق شریعت سنت پر عمل کرتے ہین وہ باہم محبت رکھتے ہین اور جب کبھی دو شخصون کو باہم متعصب دیکھو تو سمجھو کہ یہ جاہل ابھی اسرار شریعت سے بدنصیب بلکہ ایمان سے غافل ہین۔ یہان سے ظاہر ہوا کہ فتح البیان کے مصنف نے جو اس مقام پر تقلید پر سخت کلامی کی جیسی اُسکی عادت ہی اور ایک لاطائل تقریر لکھی وہ علم سے نادانی پر مبنی ہی اور تجھکو چاہیے کہ بزرگان دین و علماء صالحین کے حق مین نیک گمان رکھے اور سب کے واسطے رحمہم اللہ تعالیٰ کہے اور ہمیشہ حدیث شریف کی تعظیم کرے اور اُسپر دل و جان سے مائل ہو کیونکہ فقہ کی کتابون مین فقط ظاہری اعمال جوارح کے مسائل ہین اور دین توحید مین بہت بڑا حصہ دل سے متعلق ہی وہ بغیر حدیث شریف کی مزاولت کے اور اسپر دل سے متوجہ ہوکر فدا ہونے کے میسر نہین ہوگا اور توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہی بالجملہ اس آیت مین بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت پر ذکر نازل فرمایا جیسے پہلے انبیاء کو بینات یعنی حجتون و دلیلون و معجزات کے ساتھ اور زبر یعنی کتابون کے ساتھ متفرق بھیجا تھا ویسے آپ پر سب مجموعہ کردیا۔ ابن عباس و مجاہد و ضحاک وغیرہم نے بینات و زبر کی یہی تفسیر فرمائی ہی کما ذکرہ الامام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ۔ پس جس نے قرآن پاک کے ذکر سے نصیحت پائی اور بیان سنت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نور حاصل کیا اور اُس نے تفکر و تامل سے اپنا آغاز و انجام ہر ایک نے اپنی لیاقت و سمجھ کے موافق سمجھا وہ اہل الذکر و اہل معرفت سے ہوکر درجہ عالی پر پہونچا خواہ جاہل ہو یا عالم ہو ورنہ بہت پڑھے ہوئے غیر مقلد بیباک سخت دل ہوکر جاہلون سے بدتر ہو جاتے ہین اور بہت سے تقلید کرنے والے قرآن و حدیث و شریعت کے ظاہر و باطن اعمال و اسرار سے جاہل ہوکر گمراہ ہوتے ہین اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم الآیۃ والحمد للہ رب العالمین۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اتمام حجت و صریح طریقت اور قطعی ارشاد کے بعد انکار کرنے والون اور تکبر و سرکشی و مکر کرنے والون کو اپنے غلبۂ قہر و قوی قدرت و علوی سلطنت سے خوف دلایا اور فرمایا۔ اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰہُ بِھِمُ الْاَرْضَ یعنی اب بھی اگر نہین مانتے اور غور نہین کرتے تو کیا کفر کے مکر و غرور مین بداعمالیان کرنے والے اس بات سے نڈر ہوگئے کہ اللہ تعالیٰ انکو زمین مین دھنسا دے یعنے جس نے پیدا کیا وہ جس طرح چاہے ہلاک کردے جیسے قارون کو اُسکی سرکشی پر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دینے پر سزا ہوئی۔ اور شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگاہی اُسکے حلم و عفو کی ہی کہ گنہگار اُسکی مخلوق گناہ کرتے ہین اور دوسرون کو گناہ پر آمادہ کرتے اور زبردستی مجبور کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتا اور انکو رزق دیتا ہی حالانکہ اسکو سب طرح قدرت ہی چاہے انکو زمین مین ناپدید کردے اسطرح کہ اُنکے نیچے کی زمین شق ہو اور سب کو نگل جاوے۔ اَوْ یَاْتِیَھُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ یا اُنپر عذاب آلٰہی ایسی راہ سے آوے کہ اُنکو شعور نہو مثلاً ابر چھا دے اور بجائے پانی کے اُنپر آگ برسے یا غذا اُنکے جسمون مین زہر قاتل ہو جاوے۔ مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین فرمایا

اور اسی برکت سے جب تک کچھ بھی ایمان رہیگا لوگ کفار و مسلمان ایسے عام عذاب سے ہلاک نہ کیے جاوینگے جو عذاب استیصال ہو حالانکہ گناہون کی
یہ کثرت جو اکثر ملکون مین پھیلی ہوئی ہو ایسے گناہون سے اگلی امتین عذاب سے ہلاک کردی گئین - اللّٰهم غفرانک - یہان دو باتین جان لینا چاہیے
ایک یہ کہ اکثر قومون کو رزق اُنکی بداعمالیون پر ملتا ہو چنانچہ مشکوۃ کتاب علامات قیامت کی بعض احادیث صریح ہین کہ قرب قیامت والون کو
زناکاری و بے ایمانی وغیرہ بداعمالیون پر رزق ملیگا اور یہ بات مشاہدہ ہو کہ جن لوگون کو رشوت و حرام پر رزق ملتا ہو اگر وہ اس سے پرہیز کرین تو اُنکے
رزق وجہ حلال مین برکت نہین ہوتی ہو جیسے بعضے بندون کو اللہ تعالے رزق حلال سے برکت دیتا ہو اور حرام اُنکے حق مین مضر ہوتا ہو اور یہ
ہر ایک کے حق مین مشیت الٓہیہ ازلی جاری ہو اور ہر چیز اُسی کے قبضۂ قدرت مین مسخر اور اُسی کے حکم قضا و قدر کے نیچے سر جھکائے ہو اگرچہ انکو
شعور نہو اور دوسری بات یہ ہو کہ عام عذاب ایسی صورت سے کہ عذاب ظاہر ہو نہین آتا اور یہ ہوگا جب تک اللہ تعالے نے چاہا ہو
ولیکن بعضی قومین ایسی وجہ سے ہلاک کیجاتی ہین کہ اُنکو شعور نہین ہوتا - اور عام مرض وبا مین نیک و بد دونون قسم کے مرتے ہین پس بدکارون کو
جنکے دل سے ایمان دور رہوا ہو خوف نہین ہوتا کہ اُنکے حق مین عذاب ہو حالانکہ نیکون کے حق مین یہ موت عین رحمت ہوجاتی ہو اور یہ سب احادیث سے
ثابت ہو اور یہ بھی جان لینا چاہیے کہ مشرکین یہود و نصاریٰ وغیرہ اگر حقیقت اسلام و توحید سے واقف ہو کر نہ مانین تو ہمیشہ عذاب مین مبتلا
ہون اور دنیا مین بھی اُنکو غلبہ نہو مگر جب تک مشیت تقدیری جاری ہو کوئی شخص اسلام کی طرف سے یہ کوشش نہین کریگا کہ انکو عام طور پر
واقف کرے بلکہ برعکس اسکے واقفان اسلام بسبب شہوات دنیاوی کے اُنھین سے موافقت کرتے ہین اور خواری کے ساتھ ایمان برباد کرکے
دنیاوی معیشت قلیل حاصل کرتے ہین اور کیا مشاہدہ نہین کرتے کہ اُنپر عذاب ایسی راہ سے آتا ہو کہ شعور نہین پاتی - اَوْ يَأْخُذَهُمْ فِي تَقَلُّبِهِمْ
یا اللہ تعالے اُنکو عذاب مین ماخوذ کرے اُنکے تقلب مین معنے تقلب کے لوٹ پوٹ جیسے سوتے مین کروٹین بدلنا - یا کسی حالت سے دوسری
شکل پر ہوجانا اور جیسے مقیم آدمی سفر کرے یا داؤن گھات سے کسی چیز کے حاصل کرنے مین اطوار بدلنا اور جیسے طرح طرح نعمتون مین شکلین بدلنا
یا ملکون مین طرح طرح کے تصرفات آمد رفت پیدا کرنا - بالجملہ وضع و حالت بڑھنے و ہٹنے وغیرہ سے جو تبدل ہو اُسپر تقلب صادق آتا ہو اب اس
مقام پر مفسرین کے اقوال ہین کہ مراد سفر و تجارت کی حرکت مین یا تقلب اُنکی خواہشون کے حاصل کرنے مین جو طرح طرح کے حیلون سے ہو
یا رات مین کروٹین بدلنے مین جبکہ نہایت اطمینان سے نڈر ہوتے ہین یا آمد رفت مین - شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے ذکر کیا کہ قولہ فی
تقلبهم یعنے معائش اور اُسکے اشغال سفر وغیرہ جو کچھ کہ اللہ تعالے سے غافل کرنے والی چیزین ہین - قتادہ و سدی رحمہم اللہ تعالے نے کہا کہ
اُنکے سفرون مین - مجاہد و قتادہ و ضحاک نے کہا کہ اُنکے رات و دن کے تقلب مین بمانند قولہ تعالے افامن اہل القرے ان یاتیہم باسنا
بیاتا وہم نائمون اوامن اہل القرے ان یاتیہم باسنا ضحی وہم یلعبون - یعنے کیا نڈر ہوگئے ان شہرون والے اس سے کہ آجاوے اُنپر
ہمارا عذاب رات مین جب وہ پڑے سوتے ہین کیا نڈر ہوگئے ان شہرون والے اس سے کہ آجاوے اُنپر ہمارا عذاب دن چڑھے اس حال مین کہ
لعب مین مشغول ہین - لعب سے مراد ہر ایسے افعال جو اللہ تعالے و آخرت سے غافل کرکے بیفائدہ امور فانی مین مشغول کرین - قال المترجم
ظاہر یہ ہو کہ تقلب جملہ امور کو شامل ہو اور قول قتادہ رحمہ اللہ تعالے مین اسطرف اشارت بھی ہو وقد قال تعالے لایغرنک تقلب الذین کفروا
فی البلاد متاع قلیل - یعنے تجھے دھوکا نہ دے یہ بات کہ کافر لوگ ملکون مین تقلب سے پھرتے ہین یہ متاع قلیل ہو یعنے روے زمین پر کافرون
کی تشریف بہا سا اپنی خواہش نفسانی کے موافق عیش کرتے پھرتے دیکھکر دھوکا نہ کھانا چاہیے کہ باوجود کفر و بداعمالیون کے یہ کیونکر بسطح عیش و
ثروت کے ساتھ پھرتے ہین کیونکہ اللہ تعالے نے مخلوق کو پیدا کیا اور اُسکی حکمت وہی جانتا ہو بس چندروزہ دنیاے فانی کی متاع قلیل اُنکے پاس ہو -

بالجملہ یہان انکو خوف دلایا کہ بیخوف کیون ہوگئے کہ اللہ تعالے انکو اُنکے تقلب مین ماخوذ کرے۔ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ تو وہ کبھی
اللہ تعالے کو عاجز کرنے والے نہین ہین یعنے ذرہ بھی عجز نہین ہی بس حق عز و جل قوی قادر ہر طرح غالب و قاہر ہی تو بیخوف ہونا بے معنے ہی بلکہ
بیخوف نہو کر چاہیے کہ اُسکے عذاب سے بچنے کے لیے طاعت کرین کیونکہ خوفناک ہونا بھی بغیر قصد رضامندی کے سوت ہی۔ اَوْ يَأْخُذَهُمْ
عَلٰى تَخَوُّفٍ یا اُنکو گرفتار کرے اوپر حالت تخوف کے۔ قال الامام یعنی خوف کی حالت مین کہ اللہ تعالے کے عذاب مین پکڑے جانے سے ڈرتے تھے
کیونکہ خوف کی حالت مین پکڑا جانا زیادہ سخت ہی لہذا عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ اگر چاہون گرفتار
کرون ایسی طرح کہ ایک کی موت سے دوسرا خائف ہو۔ اور یون ہی مجاہد و ضحاک و قتادہ وغیرہم سے مروی ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید مطلب یہ ہی
کہ تخوف بمعنے تنقص ہی یعنے کمی کرنا جیسے ابن الاعرابی نے کہا کہ مالون و جانون و پیداوار مین گھٹانا یہانتک کہ تھوڑا تھوڑا کرکے سب ہلاک ہون
واحدی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ عامہ مفسرین کے قول مین تخوف بمعنے تنقص ہی جیسے جانون مین اسطرح کہ قتل سے ہلاک ہوتے ہین
یا مرتے رہین یہانتک کہ سب ہلاک ہون۔ مترجم کہتا ہی کہ جیسے قولہ تعالے انا ناتی الارض ننقصہا من اطرافہا الآیہ یعنے ہمارا حکم آتا ہی کافرون کی
مقبوضہ زمین پر کہ اُسکے اطراف و جوانب سے ہم نقص کرتے جاتے ہین یعنے مسلمانون کے قبضہ مین ہوتی جاتی ہی۔ بیضاوی رحمہ اللہ تعالے نے
اپنی تفسیر مین ذکر کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو منبر پر پڑھا اور فرمایا کہ اُسکی تفسیر کہو تو سب خاموش رہے مگر بنو ہذیل مین سے ایک
بوڑھا آدمی کھڑا ہوا اور کہا کہ ہماری زبان مین تخوف بمعنی تنقص ہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عرب کے اشعار مین بھی اسکا تذکرہ ہی
اس نے کہا کہ ہان ہمارا شاعر کہتا ہی ؎ تخوف الرحل منہا تامکا قردا ۔ کما تخوف عود النبعۃ السفن یعنے ایسی قوی اونٹنی ہی کہ کجاوہ نے اُسکے
جسم سے ناقص کر دیا کوہان بھرے ہوئے اونچے کو جیسے کم دیتا ہی نبعہ کی مضبوط لکڑی کو سوہان یعنے برابر اُسپر کجاوہ رہنے سے اُسکے کوہان کی جگہ
کجاوہ کا اثر ہوگیا ہی پس اسی مقام پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت کے اشعار محفوظ رکھو کہ تفسیر مین نہ بھٹکوگے۔ اور بعض نے اس قصہ کو
اسطرح ذکر کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا تو اُنکے جواب کے بعد خود کہا کہ میرے نزدیک یہ ہی کہ مواخذہ ہو وقت
کہ جب تنقص کرتے تھے اللہ تعالے کی نافرمانیون سے پھر لوگ باہر گئے وہان ایک اعرابی نے ایک سے یہی محاورہ بیان کیا کہ مین نے اپنے رب کا
تخوف کیا یعنے نافرمانی کی پس اُس نے واپس ہوکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے ذہن مین بھی آیا تھا۔ حاصل اس مقام کا
اوپر سے یہ ہی کہ اللہ تعالے سبحانہ نے انکو خوف دلایا زمین مین دھنس جانے سے یا آسمان سے عذاب نازل ہونے سے یا ایسی آفات سے جو اچانک
حالت غفلت مین اُنپر طاری ہون یا انجام یہ ہی کہ ایسی آفات سے جو اُنپر آہستہ آہستہ اثر کرکے انکو ناقص کرین یہانتک کہ سب ہلاک ہون اور اسمین شک نہین
کہ انسان خود اسی حالت مین ہی یہانتک کہ یکایک موت آتی ہی اور وہ اپنے کردار و اعمال کے موافق اپنی جگہ رجوع کرتا ہی۔ بالجملہ اللہ تعالے ان
سب صورتون سے جو ہمارے ناقص خیالات مین آتی ہین بندون کو ضرور ماخوذ کر سکتا ہی اور جیسے جسطرح ماخوذ کرے ہر طرح قادر ہی اگرچہ
ہماری سمجھ مین بھی نہ آوین ولیکن وہ حلیم و غفور ہی لہذا فرمایا۔ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ یعنی ولیکن وہ مہلت دیتا ہی کیونکہ
تمہارا رب بہت شفقت و مہربانی والا ہی۔ جلدی بندے کو ماخوذ نہین کرتا۔ واضح ہو کہ جو بندہ اپنے رب تبارک و تعالے پر یقین کرے پھر
اُس سے گناہ ہو جاوین اور وہ ڈرتا ہو تو اللہ تعالے اُسپر رحم فرماتا ہی اُسکو اختیار ہی کہ گنہگار کو بلا حساب بخشدے اور یہ بھی باور رکھو کہ عبادت
کرنے والا اگر مغرور ہو تو وہ گنہگار خوفناک سے برا ہی اس لیے کہ غرور اللہ تعالے کو بالکل پسند نہین تو ساری عبادت اُسکی اس گناہ غرور کے
مقابلہ مین برباد ہی اور جس نے عالم مین اور اپنی ذات مین صحیح نظر سے دیکھا اُسکو صاف معلوم ہوتا ہی کہ حق تعالے تمام مخلوقات پر قاہر ہی

اور اُسکے اختیارات سب اللہ تعالے کے قبضۂ قدرت سے جاری ہین اور ہر چیز اُسی کے حکم پر گردن جھکائے ہو چنانچہ بندون کو عالم کے
آیات مین نظر کرنے کے لیے ارشاد فرمایا بقولہ تعالے اَوَلَمْ يَرَوْا کیا اُنھون نے نہین دیکھا یعنے دیکھتے ہین مگر کچھ سمجھ نہین پاتے تو نہ
دیکھنے کے مثل ہو لہذا انکاری استفہام سے فرمایا کہ آیا اُنھون نے دیکھنے کی طرح نہین دیکھا - اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ہر ایسی چیز کو
جسکا سایہ پڑتا ہو اللہ تعالے نے اُسکو پیدا کیا ہو یعنے نظر کی محسوسات سے زیادہ محسوس کیا ہوگا سو اللہ تعالے کی مخلوقات مین سے نظر سے دیکھنے
والی چیزون کو دیکھین کہ - يَتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ جھکتے و پھرتے ہین اُسکے سایہ کہ اول مین دن چڑھتے ایک حال پر ہوتے پھر بدلتے جاتے ہین
پھر دو پہر ڈھلے دوسری جانب بڑھتے جاتے ہین - عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ داہنی جانب اور بائین طرفون سے - واحدی و زمخشری
نے کہا کہ یمین سے بھی داہنی طرفین مراد ہین بقرینہ شمائل اور چونکہ اسکو جمع کر دیا تو یمین جمع لانے کی حاجت نہ رہی جیسے یولون الدبر بجائے یولون الادبار
کے - الحاصل دیکھو کہ ان چیزون کے سایہ مائل ہوتے ہین داہنی اور بائین جانبون سے - سُجَّدًا لِلّٰهِ سجدہ کرتے ہوئے اللہ تعالے کو
وَهُمْ دٰخِرُوْنَ حالانکہ یہ سایے عاجزی کرنے والے ہین - زجاج نے کہا یعنے چیزین اللہ تعالے کی طاعت پر مجبول
ہین - حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ جب ڈھلتا ہو آفتاب تو ہر چیز اللہ تعالے کے واسطے سجدہ کرتی ہو - ایسا ہی قتادہ و ضحاک و دیگر
ائمہ تابعین رحمہم اللہ تعالے نے کہا ہو - مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے یہ بھی فرمایا کہ ہر چیز کا سجدہ اُسکا سایہ ہو اور فرمایا کہ پہاڑون کا سجدہ انکا سایہ
اور ابو غالب شیبانی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ سمندر کی موجین اُسکی تسبیح و صلوٰۃ ہین - وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ اور اللہ تعالے ہی کے لیے سجدہ کرتا ہو جو کچھ ہو آسمانون مین اور جو کچھ ہو زمین مین دابہ سے
دابہ وہ چیز جو زمین پر حرکت کرے - قتادہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اللہ تعالے کی مخلوق مین سے کوئی چیز چھوٹی نہین مگر آنکہ ہر چیز اسی کیواسطے
عبادت کرتی ہو خواہ خوشی سے خواہ کراہت سے - اقول مانند اسکے قولہ تعالے وللہ یسجد من فی السموات والارض طوعا وکرہا وظلالہم بالغدو
والآصال جسکی تفسیر پہلے گذر چکی ہو اور اہل معرفت کے نزدیک کچھ شک نہین ہو کہ مومن و کافر و جاندار و بیجان و جملہ مخلوقات سب اللہ تعالی
کے واسطے سجدہ کرتی ہو اور رغبت و کراہت کے معنے بھی واضح ہین اور مبارک انکو جو رغبت سے اللہ تعالے کی بندگی مین حاضر ہین اللہم اجعلنی منہم
اور جس نے پہچانا اُس نے جانا کہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علے کل شئی قدیر - الوہیت اُسی کے واسطے ہو اور کفر
و ہدایت کو اُسی نے پیدا کیا اور ہر چیز اُسی کی مخلوق ہو اور ہر ایک وہی کماتا ہو خواہ مومن ہوتا ہو یا کافر ہوتا ہو جو اُسکے واسطے رب تبارک
و تعالے نے مقدر فرمایا ہو اور وہ تمام مخلوق سے پاک ہو - آیت سے ظاہر ہوتا ہو کہ آسمانون مین علاوہ ملائکہ کے خود آسمان وغیرہ
اللہ تعالے کیواسطے سجدہ کرتے ہین یا یون تاویل کیجاوے کہ ملائکہ کو مخصوص کیا بقولہ - وَالْمَلٰٓئِكَةُ اور اُسی کو سجدہ کرتے ہین
ملائکہ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ اور وہ کچھ تکبر نہین کرتے مطیع بندے ہین - يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ اس حال سے
کہ باوجود فرمانبرداری کے ڈرتے رہتے ہین اپنے رب کی عظمت و جلال سے کہ انکا عذاب و عتاب نہ ہو اُنکے اوپر سے یا اُسکی بلندی شان و
عظمت سے جو سب مخلوق پر بالا ہو جیسے قولہ ہو القاہر فوق عبادہ - یعنے اپنی مخلوق پر عالی ہو اس سے ڈرتے ہین - وَيَفْعَلُوْنَ
مَا يُؤْمَرُوْنَ باوجودیکہ اُنکی صفت یہ ہو کہ کرتے ہین جو کچھ حکم دیے جاتے ہین یعنے انکی جبلت اسی طور پر پیدا فرمائی ہو - روایت ہو کہ
قرآن پاک مین اس مقام کا سجدہ زیادہ واجبی سجدات مین سے ہو - واضح ہو کہ اشیاء و مخلوقات کا سجدہ کرنا اور اُنکے سایہ کا سجدہ کرنا
اہل نظر کے واسطے حقائق واقعیہ ہین اور جنکو نظر نہین ہو وہ متردد ہوتے ہین لیکن جلدی نہ کرین یہان تک کہ اللہ تعالے انکو نظر معرفت

عطا فرمانے اور چونکہ آیات متشابہات وہ ہوتی ہین کہ اُنکا علم خاص ہی لہذا اس آیت کو متشابہات مین نہین لیا کیونکہ اہل بصیرت کو اسمین کچھ
تردد نہین ہی اور مبتدیون کی ناسمجھی سے آیت متشابہ نہین ہوجاتی ہی فافہم ف — فی العرائس قولہ تعالے وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس
مانزل الیہم۔ اللہ جلشانہ نے کتاب مجید کے مکنون حقیقی کو مخفی رکھا سب سے سوائے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کو انھین حقائق سے مخاطب فرمایا اور آپ ہی اُنکے واسطے رسول امین تھے تاکہ آپ ان حقائق کو ایسے بندون سے بیان کرین جو آپ کے
اتباع مین لائق معرفت وامانت ہین اور حق عزوجل نے انکو برگزیدہ فرمایا ہی اور انکو استعداد قبول حقائق ہی اور اُنکے کانون کو اس سماع کی اہلیت
اور اُنکے شہود غیب کے واسطے حاضر ہین اور اسرار عجیبہ کے لیے ہمہ تن گوش ہین تاکہ فکر سے جواہر علوم اس دریاے ناپیدا کنار سے نکالین اور
ہمت عالیہ سے واصل بحضرت قدس ہون اور نااہل لوگون کے پاس اُنکو ضائع نہ کرین کہ درجہ امانت سے ساقط ہوجاوین۔ مترجم کہتا ہی
کہ قرآن مجید کے مخفی رکھنے سے یہ مراد نہین ہی کہ قرآن مجید سمجھا نہین جاتا کیونکہ حق تعالے نے اُسکو بالکل آسان کردیا ہی سمجھنے والا ہونا چاہیے ہی اور
ہر چیز بیان کردی ہی سمجھنے والا چاہیے بلکہ مراد یہ ہی کہ ظاہر قرآن ہر آدمی کے واسطے عام ہی اور اُسی کی موافقت سے وہ راہ مستقیم پر ہوجاتا ہی
اور جب اس راہ پر ادب سے مستقیم ہوا تو اللہ تعالے کے فضل سے قرآن پاک کا درجہ اعلے اُسپر ظاہر ہوتا ہی جسکی لیاقت اُسکو پہلے نہ تھی اور اگر
اسمین سے بیان کیا جاتا تو اسکو فائدہ بھی نہ تھا کیونکہ کمال سننے سے نہین بلکہ حاصل ہونے سے ہوتا ہی اور حاصل ہونا اسی طرح ہی کہ پہلے درجہ کے
آداب بجا لاوے لہذا حدیث طبرانی وغیرہ مین وارد ہوا کہ جو شخص عمل کرے اُسپر جو جان گیا ہی تو اللہ تعالے اُسکو علم اُسکا عطا فرماتا ہی جو نہین جانتا
یعنی وہان جاننے سے علم نہین ہوتا بلکہ اللہ تعالے اسپر القا فرماتا ہی پس مقصود یہ ہوا کہ قرآن پاک کے حقائق و درجات ہین اور پہلا درجہ
تو سب کے واسطے عموماً ظاہر ہو کافی ہی پھر اسکے بلند درجات عالیہ اور ہین۔ ہمارے شیخ حقیقت مولانا السید تراب علی رحمۃ اللہ علیہ وعلے
آبائہ ومشائخہ الکرام نے لکھا کہ قرآن پاک کی حقیقت اگر ظاہر ہو تو بندہ معدوم وفنا ہوجاوے اور جب استعداد ہوجاتی ہی تو اللہ تعالے جلشانہ کی
دی ہوئی زندگی سے فیض عظیم پاتا ہی پس مراد شیخ العرائس رحمہ اللہ تعالے کی یہی ہی فافہم۔ شیخ ابن عطاء رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مخلوق کی
عقل کو قطع کردیا کہ قرآن مجید کی فہم مین دخل دی سوائے عقل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کو حکم بیان کرنے کا دیا کہ آپ ہی احکام
خلق بیان کرین اور آداب سے مرسوم فرماوین کیونکہ آپ ہر حال مین امین موتمن ہین۔ اقول فی الحدیث انا امین من فی السماء یعنی امانت والا
ہواے اُسکا جسکی شان کبریائی بلند ہی یا جو مراد ہو واللہ سبحانہ اعلم۔ اور حدیث صحاح مین اسرار وعجائب علوم ہین اور واضح ہو کہ اس زمانہ مین
خالص نیت سے شرائط ادب کے ساتھ تھوڑا عمل اور بہت علم بہتر ہی جیسا کہ حدیث سے ثابت ہی لہذا اکابر مشائخ نے اکثر باتین بیان کردی ہین
وترجو من اللہ فضلہ وہو ذو الفضل العظیم۔ قولہ اولم یروا الی ما خلق اللہ من شیٔ الآیہ۔ اسمین حق عزوجل نے اپنی عبادت سے تکبر کرنے والی مخلوق
کی جہالت اپنے بندون پر ظاہر کردی کہ وہ نہین دیکھتے کہ کیسے اُنکے سایہ اول وآخر وقت مین اپنے خالق عزوجل کو سجدہ کرتے ہین اور اگر یہ
چیزین محل عقل مین ہوتین تو لوگون کو آگاہ کرتین اور اُنکی جہالت کا مقام بتلاتین کہ کسطرح اللہ تعالے کی عبودیت سے جاہل ہین کیونکہ تمام
موجودات حتی کہ جمادات تلک اپنے خالق عزوجل کو سجدہ کرتی ہین اور انوار تجلی عظمت الٰہی اُنپر واقع ہونے سے ہر ایک اسکے لیے عجز وتضرع مین ہی
چنانچہ مروی ہی کہ حق عزوجل جس چیز کے لیے تجلی فرماتا ہی وہ اسکے لیے خشوع کرتی ہی۔ اسمین ایک معرفت کا بیان ہی وہ یہ ہی کہ جہان کہین نفس امارہ
شیطانیہ کا مقام ہی وہان تکبر وسرکشی موجود ہی باستثناء ایسے شخصون کے جنھون نے حق تعالے کو حق کے ساتھ پہچانا اور حق کو حق کے ساتھ دیکھا
تو اُنکے نفس اپنے رب کیواسطے خشوع وسجدہ کرتے ہین بعض مشائخ نے کہا کہ اللہ تعالے نے حیوان وجماد جس چیز کو پیدا کیا ہی وہ کوئی اپنے خالق عزوجل سے

تراع نہین کرتے ہین سوائے انسان کے کہ اُسنے تکبر سے شروع کیا کہ اپنے واسطے علم قدرت وغیرہ اور اپنے لیے فردیت وغیرہ ثابت کرتا ہی کیونکہ دعوے کرتا ہو کہ اہل و اولاد اُسکے ہین حالانکہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے ہی فافہم۔ جب مشرکون کے شبہات دور کر دیے اور توحید بیان فرمائی تو زیادہ توضیح کے لیے شرک سے بدلائل منع فرمایا

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ
اور کہا اللہ نے نہ پکڑو معبود دو وہ معبود ایک ہی سو مجھی سے

فَارْهَبُوْنِ ۝ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ
ڈرو اور اسی کا ہی جو کچھ ہی آسمانون مین اور زمین مین اور اسی کا انصاف ہی ہمیشہ سو کیا اللہ کے سوا کسی سے

تَتَّقُوْنَ ۝ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ
خطرہ رکھتے ہو اور جو تمھارے پاس ہی کوئی نعمت سو اللہ کی طرف سے پھر جب لگتی ہی تمکو سختی سو اسی کی طرف

تَجْــَٔــرُوْنَ ۝ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝
چلاتے ہو پھر جب کھول دی سختی تمسے تب ہی ایک فرقہ تم مین اپنے رب کے ساتھ لگتے ہین شریک بنانے

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝
تا منکر ہوجاوین اُس چیز سے جو ہمنے دی سو برت لو آخر معلوم کر لوگے

وَقَالَ اللّٰهُ یعنی اللہ تعالےٰ نے صاف حکم دیدیا بذریعہ رسولون کے کہ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ مت بناؤ دو معبود کیونکہ معبود خالق وہ ہی کہ جسمین سب کمال ہون اور سب سے ظاہر کمال ایک یہ ہو کہ وہ سب سے اعلےٰ ہو اور جب ایک کے سوا دوسرا بھی معبود مانا جاوے تو نہین ممکن ہی اس لیے کہ ان دونون مین سے ایک ہی ایسا ہوگا جو دوسرے سے اعلےٰ ہو تو پھر دوسرا خالق نہوگا۔ اور جب خالق کی یہ شان ہو کہ جو کچھ چاہے جب چاہے سب پیدا کرے اور ہر چیز پر اسکو قدرت ہو تو ظاہر ہو گیا کہ دوسرے کسی کے واسطے یہ بات نہوگی اور کچھ بھی ضرورت غیر کی نہین ہی بس صاف معلوم ہوا کہ دو خالق ہو ہی نہین سکتے ہین تو اب جو کوئی مشرک دو خالق کا قائل ہوا اُس نے صرف اپنے ذہن مین بنا لیا اور حقیقت مین قطعی دلیل سے دوسرا نہین ہو سکتا ہی اور جب دو نہین ہو سکتے ہین تو زیادہ کیونکر ہونگے پس معلوم ہو گیا کہ جس نے دو معبود اپنی رائے سے بنا لیے یعنے سمجھ لیے وہ بڑا احمق ہی لہذا ایسے احمقون کی تنبیہ کرنے کو صاف فرما دیا کہ مت بناؤ دو معبود۔ پھر زیادہ فضیحت و نفرت دلانے کو فرمایا۔ اثْنَيْنِ دو۔ یعنے آلہین صیغہ تثنیہ ہی پھر بھی اثنین فرمایا تو زیادہ تفضیح اسکی رائے کی ہی جو معبود بناوے دو۔ اکثر مفسرین نے کہا کہ یہ تاکید ہی اور معنے اسکے یہی ہین کہ تاکید سے مقصود نہایت نفرت دلانا اس رائے سے ہی اور یہ بھی فائدہ ہوا کہ الٰہ واحد کا ماننا ضرور ہی صرف شرک کرنا منع ہی اور جن لوگون نے معبود واحد جلشانہ سے انکار کیا اُنکی حماقت اس درجہ بڑھی ہوئی ہی کہ اُنھون نے دو نہین بلکہ ہزارون لاکھون خالق بنا لیے کیونکہ ہر چیز کا وجود اسی کی ذات سے قرار دیا اور باوجودیکہ ہر ایک کو فانی دیکھتے ہین پھر اسکو خالق جاننا اس درجہ سخت حماقت ہی کہ کسی آدمی کی عقل مین اُسکی حد نہین متصور ہو سکتی ہی لہذا خالق کے ساتھ غیر کو شریک کرنے سے منع کر دیا اور صاف بتلا دیا۔ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وہ تو فقط اللہ ایک ہی۔ اُسکی شان ہر کمال مین اعلےٰ ہی وہ سب قدرت والا ہی کسی کی اُسکے سامنے کچھ ہستی نہین ہی جب عظمت و جلال اسکا سمجھے تو پھر مخاطب کرکے اُسنے کلام ادا بقولہ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ

سو تم مجھی سے ڈرتے رہو- کیونکہ سب کچھ اُسی کے قبضۂ قدرت مین ہی کسی دوسرے مین کچھ طاقت نہین ہی لہذا تصریح فرمائی- وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اُسی کے ملک وخلق وبندے ہین جو کچھ آسمانون وزمین مین ہو یعنے جہانتک تمھاری نظر کام کرے اُسکو مخلوق الٰہی جانو اور اللہ تعالےٰ دانا ہی کہ اُسکی مخلوق کسقدر وسیع ہی اور وہ جو چاہے پیدا کرے غرضکہ وہی خالق ہو سب اُسی کے قبضۂ قدرت مین مسخر ہو وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا اور اُسی کے لیے ہی طاعت ہمیشہ یعنے جو چیز مخلوقات مین سے ہی ہر حال مین ہمیشہ اُسی کے واسطے مطیع ہو واصب بمعنی دائم جیساکہ ابن عباس ومجاہد وعکرمہ ومیمون بن مہران وسدی وقتادہ وغیرہم سے مروی ہی اور اسی معنی مین ہی قولہ تعالےٰ ولہم عذاب واصب اور اُنکے لیے ہی عذاب دائمی- اور ابن عباس سے ایک روایت مین بمعنے واجب آیا ہی مجاہد رحمہ اللہ تعالےٰ سے بمعنے خالص آیا- کذا ذکرہ الحافظ اور مترجم کہتا ہی کہ جب اسی کے لیے طاعت دائمی ہوئی تو واجب ہوئی اور خالص بھی ہوئی کیونکہ کسی غیر کی طاعت توکسی وقت وکسی حال مین نہ پائی گئی پھر ظاہر ہو کہ طاعت اُسی کے لیے واجب و خالص ہوئی- اور یہین سے ظاہر ہو کہ اللہ تعالےٰ نے جس سے ہدایت وتوحید چاہی وہ اُسی پر ہی اور ہم اللہ تعالےٰ سے گمراہی سے پناہ مانگتے ہین اور اگر وہ چاہتا توسب کو ایک راہ پر کرتا- بالجملہ ہر ایک چیز وآدمی اور جو کچھ مخلوق ہی سب اُسی کے حکم پر مقہور ومسخر ومطیع ہی یعنے جسطرح اُسنے چاہا ہر ایک اُسی پر ہی توکسی کو یہ مجال نہین کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے قبضۂ قدرت کے خود رائے ہو توکوئی خود مختار نہین ہی لہذا فرمایا- اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ سو کیا تم سوائے اللہ تعالےٰ کے غیر سے ڈرتے ہو یعنے اُسی پر تقوے کرو اور بت وجن وفرشتہ و آدمی کسی چیز کو قادر مت سمجھو- پھر ظاہری نظر مین آدمی کو نفع وضرر دوسرون کی طرف سے معلوم ہوتا ہی اور شبہہ مین پڑتا ہی کہ نفع دینے والا یہ شخص ہی یا ہمکو ضرر پہونچانے والا وہ ہی لیکن جنکو اللہ تعالےٰ نے عقل دی ہی وہ اس بارہ مین غور کرتے ہین اور جب غور کیا تو انکو یہان دو باتین ظاہر ہوئین ایک یہ کہ دینے والا اللہ تعالےٰ ہی اور اُسی کے تصرف سے اس شخص سے یہ فعل ہوا خلاصہ یہ کہ فاعل حقیقی اللہ تعالےٰ ہی اور درمیان مین یہ شخص جو نافع نظر آیا اُسکے حق مین بھی اللہ تعالےٰ کا احسان ہوا کہ اُسکو کار خیر کا کمانے والا بنا دیا جیسے ظالمانہ ضرر کے ظاہری فاعل پر اللہ تعالےٰ کا قہر ہی کہ اُسکو بدی کا کمانے والا بنا دیا- دوسرے یہ کہ خود مختار فاعل یہی شخص ہو- پھر ان دونون باتون کو اُسنے عقل سے صحیح دلائل وصاف بیان سے بدون خیالی خواہش کو دخل نہو ثابت کرنا چاہا تو دوسری بات ثابت نہوئی کیونکہ ہزارون دلائل سے یہ بالکل بدیہی ہی کہ آدمی اپنے کامون ومرض وصحت وفقر وتونگری مین خود مختار نہین ہی اور اُسکو صریح دلیل سے یہ بات واضح ہی کہ اللہ تعالےٰ کو کمال قدرت ہی توصریح معلوم ہوا کہ وہی فاعل حقیقی ہر فعل کا ہی پھر یہ وہم جو بعضے جاہلون کو ہوا کہ برے کامون کا پیدا کرنے والا وہ ہو تو قبیح نام اُسکی طرف منسوب ہوگا اور جس آدمی نے چوری کی وہ چور نہوگا تو جواب یہ ہی کہ جس شخص کے اندر چوری کا فعل ہی وہ چور ہی اور خالق اس فعل کا چور نہین ہی یعنے کسی چیز کے پیدا کرنے سے بدی نہین بلکہ اُس چیز کے کمانے سے بدی ہی مثلاً بدشکل وہ شخص ہی جسکی صورت خراب ہو اور وہ نہین ہی جس نے پیدا کر دیا اور اس سے زیادہ بعضے جاہل گفتگو کرتے ہین کہ پھر اسکو بدشکل کیون کیا اور دوسرے کو خوبصورت کیون کر دیا تو ایسے احمق کو سمجھانا چاہیے کہ اس بے انتہا عالم پر نظر کرے اور پھر اپنی طرف دیکھے کہ جس نے اس عالم کو پیدا کیا وہ بے انتہا حکمت والا ہی اور تیری ہستی اسقدر نہین ہی کہ تو اس حکمت کو تمام گھیر کر سمجھ لے اور یہ بات بالکل بدیہی ہی تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کی حکمت وہی جانتا ہی جب یہ معلوم ہو گیا تو خلاصہ یہ ہوا کہ نفع پہونچایا اور ضرر پہونچانا حقیقت مین کسی شخص کے اختیار مین نہین ہی کسی دوسرے سے ڈرنا بیکار ہی ہان اللہ تعالےٰ نے جس آدمی کے اندر احسان پیدا کیا کہ اُس نے تیرے ساتھ نیکی کی تو تجھکو صاف معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے تجھپر فضل کیا

پس تجھے لازم ہی کہ اُسکا شکر ادا کرے لہذا حدیث مین ہی کہ اللہ تعالے کا شکر نہ ادا کیا جس نے آدمیون کا شکر ادا نہ کیا۔ یون ہی جسکی طرف سے
تجھے ضرر و بدی پہونچے تو نے سمجھ لیا کہ الحمد للہ کہ ظالم و بدکار مجھے نہین بنایا جیسا کہ اُسکو قہر سے بنادیا پھر یہ البتہ چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے
کہ وہ فلان موذی کو مجھپر مسلط نہ فرما دے۔ پس آدمی کو چاہیے کہ اللہ تعالے سے ڈرتا رہے اور اُسی سے اپنے حق مین بھلائی چاہے
کیونکہ بالیقین نفع و ضرر اُسی کے اختیار مین ہی لہذا بیان فرما دیا۔ وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ اور جو کچھ تمھارے ساتھ ہی
کوئی نعمت ہو تو وہ اللہ تعالے کی طرف سے ہی کسی غیر کی طرف سے نہین ہی لیکن جس بندے کو تیرے لیے محسن بنادیا وہ اُسکے واسطے
نعمت دیدی تو احسان کرنے والے کو چاہیے کہ اللہ تعالے کا بڑا شکر ادا کرے کہ تیرے اوپر احسان کرنے کی صفت اُسمین پیدا کردی
ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ پھر جب تمکو ضرر پہونچا یعنے مرض و محتاجی وغیرہ جو چیز انسان کو تکلیف و سختی مین ڈالے
تب تم اسی کی طرف پناہ ڈھونڈھتے ہو۔ مجاہد و سدی وغیرہ نے کہا کہ اُسی کی طرف گڑگڑا کر دعا مانگتے ہو سو واضح ہو کہ عرب زیادہ سختی
کیوقت اللہ تعالے ہی سے دعائین مانگتے اور جب امون ہوتے تو بتون کی پوجا کرتے تھے اور یہ بات ظاہر ہی کہ ہر آدمی تکلیف کے وقت
اپنے رب رحیم کی طرف التجا کرتا ہی۔ گویا اُنکی نظر کو ٹھیک کردیا کہ مرض و قحط اور وبا وغیرہ بہت سے بے اختیاری امور ہین کہ انہین کچھ تمھاری
تدبیرین و حیلہ کام نہین کرتے ہین جیسے آسانی و فراخی کے وقت نعمتون کے پہونچنے مین تو تم دوسرون کی طرف سے اور اپنی قوت سے خیال
کرتے ہو مگر سختی و بیماری مین تو سمجھو کہ جہان کسی کی قوت اور تمھاری طاقت کچھ کام نہین کرتی ہی پھر جیسے یہ ویسے وہ سب کچھ اللہ تعالے ہی کیطرف
سے ہی اور اُسنے ہر ایک کو اُسکے اعمال کے لائق اور اُسکی دنیا و آخرت کی بھلائی کے لائق سختی و آسانی دی ہی خلاصہ یہ کہ اس کلام مین گویا تنبیہ
کردی کہ اُسی کی طرف التجا کرتے و دعائین مانگتے ہو اور بیشک اُسی سے التجا کرنا چاہیے تو ہر حال مین اُسی کی طرف رجوع لاؤ کسی دوسری
چیز کو یا تدبیر کو کیون شریک کرتے ہو۔ ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنكُمْ پھر جب اُس نے ضرر کو دور کردیا تم سے إِذَا فَرِيقٌ مِّنكُم
تو یہ دیکھو کہ ایک فریق تم مین سے یعنے جاہل مشرک لوگون کا گروہ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ اپنے رب کے ساتھ جو بالکل قادر مطلق ہی اُسکے
سوا کسی مین قدرت نہین اُسکے ساتھ شریک ٹھہراتے ہین یعنے یہ نظر نہین رہتی کہ اُسی رب عزوجل نے ضرر دیا اور پھر اُسی نے دور کردیا
بلکہ اُسکے خلاف شرک کی نظر کرکے شرک کرتے ہین مثلاً بعضے کہتے ہین کہ فلانے دیوتا کی مانتا کرتی ہی فائدہ ہوا یا فلانی درگاہ پر بے ادبی ہوئی تو
جب چڑھاوا کرلیا تب اُنھون نے چھوڑا یا کہتے ہین کہ فلان دوا نے بہت فائدہ دیا اور فلان حکیم نے اچھا کردیا اور یا ہم نے یہ تدبیر کی اور اُسنے
یون کیا اور ہم نے یہ کیا غرضکہ جو باتین اس دنیا مین اللہ تعالے نے ایسی عجیب قدرت سے رکھی ہین کہ مشرک اُنکو اپنی نظر مین دیکھتا اور سوچ
اپنی نظر مین پاتا ہی بس کافر و مشرک تو اُنھین چیزون مین سے کسی چیز کو یا تدبیر کو یا کسی فعل کو تاثیر کرنے والا سمجھتا اور شرک لگاتا ہی اور توحید والا
اپنے رب تعالے کی ہدایت سے اللہ تعالے عزوجل کے سوا کسی چیز کو قادر و خالق و موثر نہین جانتا ہی اور کافرون و مشرکون کو اللہ تعالے
نے ہدایت نہین دی اور نہ اُسکو خواہش ہی تو وہ گمراہی کی نظر سے شرک دیکھتے ہین۔ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ تاکہ کفر کرین یعنی یہ نظر
اُنکی کفر کا سبب ہو یا تاکہ ہو جاے اُنکا حال کہ کافر ہون یا انجام اُنکا یہ کہ کافر ہون یعنے ناشکری کرین اُس نعمت کی جو ہم نے اُنکو دی۔ گویا بجاے
شکر نعمت کے اُنکی طرف سے کفر ہوتا ہی۔ جب اسطرح واضح اُنکو سمجھا دیا تو پھر جھڑکی سے خطاب فرمایا بقولہ۔ فَتَمَتَّعُوا بس چندروز تمتع اُٹھاؤ
فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ عنقریب تم جان جاؤ گے کہ انجام اس شرک و جہالت کا ایک بُرا ٹھکانا جہنم ہی۔ واضح ہو کہ اہل توحید ان آیات کو
پڑھتے ہین اور اپنے رب عزوجل کا شکر ادا کرنے مین جان فدا کرنے کا قصد کرتے ہین اور عاجز ہو جاتے ہین کہ رب جلشانہ نے اُنکو عقل و حوصلہ

وہدایت عطا فرمائی ہو اسی واسطے قرآن پاک انھین کے حق مین ہدایت وشفا ہو اور وہی ڈرتے ہین کہ کہین ہم سے نعمت ایمان نہ چھین جاوے
کیونکہ رب تبارک وتعالے غنی حمید ہو پس جب وہ نعمت ایمان کو ایسا عزیز جانتے ہین اور ڈرتے ہین تو اب کریم ارحم الراحمین اُنکی خطاؤن و
گناہون کو بخشدیتا ہو اور انجام بخیر فرماتا ہو والحمد للہ رب العالمین۔ **ف**۔ عرائس البیان مین اس مقام پر عوام کے سواے خاص
لوگون کے واسطے دقیق نظر کا شرک بتلا دیا چنانچہ قولہ تعالے قال اللہ لا تتخذوا الٰھین اثنین الآیہ کی تحت مین لکھا کہ اس سے یہ بھی ظاہر ہو کہ جو کوئی
اللہ تعالے کے سواے دوسری چیز پر محبت کی نظر ڈالے اور اُسکو اختیار کرے تو وہ بھی دو خدا بنانے والون کے حکم مین شامل ہو کیونکہ اللہ تعالے نے
فرمایا۔ افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ۔ تو نے دیکھا کہ جس نے بنا لیا اپنی خواہش کو اپنا معبود۔ یعنے رب تبارک وتعالے کی معرفت جسکو حاصل ہوئی
اُس نے اُسی کو اختیار کیا اور جب کسی نے اُسکے سواے دوسری چیز سے دل لگایا تو شرک کیا اور واضح ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
محبت اسی واسطے عین ایمان ہو کہ اللہ تعالے کی رضامندی حاصل ہونا اسی طرح ہو جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رضامندی جب
حاصل ہوگی کہ جہانتک ممکن ہو آپ کے حکمون کی بجا آوری مین کوتاہی نہ کرے اور جس شان سے آپ نے دنیا بسر کی ہو اُسی طرح اسی راہ پر
آپ کے پیچھے پیچھے چلے اور آپ کے یارون کو اور اولاد کو بلکہ عرب کو آپ ہی کے واسطے محبوب رکھے اور زیادہ توضیح مترجم نے قولہ تعالے
والذین آمنوا اشد حبا للہ۔ کی تحت مین بیان کردی ہو۔ اور واضح ہو کہ ماں باپ و اولاد وغیرہ کی محبت یہ سب ہوتی ہین مگر اللہ تعالے کی
محبت تمام دلکو گھیرے ہو اور اللہ تعالے ارحم الراحمین ہو تو ان سب پر آدمی کو شفقت وترحم ہوتا ہو مگر اللہ تعالے ہی کے واسطے ہوتا ہو
اور یہ بات رفتہ رفتہ ٹھیک ہوتی ہو بلکہ آدمی لوگ کافرون ومشرکون پر اسوجہ سے ترس کھاتا ہو کہ یہ لوگ افسوس ہو کہ اللہ تعالے کے عذاب میں
دوڑے جاتے ہین اور جب اللہ تعالے کی قدرت کو خیال کرتا ہو تو اپنے رب تعالے کی محبت مین مطمئن ہو جاتا ہو۔ شیخ رحمہ اللہ تعالی نے کہا
کہ جسنے بحر وحدت کا مزا چکھا تو اُس سے دو جہان کا تعلق ساقط ہو جاتا ہو اور اللہ تعالے کی فردانیت سے متفرد اور اسی کی وحدانیت کے ساتھ موحد
ہو جاتا ہو۔ شیخ ابو عثمان رحنے فرمایا کہ تیرا رب تجھے منع فرماتا ہو کہ تو دو رب بناوے یا اُسکے ساتھ کسی کو شریک بناوے اور جب تو نے اپنے خدا بنالیے
اور اُسکے ساتھ شریکون کا مدعی ہوا تو پھر توحید کیونکر تجھ سے درست ہوگی یعنے جب کہ تو اپنے نفس کے احکام بجا لاتا ہو اور اپنی طبیعت کی
خواہشون وارادون پر چلتا ہو اور مخلوق کی بندگی کرتا ہو تو ایسی حالت مین محل عبودیت الٰہی تک تیرا گذر کہان سے ہوگا۔ پھر اللہ تعالے
نے مشرکون کے قبائح اعمال مین سے ایسے افعال بیان فرمائے جن سے ظاہر ہوتا ہو کہ اُنھون نے ناسمجھی سے دو خدا سے بڑھکر بکثرت
خدا بنالیے اور صرف بتون پر منحصر نہین بلکہ طرح طرح کے وجوہ سے اللہ تعالے سے اعراض کیا اور غیرون سے بھی گزر کرکے اپنے
نفس کی پرستش کی ہو قال تعٰ

وَيَجۡعَلُوۡنَ لِمَا لَا يَعۡلَمُوۡنَ نَصِيۡبًا مِّمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسۡـَٔلُنَّ عَمَّا كُنۡتُمۡ

اور ٹھہراتے ہین ایسون کو جنکی خبر نہین رکھتے ایک حصہ ہماری دی روزی مین سے قسم اللہ کی تمسے پوچھنا ہو

تَفۡتَرُوۡنَ ○ وَيَجۡعَلُوۡنَ لِلّٰهِ الۡبَنٰتِ سُبۡحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمۡ مَّا يَشۡتَهُوۡنَ ○

جو جھوٹھ باندھتے تھے اور ٹھہراتے ہین اللہ کو بیٹیان وہ اس لائق نہین اور آپ کو جو دل چاہے

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِالۡاُنۡثٰى ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّهُوَ كَظِيۡمٌ ○

اور جب خوشخبری ملے ایسے کسی کو بیٹی کی سارے دن رہے اُسکا مُنھ سیاہ اور جی مین گھٹ رہا

يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ

چھپتا پھرے لوگون سے مارے برائی اس خوشخبری کے جو سنی اُسکو رہنے دے ذلت قبول کر کر یا اُسکو داب دے مٹی مین سنتا ہی بری چکوتی کرتے ہین

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

جو نہین مانتے پچھلے دن کو انھین پر بری کہاوت ہی اور اللہ کی کہاوت سب سے اوپر اور وہی ہی زبردست حکمت والا

وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ اور بناتے ہین یعنے واقع مین تو کچھ نہین ہی مگر یہ لوگ اپنی طرف سے بناتے ہین اور چونکہ یہ کچھ بنا نہین سکتے لہذا صرف اپنے اعتقاد مین تصور باطل باندھکر اُسپر عمل اسطرح کرتے ہین کہ لگاتے ہین ایسی چیز کے لیے جسکی حالت سے واقف نہین ہین یعنی بتون وجن وغیرہ کے لیے جنکو اپنی نادانی سے موثر و قدرت والا سمجھتے ہین یا لا یعلمون سے خود بت وغیرہ مراد ہون اور صیغہ بطور جمع ذی عقل کے صرف مشرکون کے دعوے کی وجہ سے ہو یعنے بناتے ہین مشرکین واسطے ایسی چیزون کے جو جانتے نہین ہین۔ اول اولی ہی یعنے مشرکین اپنی نادانی سے بغیر کسی حجت و برہان کے حصہ لگاتے ہین ایسی چیزون کے لیے جنکا شریک ہونا کسی علم سے نہین جانتے صرف اپنی جہالت سے شیطانی وسوسہ پر سمجھ لیا ہی نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ حصہ ایسی چیز سے جو ہم نے اُنکو رزق دیا ہی۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالے نے اُنکو اپنی طرف سے رزق دیا اور وہ اُس رزق مین سے ایسی چیزون بتون وغیرہ کا حصہ لگاتے ہین جنکے شرک پر اُنکو کچھ بھی علم نہین ہی سدی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ جیسے فرمایا۔ ہذا للّٰہ بزعمہم وہذا لشرکائنا۔ یعنے مشرکین کہتے کہ یہ اللہ کا ہی اپنے زعم کے موافق اور یہ ہمارے بتون کا ہی۔ قتادہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہ مشرکین عرب کا حال ہی کہ اموال کے حصے کر کے ایک حصہ اپنے بتون و شیاطین کے واسطے مقرر کرتے۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا اللہ تعالے اُنکا خالق و رازق ہی اور اُسی سے نفع و ضرر ہی اور وقت ضرر کے اُسی کی طرف التجا کرتے پھر اللہ تعالے کے دیے رزق مین سے ایسی چیزون بتون و شیاطین کا حصہ لگاتے جنکا نفع یا ضرر دینا نہین جانتے تھے تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ قسم ہی اللہ عزوجل کی کہ تم پوچھے جاؤ گے اس سے جو تم جھوٹ باندھتے ہو۔ اسمین سخت تہدید ہی۔ اور دیگر آیات مین مشرکون کا یہ دعوے بھی بیان کیا کہ کہتے کہ ہمکو اللہ تعالے نے اسکا حکم دیا ہی اور یہ اللہ تعالے پر افترا تھا۔ واضح ہو کہ اللہ تعالے جلشانہ کی ذات و صفات و اُسکے لائق حالات مین رائے کو دخل نہین اور تصور کی مجال نہین تو جب اُنھون نے بتون و شیاطین کے ساتھ شرک کیا تو یہ بہت کھلا شرک ہی اور اپنی رائے سے کیا تو اپنے نفس کو خدا بنا لیا جسکے حکم سے یہ اعتقاد کیا پھر جو اللہ تعالے نے رزق دیا اُسکو خاص اسی کی طرف سے نہ سمجھے بلکہ اپنی کمائی سے اور یہ شرک ہی پھر اسمین تصرف اپنی رائے سے پھر خلاف واقع پھر اللہ تعالے پر افترا کر کے پھر رسول کی ممانعت پر انکار و جدال غرضکہ بے تعداد شرک و قبائح اُنکے اس فعل مین موجود ہین لہذا علمار نے بہت منع کیا کہ کوئی شخص اپنی رائے سے کسی چیز کو شرع نہ بنا دے اور خوبی و برائی کسی چیز کی اپنی رائے پر نہ رکھے حتی کہ بعض نے کہا کہ اگر کوئی گناہ کرے تو اس سے بہتر ہی کہ کسی چیز کو رائے سے شرع بنا دے اور مترجم کہتا ہی کہ یہ اسوجہ سے ہی کہ گناہ سے آدمی کافر نہین ہوتا بخلاف اُسکے اگر رائے سے اُس نے دعوے کیا کہ یہ کام ثواب کا عمدہ ہی یا یہ عذاب کا ہی تو اُس نے دعوے شریعت کیا اور ثواب و عذاب اللہ تعالے نے مقرر فرمایا ہی حکم اُسی کی شان ہی۔ پھر اسی قسم کا ایک قبیح فعل اُنکا یہ بیان فرمایا وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ اور بناتے ہین اللہ تعالے کے لیے لڑکیان ۔ یہ کفار عرب کمال جہل و عداوت سے کہتے کہ ملائکہ اللہ تعالی کی لڑکیان ہین حالانکہ ملائکہ ایک مخلوق الٰہی نورانی ہی نہ مرد ہین نہ عورت ہین اور مردون کی شکل مین اکثر اوقات ظاہر ہوئے مگر عورتون کی شکل مین کبھی ظاہر

ہونا ثابت نہین ہوا ہی۔ یہ قول بنوخزاعہ وکنانہ کا تھا۔ واضح ہو کہ جعل کے یہان بھی وہی معنی ہین کہ اپنے اعتقاد اور قول مین ایسا ٹھہراتے
ہین ورنہ انکے بلانے سے کچھ نہین ہو سکتا اور نہ واقع مین ہی۔ پھر یہ اعتقاد جناب باری تعالے مین نہایت قبیح ہی اور دعوے علم غیب کفر ہی
رلمے سے ٹھہرانا کفر ہی۔ اللہ تعالے کو مثل مخلوق کے بال بچے والا کہنا کفر ہی۔ سُبْحٰنَهٗ۔ اللہ تعالے نے اپنی ذات پاک کی تقدیس فرمائی
یعنی وہ بدرجہ کمال پاک ہی ایسی تشبیہ سے بھی۔ واضح ہو کہ جس چیز کو دوسری چیز کی طرف احتیاج کسی بات مین ہو وہ مخلوق ہی کیونکہ محتاج ہو
وہ خالق نہین ہو سکتا۔ اسکی توضیح یہ ہی کہ مثلاً سکنجبین جب ہوگی کہ سرکہ آوے و شہد ہو پھر ایک شخص اسکو بناوے اسی طرح آدمی اپنی زندگی باقی
رہنے مین کھانے پینے اور سونے کا محتاج ہی غرضکہ جس چیز کی طرف احتیاج ہو اسکے موجود ہونے کی ضرورت ہوتی ہی۔ اور جب عقلی دلیل سے
معلوم ہوا کہ اللہ تعالے مین سب قدرت ہی تو بیٹا یا بیٹی اسکے لیے کچھ معنی نہین رکھتی کیونکہ وہ جو چاہے پیدا کر دے پھر جو چیز کہو سب اسکی
مخلوق ہوگی تو بیٹا اور بیٹی نہوئی کیونکہ بیٹا و بیٹی آدمی کا جزو ہوتے ہین اور اللہ تعالے کھانے پینے اور سونے اور جزو یا کل ہونے سب سے
پاک ہی اسی واسطے حدیث صحیح مین ہی کہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ آدمی نے مجھکو گالی کے مثل بڑا کہا اور اسکو یہ لائق نہ تھا اور اس نے مجھے جھٹلایا
اور اسکو نہ چاہیے تھا پس جھٹلانا اسکا یہ ہی کہ اُس نے دعوے کیا کہ مین اسکو دوبارہ نہین پیدا کر سکتا حالانکہ دوبارہ پیدا کر دینا مجھپر ویسا ہی
جیسے اول مرتبہ پیدا کیا تھا یا اس سے آسان ہی اور اسکا بدگوئی کرنا یہ ہی کہ اُس نے میرے لیے بیٹا بیٹی وجورو بتلائی حالانکہ مین وحدہ لاشریک
الواحد الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ ہون یعنے مین اکیلا نرالا سب سے پاک بے پرواہون جو کہ نہ کسی سے پیدا ہوا
اور نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ اسکے ہمسر کوئی ہو سکتا ہی۔ غرضکہ جس نے حماقت چھوڑ کر توفیق الٰہی اپنی عقل سے اللہ تعالے کی پاکی اور
عظمت وجلال کی طرف راہ پائی وہ نہایت اطمینان کے ساتھ یقین کرتا ہی کہ احمقون کے یہ خیالات عجب بیہودہ ہین کہ جنکی بیہودگی حد سے
بیحد جہالت ہی کہ اسکا اندازہ نہین ہو سکتا ہی۔ اسی واسطے اللہ تعالے نے ان کافرون احمقون کی جہالت کے جواب مین انکو استدلال کا
ارشاد نہین کیا بلکہ اپنی پاکی بیان فرمائی لقولہ سبحانہ کیونکہ دلیل تو اسکے لیے ہی جو عقل اگر نہ رکھتا ہو تو عقل کے پاس تو ہو اور جو اس مین
بھی خوار ہو اسکو عقلی دلیل بتلانا بیکار ہی اور یہان ایک وسوسہ شیطانی اکثر لوگون کو پیدا ہوتا ہی اور اس سے بہت لوگ گمراہ ہوتے ہین وہ
یہ ہی کہ تم نے کہا کہ جو کوئی اللہ تعالے کا بیٹا بیٹی بناوے وہ عقل سے بالکل خارج ہو کر حواس کے دورہ مین ہی بلکہ حواس مین بھی بقدر لموٹا
بیوقوف حواس والا ہی ولیکن ہم دیکھتے ہین کہ مثلاً نصرانی اسکے قائل ہین اور فی الحال انکی عقلمندی کی ایجادین تمام زمانہ مین پھیلی ہوئی ہین
تو تمہارا قول کیونکر مانا جاوے۔ اسکے جواب مین مجھے تمکو اطمینان دینا دو طریقہ سے ہوگا ایک یہ کہ علوم عقلی وعلوم حسی کا فرق سمجھاؤن اور
دوسرے یہ کہ مثال سے بتلاؤن۔ لیکن پہلا طریقہ اسوجہ سے تمہاری سمجھ مین شاید نہ آوے کہ عقلی علوم جاننے کے بعد فرق معلوم ہو سکتا ہی
اور شاید کہ عالم میرے بھائیون کو اسقدر علم نہو تو مین کہتا ہون کہ علم کی تین قسمین ہین ایک وہ کہ مادی ہین جو حواس سے متعلق ہین اور فن یعنی
مین حساب جبر مقابلہ اقلیدس و مقناطیسی قوت کے فن وطب وکلین ایجاد کرنا و تار برقی وآلات حرب اور علم مثلث وغیرہ اسی علم کی
شاخین ہین اور یہ فن ابتدائی عمر مین جب تک حواس قوی و قوت واہمہ غالب ہتی ہی اچھی طرح آتا ہی اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ جوان آدمی کو
یہ فنون مشکل سے آتے ہین اور اطفال کو خوب آتے ہین۔ دوسری قسم وہ ہی کہ مادہ وعقل سے مرکب کر دیے گئے ہین جیسے حرکت نمو جو انسان
وغیرہ کے اجسام مین ہی اسکا علم و اسکی ماہیت وکیفیت سے بحث کرنا اور افلاک کی قوتین وطبائع وغیرہ۔ سوم وہ کہ مادہ وصورت دونون
سے خارج صرف عقل کے علوم ہین۔ اب بالکل سچ وصحیح بات یہ ہی کہ نصارے ہمارے زمانہ کے فقط پہلی قسم کے علم مین ہین اس سے آگے نہین

بڑھے ہین کیونکہ بالکل مادی ومحسوس چیزون مین انھون نے یہ سب آلات وایجادین نکالی ہین جن سے تم متحیر ہوتے ہو اور تم جانتے ہو کہ حواس کی قوتین جیسے آدمی مین ویسے جانورون مین بھی ہین چنانچہ بیا اپنا گھونسلا ایسا بناتا ہو کہ تم متحیر رہتے ہو پس جانورون اور آدمی مین اس قوت حواس سے فرق نہین ہو بلکہ عقل سے فرق ہو اسی واسطے دیکھو کہ علماے اسلام کی عقلی علوم اسوقت تک تمام نصاریٰ کی سمجھ مین نہین آتے ہین اور نادانی سے یہ لوگ اُن علوم کو وہمی نام رکھتے ہین یعنے برعکس - اور یہ دعوے جب ٹھیک ہوتا کہ جانتے اور ثابت کرتے جیسے ہم کو اللہ تعالےٰ کے فضل سے اُنکے تمام علوم ریاضی جو اوپر مین نے لکھے ہین معلوم ہین تب مین جو کچھ تم سے کہتا ہون صحیح ویقینی جاننے کے قابل سمجھو اور قسم ہو اُسی پاک معبود کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہو کہ جو لوگ انھین حسّی فنون کو علم عقلی سمجھے ہین جانورون سے امتیاز نہین رکھتے ہین مگر ظاہری صورت مین اور میری نظر مین دونون کا فرق آئینہ کے مانند روشن ہو لہذا تم بات مانو اور اللہ تعالےٰ واسکے رسول صلعم پر ایمان یقینی رکھو اور نصرانیون کی کلون مین دھوکا مت کھاؤ اور ہادی وہی اللہ تعالےٰ ہو وله الحمد فی الاولےٰ والآخرہ - اور ظاہر مین ایسے قنعہ جو دین کو وہی راہ پر رہیگا جسکو اللہ تعالےٰ نے ہدایت فرمائی الٰہی ہم ہدایت وتوحید پر استقامت چاہتے ہین - بالجملہ اللہ تعالےٰ نے ان جانورون کے جواب مین جو بیٹا بیٹی بناتے ہین صرف اپنی پاکی بیان کی کہ وہ خالق عزوجل پاک ہو پھر انکو یہ ظاہر کر دیا کہ حواس مین بھی بہت موٹے وبھدے ہین کیونکہ بیٹا وبیٹی مین خود فرق کرتے ہین اور بیٹی سے بیٹا افضل جانتے ہین اور خواہش کرتے ہین کہ اُنکے لیے بیٹا ہو پھر عجب بے حواس لوگ ہین کہ اللہ تعالےٰ کے لیے بیٹیان قرار دین - وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُونَ اور اُن لوگون کے لیے وہ جو پسند کرتے ہین یعنے بیٹے ہین - ابن عباس رض نے کہا کہ فرماتا ہو کہ میرے لیے بیٹیان بناتے اور پسند کرتے ہین اور اپنے واسطے بیٹیان نہین پسند کرتے ہین پھر خالق عزوجل جو جاہے پیدا کرے ہر چیز پر اسکو قدرت ہو کیا اسکو عاجز بناتے ہین کہ جسکو خود مکروہ جانتے ہین وہی اُسکے لیے ہو - وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ اور جب کسی کو اُن مین سے خوشخبری سنائی جاوے لڑکی کی یعنے جب مبارکی دینے والے نے آکر اُس سے کہا کہ میان مبارک تمھاری بی بی کے پیاری لڑکی پیدا ہوئی - ظَلَّ ای صار - وَجْهُهُ مُسْوَدًّا تو ہو گیا اُسکا چہرہ سیاہ یعنے اُسکے چہرے پر سیاہی چھا گئی - فن طب مین بیان ہوا ہو کہ جب دل کو صدمہ پہونچا اسطرح کہ وہ بھچ گیا اور خون کی روانی اور جوش مین کمی ہوئی تو چہرہ پر رونق گھٹی اور سیاہی چھا گئی جیسے زیادہ خوشی کے وقت زیادہ خون جوش کرتا ہو تو چہرہ پر چمک آجاتی ہو پس اس سے معلوم ہوا کہ اس مبارکی سے اُسکے دل پر اسقدر صدمہ پہونچتا ہو کہ گھبرا کر خون کی روانی مین کمی ہو جاتی ہو - وَهُوَ كَظِيمٌ اور اُسکی یہ حالت ہوتی ہو کہ وہ غم سے گھٹا ہوا ہو جاتا ہو دل ہی دل مین غم سے ایسا گھٹ جاتا ہو کہ خون کی روانی بھی گویا اسقدر بند ہو جاتی ہو کہ چہرہ پر سیاہی چھا جاتی ہو - ایک تو لڑکی کو خود دل سے ناپسند کرتا تھا بوجہ اسکے کہ لڑکا مرد اور لڑکی عورت کا فرق دونون مین ہو اور دوسرے شیطانی شرع کا عار اُسکو لاحق ہوتا کہ کسی مرد کی تحت مین دبی ہوگی حالانکہ خود اسی طرح پیدا ہوا تھا - يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ چھپتا ہو قوم سے - مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ بوجہ بدی اُس چیز کے جسکی بشارت دیا گیا - یعنے اُسکے نزدیک یہ بشارت نہایت بد اور بہت قبیح تھی - بعض مفسرین نے زعم کیا کہ لڑکی کی بدی یہ ہو کہ اُسپر زنا کا خوف اور اپنے حق مین عار ہو اور مترجم کے نزدیک یہ وجہ بعید ہو کیونکہ ہر عورت زانیہ نہین ہوتی ہو بلکہ تکبر سے داماد سے شرم کرتے تھے جیسے ہندوستان مین چھتری ہوتے ہین اگرچہ زنا کا خوف ایک قسم کا خوف وعار ہو اور ممکن ہو کہ اوہام شیطانی ووساوس کا مجموعہ اُسپر اسوجہ سے حاوی ہوا ہو کر زندہ درگور کرنے یا اُسپر ظلم کرنے سے جہنم مین لعنتی اُٹھاوے کیونکہ شیطان واقعی دشمن ہو چنانچہ فرمایا - أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ یعنے اس تردد مین پڑتا ہو کہ کیا اُسکو جیتا چھوڑے خواری کے ساتھ - أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ یا اُسکو دبا دے مٹی مین - ضمیر مبہکہ وید سہ کی

مذکر رعایت کلمۂ ما بشر بہ ہی اور مراد اس سے لڑکی ہی اور عرب زمانۂ جاہلیت مین لڑکی کو پیدا ہوتے مار ڈالتے یا آخر زندہ درگور کر دیتے تھے مگر مائین اس سے غمناک ہوتی تھین۔ حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو تمیم کے ایک شخص سے سُنا جس نے اپنی عمر مین ایک مرتبہ اپنا ترس کھانا اسطرح بیان کیا کہ وہ سفر مین تھا کہ پیچھے اُسکی عورت کے لڑکی پیدا ہوئی مان نے غمناک ہو کر اُسکو اپنی بہن کے یہان پرورش مین دیدیا جب شوہر آیا تو اُس سے کہا کہ لڑکی تھی مار ڈالی وہ لڑکی وہان پرورش پاتی رہی جب بڑی ہوئی تو کبھی اُسکی مان دیکھنے کو بلاتی تھی ایک روز اتفاق سے بلایا تھا کہ یہ شخص اُسکا شوہر آگیا اور آخر کار معلوم کر لیا کہ اسی کی پیاری بیٹی ہی اور اجازت دی کہ اپنے پاس رکھے ایک روز اُسکو اُسکی مان نے بناؤ سنگار سے آراستہ کیا تھا باپ نے اُسکو گود مین لیا تاکہ مان مطمئن ہو پھر مان کو ایک کام کو بھیجدیا اور خود اُسکو لیکر سیر کے بہانے جنگل مین لیگیا جہان خود اُسنے گڑھا کھود رکھا تھا اس لڑکی سے کہا کہ اس گڑھے مین جھانکے وہ بیچاری معصومہ اپنے پیارے باپ کے حکم کے موافق دیکھنے لگی باپ نے اُسکو پیچھے سے ڈھکیلدیا اور اُسپر مٹی ڈالنا شروع کی اور وہ معصومہ لڑکی اندر سے پکارتی تھی اے میرے پیارے باپ ارے میرے پیارے آبا اُسوقت کہتا تھا کہ مجھے ترس آیا مگر مین نے سب مٹی اُسپر گرا کر اُسکو زندہ توپ دیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ سُنکر شفقت سے رونے لگے۔ واضح ہو کہ اللہ تعالےٰ نے قتل اولاد سے سخت منع فرمایا اور ایک آیت مین فرمایا۔ اذا الموؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت یعنے وہ ہولناک دن قیامت کا جب اس لڑکی سے اللہ تعالی شفقت سے پوچھیگا کہ تو کس گناہ مین مار ڈالی گئی۔ یعنے اُسکے قاتل پر غضب الٰہی ہوگا۔ اَلَا سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ خبردار ہو کہ نہایت بدتر ہی جو یہ کافر لوگ حکم لگاتے ہین۔ اللہ تعالےٰ کی جناب مین یہ بیہودگی و گستاخی کہ اُسکے لیے لڑکیان بتلاتے ہین اور اپنی لڑکیون کے ساتھ یہ بیرحمی کہ پتھر کا کلیجہ بھی پانی ہو جاوے۔ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ مَثَلُ السَّوْءِ۔ جو لوگ ایمان نہین لاتے آخرت پر اُنھین کے لیے بدصفت ہی کہ کافر بےادب جاہل جانور بےرحم جہنمی بدکردار خوار ہین عذاب دائمی مین گرفتار رہینگے۔ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی اور اعلےٰ وصف کمال یکتا الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ اللہ تعالےٰ ہی کے واسطے ہی۔ ابن عباس نے کہا یعنے لیس کمثلہ شیء۔ اسکے مثل کوئی چیز نہین ہی یہ صفت الٰہی ہی۔ بہرحال یہ مراد نہین ہی کہ اللہ تعالےٰ کے واسطے کوئی مثال ہو سکتی ہی کیونکہ اللہ تعالےٰ ہم مثل و مثال سے اعلےٰ و پاک ہی۔ وَهُوَ الْعَزِیْزُ وہ غالب قاہر ہی الْحَکِیْمُ کامل حکمت والا ہی اُسکے افعال و احکام اور اُسکی خلقت سب اُسکی پوری حکمت پر ہی۔ حدیث مین ہی کہ اللہ تعالےٰ سے زیادہ کوئی اذیت پر صبر کرنے والا نہین کہ اُسکی مخلوق اُسی کے واسطے جورو اولاد بناتے ہین اور وہ اُنکو رزق دیتا ہی اور عافیت سے رکھتا ہی۔ حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب قوم نے زیادہ اذیت دی اور بےادبی کی تو آپ ایک حال مین مستغرق چلے جاتے تھے کہ ناگاہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر رب تبارک و تعالی کیطرف سے سلام پہونچایا اور کہا کہ یہ پہاڑون کا فرشتہ تیرے ساتھ آپ کے پاس بھیجا گیا ہی اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ ہم نے تیری قوم کا جواب سُنا اور یہ فرشتہ حاضر ہی جو چاہیے اُنکے بارہ مین حکم دیجیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب تبارک و تعالےٰ کی حمد ادا کی اور اتنے مین فرشتہ نے سلام کر کے کہا کہ اگر آپ حکم دین تو مین دونون پہاڑون کو اس قوم پر لوٹ دون آپ نے بعد حمد کے فرمایا کہ ای رب مین صبر کرونگا اور مجھے آرزو ہی کہ اللہ تعالےٰ اس قوم کی پشت سے ایسے بندے پیدا فرمادیگا جو خالص اُسی کی عبادت کرین الحمد للہ کہ رسول خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم اسقدر رحیم اور رب غفور ارحم الراحمین پس اس امت مرحومہ کو مبارک ہو اللھم رب توفنی مومنا و الحقنی بعبادک المومنین و بفضلک بعبادک الصالحین والحمد للہ رب العالمین۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اپنا حلم و کرم و کافرون

مشرکون کی بے ادبی و بدانجام و بجاے قرآن مجید کے انکا وساوس شیطانی قبول کرنا اور اسی دشمن کی اتباع کرنا اور قرآن چھوڑنا اور
مومنون کے لیے قرآن پاک مخصوص ہونا فرمایا

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ
اور اگر پکڑے الله لوگون کو انکی بے انصافی پر نہ چھوڑے زمین پر ایک چلنے والا لیکن

يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً
ڈھیل دیتا ہی انکو ایک وعدہ ٹھہرے تک پھر جب پہونچا انکا وعدہ نہ دیر کرینگے ایک گھڑی

وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ
اور نہ جلدی اور کرتے ہین اللہ کا جو اپنا جی نچاہے اور بتاتی ہین انکی زبان

الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ۝
جھوٹھ کہ انکو خوبی ہی آپ ہی ثابت ہوا کہ انکو آگ ہی اور وہ بڑھائے جاتے ہین

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ
قسم اللہ کی ہمنے رسول بھیجے کتنے فرقون مین تجھسے پہلے پھر سنوارے انکے آگے شیطان نے

اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ
انکے کام سو وہی رفیق انکا ہی آج اور انکو دکھ کی مار ہی اور ہمنے اُتاری تجھپر کتاب اسی واسطے کہ کھول سناوے انکو

الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝
جسمین جھگڑ رہے ہین اور سوجھانے کو اور مہر کو ان لوگون پر جو مانتے ہین

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ یعنی اگر اللہ تعالے حلم سے مہلت نہ دے بلکہ لوگون کے ظلم کرنے پر فوراً مواخذہ فرما دے۔ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ تو نہ چھوڑے روے زمین پر کوئی جاندار جو زمین پر چلتا ہی۔ ظلم سے مراد یا تو شرک ہی کیونکہ سب سے بڑا اور پورا ظلم وہی ہی یا ہر فعل بد جس سے گنہگار ہوتا ہی۔ حدیث مین ہی کہ اللہ تعالے ظالم کو مہلت دیتا رہتا ہی یہان تک کہ جب اسکو ماخوذ کرتا ہی تو پھر وہ رہائی نہین پاتا ہی۔ واضح ہو کہ اگر ظالم سے کافر و مشرک مراد ہین اور دابہ سے بھی یہی لوگ اور معنے یہ کہ اگر اللہ تعالے مشرکون کو فوراً ماخوذ کرے تو زمین پر کوئی کافر نہ چھوڑے۔ پس اسکے معنے ظاہر ہین اور شاید کہ دابہ سے ہر جاندار مراد ہو اور بطور مبالغہ ہو کیونکہ روے زمین پر کافر بہت کثرت سے ہین اور آدمی سب مخلوق مین اشرف ہی تو جب سب کافر ہلاک کر دیے گئے گویا زمین پر کوئی نہ رہا۔ ولیکن ظاہر یہ ہی کہ ظلم سے شرک مراد ہی اور دابہ سے عام یا ظلم سے بھی عام مراد ہی تو اس صورت مین معنی یہ ہونگے کہ ظالم کی وجہ سے عذاب کرے تو زمین پر کوئی جاندار نہ چھوڑے۔ اس صورت مین شبہہ یہ ہوتا ہی کہ انمین ایسے لوگ بھی ہین کہ جنکا گناہ کچھ نہین ہی تو پھر وہ لوگ کیون ہلاک کیے جاوینگے۔ اسکا جواب دو طرح پر ہی اول وہ نظر جو اولیاء الٰہی کو حاصل ہی اور وہ کہتے ہین کہ بندہ سے عبادت الٰہی کبھی ٹھیک نہین ادا ہو سکتی کیونکہ وہ سبحانہ تعالے قدیم ہی اور مخلوق حادث ہی اور مترجم کہتا ہی کہ بعضی احادیث اسپر شاہد بھی ہین جیسے قول ما عبدناک حق عبادتک حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہی کہ اے رب ہم سے تیری عبادت کا حق ادا نہوا۔ اور جیسے جنت کے

گروہ کو دیدار کے واسطے طلب فرماویگا اور وہ بعد کشف حجاب کے عرض کرینگے کہ اے رب اب ہمکو اجازت سجدہ کی ہو کہ ہمنے پہلے ادا نہین کیا
او یہ وہم مت کرو کہ سب گنہگار ٹھہرے اس لیے کہ اللہ تعالے عفو فرماتا ہی اور وسعت سے زائد کسی کو تکلیف نہین دیتا اور اسی وجہ سے
انبیا علیہم السلام و صالحین بندے اللہ تعالے سے استغفار کرتے ہین اور اللہ تعالے نے نیک بندون کی صفات مین سے فرمایا کہ
مستغفرین بالاسحار سحر کو استغفار کیا کرتے ہین بالجملہ یہ دعوے ان بزرگون کے نزدیک صحیح نہین کہ کوئی ایسے درجہ پر ہی جسکی نسبت یہ دعوی
ہو سکے کہ اسپر کچھ گناہ نہین ہی البتہ یہ ہی کہ اللہ تعالے مواخذہ نہ فرماوے ایسی حالت معصوم بندون کی ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ جواب عوام
کی سمجھ سے باہر ہی اور دوسرا جواب یہ ہی کہ اللہ تعالے کے کرم سے جسکا گناہ نہو وہ عذاب سے محفوظ ہوگا اور عیش مین مسرور ہوگا لیکن جب ظالمون کے
ظلم پر مواخذہ ہوا تو اللہ تعالے نے یہ نہین فرمایا کہ سب عذاب مین پڑین بلکہ یہ کہا کہ کسی جاندار کو نہ چھوڑے پس ظالم کو ہلاک کرنا تو انتقام
ظلم اور اُسکے واسطے عذاب ہی اور ساتھ مین مطیع بیگناہ کا ہلاک ہونا اسکے لیے رحمت و ثواب ہی اور اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ زندہ رہتا
تو زیادہ نیکیان کرتا ولیکن اللہ تعالے نے اُسکو اپنے فضل سے سب درجات عطا فرمائے۔ اور یہ اس وجہ سے ہی کہ بعضی خاص صورتین
ایسی ہین کہ اُنمین جب اللہ تعالے کی طرف سے بلا آتی ہی تو گنہگار و بے گناہ سب مبتلا ہو جاتے ہین چنانچہ قولہ تعالے واتقوا فتنۃ لا تصیبن
الذین ظلموا منکم خاصۃ الآیۃ کی تفسیر مین تفصیل گزری ہی۔ اور حدیث مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جب اللہ تعالے کسی قوم کے حق مین عذاب چاہتا ہی تو عذاب اُن سب کو پہونچ جاتا ہی جو اُس قوم مین موجود ہون ولیکن
قیامت مین گنہگار و بیگناہ ہر ایک اپنی اپنی نیت پر اُٹھائے جاوینگے۔ رواہ مسلم اور حدیث مین ایک لشکر کے حال مین ہی کہ جب بیدا پر
پہونچینگے تو اللہ تعالے ان سب کو زمین مین خسف کردیگا اور فرمایا کہ قیامت مین جو لوگ کہ مجبور کر کے ساتھ لیے گئے تھے وے اپنی نیتون پر
مبعوث ہونگے۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ معنے یہ ہین کہ اگر اللہ تعالے حلم نہ فرماوے اور جو کماتے ہین اُسکی وجہ سے
مواخذہ کرے تو روے زمین پر کوئی دابہ نہ چھوڑے بلکہ آدمیون کے ہلاک کرنے کے ساتھ سب جاندارون کو ہلاک کر دے
ولیکن حلم سے اُنکو ایک وقت تک مہلت دیتا ہی۔ ابو الاحوص سے مروی ہی کہ یہ آیت پڑھکر کہا کہ آدمی کے گناہون کی وجہ سے قریب ہی
کہ گوہ کا کیڑا تک ہلاک کیا جاوے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیڑا اپنے سوراخ مین بسبب گناہ آدمی کے مرتا نظر آتا ہی۔
ابن جریر رحمہ اللہ تعالے نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابوہریرہ نے ایک کو کہتے سُنا کہ ظالم کا ظلم فقط اُسی پر پڑتا ہی
فرمایا کہ نہین بلکہ قسم ہی اللہ تعالے کی کہ ظالم کے ظلم سے بیّڑی اپنے گھونسلے مین مرجاتی ہی۔ وقال ابن ابی حاتم حدثنا علی بن الحسین
انبانا ابو الولید بن عبد الملک ثنا عبید اللہ بن شرحبیل ثنا سلیمان بن عطاء عن مسلمۃ بن عبد اللہ عن عمہ ابی مشجعۃ بن ربعی عن ابی الدرداء رضی
قال ذکرنا عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ان اللہ لا یؤخر شیئا اذا جاء اجلہ وانما زیادۃ العمر بالذریۃ الصالحۃ یرزقہا العبد
فیدعون لہ من بعدہ فیلحقہ دعاءہم فی قبرہ فذلک زیادۃ العمر۔ یعنے ابو الدرداء نے کہا کہ ہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے
باتین کین تو آپ نے فرمایا کہ جس چیز کا وقت آجاتا ہی اللہ تعالے اُسمین تاخیر نہین فرماتا اور زیادتی عمر مین اسی طرح ہی کہ اولاد صالح
اللہ تعالے کسی بندے کو نصیب کرے جو اُسکے بعد اُسکے حق مین دعا کرین تو اُنکی دعا اُسکو اپنی قبر مین پہونچتی ہی پس یہی اُسکی عمر کی زیادتی
ہی۔ بعض تفاسیر مین ہی کہ ما ترک علیہا من دابۃ۔ اسطرح کہ انکو مینہہ سے سیراب نہ فرماوے یہ قول سعید بن جبیر کا ہی اور سدی رحمہ نے کہا
کہ اُنکے ظلم سے بارش موقوف کردے جس سے نسل منقطع ہو جاوے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی اور کہا کہ آدمی کے

یعنی ایسے چھوڑ دینگے عذاب جہنم مین جیسے کوئی کسی شخص کو بھول جاتا ہو جیسے اُنھون نے بھلا یا تھا اپنا ملنا آج کے دن کا۔ یہ معنی بنا بر قراءة مفرطون بفتح الراء بقراءة حفص رح ہی اور یہی معنی ابو عبیدہ و ابن الاعرابی و کسائی و فراء رح علماء بیان نے ذکر کیے ہین پس ماخوذ از افراط ہوا اور عرب بولتے ہین افرطت فلاناً خلفی۔ مین نے فلان کو اپنے پیچھے ڈالدیا اور بھول گیا۔ قتادہ رح سے یہ بھی مروی ہو کہ مفرطون یعنے جلدی سے بیجائے جاوینگے اور مقدم کردیے جاوینگے آگ کی طرف۔ اس تقدیر پر ماخوذ ہوگا افراط بمعنے آگے بھیجدینا منزل پر جیسے عرب لیتے ہین کہ افرطتہ یعنے فلان شخص کو ہم نے آگے بھیجدیا کہ منزل پر پانی تلاش کرے۔ پس یہان مراد بفقط جلدی سے مقدم کرکے اُنکے ٹھکانے جہنم مین بھیجدینا لیا گیا۔ اور یہی حسن بصری رحمہ اللہ تعالے سے مروی ہو اور اسی معنی مین ہی حدیث انا فرطکم علے الحوض یعنے اپنی امت مرحومہ سے فرمایا کہ مین تمھارے لیے حوض کوثر پر آگے پہونچ رہنے والا ہون۔ شیخ ابن الکثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ قتادہ رحمہ اللہ تعالی کے دونون قول مین کچھ منافاة نہین ہو اس لیے کہ کافرون مشرکون کا یہی حال ہوگا کہ اُنکو جلدی کرکے ملائکہ بحکم الٰہی عزوجل اُنکے مقام دائمی جہنم مین پہونچاوینگے پھر وہان ایسے چھوڑ دیے جاوینگے جیسے کوئی بھولا ہوا ضائع چھوڑا جاتا ہو۔ اور بھلائے جانے سے مراد یہ ہو کہ جہنم مین یہ لوگ ہمیشہ پڑے رہینگے۔ بعض مفسرین نے لکھا کہ ابن مسعود و ابن عباس کی قراءت مین مفرطون بکسر الراء ہی یعنے ضائع کرنے والے یعنی اُنھون نے اللہ تعالے کے حدود کو ضائع کیا اور اُسکی توحید و طاعت چھوڑکر شرک و کفر و معاصی اختیار کیے۔ اور بعض قراءة مین مفرطون بتشدید الراء المکسورة ہی یعنے واجبات مین تفریط و ضائع کرنے والے اور قراءة اول مشہور متواتر ہی اور مآل معنی سب کے قریب قریب ہین۔ پھر چونکہ آنحضرت صلعم کو اپنی قوم سے ایذا پہونچتی اور باوجود اسقدر ظہور حال کے اُنکے جھٹلانے سے گھبراتے یہ دیکھکر کہ سب لوگ جہنم کی طرف دوڑتے ہین تو اللہ تعالے نے تسلی فرمائی بقولہ تعالے۔ تَاللّٰهِ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ قسم ہو وحدہ لا شریک کی کہ ہم نے بھیجا تھا اگلی امتون پر تجھ سے پہلے یعنے رسولون کو مع ظاہر معجزات و آیات بینات کے پس اُنھون نے اپنے رسولون کے ساتھ ایسا ہی کیا اور اُنکو جھٹلایا اور اپنے ہی اعمال شرک کو اچھا سمجھے فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيۡطٰنُ اَعۡمَالَهُمۡ پس آراستہ کرکے دکھلایا اُنکو شیطان نے اُنکے اعمال کو۔ یعنے اللہ تعالے نے شیطان کو اُنپر مسلط کیا اور اصل مین زینت پیدا کردینا اللہ تعالے کی شان سے ہو اور شیطان کو وسوسہ کی قدرت دینا اور تسلط دینا اُسی کی قدرت سے ہو بالجملہ اُنھون نے شیطان کی پیروی کی اور اسکا وسوسہ قبول کیا۔ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الۡيَوۡمَ سو وہی اُنکا ولی ہوگا آج کے روز یعنے ناصر و مددگار و متولی اُنکے امور کا اور قرین آج کے روز وہی ہوگا۔ چونکہ شیطان خود ملعون ہو اور ہمیشہ جہنم مین ہوگا تو اُسکی پیروی کرنے والے اور مطیع اور جنکا وہ سردار و ولی ہو سب اُسکے ساتھ مطرود ہونگے۔ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ اور اُن سب کے لیے عذاب دردناک ہو۔ وَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ۔ اور نہین ہم نے اُتارا یہ قرآن پاک تجھپر کسی حال مین کسی غرض سے اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ مگر اسواسطے کہ تو بیان کردے صاف صاف ایسے لوگون کے لیے۔ الَّذِى اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ وہ بات جسمین اُنھون نے اختلاف کیا یعنی شرک کو باطل بیان کردے اور توحید کو حق بتلادے اور فقط حیات دنیاوی و شہوات کو باطل اور دار آخرت و معاد اور جزا و سزا کو حق بیان کردے۔ وَهُدًى اور اسواسطے کہ قرآن مجید ہدایت ہو وَّرَحۡمَةً اور رحمت ہو لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ایسی قوم کے لیے جو ایمان لاتے ہین۔ یعنے اللہ تعالے عزوجل کی شان پاک و اسرار معارف و آیات سے قلوب مومنین کو بشارت و فرحت ہوتی ہو اور دل سے مواقع شیطان سے اجتناب کرکے اپنے رب کے واسطے خشوع و خضوع کرتے ہین جو اللہ تعا

کی عین رحمت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عموماً سب کو آیات خلقت و نشانات وحدیت کی طرف متوجہ فرمایا

وَاللّٰهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذٰلِكَ

اور اللہ نے اُتارا آسمان سے پانی پھر اُس سے جلایا زمین کو اُسکے مرے پیچھے اسمین

لَآيَةً لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ۝ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي

پتے ہین اُن لوگون کو جو سنتے ہین اور تمکو چوپایون مین بوجھ کی جگہ ہے پلاتے ہین تمکو

بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ ۝

اسکے پیٹ کی چیزون مین سے گوبر اور لہو کے بیچ بیچ سے دودھ ستھرا رچتا پینے والون کو

وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا

اور میوون سے کھجور کے اور انگور کے بناتے ہو اُس سے نشا اور روزی خاصی

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝

اسمین پتا ہے اُن لوگون کو جو بوجھتے ہین

وَاللّٰهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اُتارا۔ سماء سے بعض نے کہا کہ سحاب مراد ہے اور بعض نے کہا کہ اوپر کی بلندی مراد ہے اور یہ دونون معنے قریب ہین اور ظاہر ہین عام فہم ہین اور بعض نے کہا کہ آسمان سے اُتارا اور اسمین اسرار ہین اور اس صورت مین کہ آسمان مراد ہو تب بھی سحاب سے اُترنا صحیح ہے اور اللہ تعالیٰ کے اسرار اس عالم مین ایسے طور پر جاری ہین کہ لوگ اپنی نگاہ ظاہری سے ایک حد تک ادراک کرتے ہین جیسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانی برستا ہے لیکن نجومی اُسکے واسطے اندازہ مقرر کرتا ہے اور کواکب کی تاثیرات کا قائل ہوتا ہے اور جو شخص کہ فن طبعیات مین کلام کرتا ہے وہ بخارات کی پیدائش واجتماع و سردی پانے سے بارش کا قائل ہوتا ہے۔ اور تفصیل اُسکی سابق مین گزر چکی ہے۔ حاصل یہ کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو اُتارا جس سے مومنون کے قلوب مین ہدایت و رحمت کے گل بوٹے و پھلدار میوہ دار درخت طاعت اُگے اور روحین زندہ ہوگئے اسی طرح اللہ تعالیٰ عزوجل نے آسمان سے مینہ نازل فرمایا۔ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا پس اس مینہ سے زمین کو بعد خشک و مردہ ہوجانے کے زندہ فرمایا۔ ہر ایک زمین مین جداگانہ اثر ظاہر ہوا بعض مین میوہ جات کشمش و منقی وغیرہ پیدا ہوئے اور بعض مین زراعت وغیرہ پیدا ہوئی اور بعض قطعات مین ہری بھری گھاس ہی اُگی اور بعض ایسے کہ اُس نے پانی ہی بھر لیا جس سے آدمی و جانور و کھیتی سیراب ہوئی اور بعض ایسے منحوس تھے کہ اُنمین کچھ بھی نہین ہوا۔ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ یعنی اسمین اللہ تعالیٰ کے دلائل قدرت و حکمت و توحید کی نشانی ایسی قوم کے لیے ہے جو دل کے کانون سے سنتی ہین۔ اسمین ضرور ہے کہ کسی قدر قلب سلیم کے ساتھ ہو اور جو شخص سمجھدار اُس سے بیان کرے وہ کان دھر کر سُنے اور غور سے اللہ تعالیٰ کی توحید و قدرت کو دیکھے ورنہ نہین کہ سر اسر ان آیات کو دیکھتا جاوے اور اندھے بہرون کی طرح گزرتا چلا جاوے۔ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً یعنی انعام چوپایہ گائے بھینس اونٹ وغیرہ مین اللہ تعالیٰ کی شان قدرت کو غور کرے تو اُسکو عبرت و نصیحت حاصل ہو کیونکہ انعام مین عبرت موجود ہے ازانجملہ جو بیان فرمایا۔ نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهِ یعنے اُسکے ظاہری جسم کے اندر سے ہم تمکو پلاتے ہین یعنے

ع ۵
۱۴

ایسی چیز پیدا کر دیتے ہین کہ تم اُسکو پیو- مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا درمیان مین فرث وخون کے دودھ
خالص- یعنی غذا اُسکے پیٹ مین جاکر فرث وخون کے درمیان مین دودھ ہوتی ہی- بیضاوی مین ہی کہ اوجھ کے اندر کھائی ہوئی چیز میں بعض
قسم کی ہضم کے بعد فرث ہوتی ہین- مترجم کہتا ہی کہ بعض نے وہم کیا کہ دودھ کی پیدائش اور خون کی پیدائش معدہ مین ہوتی ہی اور مین
کہتا ہون کہ اس آیت مین کچھ دلالت اسپر نہین ہی کیونکہ بطون اُسکے اندر کا جسم ہی پس یون ہوا کہ غذا کھانے سے معدہ کے اندر معدہ کے
انہضام سے منہضم ہوئی اور صاف حصہ اُسکا جگر مین گیا اور باقی فرث رہا اور یہ فرث بھی ایسے اجزا سے ملا ہوا رہا کہ معدہ کی تقویت کیواسطے
جو کچھ ضرورت ہی وہ بھی جسقدر ہوئی اسمین سے پیدا ہوئی اور باقی بالکل پھوک بذریعہ آنتون کے نکلکر روث ہوا اور جگر سے انہضام دوسرا
ہوا جس سے خون اور فرث کے درمیان مین یعنی بیچ کے مرتبہ مین دودھ رہا تو دودھ اصل مین خام خون ہی اور یہ قدرت ہی کہ تھنون کے
انہضام سے سفید ہوا اور باقی حصہ خون ہوکر اعضائے جسم مین کام آیا- غرضکہ طبیبون کی تحقیق اس سے مخالف نہین ہی- اور بعض نے کہا
کہ اوجھ مین سے نیچے فرث ہوتا ہی اور اوپر خون ہوتا ہی اور درمیان مین دودھ ہوتا ہی پس خون تو رگون کی راہ سے جسم مین جاتا ہی اور
دودھ تھنون کی راہ سے آتا ہی اور رنگ دونون کا بدلا ہوا ہوتا ہی اور اللہ تعالے جل شانہ کی حکمت کاملہ سے یہ ایک ظاہری شان ہی
کہ کسطرح ایسی خوبی سے دودھ پیدا کیا اسمین کچھ میل کسی نجاست کا نہین بالکل خالص ہوتا ہی- سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ پینے والون کے
گلے سے اچھی طرح اُترتا ہی- اُنکو بہت خوشگوار غذا ہی نہ حلق مین پھنسے اور نہ اُسکے مزہ سے دل اُکتاوے اور بدن کو قوت دے اور پیٹ پر
بوجھ نہو- اطبا نے اتفاق کیا ہی کہ دودھ نہایت عمدہ غذا ہی- واضح ہو کہ تفسیر شیخ امام ابن کثیر کی تلخیص یہ ہی کہ قولہ نسقیکم مما فی بطونہ
ضمیر مذکر بیان نعم کے معنے کی طرف راجع ہی اگرچہ انعام جمع ہی یعنے مما فی بطن ہذا الحیوان- اور دوسری آیت مین مما فی بطونہا- آیا ہی یعنی
لفظ انعام کی طرف راجع ہی اور دونون جائز ہین- اقول سیبویہ نے کہا کہ زبان عرب مین انعام کی طرف ضمیر واحد جاری ہوتی ہی-
زجاج نے کہا کہ ضمیر مذکر و مؤنث دونون کا راجع کرنا انعام کی طرف روا ہی جیسے ہی انعام اور ہو انعام- کسائی نے کہا کہ معنے یہ ہین
کہ مما فی بطون ما ذکر- یعنے ضمیر راجع بمذکور ہی اور فراء رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہی صواب ہی اور یہ بھی مروی ہی کہ انعام ونعم ایک ہین کبھی
مذکر و کبھی مونث بولے جاتے ہین اور ابن العربی نے اسی کو ترجیح دی ہی- پھر شیخ نے لکھا کہ قولہ من بین فرث ودم لبنا خالصا- یعنے
حیوان مذکور یعنے اُسکی مادہ کے باطن مین دودھ جدا وخالص ہوجاتا ہی خون سے از راہ سپیدی ومزہ کے پس اسمین سے ہر ایک اپنی اپنی
جگہ پر جاتا ہی یا سطرح ہوتا ہی کہ جب غذا معدہ مین پختہ ہوجاتی ہی تو اُسمین سے ایک حصہ تو عروق (رگون) کی جانب جاتا ہی اور وہ خون ہی اور
دودھ تھنون کی طرف جاتا ہی اور پیشاب مثانہ کی طرف جاتا ہی اور لید مخرج کی طرف جاتی ہی اور انمین سے کوئی دوسرے بعد جدا
ہونے کی مخلوط نہین ہوتی ہی- وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ شیخ ابن جریر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہ خبر مقدم
ہی اور قولہ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ ای ما تتخذون منہ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا مبتدا ہی یعنی ما محذوف ہی جسکے حذف پر منہ دلالت
کرتا ہی مبتدا موخر ہی اور تتخذون سے آخر تک صلہ مذکور ہی معنے یہ ہوئے کہ اور خرما و انگورون کے پھلون مین سے وہ ہی کہ تم اس سے
بناتے ہو سکر اور رزق خوب- اقول اسمین تکلف بعید ہی علاوہ اسکے خرما و انگور کی سب قسم سے سکر و رزق حسن بناتے ہین اسمین بعض کی
خصوصیت نہین ہی اور مقام امتنان مین عام ہونا بلیغ ہی نہ تبعیض سے بعض رہ جانا جیسا کہ پوشیدہ نہین ہی- بعض نے کہا کہ لعبرۃ مبتدا
موخر محذوف ہی اور تتخذون حال ہی- یعنے ثمرات نخیل واعناب مین سے تمکو البتہ عبرت ہی در حالیکہ تم اُس سے بناتے ہو الخ ولیکن پوشیدہ نہین

علاوہ اعتراض مذکورہ کے تمر کی خصوصیت نہین ہی اور زمخشری نے کشاف مین اسکو نسقیکم کی تقدیر مین قرار دیا یعنے ہم تمکو پلاتے ہین ثمرات نخیل واعناب سے وعلی ہذا تتخذون بیان ہوگا جو چیز پلائی جاتی ہی اور اسی کو ایک جماعت نے وجہ وجیہ سمجھا ہی اور یہی احسن ہی لیکن اس صورت مین سکر سے اگر مسکر و شراب مراد ہی تو اسقدر منسوخ ہوگا بدین دلیل کہ یہ سورہ مکیہ ہی اور تحریم الخمر مدینہ مین نازل ہوئی ہی - اور اگر سکر سے وہ مراد ہی جو لذیذ ہو اور اسکا عطف تفسیری رزق حسن ہو جیسا کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب ہی تو کچھ اشکال نہین ہی اور مراد شیرہ انگور و نبیذ تمر و مانند اسکے ہین - شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ دودھ کے سائغ و خوشگوار ہونے کے بعد دوسرے شربت بیان فرمائے خرما و انگور کے پھلون سے اور جو انسے بنایا کرتے تھے قبل اسکے کہ شراب حرام ہو - اور تتخذون منہ سکرا - دلالت کرتا ہی کہ قبل حرام ہونے کے شرعا حلال تھی اسی واسطے اس سے احسان رکھا - مترجم کہتا ہی کہ یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالے کی استدلال کا جواب ہی کہ انھون نے فرمایا کہ سکر سے اگر شراب مسکر مراد ہو تو لازم آوے کہ اللہ تعالے نے حرام چیز کا احسان رکھا ہی حالانکہ احسان حلال ہی نہ حرام سے کما لا یخفے اور حاصل جواب یہ کہ قبل شراب حرام کرنے کے یہ آیت تھی اسوقت حلت تھی تو احسان رکھنا حلال سے ہوا - لیکن مین کہتا ہون کہ مکیہ و مدنیہ ہونا ضعیف روایات سے ثابت ہوا ہی تو نسخ بطور ضعف لازم کیا گیا اور جب تک نفس کلام مین بغیر نسخ کے معنے بیٹھتے ہین اسوقت تک نسخ کی طرف جانا ضروری نہین ہی - اور بعضے عوام نے کہا کہ یہان سے سکر کی حلت ثابت ہوتی ہی ولیکن ہم احادیث کثیرہ پیش کر کے شبہہ کا قول رد کرتے ہین اور مترجم کہتا ہی کہ یہ بانگ جاہلانہ ہی اس لیے کہ اول تو یہ نسخ کا دعوے ہی اور وہی اشکال وارد ہوا اور یہ کہ ہوا دوم یہ کہ جو احادیث لاتا ہی سب آحاد ہین اور قطعیات متواترہ کا مقابلہ آحاد سے اسطرح نہین روا ہی کہ اسکو نسخ کر دیا جاوے اور اس سے یہ وہم نہو کہ احادیث کو رد کیا جاتا ہی نعوذ باللہ من ذلک بلکہ اگر یہ ثابت ہوجاوے کہ حدیث ہی تو ایک حدیث کافی ہی کثرت کی ضرورت نہین مگر تامل اسی مین ہی کہ آیا حدیث ہی یا راوی کی فہم یا کسی وجہ سے اسمین محل تامل تو نہین ہی - علاوہ اسکے جب نسخ کا قائل ہونا چاہیے کہ آیت و احادیث مین تعارض اور وجہ سے دفع نہو اور یہان سکر حلال لینے سے دفع ہی فافہم - پھر واضح ہو کہ مشہور قول امام ابو حنیفہ کا یہ ہی کہ خمر فقط انگور سے ہی اور باقی شرابین خمر کے مساوی نہین ہین اور فقہاء حنفیہ نے اسکو نقل کیا اور اسمین امام ابو یوسف و امام محمد کا اختلاف بھی لکھا ہی - اب مین کہتا ہون کہ اسکے بعد شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ آیت مین دلالت ہی کہ جو سکر کہ انگور سے بنائی جاوے وہ اور جو خرما سے بنائی جاوے دونون برابر ہین یعنے دونون یکسان حرام ہین جیسا کہ امام مالک و شافعی و احمد و جمہور علماء کا مذہب ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ اس تقدیر پر ہی کہ سکر سے مسکر مراد لیا جاوے اور بعد تسلیم اس امر کے کہ مسکر مراد ہی مین کہتا ہون کہ شیخ کے استدلال مین تامل ہی اس لیے کہ آیت تو اس بیان کے لیے ہی کہ ان دونون کی پھلون سے تم لوگ سکر بناتے ہو جیسے کہا جاوے کہ مچھلی کے گوشت و بکری کے گوشت دونون سے کباب بناتے ہو پھر اس سے یہ استدلال کرنا کہ دونون کا حال یکسان ہی بعید ہی تو مساوات ثابت نہین ہوتی ہی - پھر مترجم کہتا ہی کہ یہ مسئلہ دوسرا ہی کہ آیا خمر فقط انگوری شراب حرام ہی یا دیگر شرابین مسکر بھی خمر ہین تو امام ابو حنیفہ رح کا صحیح قول یہ ہی کہ سب مسکر حرام ہین لیکن خمر شراب انگوری قطعی حرام ہی اور باقی مسکرات اسکے ساتھ لاحق ہین اور انکا مرتبہ مکروہ تحریمی کا ہی غایت یہ ہی کہ حد کے بارہ مین انکے قول پر کلام ہو ولیکن مکروہ تحریمی حق حرمت مین مثل حرام کے ہی جیسے واجب بمنزلہ فرض ہی صرف اعتقاد کا فرق ہی - یہ سب اس صورت مین ہی کہ امام رحمہ اللہ تعالے سے یہ قول صحیح ہوجاوے اور فقہاء متاخرین کا قول اسکے ثبوت مین محل تردد ہی پھر مذہب حنفیہ مین فقہاء کا اتفاق ہی کہ خمر انگوری و دیگر شرابین سب حرام ہین اور اسی پر فتوے ہی اور اسی طرح جو حدیث مین ہی کہ جو

و شہد و اناج وغیرہ کی سب شرابین حرام ہین مذہب حنفیہ اسکا پابند ہو اور جسمین سے کثیر سے نشہ ہو اسکا قلیل بھی حرام ہی اور اسی پر فتوی
ہو۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ نے ذکر کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سکر وہ ہی جو ان دونون کے پھلون سے حرام کی گئی ہو
یعنی پھلون سے بنائی ہوئی شراب وغیرہ حرام اور رزق حسن وہ ہی جو حلال رہے یعنے چھوہارے و مویز اور جو انسے بنائی جاوے
مثل طلاء و دبس اور سرکہ و نبیذ یعنے چھوہارے پانی مین بھگوئے ہوئے کا پانی جب تک اسمین جوش و گاڑھا پن نہ آوے جیسا کہ
خیرچا ملت ۱۲ از و دیکھا
کہ حدیث مین انکا استعمال اسی بیان سے آیا ہی مترجم کہتا ہی بعضے لوگون نے اس مقام پر لکھا کہ جماعت علماء حنفیہ نے سکر کے معنی یہ لیے
کہ جو شربت مسکر نہون اور جنکا دو تہائی حصہ جلا کر اڑا دیا گیا ہو اور وجہ یہ بیان کی کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندون پر ایسی چیز سے احسان رکھتا ہی
جو انپر حلال فرمائین اور ان سے نہین جو حرام فرمائی ہین۔ پھر اس شخص نے لکھا کہ اگر ہم مان لین کہ خمر حرام کرنے کے بعد اس آیت کا نزول
ہوا تو بھی یہ قول احادیث متواترہ صحیحہ سے مردود ہی انتہے مترجمہ مترجم کہتا ہی کہ اس کلام مین کون چیز احادیث متواترہ سے مردود
ہونے کے لائق ہی سوائے تعصب اس شخص کے اور یہ دیکھو کہ حدیث متواتر کے مثال مین علماء کو تردد ہی اور یہ شخص حدیثین متواتر بیان کرتا ہی
اور پھر ایسے موقع پر فافہم اور واضح ہو کہ ابو عبیدہ رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ السکر الطعم یعنے سکر بمعنے طعم ہی اور ابن جریر رح نے
اسی کو ترجیح دی اور فرمایا کہ سکر وہ ہی جو طعام مین سے کھایا جاوے اور چھوہارے و انگور کے پھلون سے جسکا پینا حلال ہو اور یہی
رزق حسن ہی تو سکراً و رزقاً حسناً مین لفظ دونون مختلف ہین اور معنے دونون کے ایک ہین جیسے قولہ تعالےٰ اشکو بثی و حزنی
الی اللہ۔ مین بث و حزن کے معنے واحد ہین انتہے مترجماً علے ما نقلہ ہذا البعض اور مترجم کہتا ہی کہ ابو عبید و ابن جریر کا قول اس
لغت کی تفسیر مین مقبول ہوگا اگرچہ بعض لوگ اسکو نہ پہچانین فافہم۔ پھر واضح ہو کہ خمر وہ ہی جو مخامر عقل ہو یعنے عقل کو خمار مین ڈالدے
پس جو لوگ کہ خمر سے پرہیز کرین وہ اہل عقل ہین اور اوپر کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ خصوص بقول حنفیہ نخیل و اعناب سے اہل ایمان وہی کھاتے
ہین جو حلال ہو نہ حرام تو مناسب ہوا ختم اس آیت کا بقولہ تعالےٰ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ اس بیان مذکور
مین بیشک نشانی ہی رب تبارک و تعالےٰ کی وحدانیت و قدرت کی ایسی قوم کے واسطے جو عقل رکھتی ہین۔ شراب و مسکر نہین پیتے
اور نہ شراب غفلت و شرک سے مدہوش ہین۔ اور بنا بر اس قول کے کہ سکر سے مراد مسکر ہی تو جاننا چاہیے کہ اس آیت مین کمہی سے
اشارہ کر دیا گیا تھا کہ اس امت پر شراب حرام ہوگی اگرچہ حکم پیچھے آیا کیونکہ خمر سے عقل مخمور ہوتی ہی تو قوم عاقل نہین رہ سکتی جو شراب پین۔ اسی
واسطے اللہ تعالےٰ نے اس امت پر انکی عقلون کی حفاظت کے لیے شراب مسکرہ حرام کر دین۔ ف۔ فی اشارات العرائس قولہ تعالےٰ
وان لکم فی الانعام لعبرۃ الآیہ۔ واضح ہو کہ حدیث مین ہی کہ شب معراج مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر دو پیالہ پیش کیے گئے ایک
مین شراب اور دوسرے مین دودھ تھا پس آپ نے دودھ اختیار کیا تو آپ سے کہا گیا کہ فطرت سلیمہ پائی اور اگر شراب اختیار کرتے تو
آپ کی امت بیعقل گمراہ ہوتی۔ علماء نے دودھ مین محبت الٰہی درمیان ادب و عشق کے جامع صفت مع صفات کثیرہ کے بیان کی ہین اور شیخ
عارف نے لکھا کہ اس آیت مین عارفین کے لیے جو واقعی اہل عقل ہین اشارت ہی کہ افعالیات کے اسرار و ظہور سے پاک نظر سے شربت محبت
پیتے ہین اور نازل ظہور و نظورات اور تجلیات صفات کے درمیان اسکا وجدان ہی اور حصہ اس سے قلوب و اسرار و ارواح کو
اپنے اپنے مزاج کے موافق بقدر قرب کے ہی۔ یہ بھی اشارت سے ثابت ہی کہ نفس و قلب کے درمیان سے زلال مشاہدہ جو عقول
صافیہ مین حاصل ہوتا ہی امداح اس سے پیتی ہین اور یہی مقامات عبرت ہین۔ شیخ ابوبکر الوراق رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ

چوپاؤن مین عبرت کی نظرین متعدد ہین ایک یہ ہوکہ انعام اپنے پالنے والون کے واسطے مطیع و مسخر ہین اور تو اپنے رب تبارک وتعالی سے سرکش اور سربات مین متمرد ہو۔ قولہ ومن ثمرات النخیل والاعناب الی قولہ رزقا حسنا۔ ارواح واسرار کو قلوب وعقل سے شرب محبت حاصل ہوتا ہو جسمین بیہوشی اور نفے الجملہ ادب سے تجاوز ہو اور شربت انس حاصل ہوتا ہو بوجہ صفاء انوار ذکر سے پیدا ہوتا ہو وہی انکی تربیت وجود کے لیے رزق حسن ہی اور یہ دونون شربت باران تجلی جمال وجلال سے پیدا ہوتے ہین اور صفاء وصال سے دونون کی صفائی ہو جسنے انکو پیا اسکو سکر بوجہ شوق کے اور انس بجمال پاک بیزوال حاصل ہوتا ہی قولہ ان فی ذلک لآیۃ لقوم یعقلون۔ ان اشارات ومعارف سے اسی کو حصہ عبرت ہی جو مغز حقیقت سے وقوف پائے ہین۔ پھر اللہ تعالے نے اہل عقل کے واسطے خاص اشارات کو تصریح کے ساتھ بیان فرمایا از انجملہ وحی بجانب نحل ہی اور اسی صفت تجلی کے ظہور سے اس مکھی کے انتظام وخوبی شربت شہد مین آثار ہین شہد کی مکھی

فقال اللہ تعالے عزوجل

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا

اور حکم بھیجا تیرے رب نے شہد کی مکھی کو کہ بنالے پہاڑون مین گھر اور درختون مین اور جہان

يَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ

چھتریان ڈالتے ہین پھر کھا ہر طرح کے میوون سے پھر چل راہون مین اپنے رب کی صاف پڑی ہین نکلتی

مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

انکے پیٹ مین سے پینے کی چیز جسکے کئی رنگ ہین اسمین آزار چنگے ہوتے ہین لوگون کے اسمین

لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

پتا ہی ان لوگون کو جو دھیان کرتے ہین

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اور وحی فرمائی تیرے رب نے نحل کی جانب۔ واضح ہو کہ علماء کے دو قول ہین ایک یہ کہ وحی مذکور بمعنی الہام ہی اور دوم یہ کہ قولی ہی مگر ایسے طور پر جو وہان لائق ہی جسکی ماہیت وکیفیت سے اللہ تعالے واقف ہی اور اللہ تعالے کے خالص بندے بھی واقف ہوجاتے ہین۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مراد یہان وحی سے الہام ہی یعنے بدون کسی سبب ظاہری کے دل مین ایک بات پیدا کردینا اور رہنمائی کردینا۔ اور اس صورت مین قولہ تعالے۔ اَنِ اتَّخِذِيْ بمعنی بان اتخذی بتقدیر بار ہوگا یعنے الہام فرمایا نحل کو ساتھ بنالینے کے۔ اور زمخشری وغیرہ نے اسکو تفسیر قرار دیا یعنے وحی یہ تھی کہ تو بنالے ولیکن ابوعبداللہ الرازی نے اعتراض کیا کہ ایحا رجب قولی نہو بلکہ الہامی ہوا تو یہ تفسیری نہین ہوسکتا اور صاحب مغنی نے جواب دیا کہ از راہ دلالت کے ایحاء مین قول کے معنے ہین مگر مراد اس سے الہام ہی۔ خلاصہ یہ کہ مجازا الہام مراد ہی مترجم کہتا ہی کہ قول دوم پر ایحار قولی جائز ہو تو یہ اسکی تفسیر صحیح ہی اور تقدیر کی ضرورت نہین ہی اور واحدی رحمہ اللہ تعالے نے ابن عباس رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ ان جانورون مین انکے پیغمبر بھی گذرے ہین اور لکھا کہ ایک جماعت سلف سے یہ قول مروی ہی اور امام رازی رحمہ اللہ تعالے نے کبیر مین اسکے ساتھ تفصیل ذکر کی اور استدلال معقول بیان کیا کہ جب مرپرند وحشرات کو اللہ تعالی نے امم امثالکم آدمیون کے مثل امت قرار دیا اور ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر ہر امت مین پیغمبر فرمایا تو انہین انکے پیغمبر ہوے

تو پھر وحی قولی مین اشکال نہین ہو اور کیون نہین جائز ہو کہ جسطرح انسان کو اللہ تعالے نے وحی قولی سمجھنے کی قدرت دی اسی طرح انہین بھی ہو اور ہمارا نہ جاننا مستلزم عدم واقعی نہین ہو سکتا جیسے تسبیح جمادات وحیوانات مین کلام مفصل گزرا ہی پس معنے یہ ہوئے کہ تیرے رب نے وحی کی طرف شہد کی مکھی کے یہ کہ تو بنالے مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا پہاڑون سے اپنے گھر۔ یعنے اونچے پہاڑون پر جہان مناسب موقع ہو۔ وَمِنَ الشَّجَرِ اور درختون سے۔ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ اور اُنمین سے جو آدمی اونچا بناتے ہین عریش اونچا مچان وغیرہ اور ظاہرا یہان ہر ایک دیوار وبلندی عمارت کی مراد ہو۔ نحل کے عجائبات مین بعضے حکمائے اسلام وفارس نے اچھی تفصیل بیان کی ہو اور جوہری رحمہ اللہ تعالے نے صحاح مین نقل کیا کہ نحل اپنی طبیعت سے اپنے چھتے مین گھر بانشکل مسدس کہ ہر ضلع اُسکا برابر ہوتا ہی بناتی ہین اور اگر مدور یا مربع ہوتے تو اُنمین درمیان مین جگہین خالی رہ جاتین اور مقصود حاصل نہوتا پس اللہ تعالی نے اُسکو وحی فرمائی جس سے اُس نے اسطرح مسدس شکل پر بنائے اور یہ بھی الہام آلہی کے فیض سے ہو کہ یہ جانور اپنا بادشاہ رکھتے ہین جو سب سے ڈیل ڈول مین بڑا ہوتا ہی اور درجہ بدرجہ چھوٹے حاکم ودربان ہوتے ہین اور سب اُنکی تابعداری کرتے ہین اور ریاست وسیاست کے احکام اُنمین جاری ہوتے ہین ہر ایک اپنے ہی گھونسلے مین آتی ہو اور سوائے نفیس وخوشگوار پھولون پھلون وغیرہ کے اگر کسی سے ناگوار بدبو پائی گئی تو اُسکو سزا ملتی ہی غرض کہ نہایت انتظام وخوبی سے اُنکا کام جاری ہو۔ واضح ہو کہ باوجود ان تمام باتون کے ان سب کا آدمی کے واسطے پیدا کیا جانا اللہ تعالے کے فضل سے آدمی کی تکریم کے لیے ثابت ہو۔ پھر اللہ تعالے نے اُسکو عجیب حکمت کے واسطے عام اجازت فرمائی بقولہ۔ ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ پھر تو ہر قسم کے پھلون سے غذا کھا۔ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا پس چال چل اپنے پروردگار کی راہون مین مطیع ہو کر۔ یہ قول قتادہ وعبد الرحمن بن زید سے مروی ہو وعلے ہذا ذللا۔ حال از نحل ہو اور ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ اللہ تعالے نے نحل کو اجازت کھانے کی دی باجازت تقدیری تسخیری کہ ہر قسم کے پھلون سے کھاوے اور وہ راہین چلے جنکو اللہ تعالے نے اُسکے لیے مذلل کر دیا یعنے اسپر آسان کر دیا ہو چنانچہ بلند پہاڑون ووادی وجنگلون وباغون وغیرہ مین جہان چاہے جاوے پھر ہر ایک اپنے گھونسلے مین واپس آتی ہو کہین نہین بھٹکتی ہو وعلے ہذا ذللا حال از سُبل ہو اور کہا کہ یہی قول اظہر ہو اور مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے اسکو صریح بیان فرمادیا ہو۔ ابن جریر نے اسی کو اختیار فرمایا ولیکن کہا کہ دونون قول صحیح ہین۔ ابن زید رحمہ اللہ تعا نے تصریح بقول اول کی ہو اور کہا کہ یہ بمانند قولہ تعالے وذللناہا لہم فمنہا رکوبہم الآیۃ۔ چنانچہ تم دیکھتے ہو کہ لوگ ان مکھیون کے چھتون کو ایک شہر سے دوسرے شہر کو منتقل کر کے لیجاتے ہین اور مکھیان بھی ساتھ ساتھ جاتی ہین۔ یعنے مکھیون کو اللہ تعالے نے مذلل ومسخر ومطیع کر دیا ہو۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے یہان ایک روایت غریب لکھی قال ابو یعلی الموصلی حدثنا شیبان بن فروخ حدثنا مسکین بن عبد العزیز عن ابیہ عن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمر الذباب اربعون یوما والذباب کلہ فے النار الا النحل۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکھی کی عمر چالیس دن کی ہوتی ہو اور مکھی ہر قسم کی دوزخ مین ہو سوائے شہد کی مکھی کے۔ مترجم کہتا ہو کہ اسناد اسکی ظاہرا شیخ کے نزدیک قوی ہو کہ کچھ کلام نہین کیا۔ اور مسکین کے والد عبد العزیز ظاہرا عبد العزیز بن صہیب ہین اُنسے ابو داؤد وغیرہ جماعت نے روایت کی اور معنی حدیث کے یہ ہین کہ مکھی منجملہ ان جانورون کے ہو جنکا وجود جہنم مین ہوگا سوائے ایک قسم کے جو نحل یعنی شہد کی مکھی کہلاتی ہو اور شیخ جلال سیوطی رحمہ اللہ تعالے نے بدور السافرہ مین ایک حدیث روایت کی کہ کل موذی فی النار۔ ہر موذی جہنم مین ہو اور کہا کہ اسکی اسناد جید صحیح ہو اور علماء نے کہا کہ اسکے دو معنے ہو سکتے ہین ایک یہ کہ جو چیز یا جو شخص ایذا دینے والی ہو وہ دوزخ مین جائیگی

اور دوسرے معنے یہ ہین کہ ہر موذی چیز جو اللہ تعالے نے مخلوق فرمائی ہی اُسکا وجود جہنم مین ہوگا واسطے ہذا مکھی بھی ایسی ہی چیزون سے ہی جو جہنم مین ہونے کے واسطے مخلوق ہی باستثنار نحل کے۔ اور واضح ہو کہ مکھی وسانپ بچھو وغیرہ جو جہنم مین ہونگے ممکن ہی کہ وہ بھی اپنی طبیعت سے جہنم کیواسطے ہون یا عذاب وتعذیب دونون کے واسطے ہون نعوذ باللہ من عذاب جہنم۔ بالجملہ حدیث سے شہد کی مکھی کی فضیلت بھی ظاہر ہوئی اور کل موذ فی النار سے اُسکا استثنار بھی معلوم ہوگیا اور چالیس روز کی عمر شاید کہ ہر مکھی کے واسطے ہو یا شہد کی مکھی اس سے بھی مستثنے ہو اور یہ ظاہر ہو اور چالیس روز عمر ظاہرا اس جنس کی عام طور پر ہو جیسے آدمی کی عام عمر ساٹھ برس اور افراد مین خاصکر تفاوت ہوتا ہی یا یہ ہو کہ مدینہ یا عرب مین ایسا ہو کیونکہ مقامات کے تفاوت سے آدمی وجانور سب مین فرق ہوجاتا ہی واللہ تعالے اعلم۔ يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا نکلتا ہی ان مکھیون کے پیٹون سے شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ شربت جسکے رنگ مختلف ہوتے ہین۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شراب سے مراد شہد ہی۔ بیضاوی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مختلف رنگ بوجہ اختلاف اُسکے سِن کے ہوتے ہین یا بسبب فصل وموسم کے۔ خفاجی رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ سپید شہد نوجوان مکھی کا اور زرد پوری جوانی کا اور سرخ بوڑھی کا ہوتا ہی ولیکن پوشیدہ نہین کہ اس قول پر کوئی دلیل نہین ہی انتھے مترجما۔ بعض نے کہا کہ یہ اختلاف بوجہ قسم مکھی کے اور جو کھاتی ہین اُسکے اختلاف کے ہوتا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ ایک جہت سے ایک ہی رنگ کا برآمد ہوتا ہی اور دوسرے سے دوسرے رنگ کا پس یہ احتمال بعید ہی کہ سب مکھیون نے ایک ہی قسم کی غذا کھائی ہو بلکہ یہ ہوسکتا ہی کہ ہر ملک کی پیداوار لطیف کے لحاظ سے اور نیز قسم مکھی کے لحاظ سے یہ اختلاف ہو اور اسی پر شیخ ابن کثیر نے جزم کیا ہی۔ پھر اسکے باطن جسم سے شہد کا نکلنا کسطور پر ہوتا ہی تو شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ موم اپنے پرون سے بناتی ہی اور شہد اپنے مُنھ سے اُگلتی ہی اور دُبر سے بچہ دیتی ہی۔ جمہور مفسرین کا یہی قول ہی کہ شہد مثل لعاب کے اُسکے مُنھ سے ٹپکتا ہی اور بعض نے کہا کہ اسکی تھیلی سے نکلتا ہی اور بعض نے کہا کسی بات پر یقین نہین ہوسکتا ہی۔ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ اس شہد مین لوگون کے واسطے شفا ہی جمہور مفسرین کا یہی قول ہی کہ فیہ کی ضمیر شراب مذکور یعنے شہد کی طرف راجع ہی۔ مجاہد رحمہ اللہ وفرار وابن کیسان وایک جماعت علمار نے کہا کہ ضمیر قرآن کی طرف رجع ہی یعنے قرآن پاک مین لوگون کے لیے شفا ہی۔ شیخ ابن الکثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہ قول فی نفسہ صحیح ہی لیکن اسمین تامل ہی کہ یہان قرآن مراد ہی اور اس سیاق مین شہد مذکور ہی اور حدیث صدق اللہ وکذب بطن اخیک۔ یعنے اللہ تعالے نے سچ فرمایا ہی اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہی الحدیث چنانچہ آتی ہی وہ صریح ہی کہ مراد یہان شہد ہی۔ اقول شیخ مجاہد رحمہ اللہ تعالے کی مراد ظاہرا یہ ہی کہ مکھی کی شہد کی پیدائش اللہ تعالے کے فعل سے ہی اور اسمین شفار رکھنا بکلمہ کن ہی اور قرآن پاک خالص کلام ہی تو وہ سراسر شفار ہی کقولہ تعالے وننزل من القرآن ماھو شفار ورحمۃ للمؤمنین الآیہ۔ غرضکہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالے کا کلام اس اشارہ پر مبنی ہی کہ قرآن پاک صفت ہی اور اسی صفت سے یہ فعل ہی جو شہد مین ظاہر ہی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہی کہ علیکم بالشفائین العسل والقرآن تم دو شفار کو لازم پکڑو شہد کو اور قرآن کو۔ واضح ہو کہ شہد کی شفار ہونے مین احادیث کثیرہ وارد ہین ازانجملہ صحیح بخاری شریف مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہی کہ فرمایا تین چیزون مین شفار ہی پچھنے لگنے مین اور شہد پینے مین اور آگ سے داغ دینے مین مگر مین اپنی امت کو داغ سے منع کرتا ہون۔ مترجم کہتا ہی کہ ظاہر یہ ہی کہ داغ سے ممانعت تنزیہی ہی ورنہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف مین مروی ہی فقد اکتوی علے بطنہ سبع کیات۔ یعنی اس صحابی بزرگ نے اپنے پیٹ پر سات داغ لیے تھے صحیح بخاری مین ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے بھائی کا پیٹ چلتا ہی فرمایا کہ اسکو شہد پلادے اُس نے پلایا

پھر آیا اور کہا کہ اُس سے اُسکا پیٹ چلنا اور بڑھ گیا فرمایا پھر جاکر پلا اُس نے پلایا پھر آکر کہا کہ اُس سے اُسکا پیٹ چلنا اور بڑھ گیا فرمایا کہ
اللہ تعالےٰ نے سچ فرمایا ہی جھوٹا تیرے بھائی کا پیٹ ہی جاکر اُسکو شہد پلا اُسنے پلایا پس اچھا ہو گیا۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید اعرابی کے
دل مین شبہہ ہوا کہ شہد سے کہان شفا ہوتی ہی تو تنبیہ کردی کہ اللہ تعالےٰ کا کلام سچ ہی اور اسمین شفا ہی اور یہ اللہ تعالےٰ نے نہین فرمایا
کہ ایک ہی مرتبہ مین شفا ہوگی یا استطلاق پھر نہوگا کیونکہ استطلاق یہان اُسکے حق مین کامل شفا تھا۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ نے
لکھا کہ ایک عالم نے جو علم طب جانتے تھے فرمایا کہ اس شخص کے پیٹ مین فضلہ جمع تھا جب اُس نے شہد پلایا تو شہد کی حرارت سے منجمد فضلہ
تحلیل ہوکر جلد دفع ہونے لگے اُس سے اُسکو اسہال بڑھا مگر اعرابی نے جانا کہ اُس سے مریض کو ضرر ہوا حالانکہ اُسمین اسکے بھائی کے حق مین
نہایت مصلحت تھی پھر اُسکو پلایا تو اچھی طرح سے تحلیل و دفع ہوا پھر جب سب فضول دفع ہوگئے تو دست ٹھہر گئے اور اُسکے مزاج معدہ مین
صلاحیت ہوئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تندرست ہو گیا۔ صحیحین مین حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہی
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حلوا و شہد اچھا معلوم ہوتا تھا۔ بخاری شریف مین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے مین نے سُنا کہ اگر تمھاری دواؤن مین سے کسی مین خیر ہو تو پچھنے مین اور شہد کے گھونٹ مین اور آگ کے داغ
مین ہی کہ بیماری سے موافق پڑے اور مین پسند نہین کرتا کہ داغ لون۔ رواہ مسلم ایضاً وقد رواہ الامام احمد والطبرانی باسناد صحیح بنحوہ۔ ابن ماجہ
نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لازم پکڑو دو شفاؤن شہد و قرآن کو۔
قال الامام ابن کثیر اسنادہ جید تفرد بہ ابن ماجہ مرفوعا۔ اور ابن جریر نے اُسکو موقوف روایت کیا ہی یعنے صرف حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا
قول روایت کیا۔ پھر لکھا کہ ہمکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت پہونچی ہی کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم مین سے کوئی شخص چاہے کہ شفا حاصل ہو
تو اُسکو چاہیے کہ ایک کاغذ مین قرآن مجید کی کوئی آیت لکھے پھر اُسکو مینہہ کے پانی سے دھووے یعنے کسی برتن مین دھولے پھر اپنی جورو سے
درم مانگے مگر اُسکی خوشی خاطر کے ساتھ لے اور اُسکا شہد خرید کر ملاکر پی جاوے کہ اُسمین کئی وجہ سے شفا ہی اللہ تعالےٰ نے فرمایا وننزل
من القرآن ما ہو شفاء الآیہ اور فرمایا وانزلنا من السماء ماء مبارکا۔ اور فرمایا فان طبن لکم عن شیئ منہ نفسا فکلوہ ہنیئا مریئا۔ اور شہد کے حق مین
فرمایا فیہ شفاء للناس۔ ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہر مہینہ مین تین دن
صبح کو شہد چاٹ لیا کرے اُسکو بڑا حصہ بلا سے نہ پہونچیگا۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ اسکی اسناد مین ایک راوی زبیر بن سعید
(ای لم یصبہ عظیم من البلاء ۱۲)
متروک ہی یعنی اسناد ضعیف ہی اور ابن ماجہ نے ابی ابن ام حرام سے روایت کی کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ تم لازم
پکڑو سنا اور سنوت کو کہ ان دونون مین ہر بیماری سے شفا ہی سوائے سام کے تو عرض کیا گیا کہ سام کیا ہی یا رسول اللہ فرمایا کہ موت۔ عمرو
کہتے ہین کہ ابن ابی عُلیہ نے کہا کہ سنوت شبت ہی اور دوسرون نے فرمایا کہ نہین بلکہ سنوت وہ شہد ہی کہ روغن کے کپے مین ہوتا ہی۔ مترجم
کہتا ہی کہ مطلب یہ ہی کہ روغن رکھنے کے جو کپے ہوتے ہین اور ظاہرا ایسے کپے مین عمدہ رہتا ہوگا۔ اب یہ کلام باقی رہا کہ آیا شہد سے ہر بیماری
سے شفا ہوتی ہی یا خاص بیماریون سے شفا ہی تو اول مین اقوال علما نقل کرکے پھر جو میرے نزدیک اسمین ظاہر ہوا ہی لکھونگا واضح
ہو کہ ایک جماعت نے فرمایا کہ شفا علے العموم ہر مرض کے اور ہر شخص کے لیے ہی اور دوسرے گروہ نے کہا کہ یہ مخصوص بعض امراض کیواسطے ہی
اور اس سے ہر مرض اور ہر شخص کے حق مین تعمیم نہین نکلتی ہی اور لغت عرب کا دستور ہی کہ لفظ عام لاتے ہین اور اُس سے خاص مقصود
ہوتا ہی اور دلیل اسپر یہ ہی کہ شفاء نکرہ تحت اثبات ہی اور علماء بلاغت کا اتفاق ہی کہ جملہ مثبتہ کے تحت مین نکرہ سے عموم ثابت نہین ہوتا

اور محققین علمائے اصول بھی اسی طرف گئے ہیں اور اگر کہا جاوے کہ شفاء کی تنوین سے یہ بات ثابت ہوتی ہے تو جواب یہ ہے کہ تنکیر سے اس مقام پر تنکیر تعظیم مراد لیجاوے تو بھی اسی قدر ثابت ہوا کہ شفاء عظیم اسمین ہے نہ آنکہ ہر مرض کے واسطے پس عموم نہ نکلا اور غایت یہ ہے کہ اکثر امراض سے شفاء ہو چنانچہ تجربہ سے ظاہر ہوا کہ تنہا اسکے استعمال سے اکثر امراض بلغمیہ سے فائدہ ہوتا ہے اور دیگر ادویہ کے ساتھ ترکیب دینے سے اکثر امراض دیگر مین بھی مفید ہے۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ کا میلان ظاہر اسی قول دوم کی جانب ہے چنانچہ اپنی تفسیر مین یہان صرف اسی قدر لکھا کہ بعض وہ شخص جس نے طب نبوی مین کچھ لکھا ہے کہا کہ اگر آیت مین یون ہوتا کہ فیہ الشفاء للناس یعنے شفاء نکرہ نہوتا بلکہ الشفاء ہوتا تو وہ ہر مرض کے لیے دوا ہو جاتا ولیکن نکرہ فرمایا تو وہ ہر شخص کے لیے صرف ایسے امراض مین مفید ہے جو سردی سے ہون کیونکہ شہد گرم ہے اور دوا اسکے ضد پر ہوتی ہے انتہے مترجما۔ اور بیضاوی رحمہ اللہ تعالےٰ کا قول بظاہر قول اول کی طرف مائل ہے چنانچہ لکھا کہ شفاء للناس۔ خواہ تنہا شہد جیسے امراض بلغمیہ مین ہوتا ہے یا دوسری دوا کے ساتھ جیسا سائر امراض مین ہے اسلیے کہ کم ایسے معجون ہین جسمین شہد جزو نہو۔ مترجم کہتا ہے کہ سائر سے اس نے اگر باقی سب امراض لیے تو شفاء عام ہوئی ولیکن پھر اسکا یہ قول کہ کم ایسے معجون ہین کچھ مناسب نہین ہے۔ اسی واسطے کہا گیا کہ کلام بطریق غالب حال ہے یعنے اکثر امراض مین اس سے شفاء ہوتی ہے اور نفع اسکا بہ نسبت مضرت کے بہت زیادہ ہے۔ سدی رحمہ اللہ تعالےٰ سے روایت ہے کہ شفاء ان بیماریون مین جنکی شفاء اسمین ہوتی ہے۔ بعض نے قول اول کی تائید مین کہا کہ شہد جب مسہل ہے تو اعرابی کو اسکے بھائی کے مرض اسہال مین دینے سے معلوم ہوا کہ شفاء عام ہے ولیکن مترجم کے نزدیک یہ استدلال ضعیف ہے۔ واضح ہو کہ بعضے ملاحدہ و بداعتقاد لوگون نے زعم کیا کہ حدیث اعرابی خلاف اجماع اطباء واقع ہوئی یعنی بنظر ظاہری بدون معرفت علمی کے ہے اور شیخ خازن رحمہ اللہ تعالےٰ نے اسکا جواب باصول طبی اسی تفصیل سے ذکر کیا جو ہم نے سابق مین تفسیر شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ سے نقل کیا ہے اور تمام کلام شیخ جمل نے حاشیہ جلالین مین ذکر کیا ہے اور یہ بھی لکھا کہ ہمارا مقصود اس سے نہین ہے کہ حدیث کی تصدیق کے لیے ہم طبیبون کے قول سے تائید چاہین بلکہ اطباء اگر منکر ہون تو ہم انکو مردود کافر سمجھینگے انتہے مترجما اور ایک جماعت سلف سے آثار مروی ہین کہ وہ ہر مرض مین شہد سے شفاء جانتے تھے چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اگر پھوڑے پھنسی کی شکایت ہوتی یا کوئی بیماری ہوتی تو شہد سے علاج کرتے حتےٰ کہ دمل نکلتا تو اسپر شہد کا لیپ کرتے۔ ابو وجرۃ رحمہ اللہ تعالےٰ سے مروی ہے کہ وہ آنکھ مین شہد سے علاج کرتے اور ناک کا علاج و بیماریون کا علاج شہد سے کرتے تھے جیسا کہ قرطبی رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنی تفسیر مین ذکر کیا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ حق صحیح وہی قول اول ہے کہ شہد تمام بیماریون مین ہر شخص کے واسطے علاج و شفاء ہے ولیکن طریق علاج ہر مرض و ہر شخص کے لیے جداگانہ ہے اور دلیل اسکی واسطے یہ ہے کہ آیت مین احتمال ہوا کہ نکرہ تحت اثبات سے عموم مراد ہے یا خصوص مقصود ہے کیونکہ یہان عموم ہونا ضروری نہین ہوتا بخلاف نکرہ تحت نفی کہ وہ عموم ہوتا ہے ولیکن مثبت مین عموم ہو تو کچھ منافی نہین ہے پھر ہم نے احادیث و آثار اس قسم کے پائے کہ جن سے معلوم ہوا کہ یہان عموم مراد ہے از انجملہ حدیث ابی بن ام حرام رضی اللہ عنہ جو ابن ماجہ سے اوپر گذری اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہ انمین تصریح ہے کہ ہر بیماری سے دوا ہے تو اب آیت کی توضیح ہو کر معنے آیت کے عموم پر ہوئے کیونکہ اصول مین یہ بات قرار پائی ہے کہ بیان اگرچہ آحاد روایت سے ہو مگر حکم منسوب بآیت ہوتا ہے نظیر اسکی مسح الراس ہے کہ چہارم سر کا مسح قطعی فرض مانا گیا حالانکہ آیت مجمل تھی اور بیان حدیث سے ملا تو اب حکم فرضیت کا آیت ہی سے ماخوذ کہلاتا ہے اسی وجہ سے فرضیت کے قائل ہین اسی طرح یہان بھی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ جب شہد ہر بیماری کی دوا ہے تو پھر حدیث صحیحین وغیرہ مین پچھنے وغیرہ کے واسطے جو تاکید بعض امراض کے علاج مین کو ہے

اسکی کیا ضرورت تھی جواب یہ ہے کہ اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اور چیزون مین شفا نہو بلکہ شہد مین عام شفا ہے اور دوسری چیزون کلونجی و پچھنے وداغ وغیرہ مین خاص ہے اور ممکن ہے کہ ایک شخص کو شہد ایک وقت میسر نہو اور دوسرا علاج میسر ہو۔ بلکہ دونون میسر ہون ولیکن دوسری چیز سے علاج سہل الحصول ہے مثلاً خون کا تصفیہ شہد سے دیر مین ممکن ہے اور پچھنے سے آسان ہے یا جیسے شہد سے مادہ بلغم دیر مین خارج ہوتا نظر آیا اور بذریعہ تربد یا سنا کے جلد اخراج ممکن ہے تو بدین معنے دوسری چیزون سے بھی علاج کیا جاوے یا مثلاً شہد سے شفا ہے اور اگر شہد کے ساتھ اور بھی ملایا جاوے تو زیادہ آسانی سے اور جلدی سے شفا ہو جیسے حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ مین ہے۔ علاوہ اسکے شہد ہر مرض کی عام دوا ہونے سے یہ لازم نہین ہے کہ ہر مرض کا طریقہ علاج بھی شہد سے ہر شخص کو معلوم ہو اور نظیر اسکی کالا دانہ یعنے شونیز کا علاج ہے جسکے بارہ مین بھی ہر مرض کی دوا ہونا سواے موت کے مروی ہے حالانکہ ترمذی کی حدیث مین درد شقیقہ کے واسطے اُسکا علاج اسکے کھانے کے طریقہ سے نہین ہے بلکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ یا ثابت رحمہ اللہ تعالے سے بطریق سعوط و کحل کے اُسکے دانون کے مختلف تعداد کے خیر سے ہے حتے کہ عام طور پر سنکر اس شخص نے اُسکے دانہ کھانے سے علاج کیا تھا اور فائدہ نہوا جب حضرت انس رضہ سے اُس نے بیان کیا تو آپ نے یہ طریقہ بتلایا پس اسمین صریح دلیل ہے کہ باوجود شفا ہونے کے طریقہ علاج بھی جاننا ضرور ہے ورنہ عام شفا کے باوجود طریقہ نہ جاننے سے حصول نہین ہوتا اور جملہ امراض کے واسطے طریقہ علاج بیان نہین ہوا ہے اور یہی روایت مذکورہ اسپر دلیل ہے اگر کہا جاوے کہ حدیث سے یہ مضمون بھی ثابت ہے کہ کثیر تعداد امراض کی ایسی نازل فرمائی جاتی ہے جسکا علاج اطبا نہین جانتے ہین پس شہد عام امراض کی دوا نہوا تو جواب یہ ہے کہ علاج تو طریقہ استعمال و دستکاری وغیرہ فعل طبیب ہے تو طریقہ نہ جاننے سے یہ لازم نہین آتا کہ دوا موجود نہو پس معنے حدیث سے یہ ثابت ہوئے کہ اطبا ان امراض کے واسطے دوا کو اُس طور پر استعمال مین لانا نہین جانتے جسمین شفا رکھی گئی ہے اور خود حدیث مین مصرح ہے کہ اللہ تعالے نے بیماریان پیدا فرمائین اور ہر بیماری کے واسطے دوا پیدا فرمائی ہے یہ صریح ہے کہ لا دوا بیماری نہین ہے ولیکن اسی حدیث مین تصریح ہے کہ جب اس بیماری کی دوا پہونچ جاتی ہے تو اللہ تعالے کے حکم سے بیمار اچھا ہو جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ کبھی بیماری کو دوا نہین پہونچتی خواہ دوا نہ جاننے سے یا طریقہ اُسکا نہ جاننے سے پس اسی قسم سے شہد ہے کہ اُسکی عام شفا مین شک نہین مگر طریقہ نہین معلوم بلکہ مختلف اقسام مین سے جس قسم کا استعمال موقع مناسب پر چاہیے اکثر وہ بھی نہین معلوم ہوتا تحقیق بطور طب یہ ہے کہ جسم انسانی کی پیدائش خاک سے بترکیب عجیب بقدرت کاملہ الٰہیہ واقع ہوئی ہے اور اُسکی غذا بھی اللہ تعالے نے اُسی زمین سے مقرر فرمائی ہے اور یہ بھی قدرت خاص ہے کہ اقسام غلہ و میوہ و ترکاریان ہر ایک کو مختلف منافع کے ساتھ جداگانہ ترکیب سے اسی زمین سے پیدا کر دیا اور جسم مین اجزاے فلزات سونا چاندی وغیرہ کے مادے بھی ہوتے ہین اور نباتاتی اجسام مین بھی ہین اور خاص فنون سے اجسام کے اجزا جدا کرنے سے پہچانے گئے ہین اور حاذق طبیب اُسکو اچھی طرح سمجھیگا اور عوام کے لیے ایک نظریہ ہے کہ اکثر اقسام تلی کے اندر جب غور سے ملاحظہ کرو تو اسمین چاندی سونے کا ملمع نہایت نفیس عجیب قدرت الٰہیہ کا ظہور نظر آتا ہے بالجملہ یہ امر محقق ہے کہ جسم انسانی اصناف ہر ملک کے بھی اکثر اسی سرزمین کی آب و ہوا و پیداواری غذا سے متوافق ہوتے ہین اور اکثر ایک ملک کے آدمی دوسرے ملک کی آب و ہوا و غذا کو برداشت نہین کرتے پس ترکیب جسمی اس صفت کی ہین کہ اجزاے خاکی سے خواہ وہ خاک ریتلی ہو یا اسمین اجزاے طلائی و نقرئی ہون خواہ دیگر اقسام ہون مرکب ہوتے ہین اور وہین کی پیداوار اس جسم کے تحلیل کو پورا کرتی رہتی ہین کیونکہ دونون مین موافقت ہے ولیکن مثلاً ہندوستان کے شمالی حصہ مین آدمیون و پیداوار کی موافقت ہے اور کسی سخت تناقض

[illegible]

یا کسی سبب سے جسم آدمی کا زیادہ تحلیل ہوا مگر جو غذا اُسکو دی گئی اُسمین وہ اجزاء نہ تھے یا زیادہ نہ تھے جو جسم سے تحلیل ہوگئے ہین تو پورا نہوگا یا لطافت وکثافت کا فرق ہی اور اس صورت مین اگر ایسی لطیف جامع چیز ہو کہ ہر قسم کے اجزاء لطیف کہ جس سے لطیف جسم انسانی مرکب ہوا ہی ہر حال مین موافقت کرے اور غذاء کے واسطے معین ومصلح ہو تو فورًا فائدہ ہوگا اور اب سمجھ دیکھو کہ شہد ایسی ہی نفیس چیز ہی کہ مکھیان ہر قسم کے نباتات واناج وپھولون وپھلون سے لطافت کے ساتھ اجزاء لیتی ہین جن سے شہد بنتا ہی اور اسمین جملہ اجزاء جنکی حاجت ہی موجود ہوتے ہین مگر دو باتون کا لحاظ فرض ہی ایک یہ کہ بسا اوقات تمکو شہد کے اجزاء گرمی کے ساتھ چاہیئے تو صاف استعمال کرو اور اگر سردی کے ساتھ یا گرمی توڑکر چاہیئے تو جوش دیکر صاف وسرد کرکے کیونکہ جوش دینے سے گرمی اُسکی فرو ہوجاتی ہی جیسا کہ بعض اطباء نے تصریح کی ہی اور دوم یہ کہ اسمین اجزاء مختلف ہر قسم کے موجود ہین اور تمکو ضرورت ہی کہ اسمین فلان قسم کے اجزاء نہوتے کیونکہ اسوقت جسم کی حالت اسکو برداشت نہین کرسکتی تو اول جسم کی حالت پہچانو پھر شہد سے ایسے اجزاء کی قوت توڑنا جانو تو فورًا فائدہ ہوگا اور ایک تیسری بات کا لحاظ بھی ضروری ہی کہ ملکون ملکون کے شہد مختلف ہین جیسے وہان کی پیداوار مین اختلاف ہی تو ہر جسم جس سرزمین کے خواص سے مرکب ہوا اُسکے لیے اُسی قسم کا شہد چاہیئے پس اب تجھے صاف یہ بات معلوم ہوئی کہ شہد کی خوبی جامع ہی ولیکن طریقہ علاج وجسم کی شناخت واقسام شہد مین سے جس قسم کی ضرورت ہو سب کا جاننا چاہیئے ہذا ما سنح لی والحمد للہ رب العالمین۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ البتہ اس تمام مذکور مین ایسی قوم کے لیے نشان قدرت ہی جو فکر کرتے ہین۔ یعنے اللہ تعالیٰ کی عجائب صنعت وغرائب خلقت مین غور وتامل صحیح کرکے کمال قدرت اور اُسی کی وحدانیت کو عیان وروشن دیکھتے ہین اور شہد کی مکھی کی پیدائش واُسکی حرکات بھی عجیب وغریب نہایت حکمت ومضبوطی کے ساتھ ہین جو غور سے نظر کرے وہ قطعًا اللہ تعالےٰ کے الہام کا اور اُسی کے خالق علیم قدیر حکیم خبیر ہونے کا اقرار کریگا اور مترجم نے مختصر طور پر جو تحقیق ظاہری مادیات مین بیان کی ہی اہل عقل جزوی کے واسطے اللہ تعالےٰ کی عجائب صنعت مین غور کرکے خوشی وسرور بڑھانے والی ہی اور یہین سے قیاس ہوسکتا ہی کہ اہل عقل کلی کیسے غرائب علوم سے مسرور ہین وفوق کل ذی علم علیم۔ ف۔ قال الشیخ۔ فے العرائس جب اللہ تعالےٰ نے رزق حسن یعنے حلال کو اور وہ رزق کہ تجھے ایسی جگہ سے میسر آوے جہان تیرا گمان نہین ہی بیان فرمایا تو پھر مواضع حقیقت کو منازل وحی واختصاص مخلوقات مین جنکو اہل معرفت پہچانتے ہین بیان کیا بقولہ تعالےٰ واوحی ربک الی النحل الآیہ یعنی نحل مین واُسکے مانند مخلوقات مین جنمین حیات رکھی ہی مواضع خاصہ وحی کو بیان فرمایا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فیض فعل اور نور صفت ورحمت ذاتی سے ہر ذی روح کو ایک ایسی جان عطا فرمائی ہی جس سے اُسکی زندگی ہی اور اُسی سے وہ چیز اللہ تعالےٰ کی وحی قبول کرنے کی استعداد رکھتی ہی اور اسی سے وہ اپنے خالق عزوجل کو پہچانتی اور مقامات رزق کو جانتی اور اپنے خالق جلشانہ کی عبادت اس طور پر کرتی ہی کہ جو افعال عبودیت کے مناسب بوبیت ہین بقدر قوت ادا کرتی ہی اور بدون کسی واسطہ کے اپنے رب کی طرف سے الہام قبول کرتی ہی کیونکہ اللہ تعالےٰ نے سب کو بذات خود الہام فرمایا ہی کیونکہ یہ سب اُسکے اسرار کے محل ہین مگر جہان کے عاقل لوگ اس بھید پر مطلع ہونا چاہین تو کبھی نہین آگاہ ہوسکتے ہین سوائے اسکے کہ اُسکو اُسی سے پاوین پھر بقدر نور الہام کے ان جاندارون سے وہ چیزین پیدا ہوتی ہین جو علم الٰہی مین غیب مین مقدر تھین اور اسی وحی کو الہام کہتے ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ خلاصہ یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ نے ذی روح جاندارون مین مختلف ارواح رکھی ہین اور روح کا بھید مخفی ہی اور حیات ہر ایک کی روح سے ہی اور روح کو قبول فیض از خالق عزوجل ہی اور اسی فیض الہامی

سے ہر ایک سے بمشیت الٰہی سبحانہ تعالےٰ ایسی چیزین ظاہر ہوتی ہین جنکو اکثر لوگ سمجھتے ہین کہ ہمنے یہ کام کیا حالانکہ یہ سب چیزین جو صادر ہوتی ہین حقائق ہین کہ علم غیب الٰہی مین مقدر ہوچکے تھے فافہم - قال الشیخ پھر الہام کے ساتھ جو وحی ہو اُسکے مراتب ہین مراتب فعل اور مراتب صفات - پس جس شخص کا مشرب کہ الہام افعالی سے ہو تو جو باتین اس سے پیدا ہوتی ہین اُسکے اقسام بقدر افعال ہوتے ہین اور جسکا مشرب کہ الہام صفاتی سے ہو جو اُس سے پیدا ہون وہ نہایت صاف و نورانی ہین - تو نہین دیکھتا ہو کہ جاندارون مین سے ایک نحل ہو جسکا ثمرہ شہد لطیف ہو جس سے ہر بیمار کی شفا ہو کیونکہ اُسکا الہام مختص بصفت ہو نہ فعل لہذا اُسکو حکم ہو کہ پاکیزہ درختون و پھولون وکلیون مہ پھلون سے لطیف کہا وے اور بلند درختون و پہاڑون وعرائش پر اپنا مسکن بنا وے پس بقدر صفائی و پاکیزگی درختون پھولون کے شہد بھی پاکیزہ و نہایت لطیف ہوتا ہو پس کہانے کا پھل جسقدر زیادہ پاکیزہ ہوگا اُسی قدر شہد بھی بہت پاکیزہ ہوگا - پس حق تعالےٰ نے ارواح کو اسی مثال پر حکم دیا ہو کہ اپنا مسکن دنی ومکدر چیزون سے بہت اونچا رکھے یعنے ذات وصفات کے پہاڑون وبلندیون پر مسکن بنا وے اور انوار افعال سے حصہ لے اور مقام حدوث مین مسکن نہ بنا وے تاکہ اُسکی علتون کے ساتھ عادی نہو جاوے اور اس غبار سے آلودہ نہو چنانچہ حدیث کے اشارہ سے سمجھ دیکھ کہ فرمایا القلوب بین اصبعین من اصابع الرحمن الحدیث یعنے قلوب کا مقام قبضۂ قدرت الٰہیہ پس قلوب وارواح واسرار وعقول کو خالق عزوجل انوار ذات وصفات وافعال مین عیش شیرین وخوشگوار کے ساتھ منقلب فرماتا ہو وقولہ ثم کلی من کل الثمرات - یعنے انوار ذات وصفات وانوار افعال سے اپنا ثمرہ حاصل کرے جو اُسکیلیے نہایت خوشگوار ہو وقولہ فاسلکی سبل ربک ذللا - اشارہ سے ارواح کو حکم ہو کہ راہین قدم کی ازل وابد وبقا کی فنا ہو کر طی کرے تاکہ اُسکو معرفت غیب حاصل ہو اور وہان بہار اُنس سے معطر ہو اور قدس وجلال کی نہر بہار بستان مین سیر کرے - قولہ یخرج من بطونہا شراب مختلف الوانہ الآیہ - شربت معرفت بقدم جلال وعزت بقاء وانوار ذات ہو پس اختلاف الوان بوجہ اختلاف دیدار کے ہو کہ نور ہر صفت سے ایک رنگ علیحدہ ہو جسقدر ہر صفت سے یا جس صفت سے اسکو دیدار نصیب ہو ہر ایک کے انوار مختلف ہین پس محبت وعشق وغیرہ ظہور صفات ودیدار سے پیدا ہوتے ہین اور محبت وعشق واُنس وفکر وقبض وبسط وخوف ورجاء وغیرہ ہر ایک کا رنگ جداگانہ ہو اور جس شخص کو اُسسے محرومی ہو وہ مریض ہو اور ہر مریض کو انہین مقامات سے شفاء کلی ہو اور یہ عسل لطیف جامع ہو کہ رنگ نوری اُسکا از نور حق ہو اور حلاوت از وصل حق ہو پس جب اس شہد سے ان بندون کے اندر حصول ہوا تو اس سے عبودیت بخشوع وخضوع حاصل ہوتی ہو جو بمنزلہ موم کے ہو اور جب تجلی قدم بصفت محبت نے پرتو پایا تو عسل وموم جدا ہوگئے اور ربوبیت پاک ہو اور موم عبودیت الگ ہو اور ہر آدب آمین موجود ہو اور حدیث مین اشارہ ہو کہ ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی - یعنے مین اپنے رب کے حضور مین رات گزارتا ہون درحالیکہ وہ مجھے کھلاتا و پلاتا ہو - مترجم کہتا ہو کہ سبب ورود اس حدیث کا یہ ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پے درپے کئی روز تک روزہ رکھتے تھے تو بعضے صحابہ رضی اللہ عنہم نے قصد کیا کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی مین اسی طرح روزے رکھین پس آپ نے منع فرمایا اُنھون نے جانا کہ ہمپر شفقت کرکے منع کرتے ہین مگر ہم یہ فضیلت پاوین تو آپ نے متواتر کئی روز تک روزہ رکھا مگر لوگون سے نہوسکا اور بالکل بیجان ہوگئے تب آپ نے یہ حدیث فرمائی کہ جسکا خلاصہ یہ ہو کہ تم ابھی اس درجہ تک نہین پہونچے کہ رب عزوجل تمکو کھلاوے پلاوے اور مین اس حال مین ہون پس تم اس فعل مین میرے ساتھ مت دوڑو - سبحان اللہ تعالےٰ کیا اعلےٰ شان تھی صلے اللہ علیہ وسلم - شیخ نے لکھا کہ جس نے ایک قطرہ اس شربت سے بصفت جذب محبت پی لیا وہ علتہائے نفسانیہ وامراض شیطانیہ سے پاک ہوگیا اور انوار ربوبیت مین پرورش پاکر آئینہ کے

مثل پاک اور نور سے تندرست ابدی ہو گیا کیونکہ یہ شربت وصال انھین بندون کو دیا جاتا ہی جنکو دل وجان سے ارادت ہی اور اسکے تن سے عبودیت کا موم پیدا ہو کر معارف و کواشف سے خاص ہو جاتا ہی اس سے ہر مرید و سالک کو راہ ملتی ہی وقد قال تعالے قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ یعنے ای محمد تو ان یہودی و نصرانی و مشرک گمراہون سے فرما دے کہ اگر تم اللہ تعالے سے محبت چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالے کی محبت اُس سے تمکو حاصل ہوگی۔ شیخ ابن عطا رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ الہام سے نحل کو مقام کی دلالت فرمائی اور بتلایا کہ جو اُسکے پیٹ مین آیا اُسکو کہان رکھے تو حکم دیا کہ صاف پہاڑ یا بلند درخت پر رکھے کہ خاک دھول مین نہ ملجاوے پس اس شربت مختلف رنگ مین لوگون کے واسطے شفا رفرمائی۔ یہ شفا جسم و نفوس کی ہی اور قلوب کی نہین ہی پس جو شخص کہ اپنے قلب کی اصلاح چاہی وہ پہلے معلوم کرے کہ اوقات شب و روز مین کہان اُسکو جانا و رہنا چاہیے و ہر حال مین کیا اسکے قلب پر وارد ہوا اور کسوقت کیا ظہور ہوا پھر اُسکو لیکر تواضع کے ساتھ خلوت اختیار کرے کہ یہ قلب کی غذا ہی اور روح کی غذا اس سے بھی زیادہ لطیف ہی اور وہ یہ ہی کہ حق کا مشاہدہ ہو اور قرآن پاک اسی سے سُنے اور کسی حال مین مخلوقات دو عالم کی طرف التفات نہ کرے۔ شیخ ابن عطا رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ نحل سے دو چیزین پیدا فرمائین دونون آپس مین ملی ہوئین جنکا تصفیہ آگ سے ہوا پھر جب آگ سے مصفی کی گئین تو شہد و موم ہو گئین پس شہد تو خلق کی غذا ہی اور موم جلانے ہی کے کام آتا ہی یون ہی جس شخص نے اعمال کیے تو انمین سے جو خالص اللہ تعالے کے واسطے ہون وہ تو اللہ تعالے عزوجل کے لیے ہین بندہ کو اُسکا ثواب ہی اور جو اُسمین شرک و ریاکاری سے ملا دیے وہ سوائے جہنم کے اور کسی کام کے نہین ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید جسم و روح کا تصفیہ اور اوہام و اعتقاد کا تصفیہ اسی قیاس پر ہی اور آتش عشق ہر ایک کو مصفی کر دیتی ہی اور ہر مخلوط جو غیر حق ہو اسی طرح صاف ہوتا ہی واللہ تعالے اعلم۔ شیخ ابوبکر الوراق رحمہ اللہ تعالے نے یہان ایک لطیف کلام کہا کہ نحل نے جب حکم مانا اور وہی راہ چلے جس پر اُسے حکم ہوا تھا تو اُسکا لعاب تمام مخلوق کے لیے شفا قرار دیا گیا اسی طرح بندہ مومن نے جب حکم مانا اور اپنے سر باطن کو محفوظ رکھا اور دل سے اپنے رب کی طرف رجوع کیا تو اللہ تعالے اُسکے دیدار و باتون و خدمت و صحبت کو خلق کے واسطے شفا کر دیتا ہی جو اُسکو دیکھتا ہی اُسکو اللہ تعالے یاد آتا ہی اور جو اسکا کلام سنتا ہی اسکو نصیحت حاصل ہوتی ہی اور جو اُسکے پاس بیٹھتا ہی وہ نیکبخت ہو جاتا ہی۔ بعضے بزرگون نے اس مقام پر ایک لطیفہ فرمایا کہ اللہ تعالے نے عادت کریمہ یون جاری فرمائی ہی کہ نفیس چیز کو حقیر کے اندر مخفی فرماتا ہی دیکھو ابریشم کو کیڑون کے اندر مخفی فرمایا حالانکہ وہ کیڑا بہت ضعیف و حقیر ہوتا ہی اور شہد کو مکھی کے اندر رکھا اور وہ بالکل ضعیف کیڑا ہی اور موتی کو صدف مین رکھا حالانکہ وہ بدشکل حقیر جانور ہی ایسے ہی پتھر مین لعل و زمرد و سونا و چاندی مخفی کیا اور معرفت و ولایت و محبت کو شکستہ دل ضعیف مومنین کے دلون مین مخفی فرمایا حالانکہ اُنمین گنہگار و خطا وار بھی ہوتے ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ نکتہ لطیف ہی اور اہل جنت فقرا و ضعفا ہین حالانکہ اہل جہنم مغرور و متکبر و مالدار بدکار کفار ہین اور یہ نمونہ ہی کہ جو لوگ کمال علمی و عملی چاہین اُنکو لائق ہی کہ مستحقرات دنیاوی سے پرہیز کرین واللہ تعالی الہادی۔ اللہ تعالے نے

عجائب قدرت الٰہی کو حیوانات چرند و پرند مین بیان کرکے خود انسان کے نفسی عجائب بیان فرمائے بقولہ تم

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ

اور اللہ نے تمکو پیدا کیا پھر تمکو موت دیتا ہی اور کوئی تم مین پہونچتا ہی نکمی عمر کو کہ سمجھے

بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ

پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے — اللہ سب خبر رکھتا ہی قدرت والا — اور اللہ نے بڑائی دی تم مین ایک کو ایک سے روزی کی

فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَاۗدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰي مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ ۭ

جنکو بڑائی دی نہیں پہونچاتے اپنی روزی اُنکو جو انکے ہاتھ کا مال ہین کہ وہ سب اسمین برابر رہین

اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

کیا اللہ کے فضل سے منکر ہین — اور اللہ کے بنادین تمکو تمہاری قسم سے عورتین اور دیے تمکو

مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ

تمہاری عورتون سے بیٹے اور پوتے اور کھانے کو دین تمکو ستھری چیزین سو کیا جھوٹھی باتین مانتے ہین

وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۝

اور اللہ کے فضل کو نہین مانتے

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ یعنی پیدا کرنے والا تمہارا اللہ تعالے ہی تم پہلے کچھ نہ تھے پس نظر کرو کہ اللہ تعالے نے تمکو پیدا کیا پھر اب تم ہمیشہ کے واسطے اس گھر مین نہین ہو — ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ پھر وہی تمکو وفات دیتا ہی جسکا نمونہ رات کی نیند ہی پھر صبح تمکو زندہ اٹھاتا ہی اسی طرح برابر جاری ہی کہ جسکو پیدا کیا اُسکو اُسکی مقدری عمر ختم ہونے پر وفات دیتا ہی خواہ بچپن مین خواہ جوانی مین خواہ بڑھاپے مین لہذا جس نے عدم سے پیدا کیا وہی وفات سے اپنی طرف لوٹا دیگا یہان رہنا چند روزہ ہی جسکا کچھ اعتبار نہین ہی وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ بعض تم مین سے وہ ہوتا ہی کہ ارذل عمر تک رکھا جاوے — یعنے بری زندگی یہ ہی کہ بوڑھا بھوس ہوجاوے پھر آخر موت ہی ولیکن ایسی زیادہ رذیل وحقیر عمر تک رہنے کی ہوس مت کرو کیونکہ اُسکا نتیجہ یہ ہوتا ہی لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـــًٔا تاکہ نہ جانے بعد جاننے کے کچھ بھی یعنے پہلے اُسکو باتین معلوم تھین اور عقل سلامت تھی پھر بھوس بوڑھا ہوکر مثل طفل کے ہوگیا کہ کچھ نہین جانتا — زجاج رحمہ اللہ تعالے نے کہا یعنے عقل جاتی رہتی ہی اور عالم ہونے کے بعد جاہل ہوجاتا ہی اسی طرح اللہ تعالے پیدا کرکے مارتا ہی اور پھر جب چاہے زندہ کرتا ہی — نیشا پوری رحمہ اللہ تعالے نے اپنی تفسیر مین کہا کہ عقلاء کے نزدیک عمر کے چار مرتبہ ہین پہلا مرتبہ سن نمو اور بڑھاور کا جو کہ ابتدا سے اٹھائیس یا تیتیس برس تک ہوتا ہی اور یہی سن شباب ومضبوطی کا ہی دوسرا مرتبہ اُسکے بعد سے چالیس برس تک جو سن وقوف کہلاتا ہی کہ نہ بڑھتا اور نہ گھٹتا ہی مگر عقل اسمین کامل ہوجاتی ہی اور سوم مرتبہ کہولت ہی جو چالیس سال سے ساٹھ برس تک ہی جسمین جسمانی نقصان شروع ہوتا ہی مگر اسقدر ظہور اُسکا نہین ہوتا کہ افعال مین خبط ہو اور چہارم مرتبہ بڑھاپا و کمزوری ظاہری ہی جو اُسکے بعد آخر عمر تک ہوتا ہی — مترجم کہتا ہی کہ اکثر اطباء کے کلام مین بھی مانند اسی کے تقسیم مذکور ہی اور ظاہر اس زمانہ مین ساٹھ برس کا سن بھی مرتبہ کمزوری و بڑھاپا ہی اور یہ سب اکثری حالت کا بیان ہی ورنہ جسمانی حیات طاقت وضعف کے لحاظ سے خاص خاص مین اُسی لحاظ سے اعتبار رہوگا — شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی کہ ارذل العمر پچھتر برس ہی — ایسا ہی معالم وغیرہ مین بھی مذکور ہی اور قتادہ سے نوے برس مروی ہین — اور بعض نے اسی برس بیان کیے ہین اور شاید معتمد قول اول ہی اور دیگر اقوال باعتبار خاص خاص شخصون کے ہین — غرضکہ اس سن مین ایسی کیفیت ہوجاتی ہی

کہ حواس کے اختلال سے نادانی غالب ہوجاتی ہو اور یہ آیت بمانند قولہ تعالے ثم رددناہ اسفل سافلین ہو یعنے اسفل السافلین سے ارذل عمر مراد ہو۔ اور اس سے صریح ظاہر ہو کہ آدمی کو زیادہ عمر کی خواہش اُسی وقت تک چاہیے کہ یہ مرتبہ نہ پہونچے اور چاہیے کہ اپنی جوانی میں عاقبت کیواسطے ذخیرہ کرے اور حیات دنیاوی کو مستعار نا پائدار جانے۔ امام بخاریؒ نے صحیح میں یہان حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر فرمائی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْکَسَلِ وَالْهَرَمِ وَاَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ۔ یعنی پناہ مانگتے اللہ تعالے سے ایک تو بخل سے یعنے بخیلی کی صفت نہ آوے کیونکہ کبھی ہوتا ہو کہ اول مین بخیل نہو پھر آخر مین بخیل ہوجاوے۔ جیسے دوسری حدیث مین آیا ہو کہ جب آدمی بوڑھا ہوتا ہو تو دو چیزین جوان ہوجاتی ہین ایک تو عمر کی ہوس اور ایک مال کی حرص یعنی جس سے بخیلی پیدا ہوجاتی ہو اور دوم کسل سے کہ جوانی مین باوجود اعتقاد آخرت و سمجھداری کے آدمی کو کسل اسقدر گھیرتا ہو کہ زاد آخرت نہین پیدا کرتا ہو اور سوم ہرم یعنے ایسے بڑھاپے سے جو ارذل العمر کو پہونچے وعلے ہذا آگے جو ارذل العمر مذکور ہو وہ اسی کی تفسیر ہوگی اور دیگر احادیث مین فقط ہرم مذکور ہو اور چہارم عذاب قبر سے کہ وہی پہلی منزل آخرت ہو اور پنجم فتنۂ دجال سے اور دجال کا فتنہ مثل شیطان کے سخت ہو اور اصلی دجال اگرچہ ایک ہوگا اور وہ آخر زمانہ مین ہوگا اور سابق مین تحت قولہ تعالے لاینفع نفسا ایمانہا لم تکن آمنت من قبل اوکسبت فی ایمانہا خیرا الآیہ کی تفصیل گزر چکی ہو ولیکن اس سے پہلے ایسے دجال قریب تیس کے ہونگے جنکا فتنہ قریب اصل کے ہوگا اور ششم فتنہ محیا و ممات سے اور واضح ہو کہ آدمی کے لیے اُسکی اولاد اور مال بھی فتنہ ہو لہذا چاہیے کہ بالکل ہر فتنہ سے پناہ مانگے کیونکہ اس صورت مین اولاد و مال بھی نہ دیا جاوے بلکہ ایسے فتنہ سے جس سے اسکے ایمان کو ضرر ہو سوائے اولاد صالح و مال صالح کے یہ دونون آدمی کے لیے نعمت و خیر جاری ہین۔ بالجملہ یہان مقصود یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارذل عمر سے پناہ مانگی ہو۔ آدمی اس سے پہلے ذخیرہ جمع کر سکتا ہو اور علم و عمل حاصل کر سکتا ہو اور بعد اسکے جب اس عمر کو پہونچا تو پھر ہر کام سے عاجز ہوجاتا ہو تو اسکے لیے آخرت دار نعمت و عیش ہو اور دنیاوی حیات بیکار رہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس دعا سے تعلیم امت کا قصد فرمایا ہو ورنہ آپ پیغمبر افضل الخلق تھے صلے اللہ علیہ وسلم اور پیغمبر کو اللہ تعالے اس حالت کو نہین پہونچاتا ہو اور واضح ہو کہ امت والون مین سے بھی جو معرفت و نور باطن سے سرفراز ہوا اللہ تعالے اپنے فضل سے اُسکو بھی ببرکت حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم اس ارذل عمر سے یا اُسکی خرابی سے محفوظ فرماتا ہو چنانچہ عکرمہ رحمہ اللہ سے مروی ہو کہ جسنے قرآن پڑھا اُسکو اللہ تعالے ارذل عمر کو رد نہ کریگا۔ طاؤس رحمہ سے مروی ہو کہ عالم کبھی خرف نہین ہوتا ہو۔ خرف سے مراد یہی ارذل عمر ہو کہ جسمین خرافت یعنی اختلاط عقل و اختلال حواس ہوجاتا ہو اور ظاہر اوجہ یہ کہ عالم کو نور عقل و مشاہدہ صحیح حاصل ہوا اور نور ایسی چیز نہین ہو جو بڑھا ہوجاوے اور یہ سب قدرت آلہیہ ہو اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ اللہ تعالے علیم ہو اُسکا علم بے انتہا اور بلا اسباب کے ہمیشہ ہر وقت ہر حال مین ہر جگہ یکسان ہو اور وہی سب قدرت والا ہو جو چاہے پیدا کرے اور جس کو چاہے جس حال پر کر دے۔ اسمین مشرکون کو تنبیہ ہو کہ جس چیز و جس خیال سے شرک کرتے ہین محض جہالت ہو کیونکہ رب تبارک و تعالے مین سب کمال ہین پھر شرک کو کیا مجال ہو پھر اللہ تعالے نے آدمی کے حالات اس درمیان عمر کے بھی بیان کر دیے کہ سب اُسی کی قدرت سے ہین اور شرک انہین نہایت جہالت و کمال گمراہی ہو چنانچہ فرمایا۔ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰی بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ اور اللہ تعالے عزوجل نے نضیلت دی تم مین سے بعض کو بعض پر رزق مین۔ معنے تفضیلت کے یہان زیادتی ہو جیسے حدیث مین ہو والفضل ربوا یعنے بڑھتی سود ہو اور مقصود یہ کہ رزق تم سب کا قبضۂ قدرت آلہی مین ہو وہ بعض کو زیادہ دیتا ہو اور بعض کو کم دیتا ہو اور کسی بندے کے اختیاری نہین ہو بقولہ تعالی:

فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ پس جنکو رزق مین وسعت
دی گئی وہ رد کرنے والے نہین رزق اپنا انپر جو اُنکے ملک وقبضہ مین ہین۔ یعنے اگر زیادتی والے چاہین کہ اپنی جگہ اپنی مملوک کو قائم
کرین تو نہین کرسکتے اور یہ بھی معنی ہین کہ جب رزق ہر ایک مالک و مملوک کا باختیار الٰہی مقدر ہی تو ہر ایک اپنا رزق کھاتا ہی پس جنکو زیادتی دی
گئی یعنی آقاؤن سے ممکن نہین کہ جو انکا رمقدری رزق ہی وہ اپنے مملوک کو دیدین بلکہ ہر ایک اپنا مقدر رزق کھاوینگے فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تو یہ
دونون رزق مین سابرا ہین۔ حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے غلامون ومملوکون کے حق مین فرمایا کہ تمھارے بھائی ہین انکو
اللہ تعالے نے تمھارے ہاتھون کے نیچے کردیا ہی سو جو تم کھاؤ انکو کھلاؤ اور جو پہنو اُنکو پہناؤ اور ایسے کام کا حکم مت دو جو عادت مین اُنکی
طاقت سے باہر ہو اور اگر کہو تو خود اُنمین اُنکی مددگاری کرو۔ دوسری حدیث مین ہی کہ الصلوة وما ملکت ایمانکم۔ یعنے تاکید جانو کہ تم نماز
ٹھیک رکھو اور مملوکون کے ساتھ بھلائی اور نیک برتاؤ کے واسطے میری وصیت لازم پکڑو۔ اس بارہ مین احادیث بہت ہین اور
اصل انسان مین آزادی ہی ولیکن فساد کفر وشرک کی وجہ سے اللہ تعالے نے اُنکو مملوک کیا اور یہ فائدہ عجیب ہی کہ کفر وشرک کی وجہ سے
یہ لوگ مثل جانور کے ہین تو مزدوری وغیرہ سے کمائین اور اپنے آقا کو جو اللہ تعالے کی بندگی مین مصروف ہی کھلائین اور خود کھائین تاکہ
آقا کو تشویش نہو۔ بعض مفسرین نے یہ معنے بیان کیے کہ جنکو رزق وسیع دیا گیا ہی وہ اُنمین مادکون وغیرہ کو شریک بنانہین بناتے ہین
اور خلاصہ مضمون اُسکا یہ ہی جو ابن عباس رضہ سے مروی کہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ مشرک لوگ خود ایسے نہین ہین کہ اپنے مال وعورتون مین اپنے
غلامون کو شریک بناوین حالانکہ وہ بھی اُنکے مثل آدمی ہین پھر کیونکر میرے پیدا کیے ہوئے بندون کو میری مخلوق مین میرا شریک بناتے
ہین۔ ایسا ہی مجاہد رحمہ اللہ تعالے سے مروی ہی۔ ابن جریر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ حاصل معنی یہ کہ بت پرستون کو اللہ تعالے
نے مثال مین سمجھایا کہ تم اسپر راضی نہین ہوتے کہ تمھارے غلام تمھارے برابر ہون حالانکہ وہ تمھارے مثل ہین پھر تم کیونکر میرے بندون کو
میرے برابر بنانے پر راضی ہو اور میری عبادت کی طرح اُنکی عبادت کرتے ہو۔ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ سو کیا تم اللہ تعالے کی
نعمت سے انکار کرتے ہو۔ بعض نے کہا کہ یعنے تمکو اسطرح فضیلت دی پھر تم شرک کرکے اللہ تعالے کی نعمت سے کفران کرتے ہو۔ ابن کثیر
رحمہ اللہ تعالے نے لکھا یہ اُس شرک کا بیان ہی کہ کھیتی وچارپاؤن مین سے جو اللہ تعالے نے دیے کچھ حصہ اپنے بتون کے واسطے مقرر
کرکے شرک کرتے تھے پس مخلوق کو خالق عزوجل کے برابر کرتے تھے۔ بر تقریر اول یہ معنے ہین کہ تم دونون برابر ہو ہر ایک کو اللہ تعالے نے
رزق دیا ہی کیونکہ کوئی دوسرا رازق نہین ہوسکتا ہی تو کیا اس نعمت سے تمکو انکار رہا اور مقصود یہی ہی کہ سوائے اللہ تعالے کے بتون
وغیرہ کو مخلوق الٰہی اقرار کرتے ہو پھر اُنکی عبادت سے اللہ تعالے کے ساتھ برابری کرتے ہو حالانکہ تم اپنی مملوک کو اپنے برابر نہین کرتے
باوجودیکہ اللہ تعالے نے تم دونون کو یکسان رزق دیا ہی۔ ابن ابی حاتم نے حسن بصری رحمہ اللہ تعالے سے روایت کی کہ حضرت عمر
بن الخطاب نے ابو موسے اشعری رضی اللہ عنہما کو جو آپ کی طرف سے کوفہ وبصرہ پر عامل تھے لکھا کہ تو اپنے رزق پر قناعت کیجیو
کہ دنیا مین اللہ تعالے نے بعض کو بعض پر رزق مین زیادتی دی ہی تاکہ ہر ایک کو امتحان فرماوے پس جسکو زیادہ رزق دیا اُسکا
امتحان کیا ہی کہ وہ اللہ تعالے کا شکر کسقدر زیادہ ادا کرتا ہی اور کیونکر اُسکے حقوق ادا کرتا ہی۔ ذکرہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے پھر اللہ تعالے
نے دوسری حالت انسانی ذکر فرمائی بقولہ تعالے۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا اور اللہ تعالے نے تمھارے
جنس سے تمھین مین سے جوڑے بنا دیے ہین۔ یعنے آدم علیہ السلام کی پسلی سے حوا رضی اللہ عنہا کو پیدا کیا اور پھر اُنسے نسل انسانی پیدا فرمائی

کہ ایک جنس کیوجہ سے باہم ایک دوسرے کیطرف میل کرتے ہین اور نسل پیدا ہوتی ہے۔ وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً
اور تمھاری ازواج یعنے عورتون سے تمھارے لڑکے وحفدہ پیدا کر دیے۔ ازواج سے پیدا کرنے مین انکو تنبیہ کر دی کہ لڑکیون کو
مہربانی سے پرورش کرین اور بیٹون کا احسان رکھا کیونکہ وہ لڑکیون سے نفرت کرتے تھے اور یہ کہ اولاد کا حصول تمھارے جنس کی
ازواج سے ہے اور مفاد ازواج یہی اولاد ہے جسکا احسان رکھا لہذا اہل السنۃ کے نزدیک دُبُر یعنے مقام بیجانہ سے وطی کرنا حرام ہے اور
نیز لڑکون سے اغلام سخت گناہ ہے۔ اور قولہ تعالےٰ فقدموا لانفسکم۔ پارہ سیقول کی آیت مین وطی سے نیت اولاد صالح کی کرے اور
جب وطی سے اپنے نفس کی حفاظت حرام سے اور اولاد صالح مقصود ہو تو ثواب ہے جیسا کہ زنا وشہوت پرستی سے عذاب ہے جیسا کہ حدیث
مین مصرح ہے۔ پھر حفدہ کی تفسیر مین بظاہر سلف سے مختلف اقوال ہین اور فی الحقیقت کچھ اختلاف نہین ہے اسوجہ سے کہ حفدہ
مشتق از حفد بمعنے خدمت ہے جیسے دعاے قنوت مین ہے کہ الیک نسعی ونحفد۔ یعنے تیری بارگاہ مین طاعت سے دوڑتے اور خدمت
کرتے ہین۔ اور عرب مین خدمت کرنے والے انکی اولاد وغیرہ ہوتی تھی اور کبھی حفدہ خاصکر بیٹیون کی اولاد کو کہتے ہین اور یہ مہربانی
وشفقت دلائی کہ بیٹیون کو پرورش کرین کہ نانی ہون ورنہ نانا کہان سے بنینگے۔ اور کبھی پوتون وپوتیون کو کہتے ہین۔ شیخ ابن کثیر
رحمہ اللہ تعالےٰ نے لکھا کہ حفدہ لڑکون کی اولاد ہے کما قال ابن عباس وعکرمہ والحسن والضحاک وابن زید۔ اور سعید بن جبیر
رحمہ اللہ تعالےٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حفدہ ولد اور ولد الولد ہین یعنے ولد کو بھی شامل ہے مترجم کہتا ہے
اس تفسیر کے موافق بنین کے بعد حفدہ کا ذکر اسطرح ہے کہ بنین تو فقط نرینہ اولاد ہے اور حفدہ خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اور خواہ لڑکی کی اولاد ہو
یا لڑکے کی اولاد ہو پوتے وناتی دونون کو شامل ہے۔ سنید رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنی تفسیر مین کہا کہ حدثنا حجاج عن ابی بکر عن عکرمہ عن
ابن عباس رضی اللہ عنہ قال بنوک حیث یحفدونک الخ یعنے حفدہ تیرے بیٹے کیونکہ تیری خدمت کرتے ہین اور مدد کرتے ہین اور مجاہد
رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ حفدہ بیٹا وخادم ہے اور دوسری روایت ہے کہ مجاہد رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ حفدہ نصرت کرنے والے ومدد
کرنے والے وخدمت کرنے والے کہلاتے ہین اور طاؤس وغیرہ نے کہا کہ حفدہ خدمت کرنے والے کہلاتے ہین یہی قول قتادہ و
ابومالک وحسن بصری کا ہے اور عبدالرزاق نے عکرمہ سے روایت کی کہ حفدہ وہ ہے جو تیری اولاد سے یا اولاد کی اولاد سے تیری خدمت
کرے ضحاک رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ عرب کا تو یہی حال تھا کہ انکی خدمت انکی اولاد کیا کرتی تھی۔ عوفی کی روایت ابن عباس سے یہ ہے
کہ حفدہ وہ مرد جو دوسرے مرد کے روبرو خدمت کرے اور کہا کہ بعضے لوگ زعم کرتے ہین کہ حفدہ آدمی کے ختن ہوتے ہین۔ مترجم کہتا ہے
کہ ختن دولہا اور خسر دونون پر بولا جاتا ہے اور کبھی بہن کے خاوند کو بھی بولتے ہین اور ہر ایسے شخص کو جسکا رشتہ خاندان سے دامادی کا
ہو جاوے اور شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ نے لکھا کہ ختن سے جو معنے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمائے ہین یہ قول حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہ ومسروق وابوالضحی وابراہیم نخعی وسعید بن جبیر ومجاہد وقرظی کا ہے اور اسکو عکرمہ نے ابن عباس سے بھی روایت کیا ہے
اور علی بن ابی طلحہ کی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ حفدہ خسر ہوتے ہین۔ شیخ ابن جریر رحمہ اللہ تعالےٰ نے لکھا
کہ یہ سب اقوال حفدہ کے معنے مین داخل ہین کیونکہ اسکے معنے خدمت کے ہین وہ کبھی اولاد سے حاصل ہوتی ہے اور کبھی خدمتگارون و
داماد وخسر سے حاصل ہوتی ہے پس نعمت ان سب سے حاصل ہے۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ اگر ازواج کے متعلق حفدہ ہے تو
حفدہ تمھاری ازواج سے ہے تو اس صورت مین ضرور اس سے مراد اولاد اور اولاد کی اولاد اور جو رو کے دوسرے خاوند سے جو اولاد

کہ دوسرے شوہر کی پرورش میں ہوا اور داماد مراد ہونگے کہ جو لڑکیوں کے خاوند ہیں اور ایسا ہی شعبی و ضحاک کا قول ہے - اور لکھا کہ شاید
ابوداؤد کی حدیث نضرہ بن اکثم میں کہ الولد عبد لک ولد تیرا غلام ہے یہی مراد ہوگی کہ خادم ہے - اور اگر اسکو ازواج پر معطوف کیا جاوے
یعنی تمہارے لیے ازواج کردیں اور حفدہ کردیے تو خادم مطلقاً داخل ہونگے انتہے مترجما اور بعضے اہل تفسیر نے لکھا کہ بظاہر حفدہ کا عطف
بنین پر ہے تو اولے یہ ہے کہ بنین سے بیٹے مراد ہیں تو حفدہ سے اولاد کی اولاد مراد ہو - اور رہو واضح ہو کہ حفید دراصل لغت میں بیٹوں اور بیٹیوں
دونوں کی اولاد کو شامل ہے اور کسی ایک کی تخصیص کرنا پیچھے سے استعمال عرف میں ہوگیا ہے - بالجملہ اللہ تعالے نے احسان رکھا کہ پیدا کیا
اللہ تعالے نے تمکو اور تمہاری بیبیاں اور اُنسے لڑکے اور اولاد جو تمہاری مددگار ہوں اور خدمتگار ہو تمکو آرام دیں - وَرَزَقَكُمْ
مِّنَ الطَّيِّبَاتِ اور رزق دیا تمکو طیبات سے یعنے پاک لذیذ چیزوں سے انہیں جو حلال ہے وہ ثواب اور فرمان الٰہی کے موافق ہے اور
اگر کسی حلال کو حرام طور پر کھایا وہ عذاب ہے اور جن غذاؤں کو حرام کردیا ہے جیسے سور کا گوشت تو وہ طیب نہیں ہے - واضح ہو کہ صحیح یہ ہے
کہ بعض چیزیں پاک ہوتی ہیں مگر اللہ تعالے نے اپنی فرمانبرداری کے امتحان کے واسطے اُنکو حرام کردیا جیسے بعض لوگ شراب کو اسی قسم سے
قرار دیتے ہیں یا کسی دوسری وجہ سے جو حرام فرمائی ہے اُس سے پیدا ہونے کی وجہ سے حرام ہے جیسے سنکھیا کہ پاک ہے لیکن جان کو قتل کرنا
حرام کیا اور سنکھیا کھانے سے جان جاتی ہے لہذا حرام ہے - غرضکہ حرام میں دو قسم ہیں ایک وہ کہ جو طیب نہیں ہیں وہ تو بالاتفاق حرام و رزق بھی
نہیں ہیں اور دوم جو پاک ہیں مگر کسی وجہ سے اُنمیں حرمت ہے جیسے کہ مثلاً دوسرے کا طعام چھین لیا تو اُسکی حرمت ذاتی نہیں بلکہ بالغیر ہے اور
اہل السنۃ کے اعتقاد میں یہ رزق ہے مگر اُسپر عذاب ہوگا اسی وجہ سے حدیث سے ثابت ہے کہ حرام کھانے کپڑے سے نماز و دعا وغیرہ قبول
نہیں ہوتی ہے - اور جسکے انعام سے اُسکو ملا دیا اور آدمی کو سردار بنا دیا چنانچہ حدیث میں بھی ہے کہ اللہ تعالے قیامت کے روز بندہ سے فرماویگا
اسپر اپنا احسان رکھیگا کہ اے فلان کیا میں نے تجھے تیرا جوڑا نہ دیا تھا اور کیا میں نے تجھے مکرم نہ کیا تھا اور کیا میں نے اونٹ گھوڑوں کو
تیرے تابع نہیں کردیا تھا اور نہیں تجھے چھوڑ دیا تھا کہ تو سردار تھا اور عیش کرتا تھا راحت میں - تا آخر حدیث - مترجم کہتا ہے کہ تیرا
جوڑا دیا - یعنے جورو جس سے اولاد اور احفاد ہوئے اور یہ ان سب کا سردار ہوا اور رزق سے عیش کرتا رہا - معلوم ہوا کہ خاندان کا بوڑھا
سب کا سردار ہے اور دوسری حدیث میں بھی وارد ہے کہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے بڑے کی تعظیم نہ کرے اور جو ہمارے چھوٹے پر مہربانی
نہ کرے - غرضکہ اللہ تعالے نے ان نعمتوں سے آدمی کو فضیلت دی پھر وہ اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرتے ہیں - أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ کیا
جھوٹی بے بنیاد بات پر اعتقاد لاتے ہیں یعنے دوسری چیزیں بت و آدمی و جن و شیطان و پری و دیو وغیرہ پر اُنکو اعتقاد ہے کہ اُنکی طرف سے
بہت سی باتیں مانتے ہیں کہ فلاں نے ہمکو اب کی بیٹا دیا اور فلاں بزرگ کی طرف سے ہمارا یہ کام ہوگیا اور بتوں کی پرستش اسی واسطے کرتے
ہیں تو یہ بے بنیاد و لغو جھوٹ بات پر اعتقاد لاتے ہیں - وَبِنِعْمَتِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ اور اللہ تعالے کی نعمت سے انکار
کرتے ہیں منجملہ کفران نعمت کے یہ ہے کہ اللہ تعالے کی طرف سے نعمت نہ جاننا اور غیروں کی طرف منسوب کرنا - اور جسقدر نعمت بڑے اُسی قدر
اسکا انکار سخت ہے اور سب سے بڑی نعمت اللہ تعالے کی محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر صادق ایمان کی ہدایت ہے حالانکہ بعض قریش اس سے
منکر ہوئے اور یہ خیال باطل و شیطانی ہے کیونکہ بتوں کی قدرت و عیسے کی ولدیت اور مانند اسکے جسقدر باطل اعتقادات ہیں اُنسے
نہ بتوں کو خبر اور نہ حضرت عیسے علیہ السلام کو آگاہی صرف شیطان کے جمائے ہوئے عقیدے وہمیات ہیں لہذا باطل جملہ شیطان ہے
اسپر اعتقاد لاتے ہیں اس کلام کے معنے ابن جریج رحمہ اللہ تعالے سے مختصر مروی ہیں ف - فی العرائس قولہ واللہ فضل بعضکم

علی بعض فی الرزق - اسکی تفسیر گزر چکی اور جب نظر بلند کرکے فقط اہل معرفت کے رزق مین دیکھو تو یہان اشارات ہین ازانجملہ یہ کہ اہل معرفت مین روحی رزق مقسوم ہی بعض کے واسطے طاعات ہین کہ انکی روح کو بوجہ تصفیہ نفس کے غذا ہی اور بعض کے لیے ارادت ہین یعنے ہمہ تن ارادت مین ذائب ہین اور اسی کی خواہش مین مستغرق ہین اسی طرح بعض کے واسطے مقامات ہین اور بعض کے لیے حالات ہین اور بعض کا رزق مکاشفات ہین اور بعض کو مشاہدات نصیب ہین اور بعض کو حصول معرفت ہی اور بعض کو محبت کا حصہ ہی اور بعض کے واسطے توحید ہی اور بعض کو تفرید ہی پس اشباح کا رزق درحقیقت عبادت وعبودیت ہی اور ارواح کا رزق درحقیقت دیدار انوار ربوبیت ہی اور عقول کا رزق وہ افکار ہین جو صفات آلہی مین ہون اور قلب کا رزق اللہ تعالے کا ذکر ہی اور سب کے سب اپنے رزق کے لیے جناب آلہی مین محتاج ہین اور بجز قرب ومشاہدہ سے پہنچنے کے بعد اپنے اپنے مشرب سے پیاسے ہین ؎ گویم کہ بر آب قادر نیند ٭ کہ بر ساحل نیل مستسقی اند - اور ہر ایک فرط غیرت سے نہین طاقت رکھتے کہ اہل ارادت مین سے کوئی انکے ساتھ ہو ۔ کما قولہ تعالے فما الذین فضلوا برادی رزقھم علے ما ملکت ایمانہم - شیخ ابراہیم خواص نے کہا کہ بعض کا رزق طلب مین ہی اور بعض کا قناعت مین اور بعض کا توکل مین اور بعض کا کفایت مین اور بعض کا مشاہدہ مین چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انی اظل عند ربی یطعمنی ویسقینی - یعنے برابر اپنے رب کے پاس ہون وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہی اور یہ حدیث صحیح مین موجود ہی - شیخ فضیل رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ سب سے اعلے رزق جو انسان کو عطا ہوا ہی معرفت ہی اُسکو اپنے رب سے نزدیک کرے اور عقل ہی کہ اُسکو سیدھی راہ پر ادب سے مستقیم رکھے پھر اللہ تعالے نے اس رزق کی پاکی وحلاوت وطہارت بیان فرمائی بقولہ ورزقکم من الطیبات - پاکیزہ رزق مین سے سب سے اعلے مشاہدہ ولقا ہی کیونکہ اسی رزق سے درحقیقت زندگی ارواح ومعرفت ہی اور زندگی اشباح وعبودیت ہی اور زندگی عقول تفکر اور زندگی قلوب بذکر اور عیش اسرار با دراک علم ربوبیت ہی اور حقیقت مین طیب یہی ہی کیونکہ وہ پاک ازلی قدیم منزہ از حدوث ہی اور باقی لیے اُسکے جو ارزاق ہین وہ معلول ہین اور وہ طیب نہین ہوسکتے رزق طیب کی صورت یہ ہی کہ عارف کے حال سے موافق ہو اُسکو صفاے وقت سے محجوب نکرے - حارث محاسبی رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ وہ فئی وغنیمت ہی - مترجم کہتا ہی کہ علماء نے اجماع کیا ہی کہ مال غنیمت جو جہاد سے حاصل ہو اس سے بہتر حلال رزق نہین ہی اسکے بعد امام ابوحنیفہ نے کہا کہ تجارت ہی اور امام شافعی نے کہا کہ زراعت ہی اور واضح ہو کہ یہ دونون باختلاف زمانہ مختلف ہوجاوینگے حتے کہ ممکن ہو کہ اس زمانہ مین تجارت سے زیادہ زراعت بہتر ہو کیونکہ اس زمانہ مین جملہ بیوع فاسد وسود ہین اور اگر کسی نے قصد کرکے خرید مین جملہ شرائط کی رعایت رکھی تو شک نہین کہ بائع کے پاس وہ چیز بطور فاسد پہونچی ہی غرضکہ جو شخص قواعد شریعت سے واقف ہی اسپر پوشیدہ نہین کہ مشائخ نے جو اپنے زمانہ مین لکھا کہ عامہ بیوع فاسد ہین جیسا کہ قتادے مین مصرح ہی تو اسوقت ضرور بیوع فاسد ہین اور رہی زراعت تو وہ بھی اس زمانہ مین مخدوش مخمصہ مین ہی لیکن کسی قدر تجارت سے غنیمت ولہذا اسی پر فتوے ہوگا واللہ تعالے اعلم - شیخ نے لکھا کہ شیخ احمد بن ابوالحوازی نے کہا کہ طیبات وہ چیزین ہین جو جنگلون مین مباح ہین مترجم کہتا ہی کہ ہندوستان مین اسوقت جو حاکم ہی اُس نے جنگلون کی لکڑی وگھاس وپانی وغیرہ سب مملوکہ قرار دیا ہی ولیکن واضح ہو کہ جو چیزین اللہ تعالے نے اصلی مباح فرمائی ہین وہ کسی شخص کے روکنے ومملوکہ قرار دینے سے مملوک وممنوع نہین ہونگی اور یہ قول اقرب ہی واللہ تعالے اعلم - البتہ مشکل یہ ہی کہ جس نے بوجہ اصلی حلت کے اس ملک مین جنگل کی چیزون سے لیا اُسکو حاکم وقت سے

ضرر پہونچیگا لہذا آدمی مشکل در مشکل میں ہی والله الہادی الی السبیل وہو العزیز الحکیم۔ شیخ ابن الجلاء رحمہ الله تعالے نے کہا کہ جو فتوح تجھکو بدون طلب و حرص کے ہو وہ حلال ہی اقول شاید یہ اُس زمانہ میں ہو جب کہ عموماً لوگون کے پاس مال حلال تھا پس جو کچھ اُسکے پاس پہونچا وہ بھی حلال ملک سے آیا اور اس زمانہ میں اسمین تامل ہی۔ والله تعالے اعلم بالصواب۔ پھر الله تعالے نے اپنا فضل و انعام بیان کرنے کے بعد مشرکون کے انکار و شرک کو بطور ملامت بیان فرمایا اور اپنی تنزیہ کی بقولہ تعالیٰ

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

اور پوجتے ہین　الله کے سوائے ایسون کو کہ مختار نہین　انکی　روزی کے　آسمان　و زمین سے

شَيْئًا وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝ فَلَا تَضْرِبُوا لِلَّهِ الْأَمْثَالَ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ

کچھ　اور نہ مقدور رکھتے ہین　سو مت بٹھاؤ　الله پر　کہاوتین　الله　جانتا ہی

وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝

اور　تم　نہین　جانتے

الله تعالیٰ نے مشرکون کے حال سے بطور انکار و ملامت کے آگاہ فرمایا کہ الله تعالے کے ساتھ غیرون کی عبادت کرتے ہین حالانکہ رازق اور انعام کرنے والا ہر طرح اُنپر الله تعالے وحدہ لاشریک ہی فقال۔ وَيَعْبُدُونَ اور عبادت کرتے ہین یعنی مشرک لوگ قریش و عرب والون سے لیکر قیامت تک کے پوجتے ہین۔ مِن دُونِ اللَّهِ سوائے الله تعالے کے۔ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ وہ چیز جو اُنکے لیے مالک نہین ہی۔ رِزْقًا مِّنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ شَيْئًا کچھ رزق کی آسمانون و زمین سے کچھ چیز بھی یعنی اُنکو برسانے و اُگانے وغیرہ ہر ایک قسم کے اسباب رزق میں سے کسی چیز کی قدرت نہین ہی۔ واضح ہو کہ ما موصولہ اکثر اسکا استعمال بیجان و بےعقل چیزون میں ہی تو مراد یہان بت ہین لہذا قتادہ رحمہ الله تعالے سے مروی ہی کہ اُسکی تفسیر مین کہا کہ یعنے یہ بت جنکو سوائے الله تعالیٰ کے پوجتے ہین وہ اپنی پرستش کرنے والون کے لیے کچھ رزق کے مالک نہین ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ ما موصولہ عام ہی بیجان و جاندار عاقل سب کو پس اول مین تو بتون وغیرہ کو ما موصولہ سے تعبیر کیا پھر فرمایا۔ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ اور نہ انکے معبود لوگ کچھ استطاعت رکھتے ہین۔ یہان صیغہ جمع اس وزن پر ہی جو عاقلون کے واسطے مقرر ہی پس اسکی وجہ یہ ہی کہ اول مین تو واقعی حال پر تعبیر کیا کہ وہی بن چیزون کی پرستش کرتے ہین وہ جمادات ہین یا اگر ما موصولہ عام لیا جاوے کہ ملائکہ و حضرت عیسےٰ علیہ والسلام وغیرہ سب کو شامل ہو تو بھی حق یہ ہی کہ یہ لوگ اپنے وہمی خیال کو معبود بناتے ہین اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام وغیرہ کو کچھ خبر بھی نہین ہوتی۔ پھر دوسری جگہ صیغہ عقلاء سے تعبیر باعتبار مشرکون کے گمان کے ہی کہ مشرک بتون کو اپنے حال سے آگاہ و ذی عقل جانتے ہین۔ واضح ہو کہ کلمہ شیئًا جو آیت مین مذکور ہی زبان عربی کی ترکیب مین نادانون کو مشکل ہو جاتا ہی لہذا جاننا چاہئیے کہ اسمین ترکیبی تین صورتین ہین اول یہ کہ لا یملک کا مفعول مطلق ہی یعنی مفعول کی صفت تھا تو مفعول حذف کرکے اُسکے قائم مقام ہی اسطرح کہ لا یملک لہم رزقًا من السموات والارض ملکًا شیئًا۔ یعنے کچھ بھی ملک نہین رکھتے دوم یہ کہ رزقًا سے بدل ہی۔ اسپر بعض نے اعتراض کیا کہ اس بدل کا فائدہ نہین ہی کیونکہ اس سے نہ بیان ہی اور نہ تاکید ہی۔ جواب یہ ہی کہ رزقًا سے شیئًا عام ہی پس افادہ ظاہر ہی وفیہ بحث۔ سوم یہ کہ رزقًا اسمین عامل ہی اس بنا پر کہ رزق مصدر ہی اُسکا عمل فعل کا ہوگا اور یہی ابو علی فارسی کا

قول ہو اور ابن الطرادة رحمہ اللہ تعالے نے اسمین کلام کیا اسطرح کہ رزق سے مراد مرزوق ہو یعنے رزق اس مقام پر وہ چیز ہی جو انکو
رزق دی گئی - اور جواب یہ ہو کہ عمل کرنا باعتبار لفظ کے ہو اور لفظ رزق ہر حال مین مصدر ہو خواہ معنی مصدری مقصود ہون یا اس سے
مرزوق کے معنے مراد ہون - یہان ایک بات یہ ہو کہ اول بیان فرمایا کہ مشرک لوگ جن لوگون و جن چیزون کو اپنا معبود بناکر اللہ تعالے
کے ساتھ شرک کرتے ہین وہ کچھ مالک نہین ہین تو پھر دوبارہ لایستطیعون فرمانے کی کیا ضرورت تھی اسکا جواب یہ ہو اگر اول مین فقط
رزق کے مالک نہین ہین" مراد لیا جاوے تو دوبارہ اُنکی استطاعت نہونا" نفی مقصود ہو اور اگر اول مین شیئًا سے بالکل ملک کی نفی ہو تو ممکن ہو
کہ استطاعت ہو پس اسکی بھی نفی کردی اور حاصل کلام یہ ہو کہ کبھی آدمی کسی چیز کا مالک نہین ہوتا ہو لیکن استطاعت ہوتی ہو جیسے
بادشاہ نے ایک شخص کو یا اپنے غلام کو خرید فروخت سے منع کر دیا تو وہ بحکم سلطنت کے اس کام کا مالک نہین ہو اور کچھ بھی خرید فروخت نہین کرسکتا
لیکن اسکو استطاعت باقی ہو چنانچہ اگر بادشاہ اجازت دیدے تو فوراً یہ کام کرسکتا ہو - اب معنی آیت کریمہ کے یہ ہوے کہ اللہ تعالی جلشانہ
نے انکو پیدا کیا اور ہر طرح کا رزق دیا اور جو کچھ اُنکے حق مین نیکی و بدی جاری ہو سب اُسی کی قدرت سے اپنے اپنے وقت پر ہوتی ہو تو اسی کی
عبادت انپر فرض ہو مگر مشرک و کافر بندون کی یہ کیفیت ہو کہ اللہ تعالے کے سواے دوسرون کی عبادت کرتے ہین حالانکہ یہ تو صریح ظاہر ہو
کہ دوسرون نے انکو پیدا نہین کیا اور جو خود مخلوق ہو اور کچھ پیدا نہ کرسکے اسکی عبادت نہین ہوسکتی ہو پھر علاوہ پیدا نہ کرنے کے رزق وحیات
و نیکی و اولاد وغیرہ جتنی نعمتین انکو رزق دیجاتی ہین اُنمین سے بھی وہ اُنکے حق مین کچھ بھی مالک نہین ہین اور مالک نہونے کے ساتھ اُنکو کچھ
استطاعت و قدرت ہی نہین ہو - خلاصہ تحقیق یہ ہو کہ دنیا مین ہر چیز جو عدم سے وجود مین آتی ہو حتے کہ آدمی کے افعال جنکو وہ سمجھتا ہو کہ مین نے
کیا حالانکہ مرض کا پیدا ہونا اور اچھا ہونا اور اسکو بھوک معلوم ہونا اور مانند اسکے ہزارون فعل ہین کہ انمین اُسکو خود اقرار ہو کہ میری
استطاعت سے نہین ہوتے ہین مگر انکے سواے بہت سے کام ہین کہ اُنمین نادانی و حقیقت حال سے واقف نہونے کے سبب سے
دعوے کرتا ہو کہ مین نے کیا ہو مگر عالم و جاہل مین فرق ہو عالم جانتا ہو کہ کسی مین استطاعت نہین ہو جو چیز پیدا ہو جاتی ہو وہ اللہ تعالے ہی
کی قدرت سے پیدا ہوتی ہو اسی معبود عزوجل کے قبضۂ قدرت مین ہر چیز مقہور و مسخر ہو اور اُسی کی قدرت سے ہر چیز پیدا ہوتی ہو اور ہر
آدمی کے افعال و حرکات پیدا ہوتے ہین اور آدمی کے خیالات مین جو چیز آوے وہ حادث کے اندر ایک چیز حادث ہوئی اور
اللہ تعالے جل شانہ قدیم ہو اُسکی شان و قدرت و علم و حکمت بے مثل و بے مانند قدیم ہو پس ممکن نہین ہو کہ آدمی کی عقل و خیال مین
کوئی ایسی چیز پیدا ہو جس سے اللہ تعالے کی مشابہت ممکن ہو اسی واسطے مشرکون کو اُنکے خیالات دوڑانے سے منع فرمایا بقولہ
فَلَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْأَمْثَالَ سو تم مت بیان کرو اللہ تعالے کے لیے مثلین - قتادہ رحمہ اللہ کی تفسیر کی توضیح یہ ہو کہ
اللہ تعالے عزوجل احد صمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد - ہو اور جو چیز اُسکی تشبیہ مین لاؤ وہ تمھارے مثل بھی نہین بلکہ ایک صورت
تمھارے اندر خیال مین پیدا ہوئی ہو وہ بھلا اللہ تعالے کے مثل کہان سے ہوسکتی ہو تو اللہ تعالے کے لیے دوسرون سے مشابہت
و خیالات مت لاؤ - قال المترجم یہ کلام نہایت لطیف ہو اور جسقدر غور سے دیکھا جاوے آب زر سے لکھنے کے قابل ہو
اور اسی سے ثابت ہوا کہ مشرکین جو کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالے ایسا بزرگ ہو کہ ہم مین سے کوئی اُسکی عبادت نہین کرسکتا تو بذریعہ
ستارون و بتون وغیرہ کے اُنکے یہان تقرب ڈھونڈھنا چاہیے" یہ کلام بظاہر اللہ تعالے کی تعظیم معلوم ہوتی ہو لیکن غور سے دیکھو
تو بڑی گستاخی ہو اسلیے کہ اُنھون نے اللہ تعالے کی تشبیہ اپنے خیال مین نکالی کہ وہ ایسا ہو تو اسکا حکم یون ہوا - اور اگر کہتے کہ اللہ تعالے

ہمکو اسطرح آگاہ فرمایا لہذا ہم ایسا ہی کرتے ہین اور ہم اسکی شان مین کوئی بات نہین تراشتے ہین تو صحیح ہوا لہذا فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ
یَعلَمُ وَاَنتُم لَا تَعلَمُونَ یعنی اللہ تعالے جانتا ہی کہ جو شان عظیم اسکے لائق ہی اور تم نہین جانتے ہو کہ وہ ایسا ہی اور اسکا حکم یہ ہی
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یعنی میرے ساتھ دوسرا آلہ مت بناؤ کیونکہ میرے سوائے کوئی آلہ نہین ہی۔ اسکے معنی یہی ہین
جو مذکور ہوئے۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ لاتضربوا للہ الامثال۔ یعنی تم اسکے واسطے مانند و نظیر و مثل مت بناؤ۔ ان اللہ یعلم
الآیہ یعنی اللہ تعالے شاہد ہی کہ انہ لا آلہ الا ہو اور تم نادانی سے اُسکے ساتھ شرک کرتے ہو۔ دیگر مفسرین نے یہان اقوال بیان کیے۔ اول
آنکہ ان اللہ یعلم یعنے اللہ تعالے جانتا ہی کہ تمہیر عبادت اُسی کی ہی وانتم لا تعلمون جو کہ بتون وغیرہ کی عبادت سے تمہیر عافیت کی بلا بجای ہی
دوم آنکہ اللہ تعالے ہر چیز کی حقیقت جانتا ہی اور تم اُسکو نہین جانتے ہو تو اُسکی وحی کے سامنے اپنی راے کو چھوڑ دو۔ سوم آنکہ اللہ تعالے
جانتا ہی کہ مثل کیونکر بیان ہوتی ہی اور تم اُسکو نہین جانتے ہو اور تمہارا فعل فقط خیالات باطلہ ہین اقول آگے اللہ تعالے نے خود مثل
بیان فرمائی ہی تو اس قول سے توفیق ہو گئی کہ ممانعت اُنکو ضرب المثل کرنے سے ہی اور جواز خود ضرب المثل کا فرمایا ہی اور حق یہ ہی کہ ممانعت
تو اللہ تعالے کی ذات و صفات کو خیال و مثال سے تشبیہ دیکر مانند بادشاہون کے قرار دیکر اسپر اپنی راے سے حکم نکالنے کی ہی اور اللہ تعالے
نے اُسکی مثال نہین فرمائی ہی فافہم اور شیخ ابن کثیر کے کلام مین فلا تضربوا بمعنے فلا تجعلوا ہی کیونکہ ضرب المثل ظاہر الکلام ہوتا ہی اور شیخ رحمہ نے
لکھا کہ اللہ تعالے کے واسطے مثل و مانند و نظیر مت بناؤ ولیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر اسکے موافق ہی پس یہ کہا جاویگا
کہ یہان ضرب المثل کے محاورہ پر فلا تضربوا للّٰہ الامثال نہین ہی بلکہ لغوی معنے پر ہی یا کہا جاوے کہ ضرب المثل کسی تشبیہ پر ہوتا ہی تو
اللہ تعالے کے مانند دوسری چیز کو تصور کرکے ضرب المثل ہوگی پس اس تشبیہ سے منع کر دیا کہ اُسکے مانند کوئی چیز مت بناؤ فافہم
ف فی العرائس قولہ تعالے فلا تضربوا للہ الامثال۔ اسمین قدم کی پاکی حدوث سے بیان فرمائی کہ کوئی چیز جو حادث ہی اسکو کسی طرح
ذات پاک قدیم سے مشابہت نہین ہی پس ضرب المثل ممکن نہین ہی اور اسمین اہل ایمان کو جو اللہ تعالے سے سخت محبت رکھتے ہین بقولہ
تعالے والذین آمنوا اشد حبا للہ۔ اشارت ہی کہ مقام محبت و عشق مین شواہد التباس سے قدیم کو منزہ و پاک رکھین اور حوادث سے
تشبیہ و التباس نہونے دین اور یہ اُس صورت مین ہی کہ مخلوقات کے دیکھنے مین اور افعال جہان کے تصورات[علہ] مین حق عزوجل کا
ظہور رہی تو حق عزوجل کو مقام التباس مین حوادث و مخلوقات سے منزہ رکھین اور مرتبہ فہم الفہم کے ساتھ صفت قدسی کو فعل سے پاک
رکھین اور اُسکی حقیقت ذات کو اوہام و اشارات و عبادات و ضرب المثال سے پاک و منزہ رکھین وہ تو قائم بذات خود ہی اور مخلوقات کے
ادراک سے ممتنع ہی پس جو مثال بیان کیجاوے جب اُسکو نظر حقیقت سے دیکھو تو اُسکی ذات و صفات سے خارج ہو گئی۔ مترجم کہتا
ہی کہ خالص عقل کے واسطے یہ صریح دلیل ہی کہ آدمی مخلوق ہی اور اُسکے اندر عقل مخلوق ہی اور خیال و حواس یا عقل جسکے اندر اللہ تعالی کیواسطے
مثال وغیرہ تصور کیجاوے وہ مخلوق کے اندر اسوقت مین مخلوق پیدا ہوئی کیونکہ تصور سے پہلے اس تشبیہ و مثال کا وجود نہ تھا پس
اللہ تعالے جو قدیم ہی وہ عقل حادث سے جدا ہی تو پھر عقل حادث کے اندر حادث سے بالکل مبرا و منزہ ہی اور کسی حال مین عقل کا ادراک
اس درجہ سے یعنے حادث کا حادث ہونے سے تجاوز نہین کر سکتا تو کبھی آدمی اُسکو ادراک نہین کر سکتا ہی۔ یہ قطعی دلیل ہی واللہ تعالے
ہو الہادی الی سواء السبیل۔ قولہ ان اللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔ اللہ تعالے ہی علیم اسرار ہی اور لوگ جس بات پر شاہد ہین وہ الفین کی
ذات و صفات ہین اسی واسطے اکابر مشائخ کا قول ہی کہ جو کچھ تیرے ادراک مین آوے اللہ تعالے اُس سے پاک ہی ولیکن اللہ تعالی کی

[علہ] علہ ایک طور [illegible] (۱۲)

راہ محبت ومعرفت مین ضرب المثل جائز ہو یعنی اس راہ کیواسطے مثال ہوسکتی ہو یا عالم ربوبیت مین سیر کی مثال ہوسکتی ہو اور غرض اس سے آسانی کے ساتھ سمجھا نا ہو اکرتا ہی تاکہ اس راہ سے ایسے مقام پر واصل ہو کہ جہان ظہور کے واسطے کوئی مثال نہین ہوسکتی ہو حالانکہ اللہ تعالے اس سے بھی منزہ و پاک ہو - یہان لطائف اشارات مین سے عارفون کے واسطے یہ ہو کہ ظہور حالات و واردات جب منقطع ہوکے اور وہی اشتیاق مین مضطرب رہ گئے تو انکو نہین چاہیے کہ اپنے نفس سے خیالات و امثال بنا وین کیونکہ یہ سب حادث ہونگے اور خوف کرین کہ محض تشبیہ مین پڑے رہین اور راہ غلط کرجاوین اور امثال کو مثل حق جانین گویا فہمایش ہو کہ امثال مت بناؤ کیونکہ تم امثال نہین پاؤگے کیونکہ تم اس بات پر قادر نہین ہو ولیکن ہم امثال جانتے ہین جو ادراک ہوتا ہو اسکی حقیقی مثل پر ہم قادر ہین اور تم نہین قادر ہو چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الآیہ اور فرمایا یضرب اللہ الامثال للناس الآیہ اور فرمایا ولہ المثل الاعلے فی السموات والارض الآیہ پس گویا حکم دیا کہ اللہ تعالے کی امثال واسطے تشبیہ کے مت بیان کرو ولیکن اسکی طرف رہنمائی اور طلب کے واسطے مثل اعلے اُسی کے لیے ہو اور واضح ہو کہ امثال تو تصویر معنوی اُسکی ہو جو غائب ہو حالانکہ حق عزوجل کمال ظہور سے مثال کو حقیقت مین متصور و ممکن نہین ہو ولیکن اہل غیب کے لیے رہنمائی کے لیے البتہ روا ہی جیسا کہ بیان ہوا - شیخ ابن عطا رحمہ نے کہا کہ ضرب المثل اُسکی ذات و ماہیت کے واسطے روا نہین ہو کیونکہ ذات کا عقل مین لانا کسی حال مین ممکن نہین ہو - واسطی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ تمام اشیا سب کا مجموعہ اس سے بھی کم ہو جیسے ایک ذرہ آسمان و زمین کے درمیان جوف مین ہوا کے اندر اُڑتا ہی تو ذات حق عزوجل اسمین کیونکر ظہور کرے اسی واسطے ضرب المثل سے منع فرمایا کیونکہ اُسکے مثل کوئی چیز نہین ہو لقولہ تعالے لیس کمثلہ شیئ - تو ذات و کیفیت کا ادراک محال ہو - مترجم کہتا ہی کہ معنے قولہ کیونکر ظہور کرے یہ ہین کہ ادراک اُسکی ذات کا محال ہی ورنہ تمام اشیا مظاہر حق سبحانہ تعالی ہین ولیکن ذات حق عزوجل پاک منزہ ہو پھر شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ اور صفات حق عزوجل کہ جنکا ظہور خلق کے واسطے اُنکی بقا و عزت کے لیے لباس کے طور پر ہو تو وہ ادراک سے منزہ و پاک ہین مگر ظہور ظاہر ہو پس اُسکی ذات و صفات کسی کے واسطے مثل نہین ہوسکتی ہو کیونکہ وہ تعالے جلشانہ الاحد الصمد ہو اور اسکی ماہیت ذات و کیفیت صفات پر وقوف محال ہو اور شیخ نے کہا کہ مثالین جو قرآن پاک مین بیان فرمائی ہین وہ سرائر کے جذب کے لیے اور تاکہ اسی مین فنا ہو کر بقا رحق سے باقی ہون - پھر حق سبحانہ تعالے نے دو غلام ایک بخیل اور دوسرا سخی کی مثال بیان فرمائی بقولہ تعالی عزوجل

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا عَبۡدًا مَّمۡلُوۡکًا لَّا یَقۡدِرُ عَلٰی شَیۡءٍ وَّمَنۡ رَّزَقۡنٰہُ مِنَّا رِزۡقًا

اللہ نے بتائی ایک کہاوت ایک بندہ پرایا مال نہین مقدور رکھتا کسی چیز پر اور ایک جسکو ہمنے روزی دی اپنی طرف سے خاصی روزی

حَسَنًا فَہُوَ یُنۡفِقُ مِنۡہُ سِرًّا وَّجَہۡرًا ؕ ہَلۡ یَسۡتَوٗنَ ؕ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ؕ بَلۡ

سو وہ خرچ کرتا ہی اُسمین سے چھپے اور کھلے کہین برابر ہوتے ہین سب تعریف اللہ کو ہی پر وہ

اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ○

بہت لوگ نہین جانتے

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا بیان کی اللہ تعالے نے ایک مثال یعنے ایسی چیز جس سے تمکو امتیاز حاصل ہو کہ قدرت والے مین اور جو قدرت نہین رکھتا ہی بڑا فرق عظیم ہو اور مثل مین کوئی عجیب بات ہونی چاہیے تو بعض نے کہا کہ یہان مثل سے مراد ایک بات ہو اور

بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ اس مثال میں اتنا بڑا فرق موجود ہی جسکی جانب اکثرون کی نظر غور نہیں کرتی تھی تو باعتبار بے لحاظی کے اُنکے حق مین مثل ہی اور مثل درحقیقت وہی ایک حالت ہی جو غلام کو عارض ہی یعنی مملوک ہونا اور کسی تصرف پر اُسکو قدرت نہونا اسکا بیان بطور بدل کے یہ ہی عَبۡدًا ایک بندہ ہی مَّمۡلُوۡكًا دوسرے کے ملک مین - یعنی عبد سے مراد یہان اللہ تعالے کا بندہ نہین ہی کیونکہ غلام و آقا دونون اللہ تعالے کے بندے ہوتے ہین پس یہان مراد وہ غلام جو لوگون مین معروف ہی - لَّا يَقۡدِرُ عَلٰى شَيۡءٍ وہ غلام ایسا ہی کہ اسکو کسی چیز پر قدرت نہین ہی یعنے کوئی تصرف نہین کرسکتا ہی یعنے ایسا غلام خیال کرو جو ہر طرح مجبور و تصرفات سے ممنوع ہی کیونکہ بعضے غلام ایسے ہوتے ہین کہ آقا اُنکو تصرفات کی اجازت دیتا ہی جیسے غلام ماذون جسکو تجارت کی اجازت ہی تو وہ خرید فروخت کرسکتا ہی اور جیسے مکاتب کہ آقا نے اُسکو نوشتہ دیدیا کہ اسقدر روپیہ کماکر دیدے تو آزاد ہی پس اُنکو کچھ تصرف کی اجازت ہوتی ہی - مسئلہ اسی مقام سے فقہاء نے استدلال کیا کہ غلام کے ملک مین کچھ نہین ہوتا - خلاصہ یہ کہ ایک ایسا غلام ہی جسکو کچھ قدرت نہین ہی - وَمَنۡ اور ایک ایسا شخص ہی کہ رَّزَقۡنٰهُ ہم نے اُسکو رزق دیا ہی - مِنَّا اپنی طرف سے یعنے فقط اپنے فضل سے کچھ اُسکا ذاتی استحقاق نہین ہی یعنی ایک آزاد شخص ہی کہ ہم نے اپنی حکمت و فضل سے جسکو ہم خود جانتے ہین اپنی طرف سے رزق دیا ہی - رِزۡقًا حَسَنًا رزق حسن - مراد یہ کہ ایسے طور پر وہ رزق ہی کہ لوگون کی نظرون مین اچھا معلوم ہوتا ہی اس لیے کہ وہ رزق کثرت کے ساتھ اور ایسی چیزین ملی ہوئی ہین کہ دیکھنے والون کی نگاہین پسند کرتی ہین - اور مترجم کہتا ہی کہ رزق حسن یہان حلال پاکیزہ وسعت کے ساتھ ہی - فَهُوَ يُنۡفِقُ مِنۡهُ سو یہ شخص خرچ کرتا ہی اُس رزق حسن مین سے خیرات کی راہون مین اور طرح طرح کی نیکیون مین - سِرًّا وَّجَهۡرًا پوشیدہ و ظاہر کرکے - واضح ہو کہ رزق حسن مین خالی لوگون کی نگاہ کی خوبصورتی کافی نہین ہی بلکہ وہ حلال ہو کیونکہ اللہ تعالے صدقہ کو حرام سے قبول نہین فرماتا - وحدیث مین ہی نعم المال الصالح للرجل الصالح - مرد نیک کے لیے مال نیک بہت اچھا ہوتا ہی - اور حدیث مین ہی ولا یقبل اللہ الا الطیب - اور اللہ تعالے قبول نہین فرماتا مگر وہی صدقہ جو پاک ہو - اور قولہ منہ - یعنے خرچ کرتا ہی اُسمین سے - تو یہ دلیل ہی کہ مال حلال کو اسطور سے خرچ کرنا چاہیے کہ سب دوسرے کو نہ دیدے کہ خود فقیر پریشان ہوجاوے اسی واسطے فہو ینفقہ نہین فرمایا بلکہ ینفق منہ فرمایا - اور خرچ اپنے نفس پر اور اپنے عیال وغیرہ پر ظاہر ہی اور کسی محتاج کو دیوے جو قرابت و عیال مین سے نہو تو پوشیدہ اچھا ہی - بالجملہ یہ مرد آزاد ہی جسکو اللہ تعالے نے اپنی مشیت و حکمت کے موافق رزق حسن دیا اور وہ اسکو ظاہر و پوشیدہ اللہ تعالے کی راہ مین خرچ کرتا ہی پس پہلا غلام بے مقدور اور دوسرا آزاد مقدور والا صالح دو قسم کے شخص ہین - هَلۡ يَسۡتَوٗنَ کیا یہ دونون یکسان ہین - یعنے نہین - حاصل معنی یہ کہ جیسے تمھارے نزدیک ایک غلام جسکو اپنے امور مین کچھ قدرت نہین ہی اور دوسرا آزاد و مالدار ہر طرح کی قدرت و فراخی عیش والا خوب خیرات کرنے والا دونون یکسان نہین ہین اسی طرح تمھارے معبود جمادات ہون یا جاندار ہون جنکو خود کچھ نفع و ضرر کی قدرت نہین ہی اللہ تعالے کے شریک کیونکر ہوسکتے ہین - عطاء رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مثال مین ابوجہل و حضرت ابوبکر الصدیق ہین کہ دونون مساوی نہین ہین - شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے ذکر کیا کہ عوفی رحمہ اللہ تعالے نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہ مثال اللہ تعالے نے کافر و مومن کی بیان فرمائی ہی اور یہی قتادہ رحمہ اللہ تعالے کا قول ہی اور اسی کو شیخ ابن جریر رحمہ اللہ تعالے نے اختیار کیا ہی پس غلام مملوک جو کسی چیز پر قادر نہین ہی وہ کافر ہی اور جسکو رزق حسن دیا گیا کہ ظاہر و پوشیدہ خرچ کرتا ہی وہ مومن ہی - مجاہد رحمہ اللہ تعالے سے مروی ہی کہ یہ مثال بتون کی اور حق تعالے عزوجل کی ہی یعنے یہ اور وہ دونون برابر نہین ہین دونون مین فرق عظیم ہی اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ سب

تعریف تو اللہ تعالےٰ ہی کو ہی جس نے سب کچھ پیدا کیا وہ سب کا خالق ہی اور جملہ مخلوقات اُسکی مملوک غلام ہین - بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ بلکہ بہتیرے انین سے جانتے نہین ہین یعنے اللہ تعالےٰ کو پہچانتے ہی نہین ہین - علمار نے کہا کہ اکثر سے سب مراد ہین یعنی مشرکین سب جاہل ہین اور اگر تمام مخلوقات کو خطاب لیا جاوے تو اکثر سے مراد سب کافر ہین جو مومنون سے زیادہ ہوتے ہین اشارہ ہی کہ علم کے ساتھ جو خوبی ثابت ہو وہ اللہ تعالےٰ کے واسطے ثابت ہی اور شرک وکفر وغیرہ کے ساتھ لاعلمی وجہالت ہوتی ہی عف فی العرائس قولہ تعالےٰ ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا الآیہ - واضح ہو کہ غلام ظاہرین آزاد کے ملک مین ہوتا ہی اور آزاد جو اس طریقہ مین آزاد کہلاتا ہی وہ طریقت کی راہ سے کبھی خود غلام مملوک ہوتا ہی کیونکہ جو شخص کہ اپنے نفس کے پنجہ مین اسیر ہوا اور اُسکی زبردستی کے نیچے دب عاجز ہوا اور اسکو یہ قدرت نہین کہ اپنے کو اس نفس کے خواہشون سے آزاد کرکے اپنے کمالات پر ترقی کرے بلکہ اُسی کے پنجہ مین اسطرح مرنا قبول کرتا ہی کہ اُسکے لیے کوئی اثر باقی نہین ہی اور ایسے شخص کو یہی قدرت نہین کہ اپنے قلب کے خزائن کا مالک ہوا اور ذکر وفکر ومجاہدات سے حظ وافر پاوے کیونکہ اُسکے خزانہ کو نفس وشیطان نے اپنے قبضہ مین کرلیا ہی - اور دوسرا بندہ وہ ہی جسکو اللہ تعالےٰ نے توفیق دی کہ اُسکی معرفت وحکمت کے ارزاق حسنہ ومشاہدات ومکاشفات کے مطاعم لذیذہ سے سرفراز ہی اور وہ اپنے نفس ومال کو اللہ تعالےٰ کی راہ مین خیرات وقربان کرتا ہی اور لطافت حکمت کو طالبون پر تقسیم کرتا ہی اور اُسکے عروج سے کوئی شخص واقف نہین مگر جو اس درجہ پر ہو - ان دونون مین بڑا فرق عظیم ہی مگر جاہلون کے نزدیک دونون برابر ہین نہین بلکہ جو شخص اُنکی رفتار کے ساتھ موافق ہوا اور جاہلون کی خواہش پر فتوے دے اور اُنکے ساتھ شریک ہو اُسی کو قبول کرتے ہین وقد قال تعالےٰ الحمد للہ بل اکثرہم لا یعلمون - جاہل لوگ بوجہ گرفتاری نفس کے عارف کو جاہل سے تمیز نہین کرسکتے ہین اور سچے کو ریاکار سے امتیاز نہین دیتے ہین اور سب تعریف اللہ تعالےٰ ہی کے لیے ہی اُس نے اپنے بندون کو معرفت دی اور اپنے ہی حفظ مین رکھا کیونکہ جہال اگر اُنکو پہچانتے تو اپنی طرف مشغول کرنے مین کمی نہ کرتے ولیکن وہ لوگ اہل الحق ہین کہ مع الحق عزوجل باقی ہین کوئی مشغول کرنے والا اُنکی طرف راہ نہین پاتا ہی وحدیث شریف مین آیا ہی کہ لوگون پر ایک زمانہ آویگا کہ اُسوقت منکر معروف ہوگا اور معروف منکر ہوگا یعنے شرع شریف مین جو باتین ممنوع ہین خواہ صریح کھلی ہوئی ممنوعات یا باریک نظر سے بے آدبیان وغیرہ وہ اسقدر رہر ایک شخص پر حاوی ہونگی کہ سب اُسی کو راہ طریقت سمجھینگے اور جو معروف شرعی تھے یعنے نیک کام ظاہر وباطن کے وہ اُنکے نزدیک ممنوعات مین شمار ہونگے حتے کہ جو کوئی ایسے معروفات پر قائم ہی یا لوگون کو بتلاوے اُسکو بے ایمان کہینگے - مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالےٰ سے مین اپنے لیے ومومنون کے لیے ہدایت وتوفیق مانگتا ہون وہ قبول کرنے والا ارحم الراحمین ہی اس زمانہ مین یہی حال ہی - شیخ نے کہا کہ مثال سے عبرت ونصیحت حاصل کرنا چاہیے کہ آدمی اپنے کو جناب باری تعالےٰ کا بندہ بناوے اور خوشی سے اُسکے احکام بجا لاوے اور اپنے اعمال واموال مین سے کسی چیز پر نظر نہ کرے کیونکہ وہ درحقیقت مفلس وعاجز ہی پس جس نے اپنے علم وحال واعمال مین سے کسی چیز پر نظر ڈالی وہ بندگی سے خارج ہی اور رب تبارک وتعالےٰ کے ساتھ جھگڑا کرنے والا ہی اور بندگی یہ ہی کہ سب چیزون کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے دیکھے اور سواے رب عزوجل کے سب سے خارج ہو اور سب چیزون کو اُسی سے دیکھے اور اپنی جان کو اُسی کے واسطے جانے

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ

اللہ بتائی اللہ نے | ایک مثال | دو مرد ہین | ایک | گونگا | کچھ کام نہین کرسکتا

وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ

اور وہ بوجھ ہی اپنے صاحب پر جسطرف اُسکو بھیجے کچھ بھلا نہ کر لاوے کہین برابر ہی وہ اور ایک شخص جو

يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۠

حکم کرتا ہی انصاف پر اور ہی سیدھی راہ پر

ع ۱۶

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا اور اللہ تعالے نے بیان فرمائی - یہ دوسری مثال ہی جو اول سے زیادہ واضح ہی اور ہر سمجھدار طرح طرح کے معانی مین اُسکو سمجھتا ہی بلکہ موجود دیکھتا ہی وہ یہ ہی کہ رَّجُلَيْنِ دو مرد ہین - اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ دونون مین سے ایک ابکم ہی لغت مین علماء سے مختلف معنی مروی ہین جسکی زبان سے بات نہ نکلتے یا زبان کٹا ہو یا جو پیدایشی گونگا ہو اور وہ بہرا ضرور ہوتا ہی اور ابن الاعرابی نے کہا کہ اندھا بھی ہو - لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ اُسکو کسی چیز پر قدرت نہین ہی یعنے کسی کام کا نہین ہی اور اسی قدر پر اکتفا نہین بلکہ - وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ وہ بھار ہوا اپنے مولے پر یعنے اپنی ذات کی پرداخت ضروری بھی نہین کر سکتا بلکہ مولے اُسکی پرداخت کرنے سے اُسکو اپنے اوپر گران و بار خاطر رکھتا ہی - اور کسی کام کا نہوتا تو خیر بلکہ یہ حال ہی - اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ اُسکو جدھر متوجہ کرے کبھی بھلائی نہ لاوے یعنے جدھر جاتا ہی کوئی بھلائی نہین لاتا بلکہ بُرائی عرب اپنے محاورہ مین بولتے ہین کہ لا ابا تینی منک خیر یعنی تجھ سے مجھے کبھی بھلائی نہ حاصل ہوگی یعنے ہمیشہ تیری حرکتون سے بُرائی اور تکلیف پہونچتی ہی - اب خود بتلاؤ کہ - هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ بھلا یکسان ہی یہ شخص گونگا بہرا نکما بھار منحوس - وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ اور دوسرا ایسا شخص کہ جو لوگون کو انصاف کا حکم دیتا ہی یعنے خود متصف باعتدال و خوبی ہی کیونکہ جسمین خود عدل ہوا آسمین پوری حکمت و خوبی موجود ہی بلکہ اسقدر کمال ہی کہ لوگون کو بھی اعتدال پر رہنے کا حکم دیتا ہی اُسکی باتین سب اچھی ہین کام سب ٹھیک ہین وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور وہ ٹھیک راہ پر قائم ہی - واضح ہو کہ اسکی مثالین اہل عرب کے روبرو موجود تھین اور مقصود یہ تھا کہ پتھر کے بتون گونگے بہرے نکمے واہیات چیزون کو کس جہالت سے تم مانتے ہو اور محمد رسول اللہ تمکو وحی آلہی سے حق عزوجل کی بندگی کو فرماتا ہی اُس سے انکار کرتے ہو اب مثالین یہ ہین کہ جو لوگ اہل عقل و فہم تھے اُنکے واسطے ابکم تو ابو جہل و امیہ بن خلف تھے کہ راہ راست کی کوئی بات نہ کر سکتے اور نہ اُنسے کوئی بھلائی ممکن تھی اور صاحب عدل محمد صلے اللہ علیہ وسلم تھے - ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہ بھی کافر و مومن کی مثال ہی - مترجم کہتا ہی کہ ابکم کافر ہی اور مثال مین یہ ضرور نہین ہوتا کہ ہر جزو اُسکا مطابق کیا جاوے حتے کہ کہا جاوے کہ کافر اپنے رب عزوجل پر بھار و ہی حالانکہ اللہ تعالے پاک ہی اُسپر کوئی چیز گران نہین ہو سکتی بلکہ مقصود یہ کہ اللہ تعالے کے نزدیک کافر بیقدر و خوار ہی اور واضح ہو کہ جب کافر راہ ہدایت پر نہین ہی یعنے اصل جڑ اُسکی فقط دنیا و اُسکی شہوات ہین تو جسقدر اُسکے کام و کلام ہونگے سب اسی بنیاد پر خوار و خراب بدانجام ہونگے - اور یہ بھی غور سے دیکھو کہ سب کامون مین جڑ دیکھنا اور انجام دیکھنا چاہیے اور باقی درمیانی کامون کی بھلائی بُرائی نہین دیکھتے ہین چنانچہ اگرچہ بدمعاش کسی بنگیا وہ قافلہ کو قتل کرکے لوٹنے چلا تو رہزنی و انجام دونون خراب ہین اور اگر کوئی یہ دیکھے کہ اس نے بہت عمدہ نشانہ مار کر قتل کیا یا عمدہ گھات سے چھاپہ مارا تو یہ حماقت کی تعریف ہی - اسی طرح مومن کے کام اصل و انجام کی راہ سے بہتر ہوتے ہین اگرچہ درمیان مین اس سے خطاء و گناہ سرزد ہو جاوے اور شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ سدی و قتادہ و عطاء خراسانی رحمہ اللہ نے مثال مین کہا

کر اُلکم ایک غلام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تھا اور صاحب عدل خود حضرت عثمان ہین اور اسی کو شیخ ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ نے پسند کیا ہو اور اپنی اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا آپ اُسکی کفالت کرتے اور اُسکو کھانے کو دیتے اور ہر طرح خبرگیری کرتے تھے مگر وہ ہمیشہ آپ کو صدقہ اور نیک کام سے منع کرتا اور اسلام سے بیزار رہتا تھا۔ مترجم کہتا ہو کہ بعض نے اُسکا نام اسید بن ابی العیص لکھا ہی شیخ ابن کثیر رحمہ نے لکھا کہ مجاہد رحمہ نے اصلی مقصود اسکا یہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے مقابلہ مین کسی بت وغیرہ کو نسبت نہین ہی قولہ تعالیٰ

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ

اور اللہ پاس بھید ہین آسمان وزمین کے اور قیامت کا کام ایسا ہی جیسے لپک نگاہ کی یا اُس سے قریب

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؀

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہی

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور مخصوص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو غیب آسمانون وزمین کا غیب سے مراد معنے مصدری نہین ہین یعنے چھپنا و پوشیدہ ہونا بلکہ مراد وہ چیز جو غائب ہو۔ اگر کہا جاوے کہ غائب تو اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز نہین ہی تو جواب یہ کہ بندون سے اور مخلوق سے جو پوشیدہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے علم مین ہی۔ یہان سے معلوم ہوا کہ بعضے آدمی جو گمان کرتے ہین کہ فلان ولی غیب جانتا ہو تو یہ نادانی ہو اور تحقیق بات یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آدمیون کو مختلف علم دیا ہو بعض گنوار تو ایسے جاہل ہوتے ہین کہ اُنکو بہت سی ایسی چیزون کا علم نہین ہوتا جو سامنے محسوس موجود ہین اور بعض کو اُس سے زیادہ ہوتا ہی اور بعضے حواس کی قوت سے عجیب کلین ایجاد کرتے ہین اور طرح طرح کے آلہ بناتے ہین مگر ایسی ہی چیزین جنکا تعلق حواس سے ہی اور بعضے عقلاء ہوتے ہین کہ ان فانی چیزون سے تجاوز کر کے علوم و اسرار جانتے ہین۔ غرضکہ فوق کل ذی علم علیم۔ ہر علم والے پر اس سے بڑھا ہوا عالم موجود کیا گیا ہو تو ادنیٰ درجہ والا گنوار اپنے اوپر والے کو غیب دان کہ سکتا ہی کیونکہ جو چیز وہ نہ جانتا تھا وہ اوپر والے کو معلوم ہی اسی طرح دوسرے درجہ والے سے اونچا وہ جانتا ہی جو دوم درجہ والا نہ جانتا تھا ولیکن ہر ایک درجہ والا اپنے علم مین وہی جانتا ہی جو اُسکو معلوم ہو چکی ہی غیب نہین جانتا حتے کہ رسول کو خصوص ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو آسمانون و جنت و دوزخ وغیرہ سب کا علم تھا حالانکہ ہم لوگون کی نظر سے یہ چیزین غائب ہین چنانچہ یومنون بالغیب کی تفسیر مین یہ بات داخل ہو کہ ایمان لاوے کہ جنت برحق ہی اور دوزخ برحق ہی حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ غیب نہین تھا کیونکہ آپ تو دیکھ چکے تھے اب صاف معلوم ہو گیا کہ غیب وہی رہتا ہو جسکا علم اللہ تعالیٰ نے نہ دیا ہو جب کسی آدمی کو ایک چیز کا علم دیدیا تو اُسکے نزدیک وہ غیب نہ رہا مگر دوسرے کم درجہ والے کے نزدیک غیب رہا مگر اسپر فرض ہی کہ یہ یقین رکھے کہ اس بزرگ کو اللہ تعالیٰ نے اُسکا علم دیدیا ہو جو میری نظر سے غائب ہی پس صاف معلوم ہو گیا کہ غیب کوئی نہین جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اب سمجھ مین آگیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی بندہ بزرگ کی نظر سے اُسکے پاس کی چیز پوشیدہ کر دی تو اُسکو کبھی نہ معلوم ہو گا جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ معلوم نہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام چاہ کنعان مین پڑے ہین اور اگر اللہ تعالیٰ اُسکو دور کی چیز حتے کہ ساتوین آسمان کی چیز پر مطلع کر دے تو جان جائیگا چنانچہ مصر سے حضرت یوسف علیہ السلام کے پیرہن کی خوشبو حضرت یعقوب علیہ السلام کو کنعان مین پہونچی اسی طرح کبھی یہ علم نہین دیا جاتا کہ کل کے روز کیا واقعات ہونگے چنانچہ

صریح منصوص ہی قولہ تعالے ولا تدری نفس ماذا تکسب غدا- اور کوئی جان یہ نہین جانتی کہ وہ کل کے روز کیا نیکی بدی کماویگی- اور حدیث مین بھی یہ مضمون صریح منصوص ہی- اور کبھی قیامت تک کی علامات سے اللہ تعالے اپنے پیغبر کو آگاہ فرماتا ہی چنانچہ احادیث حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم مین بکثرت علامات زمانہ قرب قیامت کے صحیح روایات سے مروی ہوئے ہین حالانکہ اب اُنکا ظہور آنکھون کے سامنے ہوتا جاتا ہی از انجملہ یہ ہی کہ ابتدا مین اسلام کو زور و غلبہ و شوکت کمال حاصل تھی اور نہایت بڑی سلطنت اسلام کی تھی - کہ نصرانیون کو بالکل وحشی جانورون کی طرح پاتے تھے کچھ اسکا گمان بھی نہ تھا ولیکن حدیث صحیح مین یہ روایت موجود تھی کہ قریب زمانہ قیامت مین روے زمین پر نصرانی سب سے زیادہ ہونگے اور سب پر غالب ہونگے - دیکھو اس زمانہ مین یہ بالکل ظاہر ہو گیا ہی- اگر مین سب لکھون تو بہت بڑی کتاب ہو جاوے - خلاصہ یہ ہی کہ ہر ایک شخص وہی جانتا ہی جسقدر اُسکو اللہ تعالے نے آگاہ کر دیا اور اللہ تعالے کا علم بے نہایت ہی اور آدمی مین بے انتہا علم کا ظرف موجود نہین ہی تو سواے اتنے علم کے جسپر اطلاع ویدی باقی سب اُسکی نظر سے غائب ہی وہ غیب اللہ تعالے ہی کو معلوم ہی اور حضرت موسے وخضر علے نبینا وعلیہما السلام کی حدیث مین صاف مذکور ہی کہ ایک چڑیا نے سمندر سے پانی پیا تو خضر نے موسے علیہ السلام سے کہا کہ اے موسے میرا و تیرا و تمام مخلوقات کا علم بمقابلہ علم آلٰہی کے اسقدر بھی نہین جسقدر سمندر سے اس چڑیا کی چونچ مین پانی لگ گیا ہی- اللہ تعالے کی شان نہایت بزرگ ہی کوئی قیاس نہین کر سکتا- اب ایمان مستقیم رکھو اور خوب سمجھ لو کہ غیب فقط اللہ تعالے ہی کے واسطے ہی اُسی کی عبادت و بندگی صحیح ہی اور سواے اُسکے جو کچھ کوئی جاہل شرک کرے سب اُسکی جہالت ہی اللہ تعالے وحدہ لاشریک ہی بیمثل و بیمثال و بے مانند و بلا شبہہ و بیقیاس و گمان و وہم ہی لم یزال و لا یزال اُسی کی شاہی ہی کافرون و مشرکون کا شرک انھین کی جان کا وبال ہی- چونکہ ہمیشہ سے کافر و مشرک لوگ اپنی جہالت سے دعوے کرتے ہین کہ ہماری زندگی موت یہی ہی جو نظر آتی ہی تو کسی کو روا نہین ہی کہ اللہ تعالے جلشانہ کے مقابلہ مین ایسے دعوے کرے اور اللہ تعالے نے تنبیہ کر دی کہ- **وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا کَلَمْحِ الْبَصَرِ** اور نہین ہی قیامت کا امر مگر جیسے پلک مارنے کی جھپک - یعنے اللہ جلشانہ جیسا علیم ہی ویسا ہی قدرت والا حکمت والا سب کمالات والا ہی اُس نے آگاہ فرمایا کہ قیامت برحق ہی تو اسمین کچھ شک نہین ہی مشرکو و کافر لوگ شبہہ مین پڑتے ہین کہ مر کر کیسے زندہ ہونگے اور یہ نہایت جہالت ہی جس نے اُنکو عدم سے پیدا کر دیا وہ کرور مرتبہ جلا ہے مارے در جِلا وے پس بیان تنبیہ کر دی کہ پلک مارتے اللہ تعالے قیامت قائم فرماویگا یعنے تم لوگ مثل مین آپس مین پلک مارنے کا وقت بہت ہی کم کہتے ہو تو تمھاری سمجھ کے موافق اللہ تعالے نے تنبیہ کر دی کہ اُسکی قدرت مین کسی چیز کے پیدا کر دینے مین کچھ دیر نہین لگتی ہی اسی واسطے فرمایا- **اَوْ هُوَ اَقْرَبُ** یا وہ اس سے بھی زیادہ قریب ہی یعنے تمھاری سمجھ مین جو آوے اُسکو غور سے دیکھلو کہ اللہ تعالے کی قدرت اس سے بھی زیادہ ہی- بعض مفسرین نے کہا کہ یہ بیان قیامت کی نزدیکی کا ہی یعنے قیامت کا زمانہ دور نہین ہی اتنا نزدیک ہی اور بات یہ ہی کہ یہ مثال بیان فرمائی اسطرح کہ تمھاری دنیا کی زندگی اگر کرور برس تک ہو تب بھی یہ زمانہ ایک محدود ہی اور قیامت کے بعد زمانہ بے انتہا و غیر محدود ہی پھر جس شخص کو کچھ بھی حساب معلوم ہی وہ جانتا ہی کہ محدود چیز کو غیر محدود کے ساتھ ذرہ برابر بھی نسبت نہین ہو سکتی ہی اور تصور ہی مین نہین آسکتی ہی تو قیامت کا زمانہ اسکے بعد والے زمانہ کی بہ نسبت لمحہ بھی نہین ٹھہرتا ہی- یہ مضمون اگرچہ بالکل صحیح ہی مگر ذرا غور سے دیکھنا سمجھنا چاہیے- اور پہلا مضمون یہ تھا کہ قیامت کو قائم کر دینا جب اپنے وقت پر ہوگا تو اُسکے قائم کرنے مین کچھ دیر نہوگی پلک مارتے اللہ تعالے قائم فرماویگا- زجاج رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہی مراد ہی اور یہ مراد نہین ہی کہ تمھارے پلک

مارنے مین تبھیر قیامت آجاویگی بلکہ قدرت کاملہ کا بیان ہی کہ وہ بات کہتے ہزارون عالم پیدا کر دے کن فیکون اسی کی مثال ہو اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اللہ تعالے ہر چیز پر قادر ہی جو چاہے جب چاہے کر سکتا ہو تو قیامت اسکی قدرت کے سامنے کچھ حقیقت نہین رکھتی ہو ولیکن کافر و مشرک لوگ بے انتہا رجاہل بیوقوف ہین کہ اس سے انکار کرتے ہین۔ ف قال فی العرائس قولہ تعالے ولله غيب السموات والارض وما امر الساعة الآيہ۔ اللہ تعالے عزوجل نے اپنے بندون کو اپنی معرفت علمی سے آگاہ فرمایا اسطرح کہ اوسبحانہ تعالیٰ عالم بعلم ازلی ہو اور قادر بقدرت ازلیہ ہی پس عالم ازلی وہ ہو کہ وجود الوجود سے آگاہ ہوا اور جسکو ہونا کہتے ہین جس جگہ متحقق ہی سب اسکے علم سے ہی اور وجود کی ماہیت اور جسکا وجود اسکی قدرت حکمت سے ہوا سب اسکے علم مین تھا اور سب اسکی قدرت مین جیسا تھا ویسا ہی اب موجود ہی تو اسپر اس سب کا جڑ سے نابود اور معدوم کر دینا کچھ بھی دشوار نہین ہو سکتا کیونکہ سب کا قیام اسی کی قدرت سے ہو وہی حی القیوم ہو جو کچھ اسکے ساتھ چاہے کرے اگر ایجاد کرنا چاہے تو کاف کو نون سے ملنے اور کن ہونے سے پہلے اسکو پیدا کر دے بارداور ہو۔ آمین اتصال ہو وہ بھی اسی نے پیدا کیا ہو خود کاف و نون کو یا وہ ہو کو اسی نے پیدا کیا تو کیا اسکے پیدا کرنے کے لیے کوئی کن پہلے تھا بلکہ یہ فہمائش قدرت ہی یون ہی جسکو چاہے معدوم کر دے اور جب غیب السموات والارض اسی کے واسطے ہی تو اسپر مطلع نہین کرتا مگر جسکو چاہے اور انھین کو چاہتا ہی جو اسکے بندے اولیاء ہین رسول و صدیق و شہدا و صالحین مومنین۔ اور اسکو مردود بندون کافرون و مشرکون و شیاطین سے پوشیدہ فرمایا ہو وقد قال تعالے وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء الآيہ وقد قال الا من ارتضى من رسول الآيہ۔ پس جو بندہ کہ غیب پر مطلع ہوا وہ بھی سب سے غیب ہی گویا وہ غیب الغیب پر مطلع ہوا ہی اور سب سے زیادہ اشرف کون غیب ہوگا سوائے خزائن الٰہی کے اور یہ خزائن اسکے خالص بندون کے دلون مین پیدا ہوتے ہین اور ان عجائب حکمت و غرائب علوم کی قدر وہی جانتا ہی جو جانتا ہی۔ شیخ ہجوری رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ بندون مین اولیاء کو مخفی کر دیا اور اولیاء مین غیب کو مخفی فرمایا اور اسکے خالص بندون پر کوئی مطلع نہین ہوتا سوائے اسکے اولیاء کے اور اولیاء پر صادق بندے مطلع ہوتے ہین اور غیب پر مطلع ہونا عزیز الوجود بات ہی اور اس سے بھی زیادہ نادر الوجود بات یہ ہی کہ اللہ تعالے کے ولی کو پہچانے قال المترجم ولی کی شناخت کسی طریقہ سے نہین ہو سکتی مگر اللہ تعالے کی ہدایت سے پس جو کوئی اللہ تعالے کے واسطے ہوا اسی کو اللہ تعالے معرفت عطا فرماتا ہی اور قولہ تعالے الا ان اولياء الله لا خوف عليهم الآيہ کی تفسیر مین گزرا کہ جنکے دیکھنے سے اللہ تعالے یاد آوے۔ اور محبت دنیا دل سے دور ہو پھر جب غیب اپنی ذات پاک کے لیے مخصوص فرمایا تو سب مخلوق کو علم سے معزول کر کے اپنی طرف بلایا قال تعالے

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ

اور اللہ نے تمکو نکالا ماں کے پیٹ سے کچھ نہ جانتے تھے اور دیے تمکو کان

وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ

اور آنکھین اور دل شاید تم احسان مانو کیا نہین دیکھے اُڑتے جانور

مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَاۗءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

حکم کے باندھے آسمان کی ہوا مین کوئی نہین تھام رہا انکو سوائے اللہ کے اسمین پتے ہین

لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

اُن لوگون کو جو یقین لاتے ہین اور اللہ نے بنا دیے تمکو تمھارے گھر بسنے کی جگہ اور بنا دیے تمکو

مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ

چوپایون کی کھال سے ڈیرے جو ہلکے لگتے ہین تمکو جسدن سفر مین ہو اور جسدن گھر مین

وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ○

اور انکی اُون سے اور بریون سے اور بالون سے کتنے اسباب اور برتنے کی چیز ایک وقت تک

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ

اور اللہ نے بنا دیے تمکو اپنی بنائی چیزون کی چھاؤنین اور بنا دین تمکو پہاڑون مین چھپنے کی جگہین اور بنا دیے

لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ

تمکو کرتے جو بچاؤ ہین گرمی کا اور کرتے جو بچاؤ ہین لڑائی کا اسیطرح پورا کرتا ہی احسان

عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ يَعْرِفُوْنَ

تمپر شاید تم حکم مین آؤ پھر اگر پھر جاوین تو تیرا کام یہی ہی کھولکر سنا دینا پہچانتے ہین

نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ○ ع

اللہ کا احسان پھر منکر ہو جاتے ہین اور بہت اُنہین ناشکر ہین

ع ۱۷

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ اور اللہ تعالے نے تمکو نکالا یعنے اسطرح پیدا کیا بنظر ظاہر اسباب کے کہ تمکو نکالا مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ تمھاری ماؤن کے پیٹون سے۔ تاکہ تم اُسکے لطف قدرت کو جو طرح طرح کے پیرایہ مین ظاہر ہی غور سے دیکھو۔ اور جو شخص کہ علم رکھتا ہی اس امر مین جب غور کریگا پیدایش کے طریقہ کو عجیب پاویگا کہ وضع حمل سے پہلے زندہ بچہ پیٹ مین بہت سخت محبوس ہوتا ہی اور پیدایش کیوقت کیونکر اسکے واسطے اس محنت گاہ دنیا مین آنے کے لیے وسعت و آسانی ہوجاتی ہی اور قبل اسکے اُسکا رزق و عمر و اعمال مع سعادت و شقاوت کے پورے کردیے جاتے ہین۔ جب پیدا ہوا تو بالکل نادان۔ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا تم اُس حال مین کسی چیز کو نہین جانتے حالانکہ تمام دنیا پیش نظر ہوتی ہی اور کوئی تدبیر و فکر کسی نفع حاصل کرنے یا ضرر دور کرنے کی بالکل نہین کرتا اور نہ کسی نفع و ضرر کو جانتا ہی مگر خالق عزوجل اُسکو کمال خوبی سے پرورش فرماتا ہی جیسے نکالنا اس طریقہ سے تھا ویسے ہی پرورش کرنا تمھاری نظرون کے روبرو ایک طریقہ پر ہوتا ہی وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ اور بنا دیے تمھارے لیے کان اور آنکھین۔ حرف واو فقط عطف کے لیے ہوتا ہی اس سے یہ لازم نہین کہ پہلے نکالا پھر کان آنکھین بنائین بلکہ یہ دونون باتین اللہ تعالے نے دیدین پس قبل پیدائش کے یہ چیزین بنادین تھین ولیکن نکالنا پہلے بیان کر کے پھر اُسکے بیان مین نکتہ یہ ہی کہ یہ چیزین بعد پیدائش کے کام آتی ہین۔ اور سمع کو واحد اور ابصار کو جمع اسواسطے فرمایا کہ سمع دراصل مصدر ہی اُسکے معنے مفرد و جمع سب آتے ہین یہان جمع مقصود ہی اور مراد آلہ سمع یعنی کان ہین اور سمع کو مقدم اس لیے فرمایا کہ آنکھ بند کر کے علوم حاصل کرنے مین کان سے کام نکلتا ہی اور ہر نصیحت جو کان سے سننے یعنی ماننے کار آمد ہی اور آنکھ کے فوائد بھی بے شمار ہین لیکن علماء نے کان کو آیت کے اشارہ سے اشرف جانا ہی۔ سراج المنیر مین لائل

ذکر کیے گر بعض آیات مین عمیا و بکما و صما فرمایا ہو یعنے کافرون کے مذمت مین پہلے آنکھ سے اندھے ہونا بیان کیا پھر گونگے بہرے لہذا بعضے علماء آنکھ کو مقدم کرتے ہین۔ ولیکن جواب یہ ہوسکتا ہو کہ عام منفعت مدار دہونے کو پیچھے بیان فرمایا بہرحال یہ کوئی ضروری مسئلہ نہین ہو البتہ گر کوئی مثلاً قسم کھا جاوے کہ واللہ تیرے سب سے اچھے حواس کو یہ غذا یا دوا لگی ہو پھر دوا آنکھ کو یا کان کو لگی ہو تو فتوے دینے مین ضرورت پڑیگی کہ قسم سچی ہو یا جھوٹی ہوئی۔ بالجملہ احسان رکھا کہ تمکو کان دیے اور آنکھین دین **وَالْاَفْئِدَةَ** اور دل دیے شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ بعض کے نزدیک افئدہ دماغ و عقل ہین جنکے ذریعہ سے نفع و ضرر کی چیزین پہچانتا ہو اور صحیح یہ ہو کہ افئدہ فقط عقلین ہین جنکا مرکز قلب ہین۔ اقول بنابراس قول کے افئدہ کا ترجمہ عقلین ہونا چاہیے اور دل کو مجازاً اس معنی مین کہ سکتے ہین کہ عقلون کا مرکز دل ہین۔ غرضکہ یہ حواس آدمی کو تھوڑا تھوڑا کرکے حاصل ہوتے جاتے ہین۔ **لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ** اسواسطے دیے ہین کہ تم اللہ تعالے کا شکر کرو۔ یعنے آدمی ان ؟ اس سے اپنے رب تبارک و تعالے کی بندگی مین مدد پاوے اور ہر عضو و اُسکی قوت کے ساتھ اپنے رب کی طاعت بجالاوے چنانچہ صحیح بخاری مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے عزوجل فرماتا ہو کہ جس نے میرے کسی ولی سے عداوت کی تو اُس نے میرے ساتھ لڑائی ظاہر کی اور کوئی بندہ میرے یہان کسی طاعت کے ساتھ اُس طاعت سے بڑھکر تقرب نہین چاہیگا جو مین نے اُسپر فرض کردی ہو اور ہمیشہ بندہ میری طرف نزدیکی چاہتا ہو نوافل طاعات کے ساتھ یعنے فرائض ادا کرنے کے بعد سنن و مستحبات ہر قسم کی طاعات صلوۃ و صوم و زکوۃ وغیرہ کے نوافل سے قرب چاہتا ہو یہانتک کہ میرا محبوب ہوجاتا ہو پس جب مین نے اُسکو محبوب کیا تو ہوجاتا ہون اُسکے کان کہ جس سے سنتا ہو اور آنکھ کہ جس سے دیکھتا ہو اور ہاتھ کہ جس سے گرفت کرتا ہو اور پاؤن کہ جس سے چلتا ہو اور اگر کچھ مجھ سے مانگتا ہو تو جو مانگے مین اُسکو دیتا ہون اور اگر مجھ سے پناہ چاہتا ہو تو جس سے پناہ چاہے اُسکو پناہ دیتا ہون اور جن امور کو مین کرنے والا ہون کسی مین مجھے اتنا تردد نہین جو مجھے ایسے بندۂ مومن کے قبض کرنے مین ہو جو اپنی موت کو ناگوار رکھتا ہو اور مین اُسکے ناخوش کرنے کو مکروہ رکھتا ہون حالانکہ موت اُسکے لیے ضروری ہو۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ اس حدیث کے معنے یہ ہین کہ جب بندے نے خلوص کے ساتھ بندگی کی تو اُسکے سب کام اللہ تعالے کے واسطے ہوجاتے ہین پس سُنتا ہو تو اللہ تعالے کے واسطے اور دیکھتا ہو تو اللہ تعالے کے واسطے یعنے ہر مشروع کو اللہ تعالے کے لیے کرتا ہو اور گرفت کرنا اور چلنا اللہ تعالے ہی کی بندگی مین ہوتا ہو سب باتون مین اللہ تعالے ہی سے استعانت لیتا ہو اسی واسطے صحیح کے سوائے اس حدیث کی بعض روایت مین اسقدر زائد ہو کہ بی یسمع وبی یبصر و بی یبطش یعنے میرے ہی ساتھ سُنتا ہو اور میرے ہی ساتھ دیکھتا ہو اور میرے ہی ساتھ گرفت کرتا ہو۔ آیت مین بھی شکر کرنے کے یہی معنے ہین۔ مترجم کہتا ہو کہ خلاصہ معنے شکر کے یہ ہین کہ جو چیز اللہ تعالے نے دی اُسکو جسطرح مشروع کیا اور حکم دیا ہو اُسی مین صرف کرے گویا یہ شخص اس چیز مین امانت دار ہو اور واضح ہو کہ اولیاء و مشائخ نے اس حدیث کے بیان حکمت مین کہا کہ امین جب پوری امانت ادا کرے تو اُسکی خواہش و غرض ذاتی اس چیز مین کچھ نہو گی اور جو کوئی کسی کی امانت مین اپنی غرض بھی چاہے تو خیانت ہوتی ہو لہذا جب اللہ تعالے کے ساتھ کسی نے امانت ادا کرنی چاہی تو ظاہر ہو کہ جان و مال سب اللہ تعالے کی امانت ہو پس جسد کا کھانا پینا سونا اور مال کا رکھنا و صرف کرنا خالص اُسی کے واسطے ہو اور جسطرح شرع و احادیث و آیات مین بیان ہو جسم و جان کے لیے برتاؤ رکھے تو صاف ظاہر ہو کہ زنا و چوری و تن پروری وغیرہ سب سے پاک ہوگا اور جب ایسے مرتبہ پر پہونچا تو مصداق سے فارغم از کبر و کینہ واز ہوا یعنے تکبر و کینہ

وہواے نفسانی سے پاک ہوگیا۔ جب آثار شیطانی وہواجس نفسانی سے چھوٹا تو اسکی روح کا ظہور ہوا جس روح کی بزرگی اللہ تعالے نے قولہ نفخت فیہ من روحی میں اور قولہ الروح من امر ربی میں بیان فرمائی ہو اور جسکے آثار میں سے صفات ملکیہ ہین اور یہی مرتبہ اپنی خودی سے فنا ہونے کا اور بقاے حق عزوجل کے ساتھ باقی ہونے کا ہو اور بزرگون نے فرمایا کہ یہ قرب ومعرفت وتوحید ہو اور اسی واسطے اسکا دیکھنا وسننا وچلنا وغیرہ سب حیات قدم کے ساتھ ہوتے ہین تو یہ معنے بھی اس حدیث کے صحیح ہین کہ اُسکے جملہ افعال بقوت آلہیہ ہوتے ہین اور آثار قدرت وکرامات جو کچھ خالق عزوجل چاہتا ہو اُس بندے سے ظاہر ہوتے ہین ولیکن وہ خود کسی بات کو نہین چاہتا کیونکہ خواہش سے پاک ہوتا ہو حالانکہ عوام الناس اُسکی خوشامد و خدمت اسی غرض سے کرتے ہین کہ ہمارے واسطے ایسی دعا کریگا اور خدمت نہ کرینگے تو ناخوش ہوجائیگا۔ اور یہ نادانی ہو ہان اللہ تعالے ان لوگون سے راضی ہوتا ہو جو اُسکے ولی بندے کی خدمت وخاطر بطریق مشروع کرین اور اُنپر اُسکا عتاب بلکہ غضب ہوتا ہو جو اُسکے نیک بندے کو ایذا دین اور ظاہری صورت تو سب آدمیون کی یکسان ہو ولیکن درمیان مین فرق بے انتہا ہو اور آگاہ رہنا چاہیے کہ بعضے فقیر شیطان کے ولی ہوتے ہین اور اکثر باتین بتلاتے اور عادت کے خلاف اُنسے بھی حرکات سرزد ہوتے ہین تو پہچان مشکل ہوتی ہو ولیکن اللہ تعالے نے اپنے بندون کو نہایت آسان پہچان دیدی ہو اور وہ یہ ہو کہ جو بندہ اللہ تعالے کا ولی ہو وہ پوری طرح شریعت وسنت پر قائم ہوگا اور جو فقیر مردود مطرود کہ شیطان کا ولی ہو اُسکو اللہ تعالے نے یہ قدرت نہین دی کہ شریعت سنت پر چل سکے اور یہان وہم کو دخل نہین ہو بلکہ یہ اللہ تعالے کی نہایت رحمت ہو اور عجیب حکمت یہان یہ ہو کہ عوام الناس بھی دو طرح کے ہین ایک وہ ہین کہ آخرت پر یقین کرکے سچے مومن ہین تو ایسے لوگ تو ولی سے آخرت چاہتے ہین اور دنیا کی متاع فقط اس نیت سے چاہتے ہین کہ اُنکو ضرورت وفراغت کے ساتھ اس طور سے حاصل ہو کہ اُنکو آخرت کے کامون مین پریشانی نہ پیدا ہو کیونکہ جب رزق ومعاش مین پریشانی ہوئی تو نماز وروزہ وغیرہ سب اعمال مین فراغت خاطر نہونے سے نقصان ہوتا ہو پس ایسے لوگ تو لامحالہ حقیقی ولی اللہ سے رجوع کرتے ہین اور دوسرے قسم کے وہ لوگ ہین جو دنیا کے طالب ہین اور کچھ خیال اُنکو آخرت کا بھی ہوتا ہو یا نہین ہوتا تو ایسے لوگ جب کسی فقیر کو جو حقیقت مین شیطان کا ولی ہو پاتے ہین اور صریحا دیکھتے ہین کہ یہ شخص شریعت پر قائم نہین ہو تو اُس سے پرہیز نہین کرتے بلکہ اُسکی گمراہی کو بلا اجازت شرعی کے اچھا سمجھتے اور یون کہتے ہین کہ ولی کے کام اچھے ہی ہوتے ہین اگرچہ ہماری سمجھ مین نہ آوین اور یہ تعجب ہو کہ اُسکا ولی ہونا تو سمجھ گئے اور ولی کے کام سمجھ مین نہین آتے ہین اور حکم شرع بُرا کہتا ہو اور منع کرتا ہو اُسکو نہین مانتے ہین اور اللہ تعالے نے اُنکو آنکھ کان اور عقل دی تھی کہ راہ مستقیم شرعی پر چلین بجاے شکر کرنے کے کفران نعمت کیا کیونکہ شکر یہی تھا کہ ہر ایک سے شرع پر چلنے کا کام لین۔ پھر ایسے ہی لوگ ہوئے جنھون نے بزرگون کے روحی تصرفات اُنکے اختیاری سمجھے اور اُنسے بدتر دوسرے ہوئے کہ جنھون نے اُنکی صورتین بناکر اُنکو اپنے امور کا مختار قرار دیا اور قال وقربانی ونذر ونیاز ومنت بلکہ صریح عبادات سے شرک کیا حالانکہ بالکل قدرت فقط اللہ تعالے عزوجل کے واسطے ہو اور ہر چیز آسمان وآفتاب وستارے وزمین وپہاڑ بلکہ ذرہ ذرہ تک اُسی کے قبضۂ قدرت مین ہر وقت مسخر ہو چنانچہ مشرکون کو متنبہ کیا کہ آنکھین کھولکر غور سے اُڑتی ہوئی چڑیا کو آسمان وزمین کے بیچ مین دیکھین **أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ** یعنی کیا ایسے لوگون نے جنکو یہ پہچان وتمیز نہین ہو کہ قدرت الٰہی جلشانہ کسقدر عظیم اور ہر چیز پر حاوی ہو اُنھون نے نہ دیکھا پرندون کو اُڑتا ہوا **مُسَخَّرَاتٍ** درحالیکہ وہ مسخر ہوتے ہین۔ **فِي جَوِّ السَّمَاءِ** آسمان کے جوّ مین یعنے اُس میدان مین جو آسمان کی طرف ہو۔ **مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ** نہین رُوکے ہوتا ہو اُن پرندون کو مگر اللہ تعالے۔ یعنے اللہ تعالے نے اپنی قدرت سے

اسطرح پیدا کردیا کہ پرندکے دو بازو ہین اور ہوا رقیق ولطیف ہی اور ہوا مین اسطرح باز وکھیلاکر اُسکا ایک خاص قوت اللہ تعالی کیطرف سے ایسی ہی کہ برابر اُڑتی رہتی ہی ظاہری اسباب صرف اس کام کے ہین کہ حق تعالے کے عجائب صنعت کو طرح طرح کے پیرایہ مین دیکھا جاوے کیونکہ مچھلی پانی مین بغیر بازو کے پیرتی رہتی ہی اور اصلی قدرت اللہ تعالے کی ہی - اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ البتہ اسطرح ظہور قدرت مین یا اس تسخیر مین لَاٰیٰتٍ نشانات ہین جو اللہ تعالے کی قدرت و وحدانیت پر دلالت کرتے ہین - لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ایسی قوم کیلیے جو ایمان لاتے ہین یعنے ان آیات سے سب محروم ہین سواے قوم مومنین کے جنکو اللہ تعالے نے سمجھ عطا فرمائی ہی - نکتہ یہ ہی کہ اللہ تعالی کی قدرت و جملہ صفات کی معرفت جبھی حاصل ہوتی ہی کہ رسول علیہ السلام پر ایمان لاوے اور بعد ایمان کے جن چیزون پر نظر کرتا ہی اُسی معرفت کو مشاہدہ کرتا و سمجھتا ہی اور اُسکا نور بڑھتا جاتا ہی اسی واسطے قوم مومنین کی تخصیص فرمائی بخلاف کافرون جاہلون کے کہ ہزارہا آیات پر نظر ڈالتے چلے جاتے ہین اور کچھ بھی نہین سمجھتے ہین - نظیر اسکی یہ ہی کہ جو شخص مثلاً علم طبعیات سے واقف اور علم اجسام و جر ثقیل کو جانتا ہی جب وہ ریل و تار و دیگر کلون کو اور جملہ آلات حرفہ کی سیر کریگا تو ہر مقام پر اسکو اپنی معلومات کے موافق ایک عجیب لطف آویگا اور جو اصول صرف اسکے حواس مین تھے انکو خارج مین مشاہدہ کریگا ایسے ہی امور عقلیہ و معارف قلبیہ و روحانیہ کے حالات ہین - قَالَ الشَّیْخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے اپنے بندون کو غفلت سے بیدار کیا کہ پرند کی طرف نظر کرین جو خالص مخلوق آلٰہی ہی یعنے اسمین کچھ اشتباہ بھی نہین ہی کہ وہ آسمان و زمین کے بیچ مین ہوا مین مسخر ہی اسکو کیسے عجیب طور سے پیدا کیا کہ دو بازوؤن سے اُڑتی ہی اور وہان اسکو اللہ تعالے ہی اس شان سے رکھتا ہی اسمین اسطرح کی قوتین پیدا کردی ہین اور ہوا کو اُسکے واسطے مسخر کردیا ہی اسمین مومنون کے واسطے نشانات توحید قدرت آلٰہی ظاہر ہین - اسیطرح بیدار کیا کہ جملہ افعال انسانی وحیوانی سب اللہ تعالے کے مخلوق ہین جیسے انسان خود مخلوق آلٰہی ہی تو مخلوق کے افعال بھی مخلوق آلٰہی ہین اور انسان کو انہین نعمتین ملتی ہین چنانچہ فرمایا - وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُیُوْتِكُمْ سَكَنًا اور اللہ تعالے نے کردیا تمھارے آرام کےلیے تمھاری بیوت سے بسیرا یعنے آرامگاہ حتے کہ معیشت وغیرہ کی کوشش و حرکات سے تھک کر آرام لیتے ہین اور اگر اللہ تعالے چاہتا تو آدمی کو آسمان کی طرح ہر وقت متحرک پیدا کرتا ہی اور یا زمین کیطرح ہر وقت ساکن پیدا کرتا ولیکن اسکو اضطراری حرکات کے بعد سکون کی حاجت ہی تو بیوت اُسکے مساکن بنا دیے - وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا اور بنا دیے تمھارے واسطے چوپاؤن کی کھالون کے بیوت - یعنے جیسے شہر والے جو ایک جگہ وطن کرلیتے ہین اُنکے لیے مساکن بنا دیے ویسیہی اہل بادیہ کے واسطے کھالون و بالون کے خیمہ بنا دیے حتے کہ یہ لوگ اس دنیاوی خفیف زندگی مین بہت آسانی بغیر تشویش کے یہ سامان مہیا کرتے ہین - مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ عرب کے خیمون کا بیان ہی - بالون کے خیمون کو اسوجہ سے شامل ہی کہ بال بھی کھال پر ہوتے ہین تو کھالون سے ہی خیمہ بالون کے تیار ہوسکے - تَسْتَخِفُّوْنَهَا ان خیمون کو تم ہلکا پاتے ہو یعنے سفر وغیرہ کی حالت مین تم پر ہلکے و آسان ہوتے ہین چنانچہ فرمایا - یَوْمَ ظَعْنِكُمْ تمھارے کوچ کے روز یعنے کوچ کرنے و سفر کرنے مین باربرداری اُسکی ہلکی ہو وَیَوْمَ اِقَامَتِكُمْ اور اپنے اقامت کے روز - حتے کہ جہان اُترے ان خیمون کو آسانی سے قائم کیا - خلاصہ یہ کہ سفر و حضر دونون حال مین تم پر آسان و ہلکے ہین - وَمِنْ اَصْوَافِهَا اور کردیے تمھارے لیے ان جانورون کے صوف سے وَاَوْبَارِهَا اور انکی وبر سے - وَاَشْعَارِهَا اور انکے بالون سے - اَثَاثًا ہر قسم کا اثاثہ - وَّمَتَاعًا اِلٰى حِیْنٍ اور متاع ایک وقت تک کے لیے یعنے وقت موت تک اپنی زندگی کو ضروری سامان مذکور سے پورے کرو - واضح ہو کہ اصواف

جمع صوف کی اور وہ غنم کے بال ہین یعنے دنبہ و بکریون کے پشم - اور اوبار جمع وبر کی اور وہ اونٹ کے بال ہین اور اشعار جمع شعر کی اور وہ بھیڑ کے بال ہین اور اس سے ظاہر ہو کہ انعام کا لفظ اونٹ و گاے و بکری سب کو شامل ہو اور بعضے لوگ کلام کرتے ہین کہ بکری پر انعام صادق ہو یا نہین اور یہ آیت حجت ہو کہ بکری و دنبہ کو بھی شامل ہو - اور اثاث کے معنے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے متاع کے بیان کیے اور یون ہی مجاہد و عکرمہ و سعید بن جبیر و حسن و عطیہ عوفی و عطار خراسانی و ضحاک و قتادہ رحمہم اللہ تعالے سے مروی ہو اور اسی کو خلیل رحمہ اللہ تعالے نے اختیار کیا پس اثاث و متاع کا عطف بطور توضیح کے ہو اور اصل مین اثاث کثیر کے واسطے ہو لہذا بمعنے مال کثیر بھی تفسیر کی گئی اور بعض نے بمعنے جامہ بیان کیا اور شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ صحیح یہ ہو کہ اثاث لفظ مال و متاع و کپڑون سب کو شامل ہو کبھی اموال تجارت کو اور فروش و لباس وغیرہ و دیگر متاع کو اثاث بولتے ہین و علے ہذا اثاث پر متاع کا عطف اس طور پر ہو کہ پہلے عام ذکر کر کے اسپر خاص کو عطف کر دیا جیسے جانور و گھوڑے کیونکہ جانور تو گھوڑون کو بھی شامل ہو - واضح ہو کہ یہ سب نعمتین عرب کے لوگون پر انکے معمولات و دسترس کے موافق ہین اور اسی طریقہ سے سایہ و محافظت کی چیزون کو بیان فرمایا بقولہ - وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمۡ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا یعنی اللہ تعالے نے اپنی پیدا کی ہوئی چیزون مین سے بعض سے تمھارے لیے سایہ کر دیا - قتادہ رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ مراد درخت ہین یعنے درختون سے تمپر سایہ کر دیا - بعض نے کہا کہ خیمہ و خرگاہ وغیرہ جو اوپر مذکور ہوئین وہ بھی سایہ کرنے والی ہین - ولیکن کبھی مسافر کے پاس وہ بھی نہون تو سایہ دار درخت پیدا کر دیے ہین اور کبھی اسکو محفوظ مقام چاہیے کہ جان و مال کی حفاظت ہو اور کبھی سردی گرمی سے و باہمی جدال و درندہ جانورون سے مقابلہ مین تن کی حفاظت چاہیے تو فرمایا - وَّجَعَلَ لَکُمۡ مِّنَ الۡجِبَالِ اَکۡنَانًا جمع کن بمعنی اوٹ و چھپا اور ہر ایسی چیز جس سے سردی و گرمی و مینہ پانی وغیرہ کا بچاؤ ہو - یعنے اللہ تعالے نے تمھارے لیے پہاڑون سے اکنان بنا دیے یعنے غار و سرب وغیرہ جہان آدمی پناہ لیتا ہو اور بسبب فقیری و بے سامانی کے دوسرے تکلفات کی طرف دسترس نہین رکھتا چنانچہ عرب بسبب تنگی و شدت گرمی کے سایۂ درخت و اکنان کو زیادہ چاہتے تھے - وَّجَعَلَ لَکُمۡ سَرَابِیۡلَ اور بنا دیے تمھارے لیے سرابیل - ہر ایک لباس جیسا کہ زجاج رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہو قمیص و دیگر کپڑے جو روئی و کتان و صوف وغیرہ سے بنائے جاوین - تَقِیۡکُمُ الۡحَرَّ جو تمکو بچاوین شدت گرمی سے - عرب مین گرمی کی شدت سے جب ان چیزون سے بچاؤ ہوا تو انکی سردی حاصل ہو گی پس سردی سے بچاؤ خود حاصل ہو اور یہ نکتہ شیخ شہاب نے ریحانہ مین بیان کیا ہو - وَسَرَابِیۡلَ تَقِیۡکُمۡ بَاۡسَکُمۡ مراد باس سے یہان فقر و مرض و ہر خوف نہین بلکہ لڑائی کا ضرر مراد ہو یعنے زرہ و جوشن وغیرہ لوہے کے اور ریشمی لباس جو جنگ مین بچاؤ کے لیے پہنتے ہین اللہ تعالے نے تمھارے لیے بنا دیے - یعنے تمکو ایسی سمجھ دیدی کہ یہ سب سامان بناتے ہو اور حق یہ ہو کہ یہ افعال آدمیون جو اللہ تعالے کی مخلوق آدمی کے واسطہ سے مخلوق ہوتے ہین کیونکہ مخلوق سے جو مخلوق ہو وہ اللہ تعالے کا مخلوق ہو اسی واسطے یون فرمایا کہ اللہ تعالے نے پیدا کر دیے - کَذٰلِکَ یُتِمُّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکُمۡ یون ہی اللہ تعالے تمپر اپنی نعمتین پوری کرتا جاتا ہو یعنے آگے اور بھی زیادہ تمکو فہم و صنعت دیگا اور تم سے طرح طرح کی آسایش و آرام کی چیزین پیدا فرماتا جائیگا - لَعَلَّکُمۡ تُسۡلِمُوۡنَ تاکہ تم اللہ تعالے کی بندگی و فرمانبرداری پر وحدانیت و معرفت کے ساتھ گردن جھکاؤ اور اسلام لاؤ - کیونکہ ان نعمتون کا شکریہ ہو کہ خالق عزوجل کی طاعت خالص اسی کے واسطے کرو اور ان چیزون سے ایسے طور پر نفع و آرام اٹھاؤ کہ اسی کی طاعت سے شکریہ ادا ہو - شیخ نے ذکر کیا کہ عطار خراسانی نے کہا کہ قرآن پاک کا نزول عرب کی فہم و معرفت کے اندازہ پر اترا ہو یعنے عرب اسوقت مین سب جہان کی قومون سے زیادہ جاہل و

نادان وفقیر ووحشی تھے تو انکی سمجھ کا وجن چیزون کو وے پہچانتے تھے زیادہ لحاظ ہوا تا کہ باقی ملکون والے مدرجہ اولےٰ سمجھین و ہر ایک عظیم نعمت کا شکریہ ادا کرین چنانچہ تو نہین دیکھتا کہ من الجبال اکنانا - فرمایا حالانکہ سوائے پہاڑون کے ہموار زمین سے جو تم لوگ اکنان بناتے ہو وہ اس سے بڑھکر آرامگاہ محفوظ اور بہت زیادہ ہین ولیکن عرب لوگ اسوقت پہاڑون کے رہنے والے تھے اور صوف و برو شعر کے لباس سے احسان رکھا حالانکہ اُنکے سوائے ریشم وغیرہ سے تم اس سے بہتر وکثرت سے عمدہ لباس بناتے ہو چنانچہ شام وروم سے دیباج وحریر گران قدر آتا تھا ولیکن عرب اسوقت ایسے ہی لوگ تھے اور یون ہی فرمایا وینزل من السماء من جبال فیہا من برد - کیونکہ عرب اس سے تعجب کرتے تھے حالانکہ برف کا گرانا ور پاکرنا اور اسکے عجائبات اس سے زیادہ و بہت ہین ولیکن عرب نہین جانتے تھے - خلاصہ یہ کہ ہر ملک والے اپنی عجیب صنائع پر بہت زیادہ اللہ تعالےٰ کی وحدانیت پر اقرار وایمان لاوین اور یہ وہم نہ کرین کہ ان خفیف چیزون پر اللہ تعالےٰ نے کیا قدرت ظاہر فرمائی کہ اس سے بہت بڑھکر ہم پاتے ہین بلکہ ہر چیز مین ظہور قدرت ہے عرب والون مین اُنکے موافق فرمایا اور اسی زمانہ مین دوسرے ملکون مین اس سے بڑھکر صنعت حرفت کی چیز عرب مین آتی تھی اور تجارت کے واسطے شام مین جاکر دیکھتے تھے پس دوسرے ملکون کے لوگ زیادہ توحید کا اقرار کرین کہ اللہ تعالےٰ نے انپر اُسی طرح کثرت سے اپنی قدرت ظاہر کی ہے - فَاِنْ تَوَلَّوْا یعنی اسلام سے یہ لوگ مُنھ پھیرلین حالانکہ اصلی فطرت سے اسلام پر تھی پھر وساوس شیطانی سے اُس سے مُنھ موڑا پس اگر اسی مُنھ موڑنے پر جمے رہین اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو کچھ تو لایا ہے اسکو قبول نہ کرین تو تجھپر کچھ باک نہین ہے تجھے تسلی رکھنی چاہیے کہ تو نے حکم انکے رب کا انکو پہونچا دیا - فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ کیونکہ تجھپر یہی کُھلا ہوا پیغام پہونچا دینا واجب تھا - يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ پہچان لیتے ہین نعمت اللہ کو یعنے اُنکی عقلین مجبور ہوکر اقرار کرتی ہین کہ اللہ تعالےٰ ہی خالق قدرت والا مختار ہے اُسی نے انعامات اپنے فضل سے پیدا کیے ہین - ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا پھر ان نعمتون کا انکار کرتے ہین - چنانچہ رزق ومدد بتون ونجوم کی طرف نسبت کرتے ہین اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ دوسرون کی عبادت کرتے ہین یا کہتے ہین کہ ہم نے اپنے باپ دادون سے میراث پائی ہین یا خود اپنی قوت سے کمائی ہین یعنی انھین اسباب پر نظر کرتے ہین اور جیسے یہود ونصاریٰ تمام علامات سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت جانتے تھے پھر دنیاوی ہوسات سے انکار کرتے تھے - وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ اور اکثر انین کے منکر ہین - یعنے جہالت سے اُنکی سمجھ ہی مین نہین آتا اور محسوس چیزون کے سوائے کسی چیز کے قائل ہی نہین ہوسکتے ہین یا سرکشی سے منکر ہو جاتے ہین یا اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک کرنا انکار ہے تو اس صورت مین اکثر بمعنے کل ہے - اور ابن ابی حاتم نے مجاہد رح سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا آنحضرت صلعم نے اُسپر یہ آیت پڑھی اللہ جعل لکم من بیوتکم سکنا اور یہ اُس نے کہا کہ ہان - پھر پڑھا وجعل لکم من جلود الانعام الآیہ - اعرابی نے کہا کہ ہان پھر آخر تک آیات پڑھین اُس نے ہر بار کہا کہ ہان پھر پڑھا کذلک یتم نعمتہ علیکم لعلکم تسلمون - پس اعرابی نے مُنھ موڑا پس اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونہا الآیہ - ف - فی العرائس جبکہ علم الغیب تمام اپنے ہی واسطے مخصوص فرمایا تو تمام مخلوق کو اپنے علم سے معزول کیا اور فرمایا واللہ اخرجکم من بطون امہاتکم الآیہ - ظاہری تفسیر مذکور ہوچکی اور بلند نظر سے اشارہ بیان یہ ہے کہ تمام مخلوق کو اللہ تعالےٰ نے بطن عدم وقدر ومشیت سے اسطرح نکالا کہ سب اپنی اصل سے جاہل ہین اور ذات وصفات الٰہی کو نہین پہچانتے اور احکام ربوبیت وطاعات عبودیت سے کچھ نہین جانتے پس اپنے نور سمع سے اور بصر سے اور علم سے لباس سمع وبصر وعلم پہنایا یعنے فطرت اسلام وایمان والیقان پر لایا چنانچہ اُسکی قدرت سے اسکا کلام سنتے ہو اور اُسکی ہدایت سے اسکا جمال قدرت دیکھتے ہو

رور نور عقل سے اُسکی صفات و نعوت و اسمار کو پہچانتے ہو اور تمھارے قلوب اُسکی محبت و شوق میں مستغرق ہوتے ہین۔ لعلکم تشکرون
جان جاؤ کہ اسکا شکر کسی طرح بندے سے نہین ادا ہو سکتا ہمہ تن اسکا فضل و احسان ہی۔ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ لا تعلمون شیئاً
یعنی عہد ازل کے وقت کو تم کچھ نہین سمجھتے جو تم سے عہد لیا گیا تھا۔ بعض نے کہا کہ کسی کو نہین معلوم کہ اسپر کیا حکم جاری ہوا کہ وہ سعید ہی یا شقی ہی
پھر اہل سعادت کو نور سماعت دیا جس سے اسکا ذکر سُنتے ہین اور بصر جس سے عجائب صنعت دیکھتے ہین اور افئدہ جس سے صنائع عز وجل کو
پہچانتے ہین اور یہی اعضاء و حواس محل شکر و آلہ شکر ہین پس شاکر وہ ہی کہ ان حواس کی سلامتی کو اللہ تعالے کی طرف سے اپنے اوپر نعمتین دیکھے
جنکا شکر ادا کرنا اُس سے ناممکن ہی اور کافر وہ ہی جو گمان کرے کہ انہین سے کسی نعمت کا شکر اس سے ادا ہو سکتا ہی۔ شیخ ابو عثمان مغربی
نے فرمایا کہ کان اس لیے دیے کہ اللہ تعالے کا خطاب امر و نہی وغیرہ سنو اور آنکھ دی کہ عجائب قدرت کو دیکھو اور دل دیا کہ اُسکے انعامات کو
پہچانو اور شکر کرو کہ ہمیشہ میری نعمتین اپنے اوپر جاری جانو اور مجھی سے میری طرف رجوع لاؤ۔ پھر اللہ تعالے نے ارواح و عقول کے طیران
کی طرف اشارہ فرمایا کہ ارواح کو جو ہواء ملکوت و سمار جبروت مین بازوے عرفان و ایقان اُسکی بارگاہ مجد و کبریا مین پرواز کرتی ہین
اور جاذب اُنکا جذبہ نور ہی اُنکو وہی حق سبحانہ تعالے اپنے کشف جمال کے ساتھ قہر سطوات جلال سے محفوظ فرماتا ہی کہ ساقط از عزقرب نہین
ہوتین اور اُسکی عظمت مین فنا نہین ہوتی ہین قال تعالے الم یروا الی الطیر مسخرات فی جو السمار الآیہ۔ بازوے ہمت اُسکی طلب
قرب بمنزلت مین بے موقع و بے ادب واقع ہونے سے مصئون ہین۔ آن فی ذلک لآیات لقوم یومنون۔ اہل حقیقت و رہروان راہ طریقت
اور رہبران جادہ معرفت و شریعت کے واسطے نشانات عجائب صنعت و غرائب حکمت ہین کہ وہان مجال گفتگو نہین اور رہ بیہودہ نظرت کو
گنجائش نہین قولہ واللہ جعل لکم مما خلق ظلالا۔ اسمین لطیف اشارہ بوجود اولیار ہی جنکے سایہ مین مریدین تابش آفتاب ہجر و دوری سے
پناہ لیتے ہین اور قہر طغیان و شیاطین الانس والجان سے یہین محفوظ ٹھکانا پاتے ہین کیونکہ یہ لوگ زمین مین اللہ تعالے کے سایہ ہین و فی
الحدیث السلطان ظل اللہ فی الارض من اکرمہ اکرمہ اللہ و من اہانہ اہانہ اللہ۔ یعنے سُلطان روے زمین مین سایہ آلہی ہی جو اسکا اکرام
کرے اللہ تعالے اسکو بزرگ رکھیگا اور جو اُسکی اہانت کرے اللہ تعالے اُسکو خوار کریگا۔ مترجم کہتا ہی کہ مولانا جلال رومی رحمہ اللہ
تعالے نے مثنوی مین بھی قولہ تعالے الم تر الی ربک کیف مد الظل۔ سے اولیار کا اشارہ لیا ہی بقولہ ؎ کیف مد الظل نقش اولیار است
قولہ وجعل لکم من الجبال اکنانا۔ جبال سے اکنان قلوب اکابر معرفت و ظلال اہل السعادت ہین جنکے اندر وہ لوگ پناہ لیتے ہین کہ سب
چیزون سے منقطع ہو کر اللہ تعالے ہی کیطرف رجوع لائے ہین۔ قولہ وجعل لکم سرابیل تقیکم الحر۔ اہل معرفت کے واسطے سرابیل اُنس ہین تاکہ آتش
محبت مین سوختہ نہون۔ و سرابیل تقیکم باسکم۔ اصلی محاربہ انسان کا باہمی نہین ہی کیونکہ یہ تو مذموم و ممنوع چیز ہی بلکہ اصلی محاربہ آدمی کا
شیطان و نفس کے ساتھ ہی اور یہی جہاد اکبر ہی اور لباس التقوے و اسلحہ معرفت سے آدمی ان دشمنون پر فتح پاتا ہی قولہ کذلک یتم نعمتہ علیکم۔
مزید نعمت و کمال رعایت ہی کہ انکو دوری و ہجر سے محفوظ فرمایا اور اپنے لطف کے ساتھ اپنے قہر سے اُنکی نگہداشت رکھی قولہ لعلکم تسلمون۔
یعنے اُسکے حکم عبودیت کے واسطے گردن جُھکاؤ اور حکم ربوبیت کے لیے سجدہ کرو۔ شیخ استاد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اپنے اولیار کے
لیے اپنے سایہ عنایت مین ٹھکانا دیا اور سرائر سے انکا لباس کیا جس سے شر و ضرر دفع رہے پس یہ لباس تقوے جامع ہی اور اسکی تفاصیل
ہین چنانچہ ایک لباس عصمت ہی جس سے اُنکو محفوظ کیا کہ رب عز جل کی مخالفت نہین کرتے۔ لباس توفیق سے ہمیشہ اُسکی عبادت پر
ملازمت رکھتے ہین۔ لباس خلعت ہی کہ اس سے قرب نصیب ہی و قولہ کذلک یتم نعمتہ علیکم۔ نعمت کا پورا فرمانا اسطرح ہی کہ انکا خاتمہ

بخیر وخوبی ہوا اور جملہ امور دین ودنیا مین اُنکی نگہداشت وکفایت ورعایت رہے اور خواہش نفس کی پیروی سے بچائے جاوین اور رسداد
اور صلاحیت پیدا کئے جاوین تاکہ اللہ تعالے کی رضامندی کو سب پر مقدم رکھین۔ بعض نے کہا کہ نعمت پوری کرنا یہ ہو کہ جو حکم اُسپر
جاری فرمایا اُسپر وہ راضی رہین۔ ابن عطا رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اتمام النعمہ یہ ہو کہ نعمت پر سکون نہو بلکہ نعمت سے منقطع ہوکر منعم
عزوجل کے ساتھ سکون ہو۔ شیخ حمدون رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اتمام النعمہ دنیا مین تو معرفت ہو اور آخرت مین دیدار ہو یعنی اللہ تعا
نے جس بندے پر نعمت پوری کی اسکو دنیا مین معرفت اور آخرت مین دیدار عطا فرمایا۔ شیخ ابو محمد جسریری رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ
اتمام النعمۃ یہ ہو کہ قلب آدمی کا شرک خفی سے محفوظ رہے اور نفس اسکا ریاکاری سے بچا رہے پھر اللہ تعالے نے ان لوگون کا حال بیان فرمایا
جو راہ راست سے برگشتہ ہین۔ لقولہ۔ یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونہا الآیہ۔ اسمین اشارہ ہو کہ جو لوگ توفیق سے محروم ہین وہ اولیاء اللہ تعا کو
بھی پہچان جانتے ہین جیسے یہود ونصارے اُس زمانہ مین حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے تھے لقولہ تعالے یعرفونہ کما یعرفون
ابناءہم۔ ولیکن منکر ہوتے ہین اسی طرح اولیاء کو پہچانتے ہین خواہ بکرامات ودیگر آیات وفراسات صادقہ ولیکن توفیق کی راہ سے
درحقیقت انکو نہین پہچانتے ہین اور از راہ بغض وعداوت وحسد وظلم کے اُلٹے منکر ہوتے ہین اور اسمین فقط دنیاوی ریاست ومنزلت
کی خواہش ہو۔ قولہ تعالے واکثرہم الکٰفرون چنانچہ ولایت اولیاء کو چھپاتے ہین۔ اس آیت مین جیسے صریح کافرون کی مذمت ہو ویسے ہی
اُن عالمون کے لیے بھی ملامت ہو اور اُن قاریون کے لیے بھی مذمت ہو جنھون نے مکر وفریب کا جال پھیلا کر جاہلون کو اپنے دام تزویر
مین گرفتار کرنا چاہا ہو اور عوام کے سامنے اولیاء اللہ کی مذمت کرتے ہین تاکہ لوگون کے مُنھ اپنی طرف پھیرین۔ یہ لوگ اللہ [illegible] سے
خیانت کرنا چاہتے ہین مگر اللہ تعالے عالم الغیب ہو اور اُس سے زیادہ کون شقی ہوگا کہ اولیاء حق سے دلائل شرعیہ [illegible] پھیر
دنیاوی ریاست کو عوام سے اُسکے عوض خریدے۔ بعض مشائخ نے کہا کہ انکو نعمتین حاصل ہین مگر اُسکے شکر کی توفیق نہین [illegible] تے ہین
شیخ نصرآبادی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اللہ تعالے کی نعمت پہچاننا اچھا ہو اور نعمت دینے والے کو پہچاننا سب سے اچھا ہو
کیونکہ نعمت پہچاننے کے بعد بھی کبھی اس سے انکار ہوتا ہو مگر نعمت دینے والے کو پہچاننے کے بعد پھر اس سے انکار نہین ہوتا بلکہ استقامت
حاصل ہوتی ہو۔ واضح ہو کہ حق تعالے نے جنکو پیدا کیا اور اسقدر نعمتین دین پھر اُس سے انکار وکفر کیا تو آگے طرح طرح کی اُنکی بدانجامی

دار آخرت کی بیان فرمائی لقولہ تعالی،

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ
اور جسدن کھڑا کرینگے ہم ہر فرقے مین ایک بتانیوالا پھر حکم نہ ملے منکرون کو اور نہ اُنسے

يُسْتَعْتَبُونَ ۝ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ
توبہ مانگئے اور جب دیکھین بے انصاف مار پھر ہلکی نہ ہو اُنسے اور نہ انکو

يُنْظَرُونَ ۝ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ
ڈھیل ملے اور جب دیکھین شریک پکڑنیوالے اپنے شریکون کو بولین اے رب

شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُوا مِنْ دُونِكَ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ
ہمارے شریک ہین جنکو ہم پکارتے تھے تیرے سواے تب وہ اُنپر ڈالین بات کہ تم

لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِالسَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

جھوٹے ہو اور پڑین اللہ کے آگے اُسدن عاجز ہوکر اور بھول جاوے اُنکو جو

يَفْتَرُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا

جھوٹھ باندھتے تھے جو منکر ہوے ہین اور روکتے رہے ہین اللہ کی راہ سے اُنکو ہمنے بڑھائی مار

فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ۝

پر مار بدلا اُسکا جو شرارت کرتے تھے

وَيَوْمَ نَبْعَثُ اور بیان فرما دے جسدن اُٹھاوینگے ہم مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ ہر ایک گروہ سے۔ شَهِيْدًا ایک گواہ۔ یعنے کافرون و مشرکون پر جو حال دار آخرت مین ہونے والا ہی وہ بیان کردے جسدن یعنے بروز قیامت ہم ہر گروہ مین سے اُسکا گواہ یعنے جو پیغمبر اس امت پر بھیجا گیا ہی گواہی دینے کو اُٹھا وینگے چنانچہ وہ گواہی دیگا کہ اے رب مین نے تیرا پیغام اُنکو صاف صاف پہونچا دیا۔ واضح ہو کہ کافر لوگ اپنے سوال جواب مین منکر ہونگے اور اُنکی اعضاء و جوارح انپر بدکاریون و شرک کی گواہی دینگے۔ اور ہر گروہ اپنے پیغمبر کی گواہی سے بھی منکر ہوگا اور آخر مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و آپ کے اصحاب ان پیغمبرون کی طرف سے گواہی ادا کرینگے اور یہ سب کمال عدل الٰہی ہی ورنہ اللہ تعالےٰ نے جب ہر ایک کافر کو اُسکے اعمال سے آگاہ فرما دیا وہ علیم خبیر ہی اور مواقع قیامت متعدد ہین اور تحقیق اسکی سابق مین گزرچکی ہی۔ ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا پھر کافرون مشرکون کو اجازت نہ دیجائیگی۔ خطیب وغیرہ نے یہان وہ احتمالات بیان کردیے جن سے عدم اجازت آیات و احادیث مین ثابت ہی کیونکہ یہان یہ بیان نہین کہ کس بات کی اجازت نہ دیجائیگی چنانچہ لکھا کہ اجازت نہ دیجائیگی یعنے زیادہ گوئی کی یا دوبارہ دنیا کی طرف عود کرنے اور آزمائے جانے کی یا گواہون کی حالت گواہی مین بلکہ سب لوگ خاموش ہونگے۔ یا گواہون سے جھگڑا کرنے کی۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ نے ارجح وجہ اختیار کی کہ اجازت نہ دیجائیگی یعنے عذر لانے نہین کیونکہ کافرون کو خود بھی اپنا جھوٹ عذر لانا معلوم ہی جیسے قولہ تعالےٰ ہٰذا یوم لا ینطقون ولا یؤذن لہم فیعتذرون یعنے یہ وہ دن ہی کہ نہ کفار بولینگے اور نہ انکو اجازت دیجائیگی کہ عذر بیان کرین۔ یعنے ایسی کوئی بات جو اُنکے واسطے عذر ہوا سی واسطے یہان فرمایا۔ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ یعنے نہ طلب کیا جائیگا کافرون سے عتبےٰ یعنے رجوع ایسی چیز کی جانب عبادات وغیرہ سے کہ جس سے اللہ تعالےٰ کی رضامندی اُنکو حاصل ہو۔ خلاصہ یہ کہ اُنکو کسی ایسے فعل کی تکلیف نہ دیجائیگی کہ اُنکے رب عز و جل کو راضی کرنے کیونکہ آخرت دار العمل نہین اور نہ وہان امتحان و تکلیف ہی اور نہ اُنکو چھوڑا جائیگا کہ دار الدنیا کی طرف عود کرین اور توبہ کرین اور اللہ تعالےٰ نے سچ فرمایا کہ اگر وہ دنیا کی طرف پھیرے جاوین تو پھر وہی کرین جس پر جمے تھے۔ خطیب رحمہ اللہ تعالےٰ نے لکھا کہ لاہم یستعتبون۔ یعنے نہین زائل کیا جائیگا اُنکا عتبےٰ یعنے وہ چیز جس پر انکو عتاب و ملامت ہو۔ ہروی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ اُنسے یہ نہ چاہا جائیگا کہ ایسی بات کرین کہ عتاب اُنسے زائل ہو۔ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اور جب دیکھینگے وہ لوگ جنہون نے ظلم کیا یعنے شرک و کفر کیا۔ الْعَذَابَ عذاب کہ جسکے مستحق ہین اور جو اُنکو وعدہ دیا گیا ہی یعنے جب عذاب جہنم اُنکو نظر آویگا۔ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ تو نہ اُنسے یہ عذاب ہلکا کیا جائیگا یعنے ایک ساعت بھی وقفہ نہوگا پس نہ اُنکے واسطے کوئی سفارشی ہی۔ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ اور نہ اُنکو مہلت دیجائیگی۔ انکا کوئی مددگار نہین ہوسکتا کہ سفارش یا مددگاری کرسکے

بلکہ بغیر حساب کے موقف کے میدان سے بہت تیزی کے ساتھ گرفتار ہونگے اور احادیث سے ثابت ہو کہ جب جہنم لائی جائیگی تو ستر ہزار زمام اور ہر زمام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہونگے پس اسکی ایک گردن اس مخلوقات کے لیے بلند ہو کر سخت آواز سے پکاریگی کہ اینمین سے کوئی باقی نہ رہیگا مگر آنکہ اسکی ہیبت سے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیگا اور کہیگی کہ مین ہر ایک سرکش ظالم پر مسلط کی گئی ہون جس نے اللہ تعالے کے ساتھ دوسرا شریک بنایا اور جو ایسا و ایسا ہو یعنے کئی طرح کی اقسام لوگون کے بیان کریگی پھر انکو گھیر کر جیسے چڑیا دانہ چگ لیتی ہو وہ ان اقسام خلائق کو اُچک لیگی۔ آیات اس معنی مین موجود ہین کقولہ تعالے اذا راتہم من مکان بعید سمعوا لہا تغیظا و زفیرا و اذا القوا منہا مکانا ضیقا مقرنین دعوا ہنالک ثبورا۔ یعنے جب جہنم اُنکو دور سے دیکھیگی تو یہ لوگ اُسکا غیظ و جوش اور کرخت آواز سنینگے اور جب اسمین تنگ مقام مین ڈالے جاوینگے جکڑے ہوئے تو وہان اپنی موت پکارینگے۔ وکقولہ تعالے ورای المجرمون النار فظنوا انہم مواقعوہا ولم یجدوا عنہا مصرفا۔ یعنے جب بدکار لوگ جہنم کو دیکھینگے تو یقین کر لینگے کہ وہ اسمین پڑنے والے ہین اور نہ پاوینگے اس سے کوئی چھٹکارا وکقولہ تعالے لو یعلم الذین کفروا حین لا یکفون عن وجوہہم النار ولا عن ظہورہم ولا ہم ینصرون بل تاتیہم بغتۃ فتبہتہم فلا یستطیعون ردہا ولا ہم ینظرون۔ یعنے کاش جانتے وہ لوگ جو کافر ہوئے ہین وہ حال کہ جب نہ روک سکینگے اپنے چہرون کی طرف سے جہنم کی آگ اور نہ اپنی پشت کی طرف سے اور نہ انکو مدد ملیگی بلکہ وہ آپڑیگی اُنپر اچانک پس چوندھا دیگی انکو پس نہ طاقت ہوگی اُنکو اُسکے روکنے کی اور نہ وہ کچھ مہلت دیے جاوینگے پھر اللہ تعالے نے بیان فرمایا کہ مشرک لوگ جنکو اپنے زعم مین شریک بناتے ہین وہ مشرکون سے اُسدن سخت محتاجی کیوقت بیزار ہونگے فقال عزوجل۔ وَاِذَا رَاَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا شُرَکَآءَ ھُمْ اور جب مشرک لوگ دیکھینگے اپنے شرکاء کو یعنے ان لوگون کو جنکو اپنے گمان مین اللہ تعالے کا شریک مانا ہو خواہ اسطرح کہ صریح اُنکو خالق و قادر بناتے ہین یا اسطرح کہ انکی طرف رزق و نفع و ضرر وغیرہ یا شریعت کے احکام مانتے ہین غرضکہ جنکے ساتھ شرک کرتے اور دنیا مین اُنکی عبادت کرتے رہے ہین انکو دیکھینگے قَالُوْا رَبَّنَا تو کہینگے کہ ہمارے رب۔ ھٰٓؤُلَآءِ شُرَکَآؤُنَا یہی لوگ ہمارے شرکاء ہین یعنی۔ الَّذِیْنَ کُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِکَ وہ لوگ ہین جنکو ہم سوائے تیرے پکارتے تھے۔ بعض علماء نے کہا کہ شاید مقصود یہ ہو کہ عذاب دونون فریق پر تقسیم کر دیا جاوے۔ ابو مسلم اصفہانی نے کہا کہ مشرکین اپنے گناہ کو ان لوگون پر ڈالنا چاہینگے جنکو اپنا معبود ٹھہرایا تھا۔ واضح ہو کہ بہت سے لوگ حضرت عیسے علیہ السلام کو اور اولیاء اللہ کو شرکاء بناتے ہین ولیکن فقط اپنے زعم مین ورنہ حضرت عیسے علیہ السلام و اولیاء انکے اس فعل سے نہایت بیزار بلکہ حیات ہوتے تو انکو کافر فرماتے لہذا آخرت مین انکو جواب دینگے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا فَاَلْقَوْا اِلَیْھِمُ الْقَوْلَ پس رد کر دینگے یہ لوگ ان مشرکون کا قول یہ بات اسطرح کہ اِنَّکُمْ لَکٰذِبُوْنَ تم بیشک جھوٹے ہو۔ یعنے تم نے ہماری عبادت نہین کی اور نہ ہم شرکاء ہین بلکہ ہم اللہ تعالے کی مخلوق ہین اور تم نے اپنی رائے کی عبادت کی ہے قال الشیخ۔ یعنے جنکو معبود بنایا ہو وہ کہینگے کہ تم بالکل جھوٹے ہو ہم نے تمکو کبھی اپنی عبادت کرنے کو نہین کہا ہو جیسا کہ اللہ تعالے نے دوسری آیت مین فرمایا ومن اضل ممن یدعو من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وہم عن دعائہم غافلون واذا حشر الناس کانوا لہم اعداء وکانوا بعبادتہم کافرین۔ یعنے اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو سوائے اللہ تعالے کے ایسے کو پکارے جو قیامت تک اُسکو جواب نہ دیگا اور وہ اُنکی پکار سے غافل ہین اور جب لوگ حشر کو اُٹھائے جاوینگے تو وہ اُنکے دشمن ہونگے اور اُنکی عبادت سے انکار کرینگے یعنی کہینگے کہ تم نے ہماری عبادت نہین کی۔ وقال تعالے سیکفرون بعبادتہم ویکونون علیہم ضدا یعنے عنقریب قیامت مین مشرکون کی

عبادت کرنے سے منکر ہونگے اور انپر دشمنی سے برخلاف دعویدار ہونگے ۔ یعنے یہ لوگ تو دنیا مین انکی عبادت کرکے چاہتے ہین کہ وہی
انکے مددگار ہون اور سرپرستی کرین حالانکہ وہ اُنکے فعل سے واقف ہوکر اُنکے دشمن ہو جاوینگے کیونکہ بندگان حق تو اپنے رب کی عظمت
وکبریائی مین اپنے آپ کو کیسے ہین تو ہرگز دوسرے احمقون کے شرک سے راضی نہین ہو سکتے ہین اور جنھون نے انپر معبود ہونے کا نام لگایا انپر
بہتان باندھا ہیں اُنکے دشمن ہونگے ۔ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ السَّلَمَ اور القا کرینگے اللہ تعالے کی طرف اس روز
سلم کو یعنے فرمانبرداری کو ۔ قتادہ و عکرمہ رحمہما اللہ تعالے نے کہا یعنے آج کے روز اللہ تعالے کے واسطے ذلیل وگردن جھکانے
مطیع ہوجاوینگے ۔ کقولہ تعالے اسمع بہم وابصر یوم یاتوننا ۔ یعنے خوب سننے والے وخوب دیکھنے والے ہو جاوینگے جسدن ہمارے حضور
مین آوینگے ۔ وکقولہ تعالے ولو تری اذ المجرمون ناکسوا رؤسہم عند ربہم ربنا ابصرنا وسمعنا الآیہ ۔ یعنے تو تو دیکھے جبکہ کافر لوگ جھکائے
ہونگے اپنے سرون کو اپنے رب کے حضور مین اے ہمارے رب ہم نے دیکھا اور سُنا اب ہمکو لوٹا دے کہ ہم نیک کام کرینگے اب ہمکو سب
بات کا یقین ہو ۔ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ اور گم ہو گیا اُنسے جو کچھ وہ افترا باندھتے تھے ۔ یعنے اللہ تعالے پر
افترا کرکے جو شرکا دعبادت اپنے خیال مین بناتے تھے آج وہ سب زائل ہو نگے پس نہ کوئی انکا سفارشی نظر آویگا اور نہ مددگار و معین معلوم ہوگا
اور نہ کسی مین وہ صفت ہوگی جو انھون نے سوائے حق تعالے جلشانہ کے دوسرون مین زعم کر لی تھی ۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا جنھون نے
کفر کیا یعنے خود شرک کرکے یا اللہ تعالے کے وجود ہی سے منکر ہو کر کافر ہوئے ۔ وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور دوسرون کو
اللہ تعالے کی راہ سے روکا ۔ خواہ اسطرح کہ صریحًا لوگون کو شرک سکھلایا اور یا اسطرح کہ اُنکے دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی انکے
قول و فعل پر دہریہ و نیچری و مشرک ہو گئے تو اُنکے عذاب شدید کو بیان فرمایا ۔ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ
زیادہ کردیا ہے ہم نے اُنکے حق مین عذاب پر عذاب ۔ کفر و شرک انتہائے درجہ ضلالت ہے اور عذاب اسکا بھی انتہائے درجہ پر ہے اور
اللہ تعالے نے ان لوگون کے لیے اُنکے کفر کا عذاب دیا اور اسپر دوسرون کے روکنے کا عذاب دیا اور یہ بطریق شدت کے تکلیف کو
برداشت کرتے سے ہے یا پیروی کرنے والون کے عذاب سے گمراہ کرنے والون کا عذاب سخت ہے ۔ زیادت عذاب کے بعض وجوہ
سلف سے مروی ہین از انجملہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آتشی بچھو ہونگے جنکے ڈنک مثل بلند درخت خرما کے ہونگے رواہ
ابو یعلی الموصلی رحمہ اللہ تعالے اور اُسی کے مثل براء بن عازب سے مرفوع روایت ہے کما اخرجہ الخطیب وغیرہ ۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالے
نے کہا کہ بڑے بڑے سانپ و بچھو ہونگے جنکے ایک مرتبہ کاٹنے و ڈنک مارنے سے چالیس سال تک شدت درد پاتا رہیگا ۔ ابن عباس
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آتشی پانچ نہرین اللہ تعالے جلشانہ نے انپر جاری فرمائی ہین بعض سے دن مین اور بعض سے رات مین
انپر عذاب ہوگا رواہ ابو یعلی عنہ بنحوہ ۔ اور ابن مردویہ نے بروایت جابر رضی اللہ عنہ کے مرفوع روایت کی کہ پانچ نہرین آتشی ہین
جو عرش کے نیچے سے جاری ہوکر اہل جہنم کے سرون پر گرتی ہین تین نہرین بمقدار شب اور دو بمقدار روز ہین یہی ہے زیادت
عذاب فوق العذاب بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ بعوض اسکے جو فساد کرتے تھے یعنے یہ سزا زیادت عذاب کی اُنکے فساد
کفر و شرک و صد عن السبیل کا عوض ہے ۔ ابن کثیر رہ نے لکھا کہ اسمین دلیل ہے کہ کافرون کے واسطے عذاب کے بھی مراتب ہونگے جیسے
اہل الجنت کے لیے جنت مین ثواب کے منازل بلند ہین ۔ پھر اللہ تعالے نے اس روز کے خوفناک وقائع مین سے کافرون پر اہل نبوت
و ولایت کا اشہاد بکر فرمایا

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ

اور جس دن کھڑا کرینگے ہم ہر فرقے میں ایک بتانیوالا اُنپر اُنھیں میں کا اور تجھکو لاویں بتانے کو اُن لوگوں پر

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً

اور اُتاری ہمنے تجھپر کتاب بیورا ہر چیز کا اور راہ کی سوجھ اور مہر

وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝

اور خوشخبری حکم برداروں کو

۱۲ ع ۶ ۱۸

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ یعنی مکرر پوری نصیحت کردے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کو کہ وہ دن یاد کریں جس دن ہم اُٹھا دینگے ہر گروہ میں ایک گواہ یعنے اس امت کا پیغمبر جو کہ ان لوگوں کے اوپر گواہی دیگا حالانکہ وہ انھیں میں سے ایک بشر ہوگا - اور بعض احادیث میں وارد ہی کہ کافر لوگ اپنے پیغمبر کے پیغام پہونچانے سے منکر ہونگے تو وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کو اپنا گواہ دینگے اور اظہر یہ ہی کہ آپ کی امت میں سے مقدم صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین ہیں اور باقی اہل ایمان انکے اتباع قیامت تک ہیں پس امت محمدی اپنے سے اگلوں پر اور اپنے زمانہ والوں یعنے قیامت تک کے کافروں پر سب پر گواہ ہیں بالجملہ اس امت کو اللہ تعالےٰ نے لوگوں پر گواہ پیدا کیا ہی یعنے نہایت عادل متدین ہیں چنانچہ قولہ تعالے کذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس یعنی اسی طرح ہم نے تمکو امت محمد بنا دیا ہی امت عادل تاکہ تم ہو جاؤ گواہ لوگوں پر - پس یہ لوگ گواہی دینگے کہ ہم اللہ تعالی کے کلام پاک سے بالکل صحیح و یقین جانتے ہیں کہ مثلا حضرت نوح علیہ السلام اور جملہ انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی امت کو اللہ تعالے کا پیغام صاف صاف سب اچھی طرح پہونچا دیا تھا - پھر اس امت کی عدالت پر وہ لوگ گواہی چاہینگے پس اکرم الخلق و سید الانبیاء حبیب رب العالمین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تعدیل قبول ہوگی چنانچہ فرمایا وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ اور ہم لاوینگے تجھکو اے محمد ان لوگوں یعنی تیری پاکیزہ امت پر شَهِيدًا گواہ یعنے عادل ہونے کی تصدیق کرنے والا - پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تصدیق فرما دینگے کہ یہ سب عادل ہیں اور حق عز وجل کی طرف سے یہ شرف و کرامت خاص محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی اور آپ کی برکت سے پھر آپ کی امت کو ہی اور اس دن ہر ایک پر ظاہر ہوگا مگر کفار بقول شخصے ڈوبتا ایک تنکے کا سہارا ڈھونڈھتا ہی خالی یہی طریقہ اختیار کرینگے کہ گواہ ہوں ف -
یہاں چند مسائل فقہیہ ثابت ہوتے ہیں اول یہ کہ قاضی کا کمال عدل یہ ہی کہ فریقین میں سے اگر ایک نے عناد سے گواہ چاہے تو باوجود اپنے علم کے اُس سے گواہ طلب کرے اور تفصیل فقہ میں ہی - دوم یہ کہ تعدیل کرنے والا یعنے گواہ کو عادل بتلانے والا اگر ایک شخص عادل ہو تو کافی ہی اور یہی مذہب صحیح ہی اگرچہ دو ہوتے میں زیادہ احتیاط ہی - سوم یہ کہ تعدیل کرنا بھی ایک طرح کی گواہی ہی - چہارم گواہ نے اگر یہی آنکھ سے معائنہ کرنے کے مثل تصدیق حاصل کی ہو جیسے امت محمدی نے قرآن پاک سے اگلے انبیاء علیہم السلام کے حق میں حاصل کی تو گواہی ادا کرنا جائز ہی - پنجم یہاں گواہ کی گواہی پر گواہ ہونا بھی صحیح نکلا اور یہی مذہب ہی - ششم قاضی حاکم کو چاہیے کہ فیصلہ کے وقت فریقین کو یکسان رکھے اگرچہ ایک نہایت معزز و مکرم ہو اور دوسرا نہایت بد اور ذلیل ہو - ہفتم قاضی اپنے علم پر فیصلہ نہ کرے باستثناء بعض وجوہ کے جو فقہ میں مصرح ہیں اور یہ واضح ہو کہ کافروں کے اعضاء و جوارح خود گواہ ہونگے تو باوجود ایسی حالت کے اُنکے واسطے گواہ دیے گئے یعنی نہا اگر کسی طریقہ سے بے اختیار کر کے مدعا علیہ سے اقرار ظاہر ہوا تو اسکا اعتبار نہیں ہی - ف - بعض مفسرین نے لکھا کہ ہٰؤلاء سے مراد

انبیائے سابقین ہین یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان انبیاء پر گواہ لائے جاوینگے ولیکن آیات واحادیث سے وہی معنی صریح
ہین جو اول مذکور ہوئے۔ اور یہان کئی امور ثابت ہوئے اول یہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالےٰ نے عادل متقی قرار دیا ہے پس سب
صحابہ عادل ہین اُنکے حق ہین جو کوئی بُرا کلام کرے وہ فاسق بدکار جہنمی ہے اور بعض صورتون مین کافر ہو جائیگا۔ دوم یہ کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی بزرگی تمام خلق پر ظاہر ہوئی اور یہ کہ آپ کی امت سب اُمتون پر افضل ہے اور یہ صریح قولہ تعالےٰ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس
الآیہ مین بیان ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم راس الامۃ ہین پس سب سے مقدم وہی ہین پھر پیچھے اور لوگ ہین اور یہ بھی ظاہر ہے کہ عادل
متقی سے اگر کبھی کوئی گناہ سرزد ہو جاوے اور وہ جان جاوے اور توبہ کر لے تو عادل ہے اور یہ شرط نہین کہ کبھی اُس سے چوک نہو
ولیکن وہ جان بوجھکر اصرار نہ کریگا اور نہ توبہ مین تاخیر کریگا اور یہ ضرور ہے کہ اُسکے نزدیک وہ بات گناہ ہو مثلاً ایک شخص جانے کہ حقہ پینا
مباح ہے اور دوسرا اعتقاد کرتا ہے کہ وہ حرام ہے تو اُسکے جاننے سے پہلا شخص فاسق نہین ہے اور اگر وہ خود جانکر پیتا ہو تو گنہگار ہے۔ پھر
واضح ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تمام امت محمدی جو آپ کی سنت پر مستقیم ہے جس معنے سے اس فضیلت کے لائق ہے وہ حقیقت مین
اللہ تعالیٰ کا فضل ہے لیکن منجملہ اسباب ظاہری کے ایک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوم قرآن ہے چنانچہ اشارہ فرمایا۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ
الْكِتٰبَ اور ہم نے اُتاری تجھپر اے محمد کتاب یعنی قرآن۔ تِبْيَانًا صاف واضح بیان۔ لِّكُلِّ شَيْءٍ اور ہر ایک چیز
کے واسطے وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ اور ہدایت و رحمت و بشارت واسطے اُن بندون کے
جو فرمانبرداری کرنے والے ہین حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قرآن ہر چیز کا صاف بیان ہے ولیکن ہمارا علم اس سے
قاصر ہے اور دوسری روایت مین فرمایا کہ جو کوئی علم چاہے قرآن مین تلاش کرے کہ اسمین اگلون پچھلون سب کا علم ہے۔ کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ
نے کہا کہ ہر چیز کا بیان قرآن مین اسطرح ہے کہ یا تو خود قرآن مین مذکور ہے یا حدیث پر حوالہ ہے بقولہ تعالےٰ ما آتاکم الرسول فخذوہ الآیہ یعنی جو کچھ
رسول دے وہ لو اور جس سے منع فرماوے اُس سے بچو اور یا اجماع امت پر حوالہ ہے چنانچہ مومنین کی راہ سے انحراف کرنے پر عذاب مایا
بقولہ ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ماتولی ونصلہ جہنم الآیہ۔ یا اعتبار کرنے کا حکم دیا وہ قیاس ہے پس جملہ علوم شرعیہ اسمین آگئے مترجم
کہتا ہے کہ اس بیان سے احکام شرعیہ کا علم البتہ قرآن سے ثابت ہوا اور مجاہد رحمہ اللہ تعالےٰ سے بھی روایت ہے کہ کل حلال و حرام کا
اسمین علم ہے ولیکن شیخ امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ نے ذکر کیا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے واسطے اس
قرآن مین ہر علم و ہر شیٔ بیان کی گئی ہے پھر لکھا کہ یہی قول زیادہ شامل و عام ہے کیونکہ قرآن ہر علم نافع کو سابق و لاحق سے شامل ہے اور ہر حرام
و حلال کے احکام کو اور جسکی طرف لوگون کو احتیاج ہے امر دنیاوی ہو یا دینی ہو اسمین بیان ہے اور لکھا کہ امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ
نے سب کا بیان بحوالہ سنت شامل کیا ہے۔ اور مترجم کہتا ہے کہ حق یہ ہے کہ جیسے آدمی خود جانتا ہے کہ ایک کتاب مین ایک علم لکھا ہوا
موجود ہوتا ہے مگر کم فہمی کی وجہ سے وہ اُسکو نہین سمجھ سکتا اسی طرح ابتدائی لیاقت آدمی کی ایسی ہوتی ہے کہ اُسکو قرآن سے بہت سے علوم
نہین سمجھ مین آتے ہین اور جب قلب پاکیزہ و منور ہوتا جاتا ہے وہ سمجھتا جاتا ہے اسی طرح ولی کامل جو کچھ قرآن سے پاتا ہے عوام نہین پاتے
اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کلام سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ قصور فہم سے بہت کچھ نہین سمجھا جاتا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے بھی اشارہ فرمایا کہ الا فہما علی الرجل فی القرآن۔ یعنی میرے پاس البتہ ایک سمجھ ہے جو آدمی کو قرآن کے معنے مین دیجاتی ہے اور مترجم نے
قولہ تعالےٰ ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب الآیہ کی تفسیر مین کچھ تفصیل ذکر کر دی ہے۔ ف۔ فی العرائس

قولہ تعالےٰ یوم نبعث فی کل امۃ الآیہ - واضح ہو کہ اللہ تعالےٰ نے مخلوق کو پیدا فرما کر انہیں باہم تفصیل و مراتب مقرر کیے پس رسُولوں کو نبیوں پر شاہد کیا اور انبیاء کو اولیاء پر شاہد کیا پس تمام مخلوقات کے روبرو اولیاء پر انبیاء یہ گواہی دینگے کہ خالص توحید والے اور سچی محبت والے تھے اور ہمارے رسول مقبول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو شاہد صادق فرمایا کہ آپ سب پر گواہ ہوئے یعنی اپنی امت کے اصحاب و اولیاء پر جو کہ اگلوں پر گواہ تھے پس کوئی وہم نہ رہا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انہیں موجود تھے اور صریح آیات کتاب سے شاہد کیونکہ قولہ تعالےٰ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ - اور قولہ تعالےٰ اولئک ہم الصادقون - اور قولہ اولئک ہم المومنون حقا - اور قولہ والذین معہ اشداء علے الکفار رحماء بینہم الآیہ اور مانند اسکے آیات آپ پر نازل ہوئی ہین ولہذا فرمایا قولہ وانزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیئ - پس کتاب مین برحق و باطل کا بیان واضح ہو اسمین صدیق و منافق کی تمیز بیان ہو وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے روشن چراغ ہو کہ راہ راست صاف واضح ہوتی ہو اور حقیقت و معرفت اس سے روشن ہو اُسکے نور سے ہر طالب صادق اوہام و شکوک سے نکلکر نور مین آجاتا ہو وہ خطاب حبیب اے الحبیب ہو اُسکے عجائب بے انتہا ہین اور اُسکے علوم قدیم واسقدر ہین کہ تمام درخت اگر قلم ہون اور تمام سمندر روشنائی ہون تو اُسکے عجائب علوم کو نہین ختم کرسکتے ہین وقد قال تعالےٰ قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی الآیہ - وقال لو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ الآیہ - پس جو شخص تابع سنت مستقیم ہوا اُس نے بہت بڑا حصہ پایا - جوزجانی رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ مخلوق سب باہم بعض پر بعض شاہد ہین اور امت محمدی تمام انبیاء کی طرف سے اُنکی سب امتون پر شاہد ہین اور آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم فقط اکیلے اللہ تعالےٰ کے یہان عدالت ظاہر کرنے والے اور بالکل مقبول ہین پس جس شخص کو آپ نے مقدم کیا وہ مقدم ہوا اور جسکو موخر کیا وہ پیچھے رہا اور جس نے آپ کا دامن پکڑا اُسکو نجات ہوا اور جس نے آپ سے خلاف کیا وہ برباد گیا - واسطی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ کتاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی اور آپ کو خطاب کیا پس اشارت ہو کہ آپ ہی اس خطاب کے واسطے لائق ہین اور باقیون کو خطاب آپکی پیروی مین ہو کہ آپ کے بیان سے سمجھین اور مراد الٰہی عزوجل کو پہچانین - شیخ ابو عثمان مغربی نے فرمایا کہ کتاب پاک مین ہر چیز کا واضح بیان ہو اور بیان کرنے والے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہین - شیخ نے لکھا کہ اسمین علوم صفات ونعوت واسماء ہین کہ تمام مخلوقات کو حاوی ہین اور بیان طریقہ معرفت صفات ونعوت اسی مین ہو پس اہل ایمان کے لیے ہادی طریق معارف ہو اور رحمہ بدین معنے کہ اولیاء کو خطاب محبت سے لطائف والطاف کے ساتھ سرفرازی ہوا اور اہل محبت کو اُسکے خطاب وسماع سے نعمت تامہ و رحمت کافیہ ملتی ہو اور بشرے یہ ہو کہ ہر صاحب سعادت اپنی سرفرازی کی بشارت پاتا ہو اور اُسکے سامنے سر جھکا کر اپنی سرفرازی کی بشارت دیکھتا ہو اور وہ رضوان الٰہی ہو وقال تعالےٰ ورضوان من اللہ اکبر - پھر اللہ تعالےٰ نے عموماً عدل و احسان کا خطاب سب کو کیا ولیکن درحقیقت لائق انھین کو فرمایا جنھون نے نصیحت کو سُنا اور وہ امت عادل یعنی آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے اور سنت پر مستقیم ہین اسطرح کہ عدل و احسان و ترحم کرین و حسد و حظوظ نفسانی ممنوعات شرعیہ سے بچین قال تعالیٰ

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ

اللہ حکم کرتا ہے انصاف کو اور بھلائی کو اور دینے کو ناتے والے کے اور منع کرتا ہے بیحیائی کو

وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝

اور نامعقول کام کو اور سرکشی کو تم کو سمجھاتا ہے شاید تم یاد رکھو

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ اللہ تعالےٰ حکم فرماتا ہے یعنے ہمیشہ اپنے بندون کو حکم دیتا ہے۔ بِالْعَدْلِ عدل کے ساتھ یعنی بندے عدل پر قائم رہین وَالْاِحْسَانِ اور احسان کے ساتھ یعنے ہمیشہ احسان پر ثابت رہین۔ واضح ہو کہ عدل و احسان کی تفسیر مین علمار کے اقوال ہین۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عدل یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دین یعنی دل سے یقین کرین کہ اللہ تعالےٰ کے سوائے کوئی الٰہ نہین ہے وہی زبان سے ادا کرینگے۔ احسان ادائے فرائض و واجبات ہے اور بعض نے کہا کہ عدل فرائض ہین اور احسان نوافل ہین۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ عدل اس مقام پر یہ ہے کہ جو کام اللہ تعالےٰ کے واسطے کرے اُسمین ظاہر و باطن یکسان ہو اور احسان یہ ہے کہ ظاہر سے باطن عمدہ ہو۔ بعض نے کہا کہ عدل توحید ہے اور احسان یہ کہ فضل کرتا رہے۔ بعض نے کہا کہ عدل یہ کہ شرک چھوڑے اور احسان یہ کہ اللہ تعالےٰ کی بندگی اسطرح کرے گویا اُسکو دیکھتا ہے اور بعض نے کہا کہ احسان اخلاص ہے بعض نے کہا کہ عدل تو افعال مین اور احسان اقوال مین ہے بس وہی کرے جو عدل ہو اور وہی کہے جو نیک ہو۔ لغت مین عدل کے معنی توسط کے ہین یعنے دونون جانب برابر رہین نہ حد سے بڑھے اور نہ گھٹے۔ اور واضح ہو کہ ان اقوال مین کچھ اختلاف نہین ہے اور بات یہ ہے کہ مراد عدل سے اعتقاد و افعال و اقوال سب مین درجۂ اعتدال ہے یعنے ہر ایک چیز کو اُسکی حد پر رکھے اور اس سے تجاوز نہ کرے اسی واسطے کہا گیا کہ عدل یہ ہے کہ ہر چیز کو اُسکے موقع پر رکھے۔ پس اللہ تعالےٰ عزوجل جامع صفات کمال و خالق ذوالجلال ہے اُسکی شان کے ساتھ شرک کرنا خلاف عدل ہے اسی واسطے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسکی تفسیر کلمۂ توحید سے کی یعنے لا الٰہ الا اللہ کیونکہ انصاف خلاف ہے کہ اُسکی الوہیت کے ساتھ شرک کیا جاوے پس اُسکی شان مین بے ادبی ہوگی اور جن بتون وغیرہ کے واسطے کوئی ایسی بات ثابت کی جو اللہ تعالےٰ ہی کے واسطے ہے تو اُنکو حد سے بڑھایا مگر اُسکے بڑھانے سے وہ نہین بڑھ سکتے اور یہ خود کا فر ہوا۔ اسی طرح اعمال شرع مین فرائض مقدم پھر نوافل ہین اور معاملات دنیاوی مین عدل مقدم ہے وقال تعالےٰ اعدلوا ھو اقرب للتقوےٰ۔ چنانچہ اگر اپنا عزیز قریب بھی ہو یا مقابل مین دشمن بھی ہو تب بھی نفس کی پیروی نہ کرے بلکہ عدل کے ساتھ جو حق ہو حکم کرے اور جب یہ بات معلوم ہوگئی تو صاف ظاہر ہو گیا کہ عدل کے بیان مین جو اقوال ہین سب صحیح ہین اور سب سے اعلےٰ عدل اپنے رب عزوجل کی شان مین لا الٰہ الا اللہ کا اعتقاد ہے اور پھر درجہ بدرجہ فرائض عبادات مین و عام سلطنت کے معاملات و خاص شہر و محلہ و دوستون کے معاملات مین پھر سب سے زیادہ خاص اپنے گھر والون و اپنے نفس کے معاملات مین رعایت عدل ہے اور واضح ہو کہ اگر کسی شخص سے مثلاً کام لیا اور اُسکا حق بلحاظ عدل کے روپیہ مین چودہ آنہ ہین مگر تم نے اُسکو پورا روپیہ دیدیا تو عدل سے خلاف نہین بلکہ عدل کے ساتھ کچھ احسان ہے اور اگر یہ دو آنہ کسی عزیز قرابت والے کی محتاجی کے باوجود غیر کو دیدیے کہ قریب کے واسطے باقی نہ رہا تو بھی احسان خلاف عدل ہو گیا اور اسی طرح اگر کسی نے خطا کی اور تمکو اُسکی سزا دینے کی قدرت ہے مثلاً اُس نے کوڑا مارا اور تم نے قدرت پائی تو اُسکو عوض مین ایک کوڑا مارنا عدل ہے ولیکن عفو کردینا احسان ہے لہذا شیخ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ نے لکھا کہ یہان اللہ تعالیٰ نے عدل کا یعنے انصاف کا حکم دیا اور احسان کی طرف رغبت دلائی جیسے قولہ تعالےٰ فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین۔ مین ہے اور قولہ جزاء سیئة سیئة مثلھا فمن عفا واصلح فاجرہ علے اللہ۔ مین اور مانند اسکے آیات دیگر مین عدل کے جواز اور احسان کی فضیلت کا بیان ہے۔ اور حدیث مین عبادت کا مرتبہ احسان اسطرح مذکور ہے کہ ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ یعنے ہر حال مین اللہ تعالےٰ کی بندگی اسطرح کرے کہ گویا تو اُسکو دیکھتا ہے سو اگر تو نہین دیکھے تو وہ تجھکو دیکھتا ہے۔ بالجملہ اللہ تعالےٰ نے

جو شریعت مقرر فرمائی ایک عدل ہو ۔۔۔ ن ہو اور سوم ۔ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى یعنی ناتے داروں کے ساتھ نیکی وصلۃ الرحم کا حکم فرماتا ہو پس بحسب قدرت آدمی اپنے قرابت والوں کو دیوے ۔ بعض نے زعم کیا کہ جو حاجت انکو پیش آوے ولیکن صحیح یہ ہو کہ بعض صورت مین محتاج قریب کا نان نفقہ واجب ہو اور بعض صلۃ الرحم مستحب ہو اور اسی قسم سے کوئی تحفہ بھیجنا اور دعوت کرنا اور باہمی الفت رکھنا حتے کہ زبان سے انکے ساتھ نیک گفتگو وخندہ پیشانی سے ملاپ رکھنا جیسے عام مسلمانوں کے ساتھ چاہیے وہ بدرجہ اولے اہل قرابت کے ساتھ ہو اور اعلے درجہ اعطاء ہو اور سب کو شامل یہ کلام ہو کہ آتِ ذا القربٰی حقہ ۔ یعنی قرابت والے کو اسکا حق ادا کرنا چاہیے ۔ ہر چند کہ عدل واحسان مین یہ بھی داخل ہو ولیکن زیادہ اہتمام کے واسطے اسکو بیان کر دیا ۔ اور حدیث صحیح مین ثابت ہو کہ رحم کا نام اللہ تعالے نے اپنے پاک نام الرحمن سے مشتق فرمایا جو رحم کو ملائے رکھے اللہ تعالے اُسکو ملاوے اور جو رحم یعنے ناتے کو کاٹے اللہ تعالے اسکو اپنی رحمت سے منقطع کرے ۔ پھر جن چیزون سے اللہ تعالے نے منع فرمایا وہ بھی تین ہین بقولہ تعالے ۔ وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ یعنے اللہ تعالے منع فرماتا ہو فحشا و منکر و بغی سے پس فحشاء وہ بدکاریان جو کرنے والے سے ظاہر ہو جاوین پوشیدہ نہ رہین اور شرع نے اسکو معصیت قرار دیکر انکار کے ساتھ منع فرمایا ہو اور منکر وہ معاصی وبدکاریان جو پوشیدہ رہی ہون اور دوسری آیت مین فرمایا قل انما حرم ربی الفواحش ما ظہر منہا وما بطن ۔ یعنے ای محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہدے کہ میرے رب عزوجل نے تو فواحش سے قطعی منع کر دیا ہو جو انمین سے ظاہر ہون اور جو باطن ہون یعنی فحشاء سے اور منکرات سے دونون سے قطعی منع کیا جسکو شرع مین حرام کہتے ہین ۔ یعنے اگرچہ انھین معاصی مین داخل ہو ولیکن بنظر اہتمام اس سے منع فرمانے مین تخصیص کی گئی کیونکہ حدیث مین ثابت ہو کہ بغی اور ناتا کاٹنے سے بڑھکر کوئی گناہ اسکا زیادہ سزاوار نہین ہو کہ اللہ تعالے دنیا مین بھی انکی عقوبت گنہگار کو پہونچاوے مع اُس عذاب کے جو گنہگار کے لیے آخرت مین رکھیگا ذکرہ الشیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے پھر بغی کی تفسیر مین بھی اقوال ہین بغی بقولے تکبر اور بقولے ظلم اور بقولے حقد (کینہ) اور بقولے تعدی یعنے دوسرے پر حد سے تجاوز کرنا اور حقیقی معنی بغی کے یہی ہین کہ حد سے تجاوز کرنا پس جملہ معاصی مذکورہ اسمین شامل ہین اور بدلیل قولہ تعالے انما بغیکم علے انفسکم ۔ یعنے لوگو تمھاری بغاوت کا وبال تمھین پر عائد ہو ۔ یہ گناہ سب سے زیادہ بدتر ہو اور مترجم کہتا ہو کہ گویا بغی سے تمام معاصی کا احاطہ کر دیا جیسے عدل سے تمام نیکیون کا احاطہ کر دیا تھا ولیکن عدل سے احسان مین فضیلت ہو لہذا عدل کے بعد احسان کو بڑھا دیا اور معاصی مین بغی سے فواحش مین زیادتی ہو لہذا فواحش سے پہلے منع کرکے بغی سے ممانعت فرمائی ۔ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ یعنی اللہ تعالے تمکو ان اوامر و نواہی کے ساتھ نصیحت فرماتا ہو تاکہ یہ نتیجہ ہو کہ تم ہوشیار رہو جاؤ ۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے ذکر فرمایا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ سب سے زیادہ جامع آیت قرآن کی سورۂ نحل مین ان اللہ یامر بالعدل الآیہ ہو رواہ ابن جریر اور قتادہ رح نے اس آیت مین کہا کہ زمانہ جاہلیت والے یعنے اسلام سے پہلے عرب جس نیک کام کو کرتے اور اچھا سمجھتے اُسکا اللہ تعالے نے حکم دیا ہو اور ہر بدکام جس سے کراہت کرتے اُس سے منع فرمایا ہو مترجم کہتا ہو کہ مراد یہ ہو کہ اسلام نے اُنکی خوبیون مین سے کوئی ضائع نہین کی بلکہ بے شمار وہ خوبیان سکھلائین جس سے وہ واقف بھی نہ تھے اور جن امور کو وہ برا جانتے تھے اُنسے تو اللہ تعالے نے منع فرمایا ہو کوئی برائی شرع نے نہین فرمائی بلکہ برائیون کو بالکل قطع کر دیا یعنے بعض امور کو وہ لوگ بسبب جہالت کے برا نہ جانتے تھے ان سب سے منع کر دیا بعدہ قتادہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اللہ تعالے نے کمینہ اخلاق ومذموم خصائل سے منع کیا ہو قال الشیخ اور حدیث مین بھی ہو کہ ان اللہ تم

یحب معالی الاخلاق ویکرہ سفسافہا۔ یعنے اللہ تعالے اخلاق بلند و بزرگ کو دوست رکھتا ہی اور فرومایہ و کمینہ اخلاق کو مکروہ رکھتا ہی
اور امام حافظ ابو یعلی الموصلی رحمہ اللہ تعالے نے کتاب معرفۃ الصحابہ مین لکھا کہ حدثنا ابوبکر محمد بن الفتح الحنبلی حدثنا یحیے بن محمد مولی بنی ہاشم
حدثنا الحسین بن داؤد المنکدری حدثنا عمر بن علی المقدمی عن علی بن عبد الملک بن عمیر عن ابیہ قال بلغ اکثم بن صیفی الی آخرہ
یعنی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت رسالت کی خبر اکثم بن صیفی کو پہونچی یعنے عرب کے عقیل حکیم کو تو اُس نے چاہا کہ آنحضرت
کی خدمت مین خود آوے مگر اُسکی قوم نے اُسکو نہ چھوڑا اور کہا کہ آپ اس ملک کے اکابر مین سے سب سے بزرگ ہو تمھارے لیے
ہم یہ خفت پسند نہین کرتے کہ تم خود وہان جاؤ تو اکثم نے کہا کہ تو پھر میری طرف سے ایسا شخص جاوے کہ جو میرا پیغام اسکو پہونچاوے
پس دو شخص اُٹھ کھڑے ہوئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ ہم لوگ اکثم بن صیفی کی طرف سے ایلچی ہین اور اُسکا
پیغام لائے ہین وہ پوچھتا ہی کہ تم کون ہو اور کیا چیز اپنے پاس رکھتے ہو پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پوچھتے ہو تو مین
محمد بن عبد اللہ ہون اور میرے پاس کیا ہی تو مین اللہ تعالے کا بندہ اور اُسکا رسول ہون اور یہ آیت پڑھی ان اللہ یامر بالعدل
والاحسان آخر تک۔ وہ لوگ بولے کہ مکرر پڑھ دیجیے پس آپ نے کئی بار پڑھی یہانتک کہ اُنھون نے یاد کر لی اور واپس ہو کر اکثم
کے پاس پہونچے اور کہا کہ ہم نے اُسکا نسب پوچھا تو اُس نے بڑائی نہین بیان کی مگر ہم نے پایا کہ وہ اشرف قوم قریش مین سب سے
زیادہ پاکیزہ نسب ہی اور مضر مین سب سے شریف ہی اور اُس نے ہمکو چند کلمات سُنائے ہم نے یاد کر لیے اور وہ یہ ہین جب اکثم نے
یہ آیت سُنی تو کہا کہ مین نے جان لیا کہ وہ بزرگ اخلاق کا حکم فرماتا ہی اور مذموم اخلاق سے منع فرماتا ہی یعنے کلام انتہائے بلاغت مین ہی
پس تم لوگ اُسکی پیروی مین سر بنو اور اس سے خلاف و بچھڑنے مین دُم نہو یعنے جلدی کر کے اسکی پیروی مین سرون کے قائم مقام
ہوا ور پیچھے رہ جانے سے دُمون کی جگہ ہو جنفا[?]۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالے نے اس آیت کریمہ کی شان نزول مین ایک حدیث
روایت کی کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز اپنے مکان کے سایہ مین بیٹھے تھے
کہ اُدھر سے عثمان بن مظعون گزرے اور یہ اُسوقت تک اسلام نہین لائے تھے آپ نے فرمایا کہ ای عثمان بیٹھتا نہین ہی عثمان نے کہا کیون
نہین پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے اور باتین کرنے لگے ناگاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہ آسمان کو
بلند کر لی اور برابر نظر لڑائے رہے اور پھر نظر کچھ جھکاتے گئے یہانتک کہ جھکاتے جھکاتے اپنے دائین جانب زمین پر ٹھہرائی اور عثمان
کی طرف پھر کر دائین جانب جدھر نظر تھی متوجہ ہو گئے اور ایک حالت طاری ہوئی اور گویا آپ کچھ سُنتے ہین پھر وہ حالت رفع ہوئی
اور آپ نے پھر نظر آسمان کی طرف اُٹھانا شروع کی یہانتک کہ بالکل بلند ہو گئی پھر اُسکے بعد عثمان کی طرف متوجہ ہو کر باتین کرنے لگے
بعد اسکے عثمان نے کہا کہ آج مین نے آپ کی ایسی حالت دیکھی کہ کبھی اور مجھے اتفاق نہین ہوا تھا اور یہ حالت بیان کی پس آپ نے فرمایا
کہ ہان میرے پاس میرے رب عزوجل کا بھیجا ہوا آیا تھا۔ عثمان نے کہا کہ اللہ کا رسول آیا آپ نے فرمایا کہ ہان تو پوچھا کہ کیا پیغام لایا
آپ نے فرمایا کہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان آخر تک آیت پڑھی عثمان بن مظعون کہتے ہین کہ یہی وقت ہی کہ میرے دل مین ایک
نور نے دخل کیا اور ایمان کی جڑ قائم ہو گئی اور میری نظر مین محمد صلے اللہ علیہ وسلم محبوب ہو گئے۔ قال الحافظ ابن کثیر اسکی اسناد جید
متصل حسن ہی اور راویون مین علے الاتصال ایک دوسرے سے سننا مذکور ہی یعنے راوی سب ثقہ ہین اور باہم سماع کی تصریح ہی اور
اسی حدیث کو مختصر کلام مین ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہی اور امام احمد نے ابن ابی العاص الثقفی سے روایت کی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام

نے اگر حکم پہونچایا کہ اس آیت کو مین اس سورہ کے اس مقام پر رکھون قال واسنادہ لا باس بہ۔ اور معالم وغیرہ مین ہی کہ ابن عباس
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سب سے بزرگ آیت قرآن مین اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم۔ ہی اور بھلائی و برائی کے بیان مین زیادہ جامع آیت
سورہ نحل کی آیت قولہ ان اللہ یامر بالعدل الآیہ ہی اور اللہ تعالے پر سب کام سونپ دینے اور بھروسا کرنے کے لیے سب سے
زیادہ قولہ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب الآیہ ہی اور سب سے زیادہ امیدواری کی آیت قولہ یا عبادی الذین
اسرفوا علے انفسہم لا تقنطوا الآیہ ہی۔ شیخ جلال سیوطی رحمہ اللہ تعالے نے اتقان مین بھی اس مضمون کو ذکر فرمایا ہی۔ حاکم نے
مستدرک مین عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بھلائی و برائی کے بیان مین سب سے زیادہ جامع آیت یہ ہی ان اللہ
یامر بالعدل الآیہ۔ اور بیضاوی رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ اسی آیت کے سبب سے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ایمان لائے
اور لکھا کہ اگر قرآن پاک مین کوئی اور آیت سوائے اس آیت کے نہوتی تو بھی صادق ہوتا کہ قرآن مجید تبیانا لکل شیئ وہدے ورحمۃ ہی
ف۔ فی العرائس قولہ تعالے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الآیہ۔ واضح ہو کہ اللہ تعالے نے اپنے بندون کو دعوت فرمائی کہ
وہ لوگ اپنے رب کریم کی صفات سے آراستہ ہون ازانجملہ عدل واحسان وشفقت ورحمت وقدس وطہارت ہر ایسی چیز سے جو
اسکے لائق نہین ہی کیونکہ حق تعالے وہی عادل ومحسن والرحمن والرحیم ہی ظالم نہین بلکہ اسکی شان مین ظلم متصور ہی نہین ہی اور وہ
ہر ذلت سے پاک ہی پس جس بندے کو اس نے ان صفات کے انوار سے لباس دیا وہ بھی اس نور کے سبب سے عادل محسن مہربان
رحیم طاہر صادق حبیب ولی محبوب مراد و مرید ہو جاتا ہی اور اللہ تعالے اسکو محفوظ فرماتا ہی پس جب وہ عدل کرتا ہی تو اول اپنے
نفس کے ساتھ اسطرح عدل کرتا ہی کہ نفس کو شرک سے دور کرتا ہی اور شک اس سے دفع کرتا ہی اور سوائے خدا کے غیر پر نظر نہین رکھتا
اور عبادت کا عوض نہین مانگتا اور دوم وہ اپنے اور دوسرے بندون کے درمیان خود انصاف کرتا ہی اسطرح کہ دوسرون کا عیب
نہین دیکھتا بلکہ ہر حال مین اپنا عیب دیکھتا ہی اور بندون کے درمیان انصاف کا برتاؤ کرتا ہی اور احسان اسطرح کہ بحسب توفیق و
قدرت تو احسان کرتا ہی بلکہ جس نے اسکے ساتھ بدی کی اسکے ساتھ بھی احسان کرتا ہی اور اپنے رب عزوجل کی عبادت اسطرح کرتا ہی
کہ گویا اسکو دیکھتا ہی اور غیب اسکے روبرو حاضر ہی اور نعمتہائے دنیاوی ودینی دونون مین اہل قرابت کا لحاظ رکھے چنانچہ معرفت
ومحبت کے واسطے بھی اہل قرابت کی رعایت چاہیے جبکہ انکو ارادت صادقہ ہی اور مسلمانون مین سے جاہلون پر ترحم وشفقت رکھے
اور اپنے نفس کو فواحش سے روکے اور منجملہ فواحش باطنہ کے دعوی انانیت ہی جیسے ہوا وشہوات ظاہرہ ہین پھر نفس کو ظلم سے روکنا
اس طور سے بھی ہی کہ بغاوت نہ کرے یعنے عبودیت سے اسکو سرکشی وتکبر نہو اور اولیاء اللہ کے قدمون کی خاک جہان ہو وہان اپنے
آپ جوش محبت سے یقین کے ساتھ اللہ تعالے کی یاد کرے تاکہ اسکو طمانینت ہو اور عظمت وجبروت وملکوت الہی عزوجل سے
غفلت نہو اور رجا نثار رہے کہ حق عزوجل ہر ذرہ کو محیط اور تمام مخلوق اسکی عظمت کے سامنے فنا رہو۔ ساوی رحمہ اللہ تعالے نے کہا
کہ عدل یہ نہین ہی کہ مجاہدہ وریاضت سے مقابلہ ہو بلکہ عدل یہ ہی کہ ہر حال مین ہمیشہ سنت اللہ تعالے کی طرف سے جانے اور
احسان یہ ہی کہ وفاداری کے ساتھ مستقیم رہے اسی واسطے کہا گیا کہ لوگو استقامت پر رہو مگر اسکو شمار مت کرو۔ بعض مشائخ نے
کہا کہ عدل واحسان ایسی چیز ہی کہ آدمی اسکی استطاعت نہین رکھتا کیونکہ حق تعالے عزوجل فرماتا ہی ولن تستطیعوا ان تعدلوا۔ اور
کہان ممکن ہی کہ آدمی اپنے اور اپنے رب کی نعمتون کے درمیان عدل کرے کیونکہ ہزارون نعمتین ہر دم ہر سانس مین لیتا ہی مگر اسکی

حکمتون نصیحتون کو جو بڑی نعمتین ہین ضائع کرتا رہتا ہی اور شکر نہ ادا کرے - اور کہان عدل ہوا کہ تو کسی دم اپنے رب منعم عزوجل کی طاعت سے سکوت کرے اور ٹھہرے جو تجھپر انعام کرنے سے کسی دم توقف نہین فرماتا ہی اور احسان یہ ہی کہ موت تک بندہ ٹھیک قائم رہے یعنے اللہ تعالے کی عبادت اسطرح کرتا رہے جیسے اُسکو دیکھتا ہی چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں آئی ہی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہی کہ تم لوگ استقامت پر رہو مگر اسکو شمار مت کرو - آگاہ فرمایا کہ کسی کو یہ قدرت نہین کہ خلق کے درمیان عدل کرے پھر کہان وہ اپنے اور اپنے رب تعالے کے درمیان عدل مرعی رکھ سکتا ہی - واضح ہو کہ فحشاء یہ ہی کہ شریعت کی اہانت کرے یعنے شریعت کے احکام ادب کے ساتھ حتے الوسع ادا کرنے مین بے پروائی کرے اور المنکر یہ ہی کہ گناہ کرنے مین اصرار ہو یعنے نادانی سے اگر ہو گیا تو فوراً ہوشیار ہو کر اُس سے توبہ کرنی چاہیے اور ندامت دل سے بُرا جانکر پھر نہ کرنے کا قصد مصمم ہو اور جس نے ایسا نہ کیا اس نے اصرار کیا - اور البغی یہ ہی کہ بندون پر ظلم کرے اور اپنے اوپر ظلم کرے اور جس نے دوسرون پر ظلم کیا اُس نے اپنے اوپر پہلے کیا اور ظاہر ہی کہ اپنے اوپر ظلم کرنا نہایت قبیح ہی - شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ عدل یہ ہی کہ بندہ اپنے رب عزوجل کے سوائے دوسرے کسی سے موافق نہو اور اپنی حد کے سوائے دوسری حد کو نہ دیکھے - اقول یعنے اللہ تعالے کی شریعت واحکام پر ہر حال مین موافقت کرنا یہی اللہ تعالے سے موافقت ہی اور خلاف کرنا مخالفت ہی تو مخالفت مین اپنے نفس کی خوشی یا شیطان کی موافقت ہی اور اُسکو چاہیے کہ اپنی حد سے تجاوز نہ کرے وقد قال تعالے ومن یفعل ذلک فقد ظلم نفسہ - وقال تعالی حرث قوم ظلموا انفسہم - وقال تعالے ولکن کانوا انفسہم یظلمون - پھر شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ احسان یہ ہی کہ ہر نیکی اللہ تعالے ہی کی طرف سے دیکھے اُسکے سوائے کسی کیطرف سے نہ دیکھے اور ایتاء ذی القربے پس اللہ تعالے کے واسطے جان فدا کرنا کہ تو اسی کا اور اُسی کے ساتھ قائم اور اُسی کیطرف راجع ہی اس حق مین مخصوص ہی اور اُسی کے لیے اہل قرابت جسمی کو دینا چاہیے کہ رحم کا اشتقاق اُس نے اپنے نام سے فرمایا ہی - فحشاء مین سے افحش یہ ہی کہ اشیاء کی اضافت سوائے حق تعالے کے غیرون کی طرف کرنا کہ وہ اسکا مالک ہی اور یہ اُس نے بنائی یا پائی ہی کیونکہ مالک وموجد وہی ہی اور المنکر مین سے زیادہ منکر یہ ہی کہ اشیاء کو اللہ تعالے عزوجل کی سوائے غیر کی طرف سے یا غیر کے واسطے دیکھے یعنے نظر عقلی مین ہر چیز کو اللہ تعالے جل شانہ کے واسطے دیکھے اور زبانی محاورہ کا کچھ اعتبار نہین ہی اور بغی مین سے زیادہ قبیح یہ ہی کہ عقل واسباب پر نظر کر کے زید وعمرو سے خصومت ومحبت ہو لعلکم تذکرون - یعنے اُسکا فضل وانعام ایک کامل قدرت تمام احسان کے ساتھ تمکو معلوم ہو - منجملہ عدل کے وفائے عہد ہی قال تعالے

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ

اور پورا کرو قرار اللہ کا جب آپسمین قرار دو اور نہ توڑو قسمین پکی کیے پیچھے اور

جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ○ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ

کر کر اللہ کو اپنا ضامن اللہ جانتا ہی جو کرتے ہو اور نہ ہو جیسے وہ عورت

نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۭ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ

کہ توڑا اُسنے اپنا سوت کاتا محنت کیے پیچھے ٹکڑے ٹکڑے کہ ٹھہراؤ اپنی قسمین پیٹھنے کا بہانہ ایک دوسرے مین اسواسطے کہ ایک فرقہ ہو

اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
کہ زیادہ چڑھ رہا دوسرے سے تو یہ اللہ پرکھتا ہو تمکو اس سے اور آگے کھول دیگا اللہ تمکو قیامت کے دن

مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝
جس بات مین تم پھوٹ رہے تھے

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ یعنی جو کچھ اللہ تعالے کے ساتھ عہد کرو اسکو پورا کرو۔ بعض مفسرین نے کہا کہ مراد اس سے وہ عہد جو لوگون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام پر ثابت و قائم رہنے پر کیا تھا ولیکن ظاہر یہ ہو کہ بیعت اسلام و جملہ عہود سب کو شامل ہوتے کہ جو عہد ازل مین اللہ تعالے کی توحید کا اور شرک نہ کرنے کا اور رسولون پر ایمان لانے کا واقع ہوا اسکو بھی شامل ہو اور نذر کا واجب ہونا اسی دلیل سے ہو۔ بالجملہ عموم عہود کے پورا کرنے کا حکم دیا پھر قسم نہ توڑنے کا حکم دیا بقولہ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا اور مت توڑو قسمون کو بعد انکے موکد ہو جانے کے۔ قرطبی رحمہ اللہ تعالے نے بعض سلف سے حکایت کی کہ توکید قسم کی اسطرح ہوتی ہو کہ ایک بار قسم کھاوے پھر دوبارہ قسم کھاوے اور اگر ایک ہی بار قسم کھائی تو کفارہ نہین ہو ولیکن یہ قول خلاف اجماع ہو بلکہ توکید قسم یہی ہو کہ اللہ تعالے کے نام پاک کے ساتھ قسم کھائے بکفالت چنانچہ فرمایا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا درحال یہ کہ تم نے اللہ تعالے کو اپنے اوپر کفیل کر لیا ہو۔ یعنے مثلا قسم کھائی کہ مین تیرے ساتھ اسطرح برتاؤ کرونگا اور میرے قول پر اللہ تعالے کفیل ہو۔ بس قسم مؤکد ہو گئی۔ پس معنی یہ ہین کہ مؤکد قسم توڑنے مین زیادہ گناہ ہو بہ نسبت غیر مؤکد توڑنے کے اور یہ مراد نہین کہ غیر مؤکد قسم کو توڑنا جائز ہو کیونکہ قولہ تعالے واحفظوا ایمانکم۔ یعنے اپنی قسمون کی حفاظت کرو یعنے مت توڑو۔ ہر ایک قسم کو شامل ہو اور بعض علماء نے کہا کہ جو قسم اللہ تعالے کے نام ذاتی یا صفتی کے ساتھ ہو وہ مؤکد ہو گئی پس کفیل وغیرہ سے تاکید ضروری نہین ہو ہان اس سے تغلیظ ہو جاتی ہو ولیکن اظہر یہی ہو کہ تاکید ہو جاتی ہو۔ واضح ہو کہ بدلالت بعض آیات اور احادیث کے علماء نے تصریح کر دی ہو کہ آدمی حلاّف یعنے بہت قسمین کھانے والا نہو اگرچہ قسم سچی ہو۔ پھر بقدر ضرورت قسم جائز ہو پھر وہ دو قسم کی ہو ایک یہ کہ مثلا دو مسلمانون مین صلح کرانے کے درمیان مین اُس نے اپنی قسم کی ضرورت دیکھی تو قسم کھائی اور ایسی حالت مین آدمی جھوٹا نہین ہوتا اگر کہے کہ وہ دوسرا جسکو تو دشمن سمجھتا ہو تیری تعریف کرتا تھا حالانکہ واقع مین اُس نے ایسا نہین کیا پس گناہ مرتفع ہو لیکن قسم ہو تو کفارہ دینا پڑیگا۔ یا یہ کہ مثلا غصہ ہو کر قسم کھا گیا کہ مین صلح نہ کراؤنگا پھر اُسی پر صلح موقوف ہوئی تو چاہیے کہ قسم کا کفارہ دے اور صلح کرا دے کیونکہ اس نے نیکی نہ کرنے پر قسم کھائی ہو اور صحیحین وغیرہ کی حدیث مین ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی کسی بات پر قسم کھا گیا حالانکہ دوسری بات یعنی جس سے قسم ٹوٹتی ہو اس سے بہتر ہو تو جو بہتر ہو اسکو عمل مین لاوے اور اپنی قسم کا کفارہ دیوے۔ اور ایک روایت مین ہو کہ آپ نے اپنے واسطے مثال مین کہا کہ مین تو اگر قسم کھا جاؤن پھر دوسری بات بہتر دیکھون تو انشاء اللہ دوسری بات کرونگا اور اپنی قسم کا کفارہ دیدونگا۔ اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالے نے تو قسمون کی حفاظت کا حکم دیا جیسا کہ اوپر نقل ہوا تو جواب یہ ہو کہ حفاظت مشروع یہی ہو چنانچہ نیکی اُس نے کی اور قسم کو بلا کفارہ نہین چھوڑا۔ ذکرہ الشیخ ابن کثیر۔ اور اگر کسی ایسی بات پر قسم کھائی کہ جسکا نہ توڑنا اچھا ہو جیسے کہا کہ واللہ ہر روز ایک مرتبہ اپنے والدین کے لیے مغفرت کی دعا کرونگا تو برابر قائم رہے لیکن اگر کسی روز نسیان سے ٹوٹ جاوے تو کفارہ دیوے اور یا ایسی بات کہ برابر ہو جیسے چھوہارا نہ کھاؤنگا تو حفاظت رکھے اور تمام تفصیل کتاب الایمان فتاوے ہندیہ ترجمہ عالمگیریہ ۱۲ و عین الہدایہ ترجمہ ہدایہ ۱۲ سے دیکھو

شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کی تفسیر مین ہو کہ دو آیتین دوسری دو مقام پر ہین ایک یہ کہ ولاتجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم ان تبروا وتتقوا وتصلحوا بین الناس الآیہ۔ اُسکے معنے دو طرح پر مفسرین سلف سے مروی ہین اوّل آنکہ جو ظاہر کلام ہو یعنے مت بناؤ تم اللہ تعالیٰ کو نشانہ اپنی قسمون کا کہ نیکی کروگے اور تم پرہیزگاری کروگے اور تم لوگون مین اصلاح کروگے۔ یعنے مثلاً قسم کھالی کہ واللہ مین یہ نیکی کرونگا اور وہ نیکی کرونگا یا کسی پرہیزگاری کے واسطے کہ واللہ شراب کی صورت نہ دیکھونگا اور علے ہذا القیاس پس اگرچہ یہ افعال اچھے ہین مگر قسم اُنپر کھانا نہ چاہیے اور چونکہ قسم سواے اللہ تعالے کے نام کے جائز نہین تو ناچار اللہ تعالے ہی کے نام کی قسم کھاویگا اور اللہ تعالے کا نام گویا ہر فعل کے واسطے نشانہ ہوگیا خلاصہ یہ کہ اس صورت مین قسمین کھانے سے منع کیا خصوص جبکہ انہین اللہ تعالے کے نام پاک کے ساتھ بے ادبی ہو کیونکہ جب اُسکا نام و ذاتکی عظمت وکبریائی سے اہل ایمان کے رونگٹے خوف و ہیبت سے کھڑے ہوجاتے ہین اور خلاف آدمی تو ہر دم ذرا ذرا سی بات پر قسم کھاتا ہو۔ دوم معنے یہ کہ لاتجعلوا کے بیان سے تقدیر کلام لان لاتبروا الخ ہو یعنے ان افعال کے نہ کرنے پر قسم کھانے مین اللہ تعالیٰ کا نام نشانہ مت بناؤ اور مفصل اسکی تفسیر گذر چکی ہو۔ بالجملہ اس مقام پر جو یہ آیت ہین کہ قسم کو بعد تاکید کے مت توڑو" اسمین اور ولاتجعلوا اللہ عرضۃ الآیہ کے اول معنے مین کچھ منافات نہین ہو اس لیے کہ یہان تو قسم داخل عہد و میثاق ہو اور وہان کسی فعل پر آمادگی یا ترک و منع پر قسم وارد ہو دوسری آیت قولہ تعالے واحفظوا ایمانکم الآیہ یعنی کفارہ قسم کے بعد حفاظت قسم کا بیان ہو تو مراد حفاظت سے یہ کہ اُسکو بغیر کفارہ کے مت چھوڑو لہذا جو صحیحین مین ثابت ہوا کہ بہتری کی صورت مین قسم توڑ کر اُسکا کفارہ دینا چاہیے اس سے حفاظت قسم مین فرق نہین آیا کیونکہ حفاظت بحکم شرع ہو پس بغیر کفارہ کے نہین چھوڑی گئی۔ اور یہ بھی ایسی ہی قسم مین جو کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر خارج سے وارد ہو اور یہان عہد و میثاق مین داخل ہو اسی واسطے مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے قولہ لاتنقضوا الایمان بعد توکیدہا۔ کی تفسیر مین فرمایا کہ محالفت یعنی زمانہ جاہلیت کی باہم قسم کے عہد و پیمان مراد ہین۔ واضح ہو کہ اسلام سے پہلے ایک قبیلہ مین کوئی غیر شخص یا کوئی کنبہ داخل ہونا چاہتا تو باہم انہین قسم سے عہد ہوجاتا تھے کہ نیکی و بدی مین اُسکے ساتھ قرابت کا برتاؤ کرتے تھے قال الامام الحافظ رحمہ اللہ تعالے اور اسی کی مؤید وہ روایت ہو جو امام احمد نے مسند مین جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لاحلف فی الاسلام وایما حلف کان فی الجاہلیۃ فانہ لاتزیدہ الاسلام الاشدۃ۔ یعنے اسلام مین حلف نہین ہو اور جو قسم زمانہ جاہلیت مین واقع ہوگئی تو اُسکو اسلام زیادہ مضبوط ہی کرتا ہو۔ وکذا رواہ مسلم نے صحیحہ ایضاً اور اسکے معنے یہ ہین کہ اسلام تو خود ایسی چیز ہو کہ جب متحقق ہوا تو کسی قسم کی ضرورت نہین ہو لیکن سابق مین جو عہد ہوچکا اسکے شرائط بقسم عہدی ہین اور عہد کا حکم اسلام مین یہ ہو کہ نہایت تاکید سے اسکو پورا کرو پس اسلام سے وہ اور بھی مضبوط ہوا۔ اگر کہا جاوے کہ اسلام مین بھی خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے محالفہ کرایا ہو چنانچہ صحیحین مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے مکان مین صحابہ مہاجرین اور صحابہ انصار کے درمیان محالفہ کرایا۔ تو جواب یہ ہو کہ محالفہ یہان بمعنے مواخاۃ ہو یعنے بھائی بھائی کرادیا اس دلیل سے کہ محالفہ مین باہم میراث اسطرح نہین تھی اور یہان جن دونون مین مواخاۃ کرائی تھی وہ باہم وارث ہوتے تھے یہان تک کہ جب وقت پورا ہوگیا تو اللہ تعالے نے آیت مواریث سے اُسکو منسوخ فرمادیا اور خود مفصل قصہ مین صریح مواخاۃ مذکور ہو چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ روتے ہوئے تشریف لائے اور کہا کہ یارسول اللہ آپ نے اپنے اصحاب مین باہم مواخاۃ کی ولیکن مجھے کسی کے ساتھ بھائی نہین بنایا تو فرمایا کہ تو میرا بھائی ہو دنیا مین و آخرت مین۔ پس صریح یہ مواخاۃ ہو نہ محالفت۔ پھر شیخ امام نے ذکر کیا کہ امام ابن جریر نے اپنی اسناد

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قولہ اوفوا بعہد اللہ اذا عاہدتم الآیۃ پڑھی اور کہا کہ نزول اسکا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
بیعت کرنے مین ہی جو شخص مسلمان ہوجاتا وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرتا پس اللہ تعالے نے حکم دیا کہ
اپنی بیعت کو پورا کرو اور ایمان کو بعد توکید کے مت توڑو یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی قلت اور مشرکون کی کثرت پر نظر مت کرو
إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ اللہ تعالے جانتا ہی جو تم کرتے ہو۔ اللہ تعالے غافل نہین ہی اور نہ مشرکون کے وہم کے
موافق ہی کہ دنیاوی بادشاہ کی طرح بتون و شرکاء کے ذریعہ سے اُسکو معلوم ہو بلکہ اُسکا علم تمام مخلوق کے ذرات کو ہر دم محیط ہی بلکہ مخلوق کو
اپنی جان کا علم ویسا نہین جیسا اللہ تعالے جانتا ہی بلکہ وہ الحی القیوم ہی کہ اُسی کے علم و حیات و قدرت سے ہر ذرہ باقی ہی پس وفای عہد
یا توڑنے کو وہ خوب جانتا ہی پس بدون وسواس و اوہام کے عہد پر قائم رہو وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي اور مت ہو مانند ایسی عورت
کے جسکی مثال ہی جو آگے مذکور ہی یا مراد ایک عورت خاص ہی جو قریش مین معروف تھی جسکو خرقاء مکہ کہتے تھے کما قال السدی اور نام اُسکا
ریطہ بنت سعد بن تیم تھا یا اُسکا نام سعیدہ اسدیہ تھا کملاوے من ابن عباس رضی اللہ عنہ غرضکہ وہ مجنونہ احمق تھی کہ بالون و چھالون کو جمع
کرکے کاتتی پھر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی تھی اور اللہ تعالے نے ازل سے اُسکی قسمت مین یہی لکھا تھا پس فرمایا کہ تم لوگ بھی ایسی عورت کے مثل مت ہو
کہ جس نے۔ نَقَضَتْ غَزْلَهَا توڑ ڈالا اپنے کاتے تاگے کو مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا بعد مضبوطی کے ٹکڑے ٹکڑے۔
ابن قتیبہ نے کہا کہ حاصل معنے یہ ہین کہ عہد پورا کرو اور قسم مؤکد مت توڑو کہ اگر ایسا کروگے تو تم مثل ایسی عورت کے ہوگے۔ قال الحافظ
اور عبد اللہ بن کثیر و سدی نے ذکر کیا کہ یہ ایک عورت خرقاء مکہ مین تھی جب کاتتی تو بعد درستی و مضبوطی کے اُسکو توڑ ڈالتی اور مجاہد
وقتادہ و ابن زید نے کہا کہ یہ مثال ہی کہ جو نقض عہد کرے وہ ایسا ہی جیسے کسی عورت نے سوت کاتکر توڑ ڈالا۔ حافظ امام نے کہا کہ یہی
ارجح ہی خواہ مکہ مین کوئی ایسی عورت ہو یا نہو۔ اقول کرخی رحمہ اللہ تعالے نے بھی اسی کو اختیار کیا ہی۔ پھر امام نے لکھا کہ قولہ انکاثا شاید
کہ اسم مصدر ہو یعنے نقضت کا مفعول مطلق ہوا ای نقضت غزلہا انکاثا یعنے انتقاضًا۔ اور شاید کہ کان کی خبر سے بدل ہوا ای لا تکونوا انکاثا
یعنی تم انکاث نہو پس جمع نکث بمعنے ناکث ہی یعنے عہد شکن۔ اور اسمین شک نہین کہ کسی شخص کو عہد و پیمان سے مطمئن کردینا پھر عہد توڑ کر اُسکو
دھوکا دینا نہایت خراب بات ہی اور اس سے جو فساد ہی وہ ظاہر ہی حتے کہ کوئی قوم اِسکو پسند نہین کرتی اور اگر ہمارے زمانہ مین کوئی قوم ایسی
پائی جاوے کہ فریب سے دنیا حاصل کرنے کے لیے فساد کرتے ہون تو دنیا کی خواہش مین اُنکی آنکھین اندھی ہوگئی ہین بالجملہ دوسرا احتمال
ارجح ہی کہ عہد شکنی سے ممانعت ہی لہذا فرمایا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ تم بناتے ہو اپنی قسمون کو اپنے درمیان فریب و مکر یعنی باہمی
اصلاح کی جگہہ تم قسمون کے ذریعہ سے باہم فساد کرنا چاہتے ہو کہ تمہاری قسم سے دوسرا مطمئن ہوکر دھوکا کھاوے۔ حدیث صحیحین مین ہی جو کہ
ہر ایک غدر کرنے والے کے لیے ایک جھنڈا اُسکے چوتڑون کے پاس بلند کیا جائیگا کہ یہ غدر فلان مین فلان کا ہی۔ مقصود یہ کہ غدر ایک
قبیح چیز ہی اور قیامت مین ہر خوبصورت و قبیح صاف ظاہر ہوگا تو غادر کی فضیحت کے لیے عام اعلام ہوگا۔ قال الامام احمد حدثنا اسمعیل حدثنا
صخر بن جویریہ عن نافع قال لما خلع الناس الی آخرہ یعنے امام احمد نے بسند صحیح نافع بن عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ نافع نے کہا کہ جب
لوگون نے یزید کی بیعت سے گردن نکال لی یعنے اللہ تعالے کو شاہد کرکے اُسکے واسطے بیعت کی تھی وہ توڑدی تو ابن عمر نے اپنی اولاد
اور عیال کو جمع کرکے خطبہ پڑھا الحمد ثنا کے فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالے و اُسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت پر اس شخص یزید سے
بیعت کی ہی اور مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ہر غدر کرنے والے کے واسطے قیامت کے روز ایک جھنڈا بلند کیا جائیگا

اور کہا جائیگا کہ یہ غدرہ فلان بن فلان ہی اور سب سے بڑا غدر سوائے شرک کے یہ ہی کہ آدمی کسی شخص سے اللہ تعالے و اسکے رسول کی بیعت پر بیعت کرے پھر اُسکی بیعت توڑ دے پس تم مین سے کوئی خلع مت کرے اور نہ خلافت سنکے معاملہ مین دھوکا کرے ایسا نہو کہ میرے اور اُسکے درمیان جدائی ہوجا دے۔ قال المترجم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو اس حدیث سے خوف ہوا کہ غدر نہو لیکن یزید نے اللہ تعالے و رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے قدم ہٹایا تھا اور یہ بحث علم کلام مین مصرح ہی اور یہان مین اسقدر تنبیہ کرتا ہون کہ کسی ایا ندار کو یہ وہم نہو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کیونکر بیعت توڑ دی کیونکہ اول تو آنحضرت علیہ السلام نے بیعت نہین کی تھی اور دوم اُسکو اللہ تعالے و رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت دینے سے بسبب فسق کے انکار فرمایا تھا۔ بالجملہ اللہ تعالے نے حضرت امام علیہ السلام کو اپنی کمال رحمت مین مستغرق کر لیا اور یزید کی گردن پر اُسکے فعل بدکاری کا مواخذہ رہا جسکا اندازہ اللہ تعالے ہی کے علم مین ہی نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔ بالجملہ منع فرمایا کہ عہد مت توڑو تم اپنی قسمون کو اپنے درمیان مکر و فریب بناتے ہو **اَنۡ تَكُوۡنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرۡبٰى مِنۡ اُمَّةٍ** باینطور کہ پائی جاوے کوئی جماعت جو کہ کثیر التعداد ہی دوسری جماعت سے یعنی تم حلیف ہوجاتے ہو لوگون کے جب وہ تم سے تعداد قوت مین زیادہ ہوتے ہین تاکہ تمھاری طرف سے اطمینان کرین پھر جب تم نے انپر قابو پایا تو اُنسے غدر کیا پس جب ایسی حالت مین غدر منع ہی تو پہلے سے قابو ہونے کے باوجود غدر بدرجہ اولے منع ہی کذا فی تفسیر الامام اقول ربی من امۃ یعنی امت سے چھوٹی جماعت مقصود ہوگی یعنے تم سے دوسرے لوگ کثیر التعداد ہین اور ممکن ہی کہ غدر سے ممانعت کے واسطے کلام صورت مین بیان کیا کہ قسم کو فریب اس طریق سے تم قرار دیتے ہو کہ جیسے چھوٹی جماعت اپنے سے بڑی جماعت سے حلف کرکے جب قوت پاوے غدر کرے۔ بعض مفسرین نے اسکو نقض عہد کی وجہ قرار دیا یعنے نقض عہد اس ہیت سے کرتے ہو کہ تم ایک گروہ کو جسکی طرف جانا چاہتے ہو قوت و کثرت والا پاتے ہو بہ نسبت دوسری جماعت کی جسکے ساتھ تم نے عہد کیا تھا۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالے سے مروی ہی کہ قریش جب اپنے حلیف لوگون کی قلت دیکھتے اور اُنکے دشمنون مین کثرت پاتے تو حلیف لوگون سے عہد توڑ کر اُنکے دشمنون سے حلف کر لیتے پس اس سے منع کر دیے گئے۔ مترجم کہتا ہی کہ زمانہ جاہلیت مین قریش اچھے عہد و امانت والے تھے چنانچہ غزوۂ اُحد مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ قریش عہد و امانت کے لوگ ہین اور تمام حدیث مع قصہ کے اپنے مقام پر ہی لیکن آخر مین جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لڑائی پر اصرار کرکے ایمان سے منھ موڑے رہے تو موجودہ لوگون کے اخلاق بگڑ گئے پس شاید کہ مجاہد نے انہین کی اُنکی حالت و بعض واقعات کا ذکر کیا ہی ورنہ قریش والے ایسے بد عہدی سے محفوظ تھے۔ اور اظہر یہ ہی کہ یہ مسلمانون کو خاصۃً اور سب کو عموماً ممانعت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والون کی قلت دیکھکر مشرکون کی کثرت و مالداری کی وجہ سے عہد شکن نہون حاصل معنی یہ ہوئے کہ اگر تم قسم و عہد کو بعد مضبوطی کے توڑو تو مثل ایسی عورت کے ہو جو اپنا کاتا خود توڑ ڈالے اور ایسا کرنے مین تم اپنی قسمون کو اپنے درمیان مین فریب و مکر بناؤ گے کہ کثرت و قوت والون کو دیکھکر قلیل جماعت سے عہد شکنی کرو۔ پھر تنبیہ کی کہ اللہ تعالے کی قدرت مین سب کچھ ہی وہ چاہے اپنے رسول و مومنین کی جماعت کثیر کر دے اور سب قوت و شوکت اُنھین کو حاصل ہو اور مشرکون و نافرمانون کی جماعت ہی نہ رہے بلکہ سب فرمانبردار ہوجاوین لیں وہم مت کرو کہ اگر مومنین اللہ تعالے کے نزدیک محبوب ہوتے تو کم اور فقیر کیون ہوتے۔ **اِنَّمَا يَبۡلُوۡكُمُ اللّٰهُ بِهٖ** اس حال سے تو اللہ تعالے نے فقط تمکو آزمایش مین ڈالتا ہی یعنے جو تم مین سے سچے ہین ہر حال مین اسلام اور اللہ تعالے کی فرمانبرداری پر مستقیم رہینگے اور جس بات پر اللہ تعالے کو کفیل کیا ہی اُسی پر بھروسا کرکے ثابت قدم رہینگے

اور عہد پورا کرینگے نہ توڑینگے اور جو بدبخت ہو عہد توڑ کر دسوا اسمین مبتلا ہو جائیگا غرضکہ یہ امتحان ہو تاکہ دنیا مین سچا و جھوٹا متمیز ہو جاوے
وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ اور تاکہ قیامت مین تمپر ظاہر کردے جسمین تم اختلاف کرتے تھے پس اہل صدق
ووفا کے درجات بلند کرے جنھون نے حق کو سچے ایمان سے لیا اور اللہ تعالے پر یقینی بھروسا کیا تھا اور اہل کذب و باطل کو عذاب دے
جنھون نے قسمون سے اللہ تعالے کو کفیل کیا ولیکن قسمین مکر و فریب تھین اللہ تعالے پر بھروسا نہ تھا صرف لوگون کی کثرت و قوت شوکت پر
نظر تھی اسی واسطے عہد توڑ دیا - **قال المترجم** عفا اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہو کہ قولہ اربی من امۃ یعنے اکثر - اقول
واضح ہو کہ قولہ اربی زیادہ ہونے کے معنے مین ہو اسی سے ربوا سود کو کہتے ہین پس کثرت خواہ بنظر تعداد ہو یا صرف بنظر کثرت مال و شوکت ہو
مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ دوسرون کو زیادہ تعداد اور عزت والا پاکر عہد توڑ کر اُنسے حلف کر لیتے تھے - اسی کے مانند ضحاک و
قتادہ و ابن زید سے مروی ہو اور قولہ یبلوکم اللہ بہ ضمیر بہ کا مرجع سعید بن جبیر سے کثرت مروی ہو کما رواہ ابن ابی حاتم ولیکن شیخ ابن جریر رح
نے مضمون جملہ سابق قرار دیا ہو اور شاید یہی حضرت سعید بن جبیر کی مراد ہو - بالجملہ غدر کرنا ممنوع اور سخت معیوب ہو اور شیخ کی تفسیر سے سورہ
انفال مین مذکور ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نصرانی بادشاہ روم سے معاہدہ کیا تھا اور اُسکی مدت مقرر ہوگئی تھی جب قریب ختم کے
پہونچی تو معاویہ رضی اللہ عنہ لشکر لیکر اُنکی جانب روانہ ہوئے اور قریب پہونچ گئے جب میعاد ختم ہوگئی تو انپر حملہ کیا اور وہ لوگ غافل تھے پس
پیچھے سے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے آئے اور پکارا کہ اے امیر معاویہ اللہ اکبر اللہ اکبر وفا چاہیے نہ غدر اور مین نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہو کہ اگر کسی قوم سے کوئی مدت مقرر ہو تو پہلے سے عہد کو نہ کھول ڈالے یہانتک کہ مدت گذرجاوے پس معاویہ
رضی اللہ عنہ مع لشکر کے واپس آگئے - اقول حضرت عمرو بن عبسہ نے اس واقعہ مین خلاف عہد یہ امر قرار دیا کہ مدت گذرنے سے پہلے اپنے
مقام سے لشکر لیکر روانہ ہونا نہ چاہیے تھا بلکہ بعد مدت گذرنے کے روانہ ہونا چاہیے - ورنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بعد مدت
گذرنے کے اُنپر حملہ کیا تھا اور وہ لوگ اسوجہ سے غافل تھے کہ ہنوز مدت باقی ہو تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے ملک مین ہوسکے نگے -
واضح ہو کہ اس آیت مین جیسے قریش کو اور جیسے مومنون کو بیعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم توڑنے سے ممانعت ہو ویسے ہی عموماً یہود وغیرہ
کو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عہد توڑنے سے ممانعت ہو حالانکہ پیچھے اُسکے مدینہ مین یہود سے واقع ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی
قلت دیکھکر یہودیون نے عہد توڑ دیا اور قریش کی کثرت دیکھکر اُنسے عہد کر لیا تھا اور میری یہ مراد نہین کہ آیت اس بارہ مین نازل ہوئی ہو
ف - فی العرائس قولہ تعالے واوفوا بعہد اللہ اذا عاہدتم الآیہ - واضح ہو کہ اصلی عہد وہ ہو جو بندون نے اللہ تعالے کے ساتھ
میثاق ازلی مین اقرار کیا تھا کہ تو ہی ہمارا رب ہو پس اجسام کے واسطے جیسے دنیاوی پیدایش مین معاملات باہمی کے عہد کو وفا کرنے کا
حکم دیا جو کہ ظاہر تفسیر ہو ویسے ہی شیخ نے عہد ارواح و عہد ازل کے اشارہ کو بیان کیا اور کہا کہ وہ عہد زیادہ موکد ہو جو ارواح نے
حضرت رب تبارک و تعالے کے ساتھ اس حال مین دیا جب عدم سے بجہت قدم اُنکا ظہور ہوا اور عہد کیا کہ تیری ربوبیت کے واسطے
ہم عبودیت رکھینگے اور کسی طرح کا شرک نہ کرینگے اور کسی چیز کو عرش سے لیکر فرش تک تیرے سوائے پسند نہ کرینگے پس ایسی چیز سے
جو لائق عبودیت نہو بیزار ہونگے اور حق تعالے نے عزوجل نے وعدہ دیا کہ انکو دوامی مشاہدہ عطا ہوگا - پس حقیقی وفاء عہد متعلق بعنایت الٰہی و
رعایت قدیم ہو اور یہ اُنھین کے واسطے جنھون نے بطوع و رغبت وہان قبول کیا ہو ورنہ جنھون نے اکراہ سے جواب دیا ہو وہ غدر
مین مبتلا ہین اور تمام کوشش جو بندہ سے ظاہر ہو اُسی عنایت ازلی کا اثر ہو پس اگر ہمارے عہد مین نقص ہوا بوجہ غیرت سابقہ

ازلیہ کے اور بوجہ تغیر ہماری صفات کے ایک حال سے دوسرے حال پر کہ فطرت سے بدلکر جہالت مین مبتلا ہوئے تو حادث ہین اور
اللہ تعالے کے عہد مین نقص نہین ہوسکتا کیونکہ وہ حدوث کی تغیر سے پاک ہو اور بڑی وسیع رحمت والا ہو اپنا عہد پورا فرماتا ہو اور اُسکے
واسطے کوئی علت نہین ہو قال اللہ تعالے ومن اوفے بعہدہ من اللہ۔ یعنے اللہ تعالے سے بڑھکر عہد پورا کرنے والا کون ہو۔ شیخ
نصرآبادی نے کہا کہ تو دو عہد کے درمیان ہو ایک عہد آلہی کہ اُس سے بڑھکر کون عہد پورا کرسکتا ہو اور دوم تیرا عہد پورا کرنا جب تو غور سے
نظر کرے تو چشم عبرت سے اپنی ہی طرف دیکھ۔ پھر عہود مختلف ہین عہود اقوال اور عہود افعال اور عہود احوال اور ان سب مین تجھسے
صدق مطلوب ہو پھر عوام کے عہود ہین اور خواص کے عہود ہین اور خواص الخواص کے عہود ہین پس عوام پر جو عہد ہو یہ ہو کہ ظواہر امور پر
لازم رہین یعنے ظاہر شریعت پر مستقیم رہین اور خواص پر یہ عہد ہو کہ بواطن کی حفاظت رکھین۔ اور خواص الخواص پر یہ عہد ہو کہ سب سے خالی
ہوکر اُسکے لیے ہو جاوین جسکے لیے سب ہو اور فرمایا کہ جس نے عہد کو اپنے بھروسے پر اُٹھایا اُس نے پہلے ہی قدم مین اُسکو توڑ دیا اور
جس نے اُسکو بقوت حق عزوجل اُٹھایا تو اُسپر اسکا عہد ومیثاق محفوظ رکھا جاتا ہو۔ شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ عہود ومواثیق تو اول
عہد ازل مین ہوچکے پس جو شخص کہ ایفاے عہد پر مستقیم ہوا اُسکے لیے حقائق کے راستہ وقتاً فوقتاً کھولتے جاتے ہین اور جس نے عہد مین
خیانت کی تو وہ اپنے وقت کے ساتھ گرفتار رہ جاتا ہو اور راہ ہدایت کے دروازے اُسپر بند ہوتے جاتے ہین۔ شیخ نے کہا کہ مجھے یہان
ایک نکتہ ظاہر ہوا یعنے قولہ تعالے ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدہا۔ پر نظر کر کہ اگر عہد وقسم ازل مین بندون کی جانب سے واقع ہوا تو اُنکو
عہود ومیثاق کی وفا کرنے مین اختیار ہو اور اگر صرف حق عزوجل کی طرف سے وقوع ہوا اور بندون کے عہود وقسم اُسکے نتائج
وفرع ہین تو بندون سے اختیار ساقط ہوا اور اُنکے عہود وقسم ٹوٹ سکتے ہین اور حق عزوجل کی طرف سے ہمیشہ پورے ہوتے رہینگے
کیونکہ وہ تعالے قادر مختار ہو اسکی شان مین تغیر وزمان ومکان کو دخل نہین ہو۔ قال المترجم بندے مکلف ہین اور تقدیر کا
مسئلہ عوام کی سمجھ سے باہر ہو ولیکن اہل الحق کا قول حق ہو یہان نہ جبر ہو نہ اختیار ہو بلکہ درمیان مین طریق سنت پر عمل ہو واللہ
یہدی من یشاء فافہم

وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ ؕ
اور اگر اللہ چاہتا　تو تم سب کو　ایک ہی فرقہ کرتا　لیکن　بہکاتا ہی　جسکو چاہے　اور سوجھاتا ہو　جسکو چاہے
وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ
اور تم سے پوچھ ہوتی ہو　جو کام　تم کرتے　تھے　اور نہ ٹھہراؤ　اپنی قسمین　دخل دینے کا بہانہ ایک دوسرے سے کہ ڈگ نہ جاوے کسی کا پانوئن
بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ
جمے پیچھے　اور تم چکھو　سزا　اسپر کہ تمنے روکا　اللہ کی راہ سے　اور تمکو
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا
بڑی　مار ہو　اور نہ لو　اللہ کے قرار پر　مول　تھوڑا　بیشک جو
عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ
اللہ کے یہان ہی　وہی　بہتر ہی　تمکو　اگر تم　جانتے ہو　جو تم　پاس ہی　نبڑ جاویگا

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ
اور جو اللہ پاس ہے سو رہتا ہے اور ہم بدلے مین دینگے ٹھہرنے والون کا حق
بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
بہتر کامون پر جو کرتے تھے

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً یعنی اگر اللہ تعالے کی مشیت مین جاری ہوتا تو تم سب کو ایک امت کر دیتا ولیکن اسکی مشیت مین نہین جاری ہوا اسی لیے تم مین اختلاف و باہم بغض ہے لقولہ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذلک خلقہم - یعنے ہمیشہ اُنمین باہم اختلاف رہیگا سوا اُنکے جنپر اللہ تعالے کا رحم ہے اور اسی لیے ان سب کو پیدا کیا ہے - وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ لیکن وہ گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے - اسی وجہ سے بعضے مومن ہین اور اکثر کافر ہین اور دونون اس امتحان مین ہین یہانتک کہ اللہ تعالی قیامت مین فیصلہ کرے - وَلَتُسْـــَٔـلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور ضرور جان لو کہ قیامت کے روز تم پوچھے جاؤگے اُن حرکات سے جو تم کرتے تھے - یہ سوال محاسبہ و مواخذہ ہے - حدیث صحیح مین ہے کہ بندۂ مومن جس سے اللہ تعالے تجاوز فرماوے اُسکے نامۂ اعمال اُسکی نظر سے گزارے جاوینگے مگر گرفت و بازپرس نہوگی اور جس سے بازپرس ہوئی وہ ہلاک ہوا حساب یسیر یعنی حساب آسان کی یہی تفسیر ہے اور اگرچہ دیگر احادیث مین سوال و اقرار لینے کے علاوہ مومن منفور سے بھی وارد ہوا ہے لیکن مواخذہ و مناقشہ نہوگا - وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ اور مت بناؤ اپنی قسمون کو فریب اپنے درمیان - فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا کہ پھسل جاوے قدم بعد اپنے جمے ہونے کے - یہ ایک مثل ہے ایسے شخص کے حق مین جو سیدھی راہ پر تھا پھر ڈگگیا پس جھوٹی قسمون سے مکر کرکے راہ راست سے قدم مت ہٹاؤ - وَتَذُوْقُوا السُّوْۗءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور چکھو بُرائی بوجہ تمہارے روکنے کے راہ الٰہی سے اور تمہارے لیے عذاب عظیم ہے یعنے اگر ایسا کروگے تو تم نے لوگون کو راہ حق سے روکا کیونکہ کافر جب دیکھیگا کہ مومن نے معاہدہ کرکے غدر کیا تو اُسکو دین حق کے ساتھ وثوق نہین رہیگا پس اس سبب سے اسلام مین نہ آویگا اور تمکو دنیا مین اُسکی بُرائی چکھنی ہوگی اور آخرت مین عذاب عظیم ہوگا - حدیث مین ہے کہ جس شخص نے کسی معاہدی کو بے جا مارا تو اُسکو جنت کی خوشبو نہ ملیگی باوجودیکہ اُسکی خوشبو پانچ سو برس کی راہ تک پہونچتی ہے - شیخ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اسکے معنی نہین ہین کہ وہ شخص کافر ہوگیا بلکہ عرصات حساب و قیامت مین مومنون کے برخلاف یہ شخص جس نے معاہدے کو قتل کیا ہے اس خوشبو سے محروم ہوگا بعض نے کہا کہ فتزل قدم مین قدم معرفہ نکرہ ہے تو جب کہ ایک قدم کا پھسلنا اسقدر بُرا ہے تو زیادہ قدمون کی لغزش بہت ہی بدتر ہے - واضح ہو کہ معاہدی کا قتل کرنا اور غدر کرنا جان بوجھکر اسطرح ممنوع ہے اور اگر بغیر جانے کسی معاہدی کو قتل کر دیا تو دیت لازم آویگی جیسا کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہ سے واقع ہوا اور یہود خیبر نے ایک صحابی کو قتل کرکے انکار کیا وہ راستہ مین پائے گئے چونکہ یہود مذکور کو عہد کے ساتھ رکھا گیا تھا اور گواہ نہ تھے اسوجہ سے آنپر باوجود اُنکی بدعہدی کے اسلام کی طرف سے کچھ قصاص نہوا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُنکو بعد عرصہ کے جلاوطن کر دیا - اصل بدعہدی یہود کی طرف سے تھی حالانکہ ذمہ مسلمانون کا ایک ہوتا ہے یعنی اگر ذی اختیار سردار نے یا عام مین سے کسی نے عہد دیا تو سب مسلمانون پر اُسکی حفاظت واجب ہے ولیکن یہود تو آیات الٰہی کو ثمن قلیل کے عوض فروخت کرتے تھے اسی واسطے اللہ تعالے یہان منع فرمایا کہ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا یعنے مت خریدو یعنے مت بدلو اللہ تعالے کے عہد کو

تھوڑے مول سے یعنے دنیاوی نفع حقیر کے واسطے اللہ تعالے کا عہد وقسم موکد مت توڑو کہ تم چند روزہ حقیر مال و ملکیت ایذ دی پاؤگے پھر آخرت مین عذاب ۔ إِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ جو اللہ تعالے کے یہان ہی وہ تمھارے واسطے بہتر ہی یعنے نعمتہائے جنت کہ جنکو کبھی زوال و انقطاع نہین ہی إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ اگر تم جانتے ہوا یمان لائے ہو تو حقیر کو باقی سے مت بدلو اسپر قطعی دلیل سب کی سمجھ کے لائق یہ ہی کہ - مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ جو تمھارے پاس ہی یعنے یہان اللہ تعالے نے پیدا کرکے اپنی قدرت و اختیار سے تمھارے تصرف مین جسقدر چاہی دیدی ہی وہ فنا ہوگی - آدمی خود ہی فنا ہو جاتا ہی - وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ اور جو اللہ تعالے کے یہان ہی یعنے دار آخرت کے لیے اللہ تعالے نے مہیا فرمائی ہی وہ باقی ہی اُسکے واسطے اللہ تعالے نے کبھی زوال نہین رکھا ہی اور یہ نعمت جنت اللہ تعالے ہر ایک بندے مومن کو اُسکے اعمال کے بدلے عطا فرماویگا بلکہ بہتر چنانچہ فرمایا - وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا اور البتہ ہم اپنے فضل سے بدلا دینگے اُنکو جنھون نے صبر کیا یعنے سختی مین اور اللہ تعالے کے عہود کی نگہداشت و طاعت مین اگرچہ کچھ تکلیف ہوئی مگر جمے رہے - أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ بہتر اُسکا جو کرتے تھے - پس اعمال سے جزا و ثواب بہتر و افزون ہر نیکی کا بدلا دس گونہ ہی اور نیکی تو صورت مین جیسی تھی ویسی تھی اور اُسکا ثواب نہایت عیش و عشرت ہی - اور برائی جو سرزد ہوگی اللہ تعالے اُس سے تجاوز فرمائیگا جبکہ امیدواری کے ساتھ ایمان پر قائم رہا - ف فی العرائس قولہ ما عندکم ینفد الآیہ - یہان اشارات سے بعض لطائف ثابت ہوتے ہین از انجملہ یہ ہی کہ موارد قرب و الوہیت جو بندہ کے دل مین آتے ہین اور اُسکے پاس ہوتے ہین وہ معارف کے واسطے ہین ولیکن زائل ہونگے اور باقی رہنے کے واسطے اصل الاصل یعنے مشاہدہ ہی از انجملہ معارف بھی جمال معروف مین فانی ہوتے ہین اور جو انوار صفات ہین وہ البتہ باقی ہین اُنھین سے معارف حاصل ہوتے ہین - اسمین امیدواری عظیم ہی کہ جنھون نے بلائے محنت و فراق اُٹھائی ہی اُنکو امید سے بڑھکر ثواب ہی کیونکہ اُنکی امیدین اسی قدر ہونگی جتنی اُنکی ہمت و نیت و قصد ہی حالانکہ یہ سب حادث و قاصر و معلول ہین اور دیدار الٰہی عزوجل تمام خلق کے احاطے سے باہر ہی یعنے وجود خلق اُسکی کیفیت و ادراک سے باہر ہی اور وہ بے حساب ہی کما قال تعالے انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب - بعض مشائخ نے کہا کہ جو بندون کے پاس اعمال ہین سب فانیات ہین اور اللہ تعالے نے جو جزا مقرر فرمائی ہی وہ علے الدوام باقی ہی اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہی کہ بندون کے پاس اعمال فرائض و نوافل جو کچھ ہون فانی ہین اور اللہ تعالے کے یہان اُسکے اوصاف و نعوت باقی ہین کیونکہ حادث فنا ہوگا اور قدیم باقی ہی - شیخ ابو عثمان نے کہا کہ صبر کی جزا احسن کے واسطے علامات ہین کہ جس نے صبر کیا اللہ تعالے اُسکو رضامندی دیتا ہی یعنے جسنے قضا پر رضا رکھی اور صابرون کا طریقہ اپنے اوپر لازم کر لیا تو اللہ تعالے اُسکو دنیا و آخرت مین عمدہ ثواب دیگا - بعض نے کہا کہ تمھارے افعال فانی ہین اور احکام اُسکی رحمت حق وغیرہ باقی ہین اور بعض نے کہا کہ تمھارے شوق فانی ہین اور باقی شوق الٰہی بجانب اپنے بندون کے ہی اور فضل بے حساب بے غیر متناہی ہی - پھر اللہ تعالے نے نیک ثواب والون کو بیان فرمایا

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

جسنے کیا نیک کام مرد ہو یا عورت ہو اور وہ یقین پر ہی تو اُسکو ہم جلاوینگے اچھی زندگی اور بدلے مین دینگے اُنکو

أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

حق اُنکا بہتر کامون پر جو کرتے تھے

یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسے بندوں کو وعدہ ہے جو نیک کام کریں بحالت ایمان۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا جس نے نیک عمل کیا یعنے قرآن پاک و حدیث کی متابعت و شریعت کے موافق عمل کیا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى عام ہے کہ وہ عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت ہو۔ وَهُوَ مُؤْمِنٌ درحالیکہ اُسکا قلب ایمان سے مطمئن ہو اللہ تعالےٰ و اُسکے رسول و آخرت کا یقین ہو اور جانتا ہو کہ یہ کام شرع میں نیک مشروع ہے۔ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً تو ہم اُسکو زندہ رکھینگے حیات پاکیزہ کے ساتھ۔ یعنے دنیا میں جب تک اُسکی زندگی مقدر فرمائی ہے اللہ تعالےٰ اُسکو پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیگا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ اور ہم اُنکو سب کو جو ایسی صفت پر نیکوکار ہونگے آخرت میں بدلا دینگے اُنکا ثواب۔ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بہتر اُس سے جو دنیا میں کرتے تھے۔ یعنے اُنکے اعمال نیک و طاعات سے بدلا بہتر ہے ایک تو دس گونہ اور دوسرے ثواب و رضوان نہایت عظیم الشان ہے۔ واضح ہو کہ یہاں علوم ہیں اوّل یہ کہ عوض نیک و ثواب عظیم ہر ایک نیک کام کیواسطے ہے۔ دوم یہاں مرد و عورت سب کو صریح وعدہ ہے چنانچہ مرد مثلاً جہاد کرتا ہے اور عورت نہیں تو عورت کے واسطے جو احکام طاعت کے ہیں وہی عمدہ ثواب کے واسطے کافی ہیں۔ سوم مومن کی شرط ہے کیونکہ کافر کو یا تو آخرت کا یقین نہیں تو وہ وہاں کے واسطے کچھ کرتا ہی نہیں اور یا جانتا ہے کہ دوسرا جہان ہے ولیکن اللہ تعالےٰ کے حکم پر نہیں چلتا بلکہ اپنی شریعت بنا کر کافر جاہل ہے پس شرک کے ساتھ کوئی عمل قبول نہیں ہو سکتا تو اُسکے عمل کا کچھ اعتبار نہیں ہے ولیکن دنیا میں اُسکو بقدر عمل ملتا ہے چنانچہ آویگا۔ چہارم جزا دو طرح کی بیان فرمائی ایک یہ کہ دنیا میں اُسکو پاکیزہ زندگی ملیگی۔ دوم آخرت کا ثواب عظیم۔ پھر دنیاوی زندگی پاکیزہ کی تفسیر میں اقوال ہیں چنانچہ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ نے لکھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما و ایک جماعت سے مروی ہے کہ حیات طیبہ رزق حلال ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قناعت ہے اور یہ قول ابن عباس و عکرمہ و وہب بن منبہ سے بھی مروی ہے۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ سعادت ہے یعنے اللہ تعالےٰ اُسکو سعید زندہ رکھتا ہے حسن و مجاہد و قتادہ نے کہا کہ کسی کے واسطے حیات خوشگوار نہوگی مگر جنت میں۔ مترجم کہتا ہے کہ شاید اُن بزرگوں نے یہ معنے لیے کہ اللہ تعالےٰ مومن نیکوکار کو آخرت میں بحیات طیبہ زندہ رکھیگا ولیکن دوسروں نے اُسکو دنیاوی زندگی پر محمول کیا ہے۔ ضحاک رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ وہ رزق حلال و عبادت ہے اور خوش دلی کے ساتھ طاعت کرنا۔ شیخ امام نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ حیات طیبہ ان سب باتوں کو شامل ہے چنانچہ حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قد افلح من اسلم و رزق کفافا و قنعہ اللہ بما آتاہ۔ یعنے بے شک وہ فلاح پا گیا جو اسلام لایا اور اُسکو کفایت کے لائق رزق دیا گیا اور اللہ تعالےٰ نے اُسکو جو دیا اُسپر قناعت بخشی۔ رواہ الامام احمد والترمذی و مسلم و روی الترمذی و صححہ والنسائی نحوہ۔ مترجم کہتا ہے کہ اسلام و ایمان ایک ہے اور مراد یہ ہے کہ دل یقین کے ساتھ اعمال و طاعات بھی بجا لایا اور چونکہ کبھی دل میں تصدیق و یقین ہوتا ہے مگر نفس کی سرکشی سے اعمال میں قصور ہوتا ہے تو ایمان بغیر عمل کے ہوتا ہے اسواسطے اسلام فرمایا۔ اور رزق کفاف یہ ہے کہ اسکی ضرورت کے لائق اوسط درجہ کا ہو نہ حاجت سے زائد ہو جیسے دنیاوی شہوات میں اُڑانے کے لیے ہوتا ہے اور نہ کم ہو کہ تکلیف میں ہو اور طاعات ادا کرنے میں پریشان ہو۔ قناعت یہ ہے کہ اتنے رزق پر راضی ہو اور اُسکو شہوات و لذات دنیاوی اور ثروت کیطرف نظر نہو اور اسقدر کفاف پر ناگواری نہو بلکہ اگر ثروت والوں کو دیکھے اور اُسکی طبیعت خواہش کرے تو دل سے نفرت کرے اور اپنے نفس کے خطرہ سے استغفار کرے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالےٰ نے انس بن مالک رحمہ اللہ تعالےٰ سے روایت کی کہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یظلم المومنین حسنۃ یعطی بہا فی الدنیا و یثاب علیہا فی الآخرۃ و اما الکافر فیطعم بحسناتہ فی الدنیا حتی اذا افضی الی الآخرۃ لم تکن حسنۃ

یعطی بہا خیرا۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے اپنے بندہ مومن کی نیکی مین کچھ کمی نہین فرماتا ہی اسکو نیکی کے طفیل مین دنیا مین دیتا ہی
اور نیکی کا ثواب آخرت عطا فرماتا ہی اور رہا کافر تو وہ اپنی نیکیون کا عوض دنیا مین دیدیا جاتا ہی یہان تک کہ جب آخرت مین پہونچا یا گیا
تو اُسکی کوئی نیکی ہی نہین ہوئی جسکے عوض بھلائی پاوے۔ رواہ مسلم فی صحیحہ ایضاً۔ اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ سوائے طریقہ عبادات وغیرہ کے
دوسرے طور پر مثل صدقہ وخیرات واہل قرابات سے سلوک کے کافرون سے بھی نیکی شمار ہوتی ہین اور بعض آیات بھی اسپر شاہد ہین ولیکن
کافرون کو انکی نیکیون کا عوض اس دنیا مین دیدیا جاتا ہی اور وہ دنیاوی ثروت ومال ومتاع وغیرہ جسکی خواہش کرین بلکہ اس نیکی کا عوض
سوائے اسکے کچھ اور نہین ہوتا اس لیے کہ توحید حق عزوجل کے ساتھ دار آخرت پر انکو یقین ہی نہین ہی اور حدیث وآیت سے ثابت ہی کہ
اعمال کا مدار نیات پر ہی اور یہ بھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مومن کی نیت اپنے اعمال مین دار آخرت ہوتی ہی لیکن یہ اعمال خالصہ ایسے ہین
کہ اللہ تعالے انکی برکت سے دنیا مین بھی مومن کو اُسکی زندگی ایمان وطاعت پر مثمر حسنات رہنے کے لیے مناسب سامان عطا فرماتا ہی
اور آخرت مین پورا ثواب بدون کمی کے ملیگا بلکہ نیکی کئی گونہ ہوگی اور اسپر اللہ تعالے اپنی طرف سے فضل عظیم عطا فرماویگا۔ والحمد للہ رب
العالمین۔ بعض مفسرین نے لکھا کہ حدیث مین دعا مذکور ہی کہ اللہم قنعنی بما رزقتنی وبارک لی فیہ۔ یعنے الٰہی جو مجھے روزی کرے اسپر
قناعت مجھکو دیدے اور مجھے اسمین برکت فرمادے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ اچھے پیشہ سے کمائی اور اعمال صالحہ پر
زندگی پاکیزہ حیات ہی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہی کہ حیات طیبہ اللہ تعالے کی معرفت ہی۔ شیخ ابو بکر الوراق نے کہا کہ
طاعات مین حلاوت ہی۔ سدیؒ نے کہا کہ حیات طیبہ قبر مین ہوگی کیونکہ مومن موت کے ساتھ دنیا کی مشقت سے راحت پاویگا۔ سہل
بن عبد اللہ تستری نے کہا کہ حیات طیبہ یہ ہی کہ بندہ کے خیال سے اُسکی تدبیر پر نظر دور کردیجاوے اور حق عزوجل اپنی مخلوقات کی تدبیر
فرماتا ہی اسی پر معتمد رہے۔ بعض نے کہا کہ مخلوق سے بے پروائی ہونا اور حق عزوجل کی طرف محتاج رہنا یہی حیات پاکیزہ ہی۔ ف۔
فی العرائس قولہ تعالے من عمل صالحا من ذکر او انثےٰ الآیہ۔ واضح ہو کہ عمل صالح تین چیزین ہین ایک یہ کہ تمام خلق سے اور جو کچھ عالم مین ہی
سب سے علیحدہ ہونا اور اُسکو قدیم کے مقابلہ مین بنظر حقارت دیکھنا دوم یہ کہ اللہ تعالے کی قضا وقدر پر راضی ہو کر نفس کو قربان کرنا
اور اُسکے امتحان مین لذت پانا۔ سوم یہ کہ ہر حال مین عوض وثواب سے نظر اُٹھائے رہنا۔ یعنے یہ جاننا کہ یہ کام مین اللہ تعالے کے
رضامندی کے واسطے کرتا ہون ولیکن یہ نہین کہ مجھے اسکا عوض فلان نعمت ملے حالانکہ نیک کام کا ثواب اللہ تعالے کے فضل سے ضرور
ملیگا۔ پھر یہ شرط ہی کہ وہ بندہ مومن ہو یعنے درجہ یقین پر ہو اپنے حال واعمال مین خالص نیت اللہ تعالے عزوجل کی قبولیت
ورضامندی کی رکھے اور نیز اللہ تعالے جلشانہ نے جو وعدہ احکام غیب کے فرمائے ہین نور بصیرت سے گویا انکا مشاہدہ کرتا ہی
اور نیز اُسکی نظر سوائے اللہ تعالے کے سب سے پاک ہو اور یہ بھی یقین رکھے کہ اُسکا وجود واُسکی طاعات کچھ جناب حق عزوجل
قدیم کے لائق نہین ہین اور یہ بات تو یون بھی ظاہر ہی کہ جناب کبریا قدیم ہی اُسکی درگاہ کے لائق حادث نہین تو اس حادث کے
اعمال جو حادث در حادث ہین کیونکر ہو سکتے ہین بلکہ اللہ تعالے جلشانہ اپنے فضل سے بندون کو اپنے رضوان سے سرفراز فرماتا ہی
یہ اُسی کا فضل عظیم ہی پس جو شخص ان صفات کا ہو حق تعالے عزوجل اُسکے قلب وروح وعقل کو حیات ازلی کی برکت عطا
فرماتا ہی یہی حیات طیبہ ہی اُسی سے اُسکے انوار جمال دیکھتا ہی اور اُسی کے وصل سے مانوس اور اُسی کے فضل سے عافیت مین
رہتا ہی اور یہ عافیت بحیات طیبہ ہی پس ظاہر وباطن اُسکے لطف کے لباس مین اُسکے قہر سے محفوظ ہوتا ہی اور یہ مقام عافیت خارج

از مقام امتحان ہوجاتا ہی۔ یہ ثواب دنیا مین اُس شخص کا ہی جو اپنے رب عزوجل کی طرف متوجہ ہوا مگر اُسی کے واسطے نہ اپنی غرض سے اور نہ کسی دوسرے کی لالچ سے پس اُسکی حیات بحی القیوم بلا کدورت وفتور ہی اور ہر دم اُسکو مشاہدہ خارج از کیفیت ہی اور کوئی شخص بدون پاکیزگی کے جس نے حالت کدورات و شہوات نفس و وساوس شیطانی کو پاک نہین کیا وہ اسکو سمجھ نہین سکتا ہی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ حیات طیبہ قناعت ہی شیخ سوسی رحمہ وغیرہ نے اسکی تفسیر مین کہا کہ وہ زندگانی فقر الی الصبر ہی۔ حریری رحمہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ فہم سے صبر کرنا۔ شیخ ابن عطاء رحمہ نے کہا کہ دونون جہان اپنی خاطر سے گرا کر رب عزوجل کے ساتھ باقی رہنا۔ اور یہ بھی کہا کہ روح یقین و صدق نیت قلبی سے زندگی بسر کرنا۔ سہل رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ حیات طیبہ اُس قلب کو ہی کہ کونین سے نظر ہٹا کر اللہ تعالےٰ کے ساتھ زندہ ہی۔ امام جعفر رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ خلق کے ساتھ اپنے نفس سے زندگی کرنا درحالیکہ اسکا قلب مشاہدۂ الٰہی مین مستغرق ہو۔ اور یہ بھی کہا کہ قلب صافی اور روح ملاقی اور بدن و فاے طاعت مین وافی ہونا۔ بعض نے کہا کہ حسن معرفت و تجرید ہمت کے ساتھ قلب اپنے رب کی یاد مین ہو۔ امام صادق رحمہ اللہ تعالےٰ سے مروی ہی کہ قناعت و رضامندی کے ساتھ جینا۔ یہ بھی فرمایا کہ جو قلب اللہ تعالےٰ کی محبت مین اور زبان اُسکی یاد مین اور اعضا و جوارح اُسکی طاعت و خدمت مین ہون یہی حیات طیبہ ہی اور یہ بھی فرمایا کہ جب بندے کے واسطے پانچ مقام حاصل ہوتے ہین ایک عیش سرمدی دوم حیات ابدی اور سوم سچی بندگی چہارم قرب الٰہی اور پنجم ملک ازلی تو یہی حیات طیبہ ہی۔ شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ جو میسر آوے اُسپر رضامندی اور تکالیف مقدرہ پر صبر و شکر کرنا حیات طیبہ ہی کیونکہ کسی نفس کو پاکیزہ حیات نہوگی جب تک وہ قضاء و قدر پر راضی نہو۔ شیخ استاد رحمہ اللہ تعالےٰ نے قولہ وهو مومن کے معنی مین کہا کہ نیک کام نہین ہوتا مگر مومن سے اور جو مومن نہین اُسکے اعمال کبھی صالح نہین ہوتے ہین اور معنے یہ ہین کہ فی الحال اُس نے نیک کام کیا اور وہ انجام پر مومن مرا کیونکہ فی الحال جو صفائی حاصل ہوا اُس سے کچھ نفع نہین جب تک کہ انجام مین ایمان نہو کیونکہ خاتمہ کا اعتبار ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ کلام لطیف ہی اور بات یہ ہی کہ اگر ایک شخص نے اسوقت ایمان کا اقرار کیا اور دل سے اُس نے مانا کسی فریب و نفاق کی نیت نہین ہی پھر اُس نے نماز و روزہ و صدقہ و حج وغیرہ اعمال صالحہ کیے پھر آخر کو وہ مرتد ہوکر مرا نعوذ باللہ منہ تو چاہیے کہ وہ جہنمی نہو اس لیے کہ اعمال صالحہ کا ثواب جنت ہی پس شیخ نے اسکا جواب دیدیا کہ اعمال صالحہ فی الحال صالح بظاہر ہین اور حقیقت مین نہین معلوم پھر اگر وہ آخر مین کافر مرا تو اعمال مذکور صالح نہ تھے کیونکہ صالح اعمال فقط مومن کے ہوتے ہین اور اگر آخر مین مومن مرا تو اعمال مذکورہ صالحہ تھے جنکا ثواب عظیم پاویگا فافہم۔ بعضے کہتے ہین کہ مومن سے یہان یہ معنے بھی معلوم ہین کہ اُسکو یقین ہو کہ میری نجات فقط اللہ کے فضل پر ہی میرے اعمال اسکا سبب نہین ہوسکتے ہین۔ اقول اگر وہم ہو کہ پھر عمل کرنے سے کوئی فائدہ نہین ہی تو جواب یہ کہ اللہ تو ہی سے انکار ہوگا اگر اُسکی شریعت سے منحرف ہو۔ اور اعمال درجات عالیہ ہین اور اعمال یہانتک اللہ تعالےٰ کے یہان قبول ہوتے ہین کہ بندہ ولی اور مشاہدہ مین بحیات طیبہ مستغرق ہوتا ہی فافہم۔ پھر شیخ کے استاد رحمہ اللہ تعالےٰ نے نقل فرمایا کہ یون بھی کہا جاتا ہی کہ حیات طیبہ وہ نسیم قرب ہی اور یہ بھی کہا جاتا ہی کہ حیات طیبہ وہ کہ معیت محبوب ہو سکتے ہین کہ حیات طیبہ اولیا رہین کہ اللہ تعالےٰ اُنکا ہر سوال پورا کرتا ہی اور ہر امید برلاتا ہی اور خاص لوگ تو وہ ہین کہ نہ اُنکی کوئی حاجت نہ سوال اور نہ کچھ مقصد و نہ درخواست اور غور کرو کہ دونون قسم کے اولیا مین کتنا فرق ہی کسی کی حاجت و مراد ہو وہ پوری کردیجاوے اور کسی کو کچھ حاجت نہین وہ کچھ نہین چاہتا کیونکہ جسکی طرف حاجت ہو وہی حاصل ہی۔ قسم اول تو اللہ تعالےٰ کی بندگی مین ادب کے ساتھ قائم ہین اور قسم دوم بندگان آزاد ہین اقول خواہش نہونے سے

بالکل آزادی ہو اور اس حال مین وے اللہ تعالےٰ کی طاعات مین مستغرق ہین فرشتون کو بھی شہوت نہین ہو ولیکن یہ لوگ سردار ملائکہ سے افضل ہین- اور حدیث مین قرب النوافل کے آخر مین ہو کہ اور اگر مجھ سے کچھ مانگتا ہو تو مین اسکو دیتا ہون اور اگر مجھ سے پناہ چاہتا ہو تو اسکو پناہ دیتا ہون- انتہےٰ مترجما- اس سے صریح معلوم ہوا کہ قرب النوافل کی ولایت مین ادب سے شریعت وطاعت پر قیام ہوتا ہی پھر حق تعالےٰ عزوجل نے قرآن پاک کی قرارت کے لیے شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا بقولہ تعالےٰ

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ

سوجب تو پڑھنے لگے قرآن تو پناہ لے اللہ کی شیطان مردود سے اُسکا زور نہین چلتا

عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ

اُنپر جو یقین رکھتے ہین اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہین اُسکا زور اُنھین پر ہی جو اُسکو رفیق سمجھتے ہین

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۝

اور جو اُسکو شریک ٹھہراتے ہین

۱۳ ع ۱۱ ۱۹

اس آیت مین اللہ تعالےٰ نے اپنے بندون کو اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلّم کی زبانی حکم دیا کہ جب قرآن پڑھنا چاہین تو اللہ تعالےٰ سے پناہ ڈھونڈھین شیطان رجیم سے- اہل تفسیر نے کلام کیا کہ قولہ تعالےٰ فَاِذَا مین فا کیسی ہو بعض نے لکھا کہ فا ترتیب ہو یعنے عمل صالح کے بعد اسکو بیان کیا کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لیا کرین اور یہ فعل بھی عمل صالح ہو ولیکن ظاہر یہ ہو کہ قرأۃ قرآن کے ساتھ حکم دیا ہو اسی واسطے بعض نے لکھا کہ یہ آیت متعلق بقولہ ونزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیئی- ہو یعنے قرآن پاک باین صفات ہم نے تجھپر اُتارا فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ سو جب تو اس کتاب قرآن کو پڑھے- فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ تو پناہ ڈھونڈھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ- مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ راندے ہوئے شیطان سے- معنے استعاذہ کے یہ کہ اللہ تعالےٰ سے درخواست کر کہ مجھکو اپنی ایک مخلوق شیطان سے جسکو اُسنے ملعون راندہ ہوا کردیا ہو اور بندون کے امتحان کے لیے چھوڑا ہو اُس سے پناہ دیدی- چونکہ امتحان بھی اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے ہو اسی واسطے اکثر علماء نے تصریح کی ہو کہ خوف شیطان سے نہین بلکہ اللہ تعالےٰ ہی سے ہونا چاہیے کہ اُسکی نافرمانی وخشم سے شیطان کا تسلط نہ کیا جاوے کیونکہ فرمانبردار بندون پر اللہ تعالےٰ کی رحمت رہتی ہو چنانچہ فرمایا- اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ یعنے شیطان کا کچھ غلبہ وتسلط نہین ہوتا عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ان لوگون پر جو ایمان لائے یعنے اللہ تعالےٰ کی وحدانیت وآخرت کا یقین کیا- وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہین- واضح ہو کہ جب ساری قدرت وقوت اللہ تعالےٰ کے واسطے جانتے ہین تو وہ لوگ عہد وبیعت کو بھی کبھی اس خیال سے نہ توڑینگے کہ دوسرے مخالف فریق مین لوگون کی کثرت وثروت ہو اگرچہ انکو کچھ تکلیف بھی پیش آوے کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے امتحان ہو اور قرآن پاک مین یہ تعلیم موجود ہی مگر جو لوگ نافرمانی کرتے اور اللہ تعالےٰ کی صفات مین غیر کی شرکت جانتے ہین اُنپر شیطان مسلط ہوتا اور اُنکو فہم قرآن سے پردہ کرتا ہو چنانچہ فرمایا اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ اسکا قابو تو فقط اُنھین لوگون پر ہو جو اُس سے دوستی کرتے ہین حتی کہ اللہ تعالےٰ پر ایمان نہین لاتے اور گناہون کے مرتکب ہوتے اور دنیاوی شہوات مین مبتلا ہو کر اُنھین کو اصل قرار دیتے ہین اور آخرت سے غافل ومنکر ہین- بظاہر اگرچہ وہ اپنی خواہش وخیال سمجھتے ہین مگر درحقیقت تمام آدمی دماغ مین یکسان ہین یعنے حواس سب کے پاس برابر ہین

پھر جو اس مین جو صورت آئی ہی وہی اُسمین نقش ہوتی ہی اور یہ صورت دو طرح کی ہوتی ہی ایک تو شیطانی لبس کافر لوگ اس صورت کو اپنے دماغ مین نقش ہونے دیتے ہین اور مومنین اُسکو آنے نہین دیتے یا مٹیا دیتے ہین - دوم صورت از جانب فرشتہ تو کافر اسکو قبول نہین کرتے اور مومنین اُسی کو قبول کرتے ہین پس کافرون کی دوستی درحقیقت شیطان سے متحقق ہی **وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ** اور ان لوگون پر مسلط ہوتا ہی جو اُسکے ساتھ شرک کرتے ہین یعنے اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرنا درحقیقت شیطان کے ذریعہ سے ہی کیونکہ بت اور دیگر اشیاء جنکی پرستش لوگ کرتے ہین اُنکو تو پوجنے والون سے نہ خبر اور نہ رضامندی اور اصل مین یہ وسوسۂ شیطانی ہی جسکی عبادت کرتے ہین - **ف** - یہان چند مقام ہین کہ استعاذہ جسکا حکم دیا ہی یہ حکم کس قسم کا اور کب ادا کرنا چاہیے اور صیغہ اُسکا کس عبارت سے ہی - شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ یہ حکم مستحب ہی واجب نہین ہی چنانچہ شیخ ابوجعفر ابن جریر وغیرہ اامون نے اسپر اجماع ہونا نقل کیا ہی اور جو احادیث اس بارہ مین آئی ہین ہم نے ابتدا سے تفسیر مین بسط کے ساتھ ذکر کردی ہین اقول اور عطا رحمہ اللہ تعالے سے مروی ہی کہ استعاذہ واجب ہی - اگر کہا جاوے کہ خطاب تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی جواب یہ کہ اس سے زیادہ تاکید نکلتی ہی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو باوجود معصوم پیغمبر افضل ہونے کے جب وساوس شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم ہی تو قطعی قیاس صحیح سے ثابت ہوا کہ امت کو بدرجۂ اولے یہ حکم ہی - پھر استعاذہ قبل قرات کے ہونا جمہور کا مذہب ہی چنانچہ شیخ نے کہا کہ جمہور اسی طرف گئے ہین کہ استعاذہ قبل التلاوۃ ہی اور حمزہ رحمہ اللہ تعالے سے جو ائمہ قرار سے ہین اور ابو حاتم سجستانی سے مروی ہی کہ بعد قراۃ کے چاہیے - اقول ظاہر آیت یہی ہی کہ جب قراءۃ کرے تو استعاذہ کرے ولیکن بقول زجاج رحمہ اللہ تعالے کے اسکے معنے یہ ہین کہ جب ارادہ قرات کرے تو تو استعاذہ پڑھ جیسے نماز کو کھڑا ہو تو وضو کر اور جیسے کھانا کھانے تو بسم اللہ پڑھ -

مسئلہ مذہب جمہور کے موافق حنفیہ مذہب مین بھی اعوذ پڑھنا امام کو چاہیے اور مقتدی نہین پڑھیگا اس لیے کہ وہ قرات نہین کرتا ہی شیخ امام نے لکھا کہ ظاہری احتجاج کے موافق جو حمزہ وابوحاتم سے مروی ہی اسی کے مثل امام نووی نے شرح مہذب مین حضرت ابوہریرہ ومحمد بن سیرین وابراہیم نخعی سے نقل کیا ولیکن صحیح قول جمہور ہی کہ ابتداے قرات مین چاہیے تاکہ قرات کرنے والے پر شیطان تلبیس نہ کرے اور اُسکو غور وفکر سے پڑھنے مین مانع نہو - پھر کہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ لیس لہ سلطان علے الذین آمنوا الآیہ پس لازم آیا کہ جو کوئی شیطان کے وسوسہ مین آجاوے وہ مومن نہین کیونکہ مومن ہوتا تو اُسپر قابو نہوتا - لہذا شیخ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالے نے اسکے معنے یہ بیان کیے کہ شیطان کو مومنون پر غلبہ نہین ہوتا اسطرح کہ اُنکو ایسے گناہ مین ڈالے جس سے وہ توبہ نہ کرین اور دوسرے علمار نے کہا کہ سلطان کے معنے حجت کے ہین یعنے شیطان کو اُنپر از راہ حجت کے غلبہ نہین ہی پس وہ لوگ باطل کو کبھی حق نہین جانینگے جیسے گمراہ مشرک لوگ کرتے ہین - دوسرون نے فرمایا کہ استثناء کے مانند ہی کہ مومنون کو اللہ تعالے نے اپنا بندہ کر لیا اور شیطان سے چھڑالیا اور معنے قولہ علی الذین یتولونہ - مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا یعنے اُسکی اطاعت کرتے ہین اور دوسرون نے فرمایا کہ اللہ تعالے کے سواے اُسکو ولی بنا لیا - قولہ وہم بہ مشرکون - یعنے اُسکو اللہ تعالے کی عبادت مین شریک بنا لیا اور احتمال ہی کہ باء سببیہ ہو یعنی بسبب شیطان کی طاعت کے اُنھون نے اللہ تعالے کے ساتھ شرک کیا اور بعض نے کہا کہ اموال واولاد مین شیطان کو شریک کیا - پھر بعض نے کہا کہ قرات ہر رکعت مین مکرر ہوتی ہی تو استعاذہ ہر رکعت مین قرات سے پہلے ہونا چاہیے - یہ اس صورت مین ہی کہ ہر رکعت بقرات علحدہ ہو اور اگر تمام نماز ایک ہی حکم مین ہی تو اول مرتبہ کا تعوذ سب کے واسطے کافی ہی اور یہی ظاہر مذہب حنفیہ ہی ولیکن

اگر کوئی شخص پڑھے تو کچھ مضائقہ نہونا چاہیے جیسے بسم اللہ قبل الحمد وقبل سورہ کے امام محمد رحمہ اللہ تعالےٰ کے قول پر مستحسن ہو واللہ
تعالےٰ اعلم پھر تعوذ کا صیغہ مختار حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک قولہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ ہو جیسا کہ شیخ سیوطی رحمہ اللہ تعو
نے ذکر کیا۔ ورنہ جس صیغہ سے پناہ مانگے اصل سنت ادا ہو جائیگی۔ ف اشارات مع تفسیر آیات کو عرائس میں بیان کیا کہ قولہ تعو
انہ لیس لہ سلطان علے الذین آمنوا الآیہ۔ اللہ تعالےٰ نے آیت کریمہ مین صریح بیان کر دیا کہ شیطان کافر دگمراہ کرنے مین اُن بندون پر
غالب نہین ہوتا جنکو ازل مین اللہ تعالےٰ نے برگزیدہ فرمایا واسطے ایمان ومعرفت کے لیئے اُسکے اسماء وصفات کو پہچانتے اور اضداد
وانداد کی نفی کرتے ہین پس اُنکی بندگی مین شرک کو دخل نہین دیتے اور اُسکے وجود توحید کا یقین کرتے ہین اور اُسی کا تصرف ہر حال
مین یقین کرتے ہین پس اسکا تسلط ایسے لوگون پر نہین کیونکہ وہ لوگ حق تعالےٰ کی نگہداشت ورعایت مین ہین پس شیطان کو
قدرت نہین دی گئی کہ اُنکے ایمان مین وسوسہ وتردد ڈالے ولیکن دنیاوی شہوات کی راہ سے انمین وسوسہ ڈالتا ہے پس
جب آفتاب جلال اُنکے چہرون وقلوب وارواح پر چمکتا ہے تو وسوسہ ڈالتے وقت شیطان جل جاتا ہے حتے کہ اُسکو افاقہ حاصل ہو جاتا
پس جب افاقہ ہوا تو پھر اُنمین وسوسہ ڈالنے کا قصد کرتا ہے پھر جب اُنھون نے اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگی اُسکے شرور سے اور اپنے
رب تعالےٰ کی طرف توکل سے پناہ چاہی تو شیطان ملعون اپنے ٹھکانے ٹھٹھک کر ایسا پگھلنے لگتا ہے جیسے پانی مین نمک پگھلتا ہے۔ شیخ
ابو حفص رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ جو کوئی چاہے کہ شیطان سے محفوظ رہے اُسکو چاہیے کہ اپنا ایمان ویقین ٹھیک کرے پھر اللہ تعالیٰ پر
اپنا توکل مضبوط کرے سچا ایمان یہ ہے کہ حالت آسانی وتکلیف دونون مین صرف اپنے رب تبارک وتعالےٰ ہی کی طرف رجوع کرے
اور اُسکے عوض مین کسی چیز پر راضی نہو۔ اور توکل یہ ہے کہ رزق کے واسطے اللہ تعالےٰ پر ایسا بھروسا ہو جیسے سمجھے اپنے معلوم پر
بھروسا ہوتا ہے۔ شیخ نصرآبادی رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ جو بندہ اپنی نسبت بندگی کو اپنے رب عزوجل کے ساتھ درست رکھے
تو اُسکے بعد اُسپر کوئی منازعت وجھگڑا طبیعت یا شیطان کی طرف سے نہین پیش آتا ہے پھر حق تعالےٰ جلشانہ نے بیان فرمایا کہ اُسکی
حکمت وقدرت بالغہ سے شیطان کا غلبہ کن لوگون پر ہے فقال انما سلطانہ علے الذین یتولونہ۔ شیطان کے مسلط ہونے کے یہ معنی
ہین کہ حیلہ ومکر اور وسواس اُنمین ڈالتا ہے اور خالق عزوجل نے ہر ایک مخلوق مین جو چاہا پیدا فرمایا اور یہ معنے نہین ہین کہ شیطان کو طاقت
ہے کہ مخلوق الٰہی مین جس کسی کو چاہے گمراہ کر دے بدون اسکے کہ اللہ تعالےٰ چاہے کیونکہ گمراہ کرنا اور ہدایت دینا صرف اللہ تعالےٰ کے
قبضۂ قدرت مین منحصر ہے کسی مخلوق کو اُسمین دخل نہین ہے وہی منفرد بوحدانیت ہے اور شیطان کا تسلط اُنھی پر جنکو اللہ تعالےٰ نے
گمراہ ازلی فرمایا ہے پس اپنے تسلط سے وہ بہکاتا اور خوب وسوسہ جاتا ہے اور گمراہ ازلی اُسکے تابع کیا جاتا ہے اسطرح کہ وہ اپنی خواہش
کی پیروی کرتا ہے اور رہے مومنین ومسلمین تو وہ کبھی نفس کی حرا دیوچی کرنے مین اُسکے پیرو ہو جاتے ہین مگر کفر وضلال مین اُنکی پیروی
نہین کرتے ہین پس مومنون کے ساتھ اُسکا وسوسہ زیادت گناہ کی غرض سے ہوتا ہے۔ بعض مشائخ نے کہا کہ جس نے اپنی خواہش کی
پیروی کی اُس نے شیطان سے دوستی کی اور جس نے دنیا کی طرف میل کیا اُس نے شیطان کی پیروی کی اور جس نے دنیا مین لوگون پر
سرداری چاہی وہ شیطان کا مرید ہو گیا اور جس نے ظاہری علم کے خلاف عمل کیا اور مخالفت چاہی اُس نے شیطان کو اپنا ولی بنا لیا
اور جس نے مسلمانون کی خیانت کی اُس نے شیطان کو اپنے قلب پر راہ دیدی اور جو شخص کہ ظاہر وباطن کسی مخالفت
شریعت مین پڑا اُس نے اپنے آپ کو ہلاک کر دیا اور جس نے شیطان سے دوستی پیدا کی اور اُسکو اپنا ولی بنایا

تو وہ حق تعالےٰ عزوجل سے بری ہوگیا پھر منجملہ وساوس شیطانیہ کے جو شبہہ قرآن پاک مین عموماً کافرون کو جہالت سے پیدا ہوتا ہی دفع فرما دیا بقولہ تعالے

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ

اور جب بدلتے ہین ایک آیت کی جگہہ دوسری اور اللہ بہتر جانتا ہی جو اُتارتا ہی تو کہتے ہین تو تو بنالاتا ہی

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ

یون نہین پر اُن بہتون کو خبر نہین تو کہہ اُسکو اُتارا ہی پاک فرشتے نے تیرے رب کی طرف سے تحقیق

لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ

تا ثابت کرے ایمان والون کو اور راہ کی سوجھ اور خوشخبری مسلمانون کو اور ہمکو معلوم ہی

اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ

کہ وہ کہتے ہین اُسکو تو سکھاتا ہی آدمی جسپر تعریض کرتے ہین اُسکی زبان ہی اور یہ عجمی

وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اور یہ زبان عربی صاف جنکو اللہ کی باتین یقین نہین آتین

لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اُنکو اللہ راہ نہین دیتا اور اُنکو دکھ کی مار ہی جھوٹھ بناتے وہ ہین جنکو یقین نہین

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝

اللہ کی باتون پر اور وہی لوگ جھوٹے ہین

واضح ہو کہ کمال رحمت سے اللہ تعالےٰ نے اہل القرآن کو ہدایت فرمائی اور ازل سے اپنی عظیم رحمت صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم کے واسطے رکھی تھی کہ اول مین اُنپر ایک مدت کے واسطے جو اُسکے علم مین تھی ایک حکم مقرر کیا خواہ آسان کہ دوسرے وقت مین بجائے اُسکے دوسرا سخت حکم دیا اور یا سخت کہ جیسے اول مین جو کچھ کماتے اُسکو صدقہ کر دینے کا حکم تھا سوائے اسقدر کے جو اپنے عیال کے صرف مین آوے پھر منسوخ کر دیا صرف زکوۃ رکھی۔ پس اللہ تعالےٰ علیم ہوا جس نے اپنے بندون کو کمال قرب و منزلت کے واسطے اسطرح درجہ بدرجہ بلند فرمایا جیسے معلم اپنی اولاد کو آہستہ آہستہ تعلیم کرتا اور بدلتا جاتا ہی اور ایک ہی حالت پر نہین چھوڑتا ہی حالانکہ وہ اول سے جانتا ہی کہ یہ حکم اُسکے واسطے اس عمر تک اور اس درجہ تک ہی پھر اُسکو دوسرے طور سے تعلیم مین تبدیل کیجاویگی اسی طرح اللہ تعالیٰ جلشانہ نے کمال رحمت سے اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو برگزیدہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک حکم کی جگہ دوسرا بدلنا کچھ اسوجہ سے نہین کہ اس حکم مین عیب تھا بلکہ اسوجہ سے کہ یہ حکم اُسی وقت تک لائق تھا پس یہ سمجھنا بالکل جہالت و نادانی ہی کہ پہلے حکم کا انجام نہین معلوم تھا کیونکہ آدمی اپنی اولاد کی تعلیم مین جو طریقہ پانچ برس کی عمر مین رکھتا ہی جانتا ہی کہ دس برس کے بعد دوسرا طریقہ بدلا جاوے پس یہان اللہ تعالےٰ جلشانہ کی طرف بیہودہ خیال صرف گمراہی و وسوسہ شیطانی ہی یہ وسوسہ بیہودہ کافرون و گمراہون مین سما گیا تھا جسکی وجہ سے حق کو چھوڑتے تھے پس اللہ تعالےٰ نے اُسکو رد فرمایا بقولہ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ یعنے جب ہم نے ایک آیت کا

حکم اٹھا دیا اور بجائے اُسکے دوسرا حکم قائم فرمایا۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالےٰ جیسے قولہ ما ننسخ من آیۃ الخ قتادہ رحمہ اللہ تعالےٰ۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ اور اللہ تعالےٰ خوب واقف ہے بدون علم نہین جو اُتارتا ہے یا حالانکہ اللہ تعالےٰ اپنے علم سے اتارتا ہے جو نازل کرتا ہے قَالُوا تو کافر لوگ بوجہ اپنی ضعف عقل ولغزش قدم کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہین کہ إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ تو تیرا افترا ہے تو ہی مفتری ہے یعنے فرشتہ کا پیغام اللہ تعالےٰ جل شانہ کی طرف سے نہین ہے حالانکہ یہ کمال حکمت کے ساتھ اللہ تعالےٰ عزوجل کیطرف سے ہے جو وہ چاہتا ہے حکم فرماتا ہے اسمین اُسکی قدرت کی دقیق حکمتین ہین مگر کافرون کو بجائے عقل کے جہالت نے گھیرا اور شیطان نے مسلط ہوکر انکو گمراہی کی طرف اندھا کردیا کہ قرآن وحی سے انکار کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر مفتری ہونے کا شبہہ کیا بَلْ نہین یعنے تو مفتری ہرگز نہین ہے بلکہ۔ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ بہتیرے اُنمین سے کچھ علم نہین رکھتے۔ یا وحی قرآنی کے معنے سے واقف نہین یا نہین جانتے کہ نسخ مستلزم نادانی وافترا نہین بلکہ کمال رحمت ومصلحت ہے۔ قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ یعنی منکرون کو کہدے جو اللہ تعالےٰ تجھے خطاب فرماتا ہے کہ قرآن کو روح القدس جبرئیل نے تیرے رب کی طرف سے بحق نازل فرمایا ہے اسمین افترا وکذب کو دخل نہین ہے وہ انتہاے مرتبہ اعجاز بلاغت ہے جسکی ایک آیت کے مثل نہین لاسکتے ہین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صدق وامانت ودیانت سے خوب واقف تھے اور اقرار کرتے کہ تمام نیک باتون کا حکم دیتے اور برائیون سے روکتے ومنع کرتے ہین خود کسی مال ومتاع وریاست کی خواہش نہین کرتے بلکہ یتیم ومفلس وغیرہ کی خود خبرگیری کرتے ہین قرآن اُنپر معجزہ عظیم ہے جسکی ایک آیت کے مثل نہین لاسکتے ہین معجزات دیگر اُنسے برملا ظاہر ہوتے ہین پھر ان سب باتون کے باوجود جہالت کے شبہہ سے کہ قرآن پاک مین نسخ کیونکر ہوتا ہے ایمان سے پھرتے اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مفتری بتلاکر کفر کی طرف اصرار کرتے ہین حالانکہ آیات کے معانی تمام نور وحکمت ہین کہ جسسے دل مطمئن ومنور ہوتا ہے چنانچہ فرمایا۔ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا تاکہ ثابت رکھے اُنکو جو ایمان لائے کیونکہ آیات سے اُنکے دلون مین ایمان پر ایمان بڑھتا ہے اور نور پر نور زیادہ ہوتا ہے۔ وَهُدًى اور ہدایت وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ اور بشارت ہے واسطے اطاعت کرنیوالون کے پس مومنون کے خلاف کافرون مین اُسکے خلاف نتائج حاصل ہوتے ہین کہ بجائے تثبیت کے اُنمین لغزش وتنزل پیدا ہوتا اور ہدایت کی جگہ زیادہ گمراہی انکار کی اور بجائے بشارت کے جھڑکی عذاب کے وعدہ کی پاتے ہین اور اندھیرے پر اندھیرا اُنکے دلون پر طاری ہوجاتا ہے۔ پھر باوجود اسکے کہ کوئی عرب اپنی طرف سے تعلیم کرنے کا کسی طرح اقرار نہ کرتا تھا اور نہ کسی عجمی کی طرف سے ہرگز گمان ہوسکتا تھا تو خواہ مخواہ الحاد اور ہٹ دھرمی سے بہتان لگایا کہ عجم کا کوئی شخص محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سکھلاتا ہے اور عجم کے لوگون مین سے چند غلام یہان مکہ وغیرہ مین رہتے تھے حالانکہ وہ بعضین کافرون کے غلام تھے اور ظاہر ہے کہ جب برادری والے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہین دیتے تھے تو یہ غلام کیونکر ساتھ دیتے مگر یہی بہتان لگایا کہ یہ غلام سکھلاتے ہین جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ملال ہوا تو اللہ عزوجل نے تسلی فرمائی اور کافرون پر ملامت کے ساتھ رد فرمایا بقولہ۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ یعنے قسمیہ کیسے فرمایا کہ ہم جانتے ہین کہ یہ کفار کہتے ہین کہ محمد کو تو قرآن ایک آدمی سکھلاتا ہے نہ فرشتہ لاتا ہے۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ نے لکھا کہ بشر سے انکا اشارہ ایک غلام کی جانب تھا جو قبیلہ قریش مین سے بعضے کنبہ کا مملوک تھا اور مالک اس سے فروخت کرنے کی خدمت لیتا تھا وہ صفا کے پاس بیٹھکر بیچا کرتا تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بعض اوقات اُسکے پاس بیٹھ جاتے اور اُسکے مصاحب مین اُس سے تسکین کی بات کرتے اور یہ غلام دراصل عجمی تھا زبان عرب بہت کم جانتا تھا اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے فرمایا بقولہ۔ لِسَانُ الَّذِي

يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ زبان اُس شخص کی جسکی طرف الحاد کرتے ہین یعنے ہٹ دھرمی سے کہتے ہین کہ وہ سکھلاتا ہی - اَعْجَمِيٌّ عجمی ہی یعنی سوائے
عرب کے ہی یا وہ گنواری بولی بولتا ہی وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ اور یہ قرآن صاف زبان عربی ہی - پس ایسے شخص سے
کیونکر یہ قرآن سیکھا جا سکتا ہی جو فصاحت و بلاغت مین مرتبہ اعجاز سے باہر ہوا اور مرتبہ اعجاز یہ ہوتا ہی کہ بشر کا کام نہو کہ اُسکے مثل زبان
بولنے اُس نے بشر کو عاجز کر دیا ہو باوجود اسکے تمام ان معارف و معانی کو شامل ہی جو بنی اسرائیل پر متفرق اُترے عجمی اُسکو کیونکر سکھلا سکتا ہی
یہ قول تو وہ بھی نہ کہیگا جسکو ذرہ برابر عقل ہو - محمد بن اسحق نے سیر مین لکھا کہ مجھے خبر پہونچی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی بنو الحضرمی
کے غلام سبیعہ نصرانی کے پاس جو مروہ کے پاس بیٹھا کرتا اور اُسکو جبر کہتے تھے بیٹھ جاتے پس قریش والون نے بہتان باندھا کہ آپ اس سے
سیکھتے ہین تو یہ آیت اُتری - ایسا ہی عبد اللہ بن کثیر سے مروی ہی اقول نہایت تعجب یہ ہی کہ وہ غلام اپنے آقاؤن کو ظاہر نہ کرتا بلکہ
جب واقف ہوتا کہ میرا کہا ہوا بیان کیا ہی تو برملا اُسکو ظاہر کرتا یہ انتہائے حماقت و بہتان قریش کا تھا - شیخ نے لکھا کہ عکرمہ و قتادہ سے مروی ہی
کہ اسکا نام یعیش تھا اور ابن جریر نے اپنی اسناد سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ مکہ مین ایک شخص لوہاری کا کام کرتا اور
تلوارین بناتا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکو اسلام کی تعلیم دیتے پس قریش آپ کو اُسکے پاس آتے جاتے دیکھتے تو بہتان لگایا کہ
بلعام ہی محمد کو سکھلاتا ہی پس یہ آیت نازل ہوئی - سعید اللہ بن مسلم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے یہان رومی دو شخص کاریگر تھے اور اپنی
کتاب پڑھا کرتے اور کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم راہ مین کھڑے ہوکر سُنتے پس قریش نے بہتان باندھا تو آیت اُتری - زہری رح نے
سعید بن المسیب سے روایت کی کہ مشرکون مین سے ایک شخص وحی لکھتا تھا وہ مرتد ہوکر بیہودہ بکنے لگا - دوسرے مفسرین نے اسکے نام مین
اور بھی اقوال بیان کیے مثلا نصرانی غلام تھا جسکا نام ابو میسرہ تھا - یا عداس نام تھا - بعض نے کہا کہ دو غلام آہنگر تلوارین بناتے تھے
ایک کا نام جبر اور دوسرے کا یسار تھا - شیخ نحاس رح نے کہا کہ یہ اقوال باہم متناقض نہین ہین کیونکہ شاید متفرق لوگون مین سے ہر ایک نے
ایک ایک شخص کی طرف بہتان باندھا ہو - بالجملہ انھین دو وجہ سے قریش کی ہٹ دھرمی و عداوت ظاہر تھی ایک یہ کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم اُمی تھے تو غیر زبان سے وقوف مستبعد تھا دوم یہ کہ ایسے فتنہ شدید مین جو غلام ایسا ہوتا وہ اپنے آقاؤن سے پہلے بیان کرتا -
اور واضح ہو کہ علوم قرآن و غرائب اخلاق اسوقت اسقدر مستحکم و قوی علوم کے ساتھ موجود ہین کہ جو لوگ علوم حکمت مین کمال رکھتے ہین
اُسکے علوم کے سامنے اطفال مکتب ہین اور قرآن اسوقت تک بحد تواتر ہی پس کمال ثبات و صدق کے ساتھ اُسکے آیات و احکام پورے
ہوئے اور تمام اہل کتاب کو صاف اعلام دیا گیا کہ تم پہلے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نام سے مشرکون پر غلبہ چاہتے تھے اب جبکہ ظاہر
ہوکر آیا تو بسبب جاہلیت و عداوت انصار کے منکر ہوگئے - قرآن پاک مین تمام دینون پر دین اسلام عنقریب غالب ہونا بیان ہوا پس یہ
وہ زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین آٹھ برس کے عرصہ مین پورا ہوگیا - بالجملہ آیات نبوت اسقدر کثرت سے ظاہر ہین کہ سوائے کور باطن کے
کوئی منکر نہین ہوسکتا اور کور باطن خواہ مخواہ آیات سے انکار کرتا ہی - اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
یعنی جو کہ محض وہم و ہٹ دھرمی کے ساتھ بدون حجت کے آیات الٰہی سے منکر ہوتے ہین - لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ اللہ تعالے اُنکو
راہ نہین دیتا جس راہ سے نجات پاوین - وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور لامحالہ اُنکے واسطے آخرت مین عذاب دردناک ہی -
پھر اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ رسول اللہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم مفتری و کذاب نہین ہی - اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ
وہی لوگ جھوٹ افترا باندھتے ہین جو - لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ یقین نہین لاتے اللہ تعالے کی آیتون پر یعنے

کاذ ملحد لوگ اللہ تعالے پر افترار باندھتے ہین جو لوگون کے درمیان بھی جھوٹے ہوتے ہین اور رسول اللہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو نہایت صادق القول اور نہایت نیکوکار واعلے کمال علم وعمل مین معروف تھے اسی واسطے قریش مین صدوق امین کے نام سے مشہور تھے کما قال تعالے فانہم لایکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون یعنے قریش تجھے جھوٹا نہین کہتے ولیکن ظالم اللہ تعالے کی آیات سے انکار کرتے ہین - ہرقل بادشاہ روم نے جب ابوسفیان سے پوچھا کہ قبل دعوے رسالت کے تم لوگ کبھی اُسکو جھوٹ سے تہمت کرتے تھے تو یہی کہا کہ کبھی نہین پس ہرقل نے کہا کہ پھر یہ نہین ہوسکتا کہ وہ آدمیون کے معاملات مین جھوٹ کبھی نہ بولے اور جاکر اللہ تعالے پر جھوٹ باندھے پس کاذب مفتری وہ ہین کہ آیات الٰہی سے انکار کرتے ہین اور اس سے زیادہ کون افترار ہوگا کہ خالق عزوجل جس نے انکو پیدا کیا اور رزق دیتا ہو اُسکے سوائے بتون وستارون کی گردش اور اپنی قوت سے رزق کے مدعی ہین اور صحت وعافیت درختون کی پیداوار وموسم کی نیرنگیان سب دوسرے اسباب کی قدرت سے کہتے ہین پس اس سے زیادہ کذب وافترا کیا ہوگا کہ خالق کی صفت مخلوق مین اور خالق ومخلوق کو برابر کرتے ہین - وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ یہی لوگ جھوٹے ہین - ف - فی اشارات العرائس قولہ تعالے قل نزلہ روح القدس الآیہ - چونکہ اعداے دین کفار ومشرکین کو استعداد معرفت بخطاب الٰہی نہین تھی اسی وجہ سے انکی جبلت مین انکار وکفر تھا کیونکہ اُنکی جبلت مرتبہ معرفت الٰہی سے مردود اور بعید واقع ہوئی تھی اور اُسکے شہود ووجود سے بالکل بے خبر تھے اُنکو کیا تمیز تھی کہ کلام عزیز سے کیا صادر ہوتا ہو اسی وجہ سے خطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا اور حکم دیا کہ قل نزلہ روح القدس من ربک - یعنے جو خطاب ہم تجھکو فرماتے ہین کہ تجھپر یعنے تیرے قلب پر روح القدس نے قرآن نازل کیا ہی یہ تو اُن کافرون سے کہدے یعنی اللہ تعالے نے ازل مین کلام فرمایا اور یہ کلام جبرئیل کی طرف وحی فرمایا اور جبرئیل کو حکم دیا کہ اللہ تعالے کے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو نازل کرے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اُن مومنون کو پہونچا وے جنھون نے ارواح سے اللہ تعالے جلشانہ کو میثاق ازل کے وقت پہچانا اور اُسی کے کلام سے کلام کیا ہو اسی واسطے مومنین کا ثبات اُسکا فیض بیان فرمایا یعنے مومنین اپنے رب عزوجل کے خطاب کے ساتھ اُسکی معرفت مین ثابت قدم رہین اور اُسکی طاعت مین مضبوط قائم رہین - وقولہ ہدے وبشرے للمسلمین - یہ صفت کتاب الٰہی ہو کہ وہ آئینہ معرفت ذات وصفات ہو اور اہل طاعت وایمان کے لیے دوام وصال کی خوشخبری دینے والی ہو اور واضح ہو کہ جب اللہ تعالے نے کلام چاہا تو خود اپنی ذات پاک سے اسطرح کلام فرمایا جیسا اُسکی شان بلند کے لائق ہو یعنے کسی مخلوق کے فہم کو رسائی اُسکی کیفیت پر نہین ہو وہ بلاکیفیت اور بدون حرف وآواز کے ہو اُسمین کوئی صفت یا مشابہت یا لگاؤ ایسی بات سے نہین ہو جو مخلوقات کی ہوتی ہو پھر اپنے کلام کو اپنی قوت سے قوت اور اپنے جلال سے جلالت اور اپنی عظمت سے عظمت عطا فرمائی پس حضرت جبرئیل علیہ السلام اس کلام کو اپنی لائق قوت سے سُنتا ہو وہ سماعت بقوت قدسیہ ہو جو قدوس سے مستعار ہو اگر یہ نہوتا تو عالم ملکوت اُسکی سماعت سے فنا ہو جاتا - قال المترجم حق یہ ہو کہ شیخ وغیرہ اہل الحق نے ایسے اشارات کے بیان مین اسی الفاظ وعبارات سے تعبیر کی اور جو شخص نور عقل سے مستفید ہو وہ جانتا ہو کہ کوئی چیز حادث ایسی نہین ہو کہ قدیم جلشانہ کی صفات کو اپنے فہم مین اپنی قوت سے لاوے کیونکہ وہ پاک عالی متعالی ہو ولیکن اشارات غیر خیر سے کرنے کے سوائے کوئی چارہ نہین اور مقصود یہ کہ آدمی اپنی نادانی سے صرف اپنے فہم پر اکتفا نہ کرے طالب حق ہو اور ہر حال مین اپنے آپ کو نادان جاہل جانے کیونکہ جو ظرف بھرا ہوا اُسمین گنجائش نہین ہو واللہ تعالے ہو الہادی پس خلاصہ یہ ہو کہ سماع کلام بھی خود بقوت ربانی ہو جیسے حضرت جبرئیل علیہما السلام

اس کلام پاک کو اٹھایا اور آیت مین ہو کہ ۔ ماذا قال ربکم قالوا الحق وھو العلی الکبیر ۔ اور حدیث مین اسکی تفسیر ہو کہ کلام کی عظمت سے ملائکہ خشوع و خضوع کے ساتھ سجدہ مین گرجاتے ہین پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کلام کو اٹھایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اُترے تاکہ ادا کر دین پس حق عزوجل اس قوت و جلال کو اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب پاک کو پہنایا ہو ولیکن حق تعالےٰ جلشانہٗ کو مخلوقات سے نسبت و مشابہت نہین اور سماجانا اور چھاجانا وغیرہ جو کچھ قیاس مین آوے سب سے وہ پاک ہو ولیکن قوت کاملہ الٰہیہ سے قلب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کلام کو سُنا اور محفوظ کر لیا پھر یہی قوت اُسکے تمام وجود مین فیض پاتی ہو پس اللہ تعم جلشانہ نے اظہار فرمایا کہ اُسکے پاک رسول علیہ السلام پر یہ عظمت نہایت بھاری ہو چنانچہ ارشاد فرمایا بقولہ تعالےٰ انا سنلقی علیک قولاً ثقیلاً ۔ پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس وحی کے بوجھ مین باقی رہے یہان تک کہ حق تعالےٰ عزوجل نے اس جامع کمالات کو جسکے واسطے تمام مخلوقات مخلوق ہوئی ہو اپنی حفظ عنایت مین کر لیا پس درحقیقت القا کرنا اور برداشت کر دینا اُسی جلشانہ کی طرف سے ہو اور اگر یہ نہوتا تو سنتے ہی روح القدس مع تمام ارواح مقدسہ کے پارہ پارہ وفانی ہو جاتے پس جہان تک قدس کی صفت بڑھتی ہو اُسکو اس صفت سے ظہور تمام ہوتا جاتا ہو اور علل و حوادث سے تعلق نہین ہوتا ۔ **قال المترجم** اسی واسطے احیاء العلوم وغیرہ مین قرآن پاک کی تلاوت کے واسطے مراتب لکھے ہین جنکا خلاصہ یہ ہو کہ ابتداء مین عوام کے مانند شریعت پر قیام اور مجاہدہ و ریاضت پر اقدام ہو اور غور سے سمجھتا جاوے پھر گویا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے سُنتا ہو پس برداشت و جوانمردی سے سُننے پھر گویا وحی حضرت جبرئیل علیہ السلام سنتا ہو پھر گویا سماع بحق عزوجل ہو اور یہ مرتبہ ظہور ہو کہ اُسوقت حقائق کا انکشاف ہوتا ہو اور ولی کو حاصل ہوتا ہو فافہم شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ارواح کے واسطے نہ کدورت خراب ہو اور نہ لذت شہوات اور نہ موت ہو نہ حیات بلکہ جواہر لطیفہ ہین وہ لطافت انکی حیات قوی ہو اور اسی لطافت سے حضرت جبرئیل علیہ وسلم کا نام روح القدس ہو ۔ پھر اللہ تعالےٰ جلشانہ نے عہد و بیعت اسلام سے ظاہری یا باطنی ارتداد وغیرہ کا حکم فرمایا ۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ

جو کوئی منکر ہوا اللہ سے یقین لائے پیچھے مگر وہ نہین جسپر زبردستی کی اور اُسکا دل برقرار ہے ایمان پر

وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ

لیکن جو کوئی دل کھول کر منکر ہوا سو اُنپر غضب ہے اللہ کا اور اُنکو

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ

بڑی مار ہے یہ اسواسطے کہ اُنھون نے عزیز رکھی دنیا کی زندگی آخرت سے

وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

اور اللہ راہ نہین دیتا منکر لوگون کو وہی ہین کہ مہر کر دی اللہ نے

قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ○

اُنکے دلون پر اور کانون پر اور آنکھون پر اور وہی ہین غافل لوگ

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ

آپ ہی ثابت ہوا کہ آخرت میں وہی خراب ہیں

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ یعنی ایمان لانے کے بعد جس نے اللہ تعالےٰ سے کفر کیا خواہ زبان سے کفر کا کلمہ کہا یا کوئی فعل کفر کا کیا خواہ اپنی خوشی و اختیار کے ساتھ یا اسطرح کہ اُسپر کسی نے زبردستی کی۔ تو اُسکا حکم آگے آتا ہو ولیکن اس اسے استثنار ہو تو لہ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ سوائے اُسکے جسپر زبردستی کی گئی حالانکہ اُسکا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو تو ایسے مجبور آدمیوں کے سوائے جس نے بعد ایمان کے کفر کیا یعنے اپنے اختیار کے ساتھ جسکی توضیح یہ ہو۔ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا ولیکن جس نے کھولدیا کفر کے ساتھ سینہ۔ فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ تو اُنپر اللہ تعالےٰ کی طرف سے غضب ہو وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور اُنکے لیے عذاب عظیم ہو۔ اس آیت کے سمجھنے کے لیے اہتمام چاہیے لہذا پہلے ایمان متحقق ہو پھر کفر کرے اور اسکا نتیجہ غضب الٰہی و عذاب عظیم دنیا میں و آخرت میں کیونکر ہوگا اور اسمیں سے وہ مستثنے ہو جسپر اکراہ ہو تو اکراہ کے معنی کیا ہیں اور کیونکر متحقق ہوتا ہو اور اُسکا حکم کیونکر ہو اور کفر کے واسطے سینہ کھل جاتا یا نہیں کھلتا اُسکے واسطے کیا ثبوت ہو۔ واضح ہو کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا ائمہ حنفیہ کے نزدیک دل کی تصدیق سے ہوتا ہو چنانچہ قلبہ مطمئن بالایمان صریح ہو کہ ایمان کا محل دل ہو اور زبان کا اقرار اسواسطے ہوتا ہو کہ ظاہر میں اُسکے ساتھ مسلمانوں کا برتاؤ کیا جاوے کہ اُسپر جہاد نہو یا جزیہ لیا جاوے اور مومنہ عورت سے نکاح کردیا جاوے اور اُسکے جنازہ پر نماز پڑھی جاوے اور مانند اُسکے احکام اُسکے ساتھ برتے جاویں لہذا اگر کسی نے دل میں یقین کرلیا کہ اللہ تعالےٰ وحدہٗ لاشریک ہو اسطرح کہ جیسے اُسکے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا ہو اور دل میں ایمان اُتر آیا مگر اس نے ظاہر میں اقرار نہ کیا تو وہ اللہ کے نزدیک مومن ہو مگر ظاہر میں اُسکے ساتھ کافروں کا برتاؤ کیا جائیگا اور برتاؤ کرنے والوں پر کچھ گناہ نہوگا کیونکہ ہمکو معلوم نہوا اس لیے اقرار کرنا یا افعال اسلام ادا کرنا یہی دلیل تھی وہ پائی نہیں گئی اور واضح ہو کہ خالی اگر کوئی جان لیوے کہ مثلاً محمد صلے اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں تو یہ کافی نہیں کیونکہ بہت سے یہودی علماء بھی اُسوقت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر جانتے تھے کما قال تعالےٰ یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم وکما قال تعالےٰ ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق۔ کیونکہ حق چھپایا تا بعد جاننے کے پھر بھی یہ لوگ کافر ہیں بلکہ جاننے کے ساتھ دل میں یقین کو اور مان لینے کو اُتار لینا اور مان لینا ضرور ہو پھر جس نے یقین مان لیا مگر چھپایا تو ایک تو وہ خام ہو دوسرے اُس نے دوسروں کی راہ ماری اس لیے کہ دوسرے بھی ایمان نہ لائے بالجملہ ایمان کا محل دل ہو لیکن شرع میں بعضے اعمال و اقوال ایسے بتلائے گئے ہیں کہ جب ہم کسی شخص سے جو ایمان لاکر ظاہر ہو گیا یا نہوا ہو اس سے یہ اعمال دیکھیں تو حکم دیدیں کہ اللہ تعالےٰ نے اُسکے دل میں بھی ایمان نہیں اُتارا مثلاً وہ بتوں کو سجدہ کرے یا مثلاً قرآن پاک کو جھوٹا بتلاوے یا علماء کی بنظر عالم ہونے کے توہین کرے یا شریعت کو ڈھکوسلا بتلاوے یا زنار باندھے غرضیکہ فقہ کی کتابوں میں جن باتوں سے مرتد ہوتا لکھا ہو اُنمیں سے کوئی بات پائی جاوے تو شرع نے یہ پہچان رکھی ہو کہ اُسکے دل میں ایمان نہیں آیا پھر اگر ظاہر ہو کہ اُس نے ایسا کیا تو مرتد ہو یعنے اُسپر مرتد کا حکم جو بیان ہوگا جاری کیا جاوے اور اگر ظاہر نہیں ہوا تو اُسکے اوپر مرتد کا حکم جاری نہوگا اگرچہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ مرتد ہوا۔ اور فتاویٰ میں مذکور ہو کہ جس نے اقرار نہ کیا ولیکن مسجد میں نماز جماعت وغیرہ ادا کی جس سے اُسکے اسلام کا حکم دیدیا گیا اور جزیہ اُسپر سے ساقط ہوا تو پھر افعال ارتداد سے مرتد ہونے کے حکم میں ہوگا۔ اور واضح ہو کہ فقہاء نے لفظ تکفیر کا اطلاق کیا اور یہ تکفیر سے بھی ہو سکتا ہو بمعنے کفر کیجانب منسوب کرنا تو اسمیں اشارہ ہوتا ہو کہ ظاہر میں اُسکو کافر کہا جاوے اور وہی برتاؤ کیا جاوے

مگر ممکن ہو کہ باطن مین وہ اللہ تعالے کے نزدیک کافر نہو اور یہ صیغہ کفار سے بھی ہو سکتا ہو اور تحقیق و تورع ہو اور شیخ شامی رحمہ نے حاشیہ درمختار مین نقل کیا کہ یہی اخیر صحیح ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ میرے نزدیک صواب اسمین تفصیل ہو اسطرح کہ بعضے افعال اس قسم کے ہین کہ شرع نے اُنکے صدور کے ساتھ عدم ایمان کا حکم دیدیا ہو جیسے مثلاً کوئی توحید کا کلمہ پڑھے اور بت کو سجدہ کرے تو شرع نے آگاہ کر دیا کہ اُسکے دل مین یقین نہین ہو پس ایسے اعمال سے تحقیقی کفر کا حکم دیا جاوے اور بعضے افعال اس قسم کے ہین کہ جنمین یہ تصریح نہین ہو اگرچہ کفر لازم آتا ہو جیسے مجلس وعظ کی اہانت کرنے یا مضحکہ سے نقل کرنے کے لیے کچھ لوگ جمع ہوئے تو ظاہر شرع مین تکفیر ہو اگرچہ ناقل کی نیت نفس وعظ کی راہ سے یہ نہو بالجملہ اسمین نیت کا باطنی اعتبار ہونا چاہیے اگرچہ ظاہری شرع مین تکفیر ہو اور یہی وجہ ہو کہ مترجم نے فتاوے ہندیہ ترجمہ فتاوے عالمگیریہ مین احتیاطاً جابجا تکفیر کو اول معنی مین لیا ہو اور جابجا بمعنے دوم ترجمہ کیا ہو فاحفظہ پھر واضح ہو کہ یقین ایمانی اللہ تعالے کی توحید کا یعنے یہ کہ سوائے اُسکے کوئی اِلٰہ نہین ہو اور صدق رسالت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا اسطرح کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالے کے بندے و رسول ہین مع یقین اسکے کہ تمام انبیاء و رسل بندے و رسول تھے و روز قیامت و آخرت کا مع یقین کتاب وحی یعنے قرآن اور دیگر کتب سماوی اور ملائکہ اور تقدیر الٰہی کے چاہیے غرضکہ ضروریات ایمانی سب کا پورا یقین ہو اگر انمین سے اُسنے کسی کا بھی انکار یا شک کیا تو وہ ایمان سے خارج ہو اور یہ ضروری ہو کہ انمین سے ہر ایک بات کو خود سمجھے اور اس مرتبہ پر کہ ہان اُسکو یقین ہو گیا کہ یون ہی ہو ولیکن یہ ضرور نہین کہ اسکو وحی کی کیفیت بھی تحقیق ہو جاوے کیونکہ یہ تو اکابر اولیا ر کو آفتابی نورانی عقل سے کچھ تحقق ہوتی ہو تو عوام کا کیا اعتبار ہو مگر یہ بات اُسکے دل صافی مین یقین کے ساتھ اُتر آوے کہ یہ حق ہو مین نے دل سے مانا اور اپنے رب کو وحدہ لاشریک جانا۔ یہان ایک مقام مشتبہ ہو کہ جسپر عوام توجہ نہین کرتے ہین وہ یہ ہو کہ اعمال ثواب روزہ و نماز وغیرہ کے بہت سے مسائل ہین اُنکی تقلید کرنی چاہیے کیونکہ دلیل سے تحقیق کرنا انکی استعداد سے باہر ہو ناچار کسی دیندار عالم سے شریعت کا حکم حاصل کر کے اُسپر عمل کرینگے خلاصہ یہ کہ اعمال و اعتقادات دونون مین سے اعمال مین تقلید جائز ہو اگرچہ اُسکی دلیل نہ جانتا ہو کیونکہ اسمین جاننا مقصود نہین ہو بلکہ عمل کرنا مقصود ہو ہان نیت خالص اللہ تعالے کے واسطے ثواب کی امید سے ہو لہذا نیت مین تقلید نہین ہو۔ رہے اعتقادات تو انمین دلی یقین ہو اور یہ کسی دوسرے کی تقلید سے نہین ہو سکتا تو خود اپنے دل مین یقین چاہیے ہو پس اللہ تعالے کی وحدانیت کا یعنے اللہ تعالے وحدہ لاشریک ہو یعنے وہی اللہ ہو کوئی اُسکے سوائے اِلٰہ نہین ہو اور رسول اللہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی صدق رسالت کا اور سب باتون کا جو ایمان کے واسطے چاہیے ہین اپنے دل مین یقین ہو لیکن کسی دوسرے کی تقلید بیکار ہو یعنے یہ بات نہو کہ فلان شخص کہتا تھا کہ مثلاً قرآن مجید اللہ تعالے کا کلام وحی ہو مین بھی کہتا ہون بلکہ خود یقین کرے کہ قرآن کلام الٰہی ہو پس ہر شخص پر ایمان خود فرض عین ہو اعتقادات ایمانی۔ کے لیے ہر مسلمان پر واجب ہو کہ ہمیشہ اپنے دلکو شیطانی وسواس سے بچائے رکھے اور اللہ تعالے کی وحدانیت و صدق رسالت و دار آخرت و جنت و دوزخ و قیامت و قبر کا بلاشک و شبہہ کے دل مین پورا یقین رکھے اور یقین کے ساتھ نماز و روزہ وغیرہ اعمال سے بہت جلد ایک نور دل مین آجاتا ہو کہ پھر شیطان کے وسواس کو بھی کم موقع رہتا ہو اور وہ ایسا صاف پہچاننے لگتا ہو جیسے آنکھون والا کنکر کو موتی سے تمیز کر لیتا ہو اور اللہ تعالے کی انتہائے درجہ کمال کی رحمت یہ ہو کہ اپنے بندہ کو اپنی معرفت و ایمان اسطرح دیدے کہ اُسکا دل یقین کے ساتھ کھل جاوے قال اللہ تعالے فمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علے نور من ربہ۔ یعنے جو بندہ کہ کھول دیا اللہ تعالے نے اُسکا سینہ واسطے اسلام و ایمان کے وہ اپنے رب کی جانب۔ سے نور پر ہوتا ہو۔ اور حدیث صحیح مین ہو کہ جب نور دل مین آجاتا ہو تو سینہ و دل اُسکے لیے کھل جاتا ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اُسکی کچھ نشانیان ہین فرمایا کہ ہان یہ ہین کہ دنیائے فانی سے جدا ہو کے کا مقام ہو اپنے کو بچاتا،

اور دار آخرت کی طرف جھکتا ہی جو ہمیشگی کا گھر ہی اور موت کے لیے سامان مہیا کرتا ہی۔ اس حدیث کے موافق ہر مسلمان اپنے آپ کو پہچان سکتا ہی اور جسقدر کمی دیکھے اسی قدر کوشش کرے اور اپنے دلکو شیطانی خطرات سے اور کافرون و مشرکون کی باتون سے بچاوے اور اللہ تعالے سے عاجزی کے ساتھ ایمان کامل کی دعا مانگے اللہ تعالے ارحم الراحمین ہی انشاء اللہ تعالے اپنے فضل سے اُنکو یہ نعمت عطا فرماویگا یعنے ایمان کامل جس سے بڑھکر کوئی نعمت نہین بلکہ قیاس مین بھی نہین آسکتی ہی پھر یہ یقین و ایمان کسی طرح زائل نہین ہوتا لیکن گناہ کرنے سے دل کے اوپر گھٹا البتہ چھا جاتی ہی اور اگر گناہ ہوگیا پھر اُس نے خوف سے توبہ کر لی تو اللہ تعالے اس گھٹا کو دور کر دیتا ہی اسی واسطے جو کوئی توبہ نہین کرتا بیخوف ہوتا ہی وہ اسی وجہ سے کہ اُسکو کچھ یقین نہین ہوتا ورنہ ذراسی بات ہی کہ حقیر مال و متاع کی امید پر آدمی پوری مشقت اُٹھاتا ہی اور دنیاوی حاکم جو کبھی سچی بات پر واقف اور کبھی نہین واقف ہو سکتا ہی جرم قانونی کے ارتکاب سے سخت ہراسان ہوتا ہی۔ اللہ تعالے بہت حلیم و غفور ہی کہ بندون کی بدکاریون سے خود اُنکی ذات سے زیادہ علیم و خبیر ہوکر اُنکو رزق و صحت و مال و اولاد عطا فرماتا ہی اللهم غفرانک۔ بالجملہ کبھی یہ یقین ایسی بدکاریون سے کہ فوراً توبہ نہ کی ہو بے رونق و پوشیدہ ہو جاتا ہی اور کبھی اُسپر ایسے مصائب پیش آتے ہین کہ اُنکو برداشت کرنا مشکل ہو جاتا ہی پس ایسے وقت مین شیطان بہت سے شبہہ سامنے کر دیتا ہی تو بعضے بدقسمت جنکے واسطے ازلی شقاوت لکھی ہی مرتد ہو جاتے ہین اور بعضے خوش قسمت جنکے حق مین ازلی سعادت لکھی ہی ان شبہات کو رد کر دیتے ہین اور یقین مین فرق نہین آنے دیتے اگرچہ جان جاتی رہے۔ اب یہ بیان ضرور ہی کہ یقین دلی تو ہر حال مین باقی رہنا چاہیے ولیکن کیا شرع شریف مین اس یقین کے برخلاف ظاہری عمل کرنا جائز ہی اگرچہ ظاہری عمل ایسے ہون کہ جو اس امر پر ظاہر مین دلالت کرتے ہون کہ دل مین یقین نہین ہی۔ توضیح یہ ہی کہ بالاتفاق ایسے اعمال نہین جائز ہین سوائے ایک صورت کے اور وہ صورت یہ ہی کہ کسی دشمن نے اُسپر اکراہ کیا اور وہ دل کے یقین کو تو جان نہین سکتا پس دل مین یقین و اطمینان رہا اور ظاہر مین نے قول و فعل ایسا کیا جس سے ظاہر ہو کہ دل مین بھی یقین تو حید نہین ہی تو یہ معاف ہی۔ پھر اکراہ کے معنی جاننا ضرور ہی واضح ہو کہ اکراہ زبردستی خوف دلاکر مجبور کرنا۔ وہ دو طرح کا ہی ایک یہ کہ جان تلف کرنے کا خوف دلایا دوم یہ کہ مال لینے یا قید کرنے یا کوڑے مارنے وغیرہ کا خوف دلایا۔ پھر یہ شرط ہی کہ خوف دلانے والا ایسا کر سکتا ہو۔ ائمہ حنفیہ مین اختلاف ہی کہ اکراہ فقط ایسے شخص سے معتبر ہی جو سلطان ہو یعنے صاحب سلطنت و غلبہ ہو یا ہر ایسے شخص سے ہو سکتا ہی جو اس فعل پر قادر ہو جسکی دھمکی دیتا ہی۔ اور یہی ہو سکتا ہی کہ سلطنت سے بھی مراد اسی قدر غلبہ و قوت ہی کہ جس بات کی دھمکی دیتا ہی وہ کر سکتا ہو تو دونون قول کے معنے ایک ہی ہو جاوینگے بہر حال فتوے اسی پر ہی کہ اسکو قدرت مذکورہ حاصل ہونا چاہیے سلطان ہو یا کوئی اور ہو۔ اب جاننا چاہیے کہ دوسری قسم کے اکراہ مین ظاہری قول و فعل کفر کا کرنا بھی روا نہین ہی اور پہلے قسم کی اکراہ مین جبکہ جان کا خوف ہو ظاہری قول و فعل کفری کرنا روا ہی جب کہ دل کا یقین برقرار ہو۔ آیت مین اسی کا استثناء ہی اور مباح ہونے سے یہ مراد ہی کہ اگر قتل ہو جاوے اور یہ بھی نہ کرے تو ثواب عظیم و رحمت آخرت و رضوان کرم پاوے۔ محمد بن الحسن رحمہ اللہ تعالے سے ایک روایت نقل کیجاتی ہی کہ ظاہری قول و فعل کفری سے اگرچہ وہ اللہ تعالے کے یہان مومن رہیگا لیکن ظاہر مین اُسپر حکم دیدیا جائیگا کہ مرتد ہوا اور اُسکی عورت اُسکے نکاح سے باہر ہو جائیگی۔ اور یہ روایت مختار نہین ہی واضح ہو کہ اگر درحقیقت دل سے بھی اُس نے یقین کھو دیا اور ظاہر مین بھی کفر کیا ہو پھر اُس نے دل سے توبہ کر کے رجوع کر لیا تو مسلمان ہو جائیگا۔ اب اگر ایک شخص نے ظاہر مین کفر کیا پھر دعوے کیا کہ مین نے دل سے یقین نہ چھوڑا تھا اور اُسکی عورت نے دعوے کیا جبکے مرتد ہو جانے کی وجہ سے میرا نکاح نہین رہا ہی مین اُسکے ساتھ حرام طور پر نہین رہ سکتی ہون مجھے میرا مہر ملے اور مین اب اس سے

نکلح بھی نہین کروگی تو اسوقت مین یہ دشواری ہوگی کہ مرد کی نیت کا حال کیونکر معلوم ہو۔ اور یہ بحث طویل ہی فتاویے ہندیہ کے مسائل سے تلاش کرو اور مترجم اس مقام پر بعض روایات متعلق تفسیر لاتا ہی جنمین اس قسم کا اکراہ بعضے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر واقع ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میرے ساتھ سے متفرق ہو جاؤ پس جسکو قوت ہو وہ آخر رات تک تاخیر کرے اور جسکو قوت نہو وہ اول ہی رات مین چلا جاوے پھر جب تم سنو کہ مین نے کسی سرزمین پر قرار پکڑا تو مجھ سے ملجانا پھر حضرت بلال وعمار وخباب اور قریش کی ایک باندی جو مسلمان ہوگئی تھی مکہ مین رہ گئی کہ صبح ہوگئی پس مشرکون نے ان سب کو پکڑ لیا اور ابو جہل اُنکی ایذا پر مستعد ہوا پس بلال کو کہا کہ پھر کافر ہو جاوے مگر یوں یقین ایسا جما ہوا تھا کہ اُنھون نے صاف انکار کیا تو مکہ کی تمازت آفتاب مین جہان جانور جل جاتے تھے بلال کو لٹا کر اُنپر لوہے کے جلتی زرہ رکھتے پھر پہناتے اور کہتے کہ شرک کرے اور بلال کہے جاتے کہ وہ ایک ہی ہی وہ ایک ہی ہی اور خباب پر ہم کو باندھکر کانٹون مین گھسیٹتے تھے اور عمار رضی اللہ عنہ نے اُنسے ایسا کلمہ کہا جو اُنکو اچھا معلوم ہوا اور رہی وہ باندی تو اُس نے انکار کیا پس ابو جہل ملعون نے چار میخین گاڑ کر اُسکے چارون ہاتھ باندھے اور اُسکی شرمگاہ مین نیزہ مارکر اُسکو قتل کر دیا رضی اللہ عنہا رضوانا کاملا پھر اُن لوگون نے بلال وخباب وعمار کو چھوڑا تو یہ لوگ بھاگ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ مین پہونچے اور اپنے حال سے آگاہ کیا مگر عمار رضی اللہ عنہ پر وہ اپنا کلمہ جو کہا تھا نہایت شاق تھا اور اُنھون نے نہایت خوف وہراس سے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ جسوقت تو نے وہ کلمہ کہا تھا اسوقت تیرے دل کی کیا کیفیت تھی کیا اُس کلام کے واسطے کھل گیا تھا جو تو نے کہا یا نہین پس عمار نے عرض کیا کہ نہین۔ اللہ تعالے نے نازل فرمایا الا من اکرہ وقلبہ مطمئن الآیہ یعنے یہ آیت نازل ہوئی۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اس آیت کا نزول عمار بن یاسر کے حق مین ہی جبکہ مشرکون نے اُسکو سخت ایذائین دین تاکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے کفر کرے پس اکراہ کے ساتھ عمار نے مشرکون سے موافقت کی پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس عذرخواہی کرتے ہوئے آئے اور اللہ تعالے نے آیت اُتاری بہذا قال الشعبی وقتادہ وابومالک۔ اور بیہقی وابن جریر نے عمار بن یاسر کے قصہ کو روایت کیا اور اسمین یہ بھی ہی کہ عمار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہا اور مشرکون کے بتون کی تعریف کی اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اپنے دل کو کیسے پاتا تھا تو کہا کہ ایمان پر مطمئن تھا تو آپ نے فرمایا کہ ان عادوا فعد یعنے پھر اگر دوبارہ اتفاق ہو تو تجھے ایسا کرنے کا اختیار ہی اسی واسطے علماء نے کہا کہ اگر کفر پر اکراہ کیا جاوے تو جان باقی رکھنے کے واسطے ظاہر مین موافقت کرنی جائز ہی۔ اور یہ بھی جائز ہی کہ موافقت نہ کرے اور انکار کرے جیسے بلال رضی اللہ عنہ نے کیا حالانکہ مشرکین سخت ایذائین دیتے تھے کہ شدت حرارت مین اُنھون نے بڑا پتھر اُسکے سینہ پر رکھا اور شرک کو کہا مگر انکار کیا اور یہی کہے گئے کہ وہ واحد ہی وہ اکیلا ہی اور کہا کہ اگر اس سے بڑھکر تمھارے جلانے والے کسی کلمہ کو جانتا تو وہ کہتا رضی اللہ تعالے عنہ۔ اسی طرح حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہوا کہ جب مسیلمہ کذاب نے اُنسے کہا کہ تو محمد کو رسول اللہ جانتا ہی فرمایا کہ ہان بیشک پھر کہا کہ مجھے رسول اللہ جانتا ہی فرمایا کہ نہین تو کذاب نے اُنکو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کاٹا مگر وہ اُسپر ثابت قدم رہے رضی اللہ عنہ۔ انتہے ملخصا۔ واضح ہو کہ عمار بن یاسر سے سوال کرنا دلیل ہی کہ اُس حالت کی نیت معتبر ہی پس فقہاء نے یہان تین صورتین لکھی ہین ایک یہ کہ اُسوقت کفر کی نیت دل مین بھی ہو جاوے تو ظاہر ہی کہ وہ شخص مرتد ہو گیا لیکن پھر

اگر توبہ سے رجوع لاوے تو قبول کیا جائیگا۔ دوم یہ کہ اُسوقت اُسکے دل مین کوئی نیت ہی مستحضر نہو مثلاً اُسکے دل مین صرف خوف و دہشت اس فعل کی ہو نہ ایمان کا خیال ہو نہ کفر کا ولیکن کفر کا فعل کرتا ہو اسمین اختلاف ہو بعض نے کہا کہ اصل مین ایمان تھا وہی رہا اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ مرتد ہو جانے کے واسطے قلب کا مطمئن بایمان ہونا چاہیے اور تفصیل کلام فتاوے مین ہو اور سوم یہ کہ اسکا دل مطمئن بایمان ہو اور معنی طمینان کے یہ ہین کہ ان امور تکلیف کو اور ان افعال کو جو کفر کے کرنے پڑے سب کو خارج سے سمجھے اور دل مین ایمان کو بے لگاؤ اور شک کے رکھے تو ایمان اپنے حال پر ہو۔ اور حدیث صحیح مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہو کہ ای ابو ہریرہ شرک نہ کرنا اگرچہ تو قتل کیا جاوے یا آگ مین جلایا جاوے اور ایک حدیث صحیح مین ہو کہ اگلی امتون مین ایسے ہوتے تھے کہ انمین سے ایک کے بدن کا گوشت لوہے کے پنجہ سے بدن مین چھید کر نوچا جاتا مگر وہ دین سے نہین پھرتا تھا اور کسی کے سر پر آرا چلا کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا اور وہ دین سے منھ نہین موڑتا تھا۔ قرطبی رحمہ اللہ تعالے نے نقل کیا کہ مفسرین و اہل العلم نے اجماع کیا ہو کہ جس شخص پر کفر کرنے کے لیے اکراہ کیا جاوے یہانتک کہ اُسکو اپنے قتل کا خوف ہو تو ظاہری کفر کرنے مین مضائقہ نہین جبکہ اسکا دل ایمان پر مطمئن ہو اُسپر کفر کا حکم نہ دیا جائیگا اور اُسکی جورو اُسکے نکاح سے بائن نہو گی۔ مترجم کہتا ہو کہ ظاہر یہ ہو کہ خود اُسکی نیت کا اعتبار اُسکے قول سے ہو جائیگا اور کسی دوسری دلیل کی ضرورت نہین ہو اور عورت پر بھی حجت ہوگا خلاصہ یہ کہ یہان حقیقی کفر تو نہوگا لیکن دنیاوی ظاہری احکام مین اسکا قول حجت ہوگا یا نہین تو بنقل قرطبی رحمہ اللہ تعالے حجت ہوگا۔ اور عمار رضی اللہ عنہ کا اقرار ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اعتبار فرمایا فافہم۔ واضح ہو کہ اصول مین مسئلہ ہو کہ لزوم سے کافر نہین ہوتا مثلاً جیسے اس زمانہ مین بعضے جاہل لوگ آپس مین تکفیر کرتے ہین کہ حنفی مذہب حنفیہ کا مقلد ہو تو اُس نے دوسرے عالم کا قول امر و نہی مین مانا تو لازم آیا کہ اُس نے رب بنایا بدلیل قولہ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا الآیہ و بتفسیر حدیث عدی بن حاتم کہ جسکا خلاصہ یہ ہو کہ رب بنانا انکا یہ تھا کہ اُنکے امر و نہی مین اتباع کرتے تھے پس مقلد معین مشرک ہو اسمین دو قسم کی جہالت ہو اول یہ کہ اصول محکمہ و اعتقادات بھی نہین بلکہ فروع مین کلام ہو دوسرے کفر بواح یعنی صریح کا یہان دخل تک نہین اور لازم لگا کر تکفیر کی حالانکہ تکفیر بلازم خلاف اجماع مسلمین ہو اور خود یہ لوگ بہت سے شرک خفی سے اپنے آپ کو پاک نہین کہسکتے جیسے خالق افعال نے الواقع اللہ تعالے عزوجل ہو اور ہر قسم کے افعال پر اُنکی نظر زید و بکر کی طرف بلکہ اپنے نفس کی طرف ہوتی ہو پس حلال نہین ہو کہ ایسے سفیہ و بے علم لوگ تکفیر و تضلیل کا فتوے دین اور اہل قبلہ کی تکفیر کرین پھر واضح ہو کہ مرتد کی دو قسم ہین ایک مرد کہ اُسکی آخری سزا قتل ہو اور عورت مرتدہ قتل نہ کیجائیگی۔ دوم طفل جسکے اسلام کا حکم اُسکے والد کی تبعیت مین کیا گیا تو بعد بلوغ کے اگر مرتد بالغ ہو تو قتل نہ کیا جاوے۔ پھر امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے ذکر کیا کہ امام احمد نے باسنادہ عکرمہ رحمہ اللہ تعالی سے روایت کی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کچھ لوگون کو جلا دیا جو اسلام سے مرتد ہو گئے تھے یہ خبر ابن عباس رضی اللہ عنہ کو پہونچی تو کہا کہ مین ہوتا تو آگ مین نہ جلاتا کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ اللہ تعالے کے عذاب سے مت عذاب کرو مگر وہ کرتا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جو اپنا دین بدل ڈالے اُسکو قتل کر دو پس یہ خبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پہونچی تو فرمایا ویح ام ابن عباس رواہ البخاری ایضًا۔ اور امام احمد نے باسناد خود ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابو موسے رضی اللہ عنہ کے پاس یمن مین معاذ (ابن ابی موسے اشعری ۱۲) بن جبل رضی اللہ عنہ آئے جنکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن پر عامل مقرر فرمایا تھا پس ابو موسے رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص دیکھا تو پوچھا پس انھون نے کہا کہ یہ شخص یہودی تھا مسلمان ہوا پھر یہودی ہو گیا اور ہم دو مہینہ سے اسکو اسلام کی طرف پھیرنا چاہتے ہین یہ سنکر معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ مین کھڑے سے نہ بیٹھونگا جب تک تم اُسکی گردن نہ مارو اور فرمایا کہ اللہ تعالے و اُسکے رسول کے

حکم کے موافق ہی کہ جو شخص اپنے دین سے پھرے یا کہا کہ بدلے اُسکو قتل کر دو۔ یہ قصہ صحیحین مین دوسرے الفاظ سے ہی۔ شیخ نے لکھا کہ مسلمان جو اکراہ مین پھنس جاوے اُسکے حق مین افضل یہ ہی کہ دین پر ثابت قدم رہے اگرچہ اس سے وہ قتل کر دیا جاوے چنانچہ حافظ ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن حذافۃ السہمی صحابی کے حال مین لکھا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کو رومی لڑائی مین قید کر کے لیگئے اور قسطنطنیہ مین اپنے بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ نے کہا کہ تو شریف القوم ہی نصرانی ہوجا مین اپنی بیٹی تیرے بیاہ مین دونگا اور اپنی بادشاہت مین شریک کر دونگا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمام ملک جسکا تو مالک ہی اور تمام ملک جسکے عرب مالک ہین اگر یہ سب تو مجھے دے اسپر کہ مین دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے پھر جاؤن تو ایک دم پلک مارنے تک کے واسطے بھی نہ کرونگا۔ بادشاہ نے کہا کہ تو پھر مین تجھے قتل کر دونگا۔ فرمایا کہ تجھے اپنے قصد کا اختیار ہی پس بادشاہ نے حکم دیا تو سولی پر چڑھائے گئے اور تیراندازون کو حکم دیا اُنھون نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پاؤن کے پاس سے تیر نکالے یعنے بچادیا اور بادشاہ اُنسے کہتا جاتا کہ اب بھی نصرانی ہوجا مگر ہر طرح اُنھون نے انکار کیا تو اُنکو سولی پر سے اُتروایا اور ایک کڑھائی آہنی لاکر اُسکے حکم سے رکھا گیا اور تیل گرم کیا گیا اور اُس نے مسلمان قیدیون مین سے بعضے منگوا کر اُسمین ڈلوائے کہ تھوڑی دیر مین اُنکی ہڈیان سپید سپید اوپر اُترانے لگین پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ پر نصرانیت پیش کی گئی مگر اُنھون نے انکار کیا تو حکم دیا کہ اُسکو بھی اسی کڑھاؤ مین ڈال دو پس چرخ کے ذریعہ سے اوپر اُٹھالئے گئے تاکہ ڈال دیے جاوین پس حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روئے تو اُسکو طمع ہوئی کہ ڈر کر مان جائیگا پس اُتروایا تب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین فقط اس بات سے رویا کہ اے رب میرے پاس فقط یہ جان حقیر ہی کہ ایک دم مین اس کڑھاؤ مین ختم ہو جائیگی مجھے آرزو تھی کہ جسقدر میرے بدن پر بال ہین اسقدر میری جانین ہوتین کہ اللہ تعالے کے واسطے ہر ایک پر ایسا عذاب ہوتا۔ بعض روایات مین آیا ہی کہ اُس نے ایک دم کی تکلیف اُنکے کلام سے سُنکر اپنی عداوت سے اُنکو قید کیا اور چند روز تک کھانا پانی بند کر دیا پھر اُنکے پاس شراب و سور کا گوشت بھیجا مگر اُنھون نے اقرار نہ کیا پھر بلا کر پوچھا کہ تو نے کیون نہین کھایا تو فرمایا کہ یہ تو میرے واسطے حلال ہوگئی تھی مگر مین نے نچاہا کہ تو میرے حق مین یا اسلام کے حق مین بدگوئی کر سکے۔ آخر بادشاہ نے کہا کہ تو میرے سر کا بوسہ لے مین تجھے چھوڑ دونگا کہا کہ فقط مجھے چھوڑ دیگا بولا کہ اور تیرے ساتھ تمام مسلمان قیدیون کو چھوڑ دونگا پس اُسکے سر کا بوسہ لے لیا اور بادشاہ نے اُنکو مع تمام مسلمان قیدیون کے رہا کر دیا پس جب واپس ہو کر آئے تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر حق ہی کہ عبداللہ بن حذافہ کے سر کا بوسہ لیوے اور مین شروع کرتا ہون پس کھڑے ہو کر عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سر کا بوسہ لیا۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ سعادت صریح ہی کہ حق عزوجل کی محبت مین صحابہ رضی اللہ عنہم کو وہ مرتبہ تھا کہ جسکا اندازہ نہین ہو سکتا ہی اور اسطرح جانبازی کرتے اور اس جمال جلال کیواسطے اپنی جان کو بہت حقیر جانتے تھے اور آدمی کو اپنے شیخ و اُستاد کے ہاتھ چومنا اور پیر کو مرید کے سر کا بوسہ لینا جائز ہی۔ اور اسمین اشارات و معارف و اسرار ہین کہ جو بندے اہل الحق و اہل دل ہین وہی سمجھ سکتے ہین مترجم کی وسعت سے باہر ہین فافہم واللہ تعالے اعلم۔

اب تلخیص کلام یہ ہی کہ اللہ تعالے نے آیت مین مرتد ہونے والون کا حکم بیان کیا ولیکن دل سے ایمان پر ثابت رہنے والون کو اکراہ کی حالت مین ظاہری افعال سے مستثنٰی فرمایا پس بعض علماء سے نقل ہی کہ اکراہ کی صورت مین اگر دل با یمان مطمئن رہا تو اللہ تعالے کے نزدیک وہ مومن ہی لیکن ظاہر مین اُسکی جورو بائنہ ہو جائیگی۔ اگر کہا جاوے کہ پھر کیا وہ قتل کیا جائیگا تو ان بعض کی طرف سے جواب یہ ہی کہ نہین بلکہ اُسکا اقرار ظاہر مین جدید ایمان پر محمول ہوگا۔ لیکن صحیح یہ ہی کہ ظاہر مین بھی حکم ارتداد جاری نہوگا۔ پھر بعض علماء نے جنمین حسن بصری و شافعی و اوزاعی و سحنون بھی ہین کہا کہ اکراہ کی صورت مین اُسکو زبانی کفر کے قول کی اجازت ہی اور فعل کفر مانند غیر خدا کو سجدہ کرنے وغیرہ کی اجازت نہین ہی

ولیکن یہ قول بھی ظاہر آیت کے لائق نہین ہی پس صحیح یہی ہی کہ قول وفعل دونون کی اجازت ہی اور شافعی رحمہ اللہ تعالے سے اُنکی ثبوت مین کلام ہی
اور جمہور علمار وموافق نقل قرطبی کے اجماع مفسرین علمار کے مطابق اکراہ کی صورت مین جبکہ قلب مطمئن بایمان ہی ارتداد وعذاب مدفوع ہی لیکن
اگر کوئی شخص صبر کرے یہانتک کہ قتل ہوجاوے تو ثواب عظیم پاوے - اب رہا وہ بدبخت کہ دین اسلام وتوحید عزوجل سے مرتد ہوجاوے وہ
قتل کیا جاوے اور یہ دنیاوی عذاب ہی اور آخرت مین بحکم الٰہی اُسپر عذاب عظیم ہی ذٰلِكَ یہ غضب وعذاب عظیم - بِاَنَّهُمُ اس سبب سے ہی
کہ اُنھون نے - اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا محبت سے اختیار کرلیا حیات دنیا کو - عَلَى الْاٰخِرَةِ آخرت پر - معلوم ہوا کہ
ادنے درجہ ایمان کا یہ ہی کہ آخرت کو دنیا سے بہتر سمجھے - اگر کہا جاوے کہ ہر شخص موت کو ناگوار رکھتا ہی تو جواب اسکا حدیث مین ہی کہ بندۂ
مومن کو وقت موت کے اللہ تعالے کی رضوان ورحمت کی بشارت دیجاتی ہی پس وہ اللہ تعالے کی لقار کو چاہنے لگتا ہی - غرضکہ ایک چیز کا
دل سے یقین کرنا اور ہی اور کسی نفسانی خواہش سے ناگوار سمجھنا اور ہی جیسے مریض کو خوب معلوم ہوتا ہی کہ دوا مجھے مفید ہی اور بدپرہیزی مضر ہی
ولیکن باقتضاے خواہش وہ دوا کو مکروہ اور بدپرہیزی کو محبوب رکھتا ہی اور حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ جو علماے تابعین مین سے مفسر ہین
جب حجاج ثقفی ظالم نے اُنکو گرفتار کرکے قتل کا حکم دیا تو فرمایا کہ تو میرے قتل سے خوار وپشیمان ہوگا اُس نے تکبر سے کہا کہ مین نے تجھ سے
اچھے اچھے قتل کرڈالے تو فرمایا کہ ہان صحیح ہی تو نے مجھ سے اچھے شہید کیے اُنکو حیات دنیاوی وبال تھی اور موت کے خواہشمند تھے اور مجھے
ابھی زندگی کی ہوس ہی - اُس نے نہ مانا اور شہید کردیا - رات کو چیخکر خواب سے چونک پڑا اور بیان کیا کہ سعید مجھ سے کہتے ہین کہ اُٹھ چل مین
تیرے انتظار مین ہون پھر اُسکے لوگون نے ہرچند اُسکی طمانیت کی مگر تسکین نہوئی آخر اُسکے بعد چالیس روز زندہ رہ کر مرگیا - غرضکہ
جس نے یقین کے ساتھ دنیا کو فانی اور آخرت کو باقی جانا وہ دنیاوی زندگی کے واسطے بھی ایمان وآخرت کو ترک نہین کریگا اسی واسطے مرتد
ہونے والون کو فرمایا کہ اُنھون نے آخرت کو چھوڑا اور حیات دنیا کو اختیار کرلیا - وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ
اور اللہ تعالے راہ نہین دیتا ایسی قوم کو جو منکر ہین یعنے آخرت پر یقین نہین رکھتے اور حق یہ ہی کہ جس نے اللہ تعالے عزوجل سے کفر کیا اور اُسکی
شان وقدرت کو بھلایا وہ حد قیاس سے زیادہ اُلٹی راہ چلتا ہی کیونکہ وہ خود عجائب قدرت کا نمونہ موجود ہی پھر اللہ تعالے کی قدرت ایسی
بے انتہا وسیع ہی کہ ملک آخرت وتمام جنت ودوزخ اُسکی قدرت کا ایک ذرہ ہین - پس اندازہ کرو کہ یہ لوگ کس چیز کا انکار کرتے ہین -
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ایسے ہی لوگ وہ ہین جنکے دلون پر اور
کانون پر اور آنکھون پر اللہ تعالے نے مہر کردی ہی - یہ بھی عجائب صنعت الٰہیہ ہی کہ بظاہر یہ لوگ خوب سنتے اور خوب تیز نظر سے دیکھتے
ہین لیکن اہل معرفت کو کسقدر صاف نظر آتا ہی کہ اللہ اکبر اُسکی قدرت ہی کہ یہ لوگ حق سے ایسے اندھے وبہرے واحمق ہین - واضح ہو کہ انسان
کو شرف تمام جانورون پر اُسی فہم وبصیرت وسماعت سے ہی کہ جو کافرون سے مہر کی ہوئی ہین تم نہین دیکھتے کہ ظاہری بینائی تو گِدھ وغیرہ جانورون
مین بہت تیز ہی اور بیا پرند کیسی خوبصورتی سے بغیر ہاتھون کے گھونسلا بناتا ہی اور مانند اسکے حواس اکثر جانورون مین انسان سے زیادہ اور
قوت زیادہ ہی پس بلاشبہ انسان کو شرف باعتبار حواس کے نہین بلکہ عقل سے ہی اور اللہ تعالے کی قدرت ہی کہ باوجود صریح حواس کے
کافرون کے حواس پر مہر ہی کہ بیہوش ہین - وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ اور یہی لوگ غافل ہین - جب معلوم ہوگیا کہ اس
دار فانی کو چھوڑکر دار باقی مین جانا ضرور اور موت سر پر ہی مگر کافر نے اسکی کچھ پروا نہ کی اور ہمت تمام اسی مین مصروف کی جسکو کل چھوڑ جائیگا
اور وہان عذاب مین پڑیگا اور وہ عذاب بھی ہین زمانہ بزمانہ ترقی کرتا جائیگا تو اس سے بڑھکر غفلت کون ہی کہ یہان بالکل کوئی نیکی اُسکے

یا بس نہین ہی لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ کچھ شک ہی کہ یہ لوگ آخرت مین فقط یہی خسارت مین ہین کیونکہ اول تو انھون نے غضب الٰہی کمایا دوم مستحق عذاب عظیم ہوئے سوم حیات دنیا کو پسند کرکے آخرت چھوڑی چہارم ہدایت سے محروم ہوئے پنجم دل و آنکھ و کان پر مہر ہوئی ششم غفلت مین انتہا درجہ کو پہونچے ہین نعوذ باللہ تعالے من ذلک

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ
پھر یون ہی کہ تیرا رب اُن لوگون پر کہ وطن چھوڑا ہی بعد اسکے کہ بچلائے گئے پھر لڑتے رہے اور ٹھہرے رہے تیرا رب

مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى
ان باتون کے بعد بخشنے والا مہربان ہی جسدن آویگا ہر جی جواب سوال کرتا اپنی طرف سے اور پورا ملیگا

كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝
ہر کسیکو جو اُسنے کمایا اور اُنپر ظلم نہوگا

یہ اور ایک قسم ہی جو اسلام لائے۔ شیخ نے لکھا کہ مکہ مین کمزور پڑے تھے اُنکی قوم اُنپر تکلیف سے عذاب کرتی تھی اور زنجیرون مین قید رہتے تھے پس انھون نے مجبور ہوکر مشرکون کے ساتھ موافقت کی پھر اللہ تعالے نے انکو قابو دیا پس اپنے اہل و عیال و مال چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کرگئے اور مومنون کے ساتھ ہوکر کافرون سے جہاد کیا اور صبر کے ساتھ رضاے الٰہی حاصل کرنے مین قائم رہے تو اللہ تعالے نے رحم فرماکر انکو بخشدیا۔ کشاف مین لکھا ہی کہ ثم اس مقام پر دونون حال مین فرق بعید کے لیے ہی یعنے حال اُن لوگون کا جنھون نے مثل بلال و عمار کے تکلیفات اُٹھائین اور جا ہے کچھ موافقت کی ہو مگر علحدہ ہوگئے اور حال دوسرون کا جنھون نے اتفاق کرلیا مگر فتنہ مین مبتلا ہوکر پھر ایک وقت مین خلاص ہوکر ہجرت و جہاد اور صبر کیا۔ اور بظاہر کلام اسکا مقتضے ہی کہ یہ عموماً اُن صحابہ کا بیان ہی جنھون نے ایذائین اُٹھائین پھر ہجرت کرکے صبر کیا۔ ثم یعنے پھر واضح ہو کہ۔ اِنَّ رَبَّكَ تیرا رب۔ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا اُن بندون کے لیے جنھون نے مہاجرت کی بعد ازانکہ فتنہ مین پڑے بقراۃ مجہول یا جنکو کافرون نے فتنہ مین ڈالا بقراۃ معروف۔ ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا پھر جہاد و صبر کیا۔ پس حاصل یہ کہ اول تو انھون نے فتنہ برداشت کیا جو درحقیقت اللہ تعالے کی طرف سے امتحان تھا اور چونکہ ظہور انوار و معارف برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنپر مشاہدہ تھا تو امتحان بھی زائد تھا پس انھون نے اس فتنہ مین مضبوطی سے ایمان نہ چھوڑا اور اُسی پر قائم رہے پھر انھون نے ہجرت کی یہ ہجرت کہ سے مدینہ کو تھی یا حبشہ کی طرف والی ہجرت بھی شامل ہو۔ پس آل و اولاد و مال و وطن سب چھوڑ دیا اور اللہ تعالے و اُسکے رسول کیواسطے خلوص نیت رکھی پھر جہاد کیا یعنے اللہ تعالے کے واسطے اُسپر اپنی جان فدا کی کہ اُسکا کلمہ بلند ہوا اور اُسکی مخلوق نیک راہ لگے پس جان فدا کی اور پھر بغیر مال و متاع کے اور ہر طرح کی تنگی کی تکلیفات پر صبر کیا۔ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی ایسی طاعت کے بعد تیرا رب بے شبہہ غفور رحیم ہی گویا اس سے آگاہ فرمایا کہ رب عز و جل کی مغفرت بہت وسیع ہی لیکن ایسی طاعت کے بعد تو قطعی مغفرت ہی پھر اس مغفرت کے ظہور کا وقت اگرچہ موت کے وقت ہی شروع ہوجاتا ہی پھر پورا وقت بتلادیا کہ۔ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا یعنے اُس دن کہ کوئی کسی کے کام نہ آویگا باپ بیٹا جورو بیٹی سب اپنے اپنے نفس کی فکر مین محتاج ہونگے ہر نفس اپنے نفس کی طرف محبت لاویگا کوئی دوسرا کام نہ آویگا پھر اگر اسمین ایمان سلامت ہی اور کوئی کام اُس نے رضاے حق عز و جل کا کیا ہی تو اُسکے واسطے شفاعت بھی ہی اور انجام کو نجات و مغفرت ہی۔ اور شاید یہ معنے ہون کہ ہر نفس پر اُسکے ہاتھ پاؤن گواہ ہونگے نیکی ہو تو نیک گواہ اور

ع ۱۴ / ۱۰ / ۳۰

بری ہو تو برائی کے گراہ ہونگے اور حدیث مین ہو کہ آخر آدمی اپنے اعضا سے کہیگا کہ تمھاری کمبختی ہو کہ تمھاری طرف سے تو مین جھگڑتا تھا۔ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ - اور اُنپر کچھ ظلم نہو گا یعنے بدی کے بدلے کچھ بڑھا یا نہ جائیگا اور اللہ تعالے چاہے کم کردے اور نیکی کے ثواب سے کچھ کم نہ کیا جائیگا مگر اللہ تعالے ایک نیکی والے کو بہت کچھ بڑھا دیگا اور اُسپر اپنا فضل عظیم عطا فرماویگا پھر واضح ہو کہ فتنہ کے اقسام مین اعلے یہ ہو کہ دار الکفر وغیرہ مین آدمی اپنے ایمان کے ساتھ طاعت رب عزوجل ادا کرنے سے باز رکھا جاوے اور اسمین بہت سی صورتین ایسی پیدا ہوتی ہین کہ خود بخود فتنہ مین پڑتا ہو مثلاً اُسکو رزق حلال ملنے کی صورت نہو یا ہو تو بغیر معصیت نہو اور ادنے اقسام مین سے دار الاسلام کے اندر بہت ہین جیسے امر معروف یا نہی از منکر نہ کرے یا کسی کی اولاد زیادہ اور آمدنی کم ہو ولیکن حق تعالے عزوجل نے ایسے شخص کے واسطے جو فرائض وواجبات وطاعات کو ادب سے ادا کرتا ہو اپنے فضل سے کفارات مقرر کر دیے ہین مثلاً فرض نمازین اپنے درمیان کے گناہون کے واسطے کفارات ہین اور جمعہ سے جمعہ تک اپنے درمیان کے مع تین روز زائد کے کفارہ ہین اور معیشت کی مشقت کفارہ اور باہم سلام کرنا صدقہ اور عیال کا نفقہ اُسکے واسطے نیکیان وصدقہ اور خود اپنی جان کا کھانا پینا وغیرہ کفارہ وصدقہ ہو۔ غرضکہ آدمی کے واسطے خلوص نیت خود نیکیان ہین اور اللہ تعالے کا فضل عظیم ہو نیک نیت وصدق چاہیے۔ پھر جہاد کی دو قسمین ہین ایک جہاد تو کفار کے ساتھ اس نیت سے قتال کرنا کہ اللہ تعالے کی توحید کا کلمہ بلند ہو اور خلاصہ یہ کہ عدل جاری ہو ظلم مٹ جاوے اور تمام مخلوق رفاہیت وآرام سے اللہ تعالی کی عبادت کرے۔ دوم قسم جہاد کی وہی بڑا جہاد ہو وہ یہ کہ اللہ تعالے کی طاعت مین حُسن نیت کے ساتھ ہر دم نفس کی لڑائی اور شیطانی وساوس کی کشمکش مٹاوے اور ظاہر ہو کہ دل کو ایسے خطرات سے اور نفس کی خواہشون سے بچانا ہر دم اپنی جان سے لڑائی ہو اور ہجرت ایک تو یہ ہو کہ دار الکفر سے نکلکر کسی دار الاسلام مین اس نیت سے جانا کہ وہان اللہ تعالے کی توحید پر قیام کرے۔ شیخ ابن ملک رحمہ اللہ تعالے نے شرح مشارق مین اسکے بعد لکھا کہ کچھ مکہ سے مدینہ جانے کی خصوصیت نہین ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ ہان ہمیشہ جب انسان دار الکفر مین اسطرح مبتلا ہو کہ ایمان کا خطر ہو تو کسی ملک اسلام مین چلا جاوے اور حدیث مین ہو کہ انا بری من مسلم بین ظہرانی المشرکین - یعنے جو مسلمان کہ کافرون کے درمیان قیام کرے مین اُس سے بری ہون - رواہ الطبرانی وغیرہ - ولیکن مکہ مدینہ ہجرت کے واسطے اس لیے پسند کیا جاوے کہ حدیث مین ہو کہ آخر زمانہ مین ایمان ملک حجاز کی طرف ایسے سمٹ کر پھر جاویگا جیسے سانپ پھر کر اپنی بانبی کی طرف جاتا ہو پھر ہجرت کی ایک قسم اور بھی ہو اور وہ ہر وقت ہر مسلمان کو حاصل ہو سکتی ہو چنانچہ حدیث صحاح مین ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون ہجرت افضل ہو فرمایا کہ ان تہجر ما کرہ ربک - یعنے جو بات تیرا رب مکروہ جانتا ہو اُسکو تو چھوڑ دے اور پوچھا گیا کہ مہاجر کون ہو فرمایا کہ من ہجر ما نہی اللہ عنہ - وہ شخص کہ جس نے ہر وہ قول وفعل چھوڑ دیا جس سے اللہ تعالے جلشانہ نے منع فرمایا ہو۔ یہ صریح ہو کہ بندۂ مومن کو ہر جگہ ہجرت کا ثواب حاصل ہو جبکہ وہ شرع کے موافق تقوے کرے۔ صبر اپنے نفس کو روکنا اُسی حد پر جہانتک اللہ تعالے نے اجازت دی ہو پھر اس سے بڑھکر طلب آخرت ورضوان آلہی عزوجل کے لیے مشقت ومجاہدہ وریاضت پر روکے رہنا کمال ہو اور حدیث مین ہو کہ قیامت کو ندا ہوگی کہ کہان ہین صبر کرنے والے پس وہی کھڑے ہونگے تو اُنکے مراتب عالیہ وانعامات غالیہ دیکھکر اُنکے سوا جو لوگ صابر نہین رہے تمنا کرینگے کہ کاش ہمارے جسم کی بوٹیان قینچیون سے کاٹی جاتین۔ پھر حق تعالے نے ایک مثل بیان فرمائی کہ جسکے مصداق گزر چکے اور قیامت تک جہان یہ کیفیت ہوگی صادق ہو

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا

اور بتائی اللہ نے کہاوت ایک بستی تھی چین امن سے چلی آتی تھی اُسکو روزی فراغت کی

مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ

ہر جگہ سے پھر ناشکری کی اللہ کے احسانوں کی پھر چکھایا اُسکو اللہ نے مزہ کہ اُنکے تن کے کپڑے ہوئے بھوک اور ڈر

بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ

بدلا اُسکا جو کرتے تھے اور اُنکو پہونچ چکا رسول اُنھیں میں کا پھر اُسکو جھوٹھلایا پھر پکڑا اُنکو

الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ○

عذاب نے اور وہ گنہگار تھے

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا اور اللہ تعالےٰ نے ایک مثل بیان فرمائی۔ ضرب متضمن معنے جعل ہی لہذا متعدی بدو مفعول ہوا۔ قَرْيَةً ایک قریہ۔ کبھی شہر کو کبھی قصبہ کو اور کبھی گانون کو بولتے ہین مفسرین کے یہان دو قول ہین اول یہ کہ مراد کوئی معین قریہ ہو دوم یہ کہ غیر معین ہی حتی کہ جس قریہ پر یہ مثال صادق آوے وہی ہو سکتا ہی قول دوم کی طرف زمخشری و بیضاوی گئے ہین قرطبی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ تمام قریون مین سے جو اس صفت کا ہو کہ اللہ تعالےٰ کی نعمت پر اترا کر ناشکری کرے یہ مثال صادق ہی اور جائز ہی کہ اس صفت کا کوئی قریہ مراد ہو اور یہ بھی جائز ہی کہ اگلی امتون مین سے کوئی قوم اس صفت کی ہو گذری ہو اُسی کو اللہ تعالےٰ نے اہل مکہ کے واسطے مثل بیان فرمایا۔ اکثرون کے نزدیک قول اول راجح ہی اور وہ مکہ ہی۔ ابن عباس و عطیہ عوفی سے مروی ہی کہ وہ مکہ ہی واقدی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ مشبہ کو ذکر کیا اور مشبہ بہ کو بسبب واضح ہونے کے نہین بیان فرمایا۔ غرضکہ جمہور مفسرین کے نزدیک آیت کا نزول اہل مکہ کے حق مین ہی اور مین کہتا ہون کہ ارجح قول دوم ہی اسی واسطے قریہ نکرہ ہی اور نزول آیت کا اہل مکہ کے حق مین اسکے منافی نہین ہی اسواسطے کہ مکہ والے بھی بدرجہ اولےٰ ایسے لوگون مین داخل ہین چنانچہ مکہ پر صادق آتا ہی کہ وہ ایک شہر تھا کہ كَانَتْ اٰمِنَةً بیخوف تھا چنانچہ سورہ لایلاف مین فرمایا۔ وآمنہم من خوف۔ شیخ امام نے لکھا کہ اس مثل سے مراد اہل مکہ ہین کیونکہ وہ قریہ مامون تھا مُّطْمَئِنَّةً مطمئن تھا۔ جیسے کہ لوگ اُسکے گرد و پیش سے پکڑے جاتے مگر جو حرم کے اندر آجاتا اُسکو کوئی نہین چھیڑتا تھا۔ يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ اسکے یہان اسکا رزق آتا ہر جگہہ سے چنانچہ دوسری آیت مین فرمایا۔ اولم نمکن لہم حرما آمنا یجبی الیہ ثمرات کل شیئ۔ یعنے کیا ہم نے اُنکو مطمئن بیخوف ٹھکانا حرم نہین کر دیا کہ اُسکی طرف ہر چیز کے ثمرات لائے جاتے ہین۔ رغد یعنے آسانی و وسعت کے ساتھ۔ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ پس اُس نے اللہ تعالےٰ کی نعمتون کی ناشکری کی۔ قال الشیخ یعنے اللہ تعالےٰ کی نعمتون سے انکار کیا۔ شاید اسوجہ سے کہ اللہ تعالےٰ کے انعامات کو بتون کی طرف نسبت دیتے تھے اور سب سے بڑی نعمت انبعثت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تھی چنانچہ فرمایا الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا واحلوا قومہم دار البوار جہنم۔ کیا تو نے نہین دیکھا ایسے لوگون کو جنھون نے بدل ڈالی نعمت اللہ تعالےٰ کی کفر سے اور اُتارا اپنی قوم کو ہلاکت کے ٹھکانے جہنم مین یعنے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے منکر ہو کر بدر کے روز قتل ہو کر جہنم مین پڑے۔ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ یعنے جب اُنھون نے رسول کو نہ مانا اور ہر طرح مخالفت پر جم گئے تو اللہ تعالےٰ نے اُنکی امن و وسعت رزق کو بھوک اور خوف سے بدل دیا۔ کیونکہ جب اہل مکہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی و نہ مانا تو آپ نے اُنپر بد دعا فرمائی اللہم اشدد وطاتک علی مضر واجعلہا علیہم سنین کسنی یوسف۔ یعنے اے رب ہمارے تو اپنی سختی سے مضر کو روند اور اُنپر کردے قحط کے سال مانند اُن سالہا سے قحط کے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت مین مصریون پر ہوئے تھے پس اُنکو گھیر لیا

گھیرا یہان تک کہ اونٹ حلال کرتے وقت پشم جھنن خون لگتا اُسکو بھی کھایا اور سورۂ دخان وغیرہ سے ثابت ہی کہ بوجہ شدت بھوک کے دن کو آسمان دھوان دھار تاریک معلوم ہوتا۔ اور خوف اُنکو اُسوقت دیا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مع اصحاب مہاجرین کے اصحاب انصار رضی اللہ عنہم کے یہان مدینہ ہجرت کر آئے تو آپ کی سطوت و لشکرہاے مجاہدین کی صولت سے خوفناک ہوئے اور تباہ ہوتے رہے یہانتک کہ اللہ تعالےٰ نے اہل ایمان کے امتحانات بھی اس درمیان مین پورے کیے اور مکہ اپنے رسول و مومنین کے واسطے فتح کر دیا۔ یہ سب جو واقع ہوا۔ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ بوجہ اُنکی شرک و بداعمالیون کے جسمین سب سے زیادہ تکذیب وایذاے رسول تھی واقع ہوا وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ اور کچھ شک نہین ہی کہ آیا اُنکے پاس رسول اللہ کا اُنھین مین سے سو اُسکو جھوٹا بنایا۔ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ پس پکڑا اُنکو عذاب نے درحالیکہ وے ظالم تھے۔ یعنے اپنی جانون پر اُنھون نے ظلم کیا کہ اُسکو عذاب دائمی مین مبتلا کیا پس کبھی مبتلاے قحط ہوئے اور کبھی بدر مین قتل ہوئے اُنکی تجارتین جاتی رہین لوگون نے غلہ بھیجنا موقوف کر دیا عزت و امن و رزق جاتا رہا بجاے اُسکے خوف و تنگی مین پڑے اور جو مرا وہ عذاب ابدی مین پڑا یہانتک کہ اللہ تعالےٰ نے مکہ فتح کر دیا۔ اور اُس گروہ ناشکر کے ضد اصحاب مہاجرین و اہل مدینہ کے اصحاب انصار شکرگزار تھے کہ اللہ تعالےٰ نے اُنکو بعد خوف کے امن دیدیا اور بعد تنگی کے وسیع الرزق کیا اور اُنکو قیامت کے واسطے سردار کر دیا۔ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالےٰ یہ جو ہم نے کہا کہ یہ مثل اہل مکہ کے واسطے ہی یہی عوفی نے ابن عباس سے روایت کیا اور یہی قول مجاہد و قتادہ و عبدالرحمن بن زید کا ہی اور یہی امام مالک نے زہری سے نقل کیا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ مقصود وقت نزول کے اگرچہ مکہ ہو لیکن مفاد اس مثل کا ہمیشہ ہر ایسے قریہ کے واسطے ہی جو انعامات الٰہی کے ساتھ اتراکر معصیات سے ناشکری کرے اور اسی معنے مین وہ روایت ہی جو شیخ نے امام ابو جعفر کی تفسیر سے نقل کی کہ مجھ سے حدیث فرمائی ابن عبدالرحیم برقی نے کہا مجھ سے حدیث کی ابن ابی مریم نے کہا ہم سے حدیث کی نافع بن یزید نے کہا ہم سے حدیث کی عبدالرحمن بن شریح نے کہا کہ ہم سے عبدالکریم بن الحارث الحضرمی نے کہا کہ مین نے بن ہاعان کو کہتے سُنا کہ مین نے سلیم بن نمیر رحمہ اللہ تابعی سے سُنا فرماتے تھے کہ ہم لوگ ام المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک بی بی کے ہمراہ حج سے لوٹے اور اُس زمانہ مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول اللہ مدینہ مین اپنے مکان مین گھرے تھے مصری باغیون نے اُنکو گھیر رکھا تھا تو حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا راہ مین پوچھتی آئین کہ کیا انجام ہوا یہانتک کہ دو سوارون کو دیکھکر بلوایا پوچھا تو اُنھون نے عرض کی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے پس حضرت ام المومنین نے یہ سنکر استرجاع کیا اور فرمایا کہ قسم اُسکی جسکے قبضہ مین میری جان ہی کہ یہ وہی قریہ ہی جسکے حق مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا وضرب اللہ مثلا قریۃ كانت آمنۃ یاتیہا رزقہا الآیہ۔ اور ابن شریح نے کہا کہ مجھے عبیداللہ بن المغیرہ نے ایسے شخص سے جس نے اس سے بیان کیا تھا خبر دی کہ سلیم بن نمیر کہا کرتے کہ وہ مدینہ ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ بوجہ شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فتنہ عظیم برپا ہوئے اور صحیح بخاری مین حضرت حذیفہ سے مروی ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے وقت مین اُسکو جانتے تھے ولیکن جو کچھ اللہ تعالےٰ چاہتا ہی وہ واقع ہوتا ہی۔ ف اس آیت مین ایک نکتہ بلاغت زبان عربی کے متعلق بیان کرنا چاہیے وہ یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا فاذاقہا اللہ لباس الجوع والخوف۔ یعنے چکھایا اللہ تعالےٰ نے اس قریہ والون کو لباس بھوک و خوف کا۔ اور یہ نہین فرمایا کہ پہنایا اُسکو لباس جوع و خوف۔ یہ استعارہ بہت بلیغ ہی کیونکہ مراد اس سے ہفت سالہ قحط ہی اور قریہ کو اس قحط کا اثر بطور لباس کے ہوا اور لوگون پر اس سے دُبلاپن و بدرنگی و بدحالی مثل لباس کے چھاگئی باوجودیکہ

ذوق سے اشارہ ہوا کہ یہ عذاب دنیاوی ایک ذوق ہو اور اصل عذاب آخرت ابھی باقی ہو۔ علماء بیان نے کہا کہ یہ تجرید الاستعارہ ہو اطلاع
کہ مانند جوع وخوف کے جو انسان کو گھیر لیتی ہو اُسکے واسطے لباس کا استعارہ کیا کیونکہ اسکا اثر مثل لباس کے آدمی کو شامل ہوتا ہو پھر
جوع وخوف جس سے استعارہ فرمایا تھا اُسکے مناسب ایک وصف ذوق ذکر کیا کیونکہ ذوق کا اطلاق جوع وخوف سکے ادراک پر عرب
کے نزدیک بمنزلہ حقیقت کے ہوگیا ہو چنانچہ بولتے ہین کہ ذاق فلان البؤس والضر یعنے فلان شخص نے بیماری وخوف وغیرہ کو چکھا
یہی تجرید استعارہ ہو اور اگر لباس کی رعایت سے کساہا لباس الجوع ہوتا تو اگرچہ مستحسن ہوتا لیکن تجرید الاستعارہ زیادہ عمدہ ہو
امام رازی نے کہا کہ اہل قریہ کو اس جوع وخوف مین ایک نوع کی حالت مشابہ بمذوق اور حالت بمشابہ بملبوس ظاہر ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے
دونون کی رعایت سے اذاقہا فرمایا۔ اور پہلے بیان ہوا کہ ذوق سے جو ایک معنوی اظہار خفت کا ہو وہ پہنانے کے لفظ سے نہوتا بلکہ پورا عذاب
ظاہر ہوتا جو خلاف واقع ہو اور عجب کہ بعض ایسے لوگون نے جو عربی زبان سیکھ جانے کے مدعی تھے یہان اعتراض کیا چنانچہ حکایت ہو کہ ابن الراوندی
نے جو ایک ملحد شخص زندیق تھا شیخ ابن الاعرابی سے جو امام فن لغت ومشاہیر مین سے ہین پوچھا کہ کیا لباس کا بھی ذوق دیا جاتا ہو تو شیخ نے جواب دیا کہ
اونسناس یعنی جنگلی آدمی فرض کرے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبی نہ تھے تو عربی فصیح ہونے مین شک نہین ہو۔ حاصل جواب یہ ہو کہ قرآن فصیح زبان
عرب ہو اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم خود فصیح عرب تھے اور اُسوقت کے تمام فصحاء نے تسلیم کیا اور بلاغت قرآنی کے آگے سر نیچا کیا تو اب کسی شخص کو
جو زبان عربی سیکھے یہ دعوے محض بیجا ہو کہ یہ استعارہ جائز ہو یا نہین ہو اور حال یہ ہو کہ علماء بیان یعنے ائمہ فن بلاغت نے بوجوہ مذکورہ بالا اسکی
تحسین مین مبالغہ کیا ہو۔ **ف** عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ تعالیٰ ثم ان ربک للذین ہاجروا من بعد ما فتنوا الآیہ کے اشارات سے ہو کہ
جو لوگ اہل ارادت صادقہ مین سے ہون اور اپنے حظوظ نفس کو چھوڑ دین بعد ازانکہ معصیت وامتحان مین مفتون ہو چکے ہون پھر نفس و
ہوی کے پھندے سے نکلکر دونون کو سرنگون کرین اور عبودیت الٰہی مین مستقیم ہوکر ترک حظوظ نفس پر صابر رہین اور محاربہ شیطان مین جہاد
کرین تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہو ان ربک من بعدہا لغفور رحیم۔ جو کچھ اُنسے سابق زمانہ مین گناہ ہوگئے اللہ تعالیٰ اُنکو بخشنے والا ہو اور اب اپنی رحمت
کے ساتھ اُنکو محفوظ رکھتا ہو کہ نفس کے پھندے مین گرفتار نہون پس اللہ تعالیٰ اُنکو ذوق اُنس سے مزہ دیتا ہو کہ پھر اُنکو طاقت نہین رہتی کہ
ایک دم اُسکی طاعت سے فتور کرین۔ شیخ سہل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ایسے بد لوگون سے دور رہو جاؤ جنکی صحبت سے تمکو فتنہ پہونچنے کا
خوف ہو پھر کوشش کے ساتھ نیک لوگون کی صحبت مین جمے رہو اور نیکی کے واسطے تکلیف اُٹھانے مین صبر کرو اور ابتداے حال کی طرف
رجوع کرنے مین کوشش نہ کرو۔ قولہ تعالیٰ یوم تاتی کل نفس تجادل عن نفسہا۔ نفوس مین تفاوت ہو کوئی تو اپنی معصیت سے مجادل ہوگی اور
کوئی اپنی طاعت سے اور کوئی اپنے خوف جہنم سے اور کوئی اپنی امید جنت سے مجادلہ کریگی۔ بہرحال یہ نفوس اپنے مجادلہ مین مشغول ہوکر
مشاہدہ رب عزوجل سے غافل ہونگی اور نفس مطمئنہ کہ جسکو سواے رب عزوجل کے طلب نہین ہو وہ اپنے رب عزوجل کی حضوری مین انبساط
کے ساتھ عرض کریگی کہ مجھے دنیاوی دار محنت مین مبتلاے فراق کیا گیا اور دشمنون کے ساتھ چھوڑا گیا اب بھی وہ وقت نہین آیا کہ مجھے میری مراد
حاصل ہو اور انکشاف دیا جاوے کہ دائمی وصال مین مسرور ہون۔ **مترجم** کہتا ہو کہ حدیث مین بھی اہل جنت کے تین فرقہ ثابت ہو کہ ایک
وہ جو بخوف جہنم عبادت کرتے تھے اور دوم بامید جنت طاعت کرتے تھے یہ دونون جنتی ہین اور سوم وہ جو کہ اپنے خالق عزوجل کے واسطے
خالص تھے اور انکو اللہ تعالیٰ کے فضل رحمت مین ٹھکانا ہو جنت خود اُنکی آرزو کریگی شیخ نے کہا کہ جس نفس کو یہ شوق نہین وہ اپنے مجادلہ مین
اپنے رب تعالیٰ سے محجوب اور اپنے اعمال وآرزو کے ساتھ دنیا وآخرت مین مشغول ہو اور حق تعالیٰ بڑی فضل کو اپنے فضل سے سرفراز فرما کر انکی

مراد دیدیگا اور ہر نفس بقدر اپنی طاعت کے حصہ پاویگا اور حق تعالےٰ عزوجل عالم الغیب وعدل ہی اُسکے یہان بھول بھٹک نہین ہی سب کو اپنے فضل سے جزائے عظیم عطا فرماویگا اور اُسکے ملک سے ذرہ کم نہوگا اور جب چاہے سب کو اپنے جوار رحمت مین جگہ دے۔ بعض مشائخ خراسان نے کہا کہ مخلوق کا وقت تو اسی مین گیا کہ: یا مین اپنے اعمال سے مجادلہ اور آخرت مین اپنے نفس سے مجادلہ ہی پھر معرفت حق عزوجل کے لیے کب فارغ ہونگے۔ **شیخ استاد** رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ مومن کے واسطے نفس نہین ہی قال تعالےٰ ان اللہ اشترے من المؤمنین انفسهم۔ پس اُنکے نفوس کو اللہ تعالےٰ نے خرید لیا پھر اُنکے پاس ودیعت رکھا ہی تو انمین اُنکا کچھ حق نہین ہی بلکہ یہ تو صرف نفس کے اندر امر حق عزوجل کی نگہبانی کرنے پر ہوتے ہین۔ قولہ وضرب اللّٰہ مثلا قریۃ کانت آمنۃ الآیۃ۔ منجملہ اشارات کے قریۂ مطلئنہ قلب عارف ہی کہ اللہ تعالےٰ کی یاد سے مطمئن تھا اور اللہ تعالےٰ کے کشف جمال سے اللّٰہ تعالےٰ کے لطف مین اُسکے قہر سے اور وسواس نفس وحِس شیطان سے بیخوف تھا ہمیشہ اُسکا رزق معرفت ومحبت واُنس ومشاہدہ بلا کدورت مشقت وتکلف کے اُسکو پہونچتا تھا پھر اگر اللہ تعالےٰ نے اُسپر نعمت پوری کرنی چاہی تو اُس سے خطا ونسیان وخیال وگمان دور کردیا پس ہمیشہ اُسکو اپنے اسرار کی نگہداشت ہی اور اگر اللہ تعالےٰ نے اُسپر امتحان چاہا تو اُسپر نسیان رکھدیا اور فتوح کے دروازے بند کردیے تاکہ ہجر کے مزے چکھے اور خائف ہوجاتا ہی حالانکہ پہلے بیخوف تھا اور اطمینان کے بعد پریشان رہتا ہی۔ **شیخ استاد** رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ قلب کا فارغ ہونا دوسری چیزون کی طرف مشغول ہونے سے ایک بڑی نعمت ہی اور جب کسی بندہ کو یہ نعمت حاصل ہوئی پھر اُس نے اس نعمت کی ناشکری کی اسطرح کہ ہوا وہوس کے دروازے اپنے اوپر کھول لیے اور شہوات مین مقید ہوا تو اللہ تعالےٰ جلشانہ اُسکے دل پر تشویش دیدیتا ہی اور صفائے وقت کو مکدر کرکے اس سے فراغ چھین لیتا ہی کیونکہ نفس کی کدورات شہوات سے قلب کے انوار زائل ہوجاتے ہین ثم قال تعالےٰ

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ

سو کھاؤ جو روزی دی تمکو اللہ نے حلال اور پاک اور شکر کرو اللہ کے احسان کا اگر تم اُسی کو

تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ

پوجتے ہو یہی حرام کیا ہی تمپر مردہ اور لوہو اور سور کا گوشت اور جسپر نام پکارا

لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اللہ کے سوائے کسی کا پھر جو کوئی ناچار ہوجاوے نہ زور کرتا ہو نہ زیادتی تو اللہ بخشنے والا مہربان ہی

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ

اور مت کہو اپنی زبانون کے جھوٹھ بنانے سے کہ یہ حلال ہی اور یہ حرام ہی کہ

لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ

اللہ پر جھوٹھ باندھو بیشک جو جھوٹھ باندھتے ہین اللہ پر بھلا نہین پاتے

قَلِيْلٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

تھوڑا سا برت لین اور اُنکو دُکھ کی مار ہی

قولہ فکلوا۔ بعض علماء تفسیر نے کہا کہ پہلے شکر کا حکم دیا تو بعد اُسکے فکلو بقا بیان کیا اور کھانے کا ذکر اس لیے کہ یہ ذریعہ شکر ہی

اور اہل مکہ بلکہ عموماً کافرون مشرکون مین خود رائی کا عیب ہوتا ہی جس چیز کو جسطرح چاہتے ہین کھاتے پیتے اور حرام و حلال استعمال کرتے اور
اسکو اچھا سمجھتے ہین اور اہل مکہ تو اس خیالی برتاؤ کو اللہ تعالے کی شریعت کہکر بہتان باندھتے تھے۔ بعض علماء نے کہا کہ فکلوا کفر چھوڑنے پر
فرع ہو یعنے جب تم نے کفر چھوڑا اور ایمان لائے تو کھاؤ یہ چیزین۔ پہلے یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ خطاب مشرکون کو ہی یا مومنون کو ہی۔ واحدی
وغیرہ نے ذکر کیا کہ بعض کے نزدیک خطاب مشرکون کو ہی اور یہ ظاہر ہی اور جمہور مفسرین نے کہا کہ خطاب مومنون کو ہی اور ظاہر کلام شیخ ابن کثیر
سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی اور اولے یہ ہی کہ اللہ تعالے نے اپنی مخلوق بندون کو عام خطاب کیا پس سب کو شامل ہی اگرچہ وصف السنہ کذب فقط مشرکون
مین ہی مومنون مین نہین ہی مگر مومنون کو اس امر سے ممانعت ہی پس حکم دیا۔ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا
یعنی کفر و شرک چھوڑ دو اور ناشکری مت کرو پس کھاؤ حلال طیب انہین سے جو اللہ تعالے نے تمکو رزق دیا۔ اس سے مسئلہ نکلا کہ کبھی رزق
حرام بھی ہوتا ہی جسکا کھانا جائز نہین ہی۔ معتزلہ وغیرہ بعضے فرقے کہتے ہین کہ رزق حلال ہی ہوتا ہی اور جواب یہ ہی کہ اگر عمر بھر ایک شخص کو حرام ہی ملا
تو اسکو کبھی رزق ہی نہین ملا لہذا جو بندے کو ملے وہ رزق ہی مگر امتحان یہ ہی کہ سود اور رشوت و فریب و حرام مزدوری وغیرہ نہ کھاوے
نیک کمائی کرکے کھاوے جیسے یہان فرمایا کہ جو رزق تمکو ملے انہین سے حلال طیب کھاؤ۔ وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ اور شکر کرو
اللہ تعالے کی نعمت کا یعنے اس نعمت کا اور تمام نعمتون کا۔ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اگر تم اُسی کی عبادت کرتے ہو
یعنی اگر سچے ہو کہ اللہ تعالے کی بندگی مین قائم ہو تو اسکی ناشکری مت کرو کیونکہ عبادت اُسی کے واسطے ہی جس نے پیدا کیا اور رزق دیا
پھر حرام بتلا دیے بقولہ۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ یعنے یہی تو ہی کہ تم پر حرام کر دیا اللہ تعالے نے
مردار کو اور مردار دو طرح ہوتا ہی ایک وہ جانور جو اپنی موت سے مر جاوے اور دوم وہ کہ حلال کرنے سے پاک نہوا یا اللہ تعالے کے
نام پر حلال نہ کیا جاوے۔ اور حرام کیا خون کو یعنے دم مسفوح جیسا کہ سورہ انعام مین مفصل گزرا ہی اور مردار مین سے مچھلی اگرچہ خود مر جاوے
حلال ہی اور خون مین سے جگر یعنے کلیجی حلال ہی۔ اور حرام کر دیا گوشت سور کا۔ سور کی نجاست خود ظاہر ہی سوائے پلید آدمی کے کوئی
اسکی رغبت نہین کر سکتا اور سور نجس العین ہی اُسکے گوشت کو ذکر کر دیا کہ حرام ہی تو کھال و سری و پایہ و اوجھ و چربی سب بدرجہ اولے
حرام و نجس ہین لیکن سور کے بالون سے کونچی بنا کر تانا بتیل صاف کرنے کا کام لینا جائز ہی اور منیہ وغیرہ مین جو لکھدیا کہ امام ابو یوسف سے
ایک روایت ہی کہ سور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہی اس روایت کی کوئی اصل نہین اور جب ظاہر اصول کے خلاف ہی تو کسی کو
اسپر فتوے دینا روا نہین بلکہ حرام ہی بالجملہ ائمہ حنفیہ کا اتفاق ہی کہ سور نجس العین ہی البتہ در رمین کتے کی کھال کی نسبت خشک ہونے کی صورت
مین ایک روایت مذکور ہی اور وہ بھی ظاہر الروایہ کے خلاف ہی۔ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور حرام کر دیا جو وہ کہ آواز بلند
کیجاوے واسطے غیر خدا کے اُسکے ساتھ۔ واضح ہو کہ اس آیت کے مانند سورہ بقرہ کی آیت گذر چکی ہی اور بیان نے الجملہ مزید توضیح کے ساتھ
لکھا جاتا ہی۔ ہمارے شیخ الشیوخ مولانا عبد العزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی مین یہان اُہل یعنے اہلال کی تفسیر فقط آواز بلند کیجانے سے
لکھی اور یہ نہین لکھا کہ ذبح کے وقت آواز بلند کیے جانے سے حرام ہوتا ہی جیسا کہ بعض مفسرین نے لکھدیا تو اسکی تحقیق یہ ہی کہ عرب اپنے
بتون کے لیے نام لیکر آواز سے ذبح کرتے تھے تو بعض مفسرین نے اسی سبب سے ذبح کی قید ذکر کر دی اور آیت کریمہ عام ہی خواہ ذبح کے وقت
آواز بلند کرے یا کسی وقت ولیکن کھایا جانا بہر حال بعد ذبح کے ہوگا۔ اب یہان فقہ کا ایک مسئلہ معروف ہی کہ جاندار کا قربان کرنا اگر اللہ تعالے
کی تقرب کے لیے ہو تو حلال ہی اور اگر کسی غیر کی تقرب کے لیے ہو تو حرام مردار اور وہ شخص مرتد ہو جائیگا۔ مسئلہ اگر ذبح کے وقت اللہ تعالی کے

نام کے ساتھ دوسرے کا نام ملاوے تو ذبیحہ مردار ہوگیا اور یہ مسائل فتاوے کے احکام مرتدین وغیرہ مین صاف لکھے ہین۔ مسئلہ اگر بادشاہ
شہر مین آیا اسکی آمد کے لیے قربانی کی تو مردار اور وہ شخص مرتد ہی۔ اب جاننا چاہیے کہ اہلال کے معنے آواز بلند کرنے کے ہین قاموس سے ظاہر ہی کہ اہل
الصبی یعنے طفل نے رونے کی آواز بلند کی سا در یون ہی جو بولنے والا آواز بلند کرے۔ اور جوہری نے صحاح مین لکھا کہ قولہ تعالے وما اہل لغیر اللہ
یعنی اُسپر پکارا گیا اللہ تعالے کے سوائے دوسرے کا نام۔ اور اصل مین اہلال آواز بلند کرنا۔ انتہے مترجما۔ پس آیت کے معنے یہ ہوئے
کہ جس جانور پر اللہ تعالے کے سوائے دوسرے کا نام پکارا گیا وہ حرام ہی۔ اب معلوم ہوا کہ آیت کریمہ مین خالی یہ معنی نہین ہین کہ جو چیز ذبح کیجاوے
غیر خدا کے نام پر۔ کیونکہ اہلال کے معنے ذبح کے لینا اور غیر اللہ کے معنے نام غیر اللہ کہنا اپنی طرف سے تفسیر ہی۔ اور نظام نیشاپوری نے
اپنی تفسیر مین اجماع علمار نقل کیا کہ جو مسلمان اپنے ذبیحہ مین سوائے اللہ تعالے کے دوسرے کا تقرب قصد کرے وہ مرتد ہوا اور اُسکا
ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ یعنے حرام ہوا۔ اب یہان تین صورتین ہین ایک یہ کہ اللہ تعالے کے لیے قربانی کا اعلان کیا اور ذبح کے وقت فقط اُسی کا
نام لیا تو ثواب پایا اور ذبیحہ حلال طیب ہی دوم یہ کہ غیر کے واسطے پکارا اور ذبح کرتے وقت غیر کا نام لیا تو مرتد کافر ہوا اور ذبیحہ مردار ہی۔ سوم
یہ کہ غیر کے نام کا جانور پکارا اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھی تو یہ ذبیحہ حرام مردار ہی جبکہ اُس نے غیر اللہ کا تقرب چاہا لیکن اگر پہلے اُس نے
تقرب کے لیے فلان کے نام کا جانور ٹھہرایا تھا پھر توبہ کرکے اُس نے یہ نیت کی کہ یہ جاندار جسکو اللہ تعالے نے مانند میرے پیدا کیا اور
روح دی ہی اُسکو اللہ تعالے کے واسطے قربانی کرکے ثواب پاؤن پس اسی پر اُس نے ذبح کیا پھر جو ثواب ملا اور یہ بھی امید رکھے
کہ اللہ تعالے ثواب دیدے اور قبول کرے تو یہ ثواب جسکو چاہے ہدیہ دے اور حدیث مین ہی کہ ملعون من ذبح لغیر اللہ یعنی وہ شخص
ملعون ہی جس نے غیر اللہ کے واسطے ذبح کیا۔ دیکھو اسمین غیر کے واسطے ذبح کرنے پر لعنت ہی اور غیر کا نام ذبح مین لینے کی خصوصیت
نہین ہی تو خواہ ذبح کے وقت اُسکا نام لے یا کسی کا نام لے وہ ذبیحہ مردار اور وہ شخص ملعون ہوا جبکہ اُس نے غیر کے واسطے ایسا کیا۔
واضح ہو کہ دیگر اموال و کھانا کپڑا وغیرہ سے بھی غیر کی طرف تقرب سے گناہ عظیم ہی لیکن حیوان اور دیگر اموال مین ایک فرق یہ ہی کہ آدمی کو
روا ہی کہ اپنا مال جسکو چاہے دیدے کیونکہ اللہ تعالے نے شرع مین مال کا اُسکو مالک انتفاعی کردیا ہی بخلاف روح حیوان کے کہ
حیوان کے گوشت پوست سے نفع اُٹھانے کا مالک کیا لیکن یہ روا نہین کیا کہ زندہ جانور کے جسم سے گوشت نوچکر نفع اُٹھاوے یا اُسکی کھال
کھینچو بلکہ روح نکالے جانے کے بعد انتفاع ہی اور روح کا مالک نہین کیا پس روح نکالنا اسطرح حلال کیا کہ اللہ تعالے ہی کے نام پر قربان
کی نیت سے ذبح کرو حلال ہوگیا اب گوشت و پوست سے نفع اُٹھاؤ پس زندہ جانور سواری وغیرہ کے لیے جس کسی کو چاہو نفع اُٹھانے کے
دیدالو مگر حلال ہونے کے لیے تقرب فقط اللہ تعالے ہی کے واسطے جائز ہی اور واضح ہو کہ اللہ تعالے کی جناب مین تقرب خالص کی نیت سے
قربان کرکے ثواب چاہے جسکو دیدو اور چاہو کسی مخلوق کی طرف سے نائب ہوکر جناب الٰہی تعالے مین تقرب کی نیت سے ذبح کردو مین نے
اہل ایمان کی سلامتی دین کے واسطے اتنا کلام واضح کردیا تاکہ باطل مین مبتلا نہون اور اللہ تعالے ہی ہادی ہی۔ بالجملہ مردار و خون و گوشت
سور و ما اہل بہ لغیر اللہ حرام کردیے پھر باوجود اسکے بندون پر آسانی کردی کہ اگر وہ ان چیزون مین سے کسی چیز کی طرف محتاج ہو تو فی الجملہ تناول
مباح ہی چنانچہ فرمایا۔ فَمَنِ اضْطُرَّ پس جو بندہ کہ مضطر ہو یعنے بیقرار ہوکر انمین سے کسی چیز کی طرف محتاج ہو خواہ اُسکی یہ کیفیت
دو وقت کے بعد ہو یا دو دن بعد یا تین روز بعد ہو اور اکثر تین روز مین ایسا ہو جاتا ہی۔ غَيْرَ بَاغٍ۔ درحالیکہ وہ بغاوت کرنے والا نہو
یعنی کسی دوسرے پر جو اسی اضطرار مین ہی زبردستی تجاوز نہ کرے۔ وَلَا عَادٍ۔ اور نہ عدوان کرے یعنے قدر ضرورت سے نہ بڑھے

بلکہ اسی قدر کھاوے جسکے ساتھ اسکی جان بچ جاوے - فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ تو اسکو کھا لینا مباح ہو کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے واضح ہو کہ بعضے علماء نے کہا کہ اضطرار کیوقت یہ چیزین حرام نہین رہتی ہین اور محققین کے نزدیک حرام یا نجس تو اپنے حال پر رہتی ہین لیکن اللہ تعالیٰ نے بلا بغاوت و بغیر تعدی کے اسمین سے بقدر ضرورت کھانے کا گناہ دور کر دیا ہے - مسئلہ ایک شخص نے مضطر ہو کر مردار مین سے کچھ کھایا پھر اسکو چاہیے کہ رزق طیب کمانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے نام پر کوشش کرے اگر میسر نہ آوے تو پھر اضطرار کیوقت اسی قدر مباح ہوگا اور اگر اسنے کمائی کی تلاش نہ کی باوجودیکہ کر سکتا تھا تو گنہگار ہوگا - واضح ہو کہ بغاوت و عدوان کی تفسیر جو مذکور ہوئی امام ابو حنیفہ رح کا یہی مذہب ہے اور امام شافعی کے نزدیک باغی سے مراد یہ کہ سلطان وقت پر بغاوت کیواسطے نہ جاتا ہو اور لا عادی سے یہ مطلب کہ مسافرون پر ڈاکہ ڈالنے کا قصد نہو - اس قول پر باغی و عادی کو چاہیے بھوک سے مر جاوے مردار کھانا مباح نہوگا اور کلام اسمین سابق اسکے مثل آیت مین گزر چکا ہے - واضح ہو کہ تمام مخلوقات کا خالق حضرت باری تعالیٰ جلّ شانہ ہے جسطرح اُسنے کمال حکمت و قدرت سے بندون کو تصرف کی اجازت دی اُسی طور پر تصرف جائز ہے اور یہ بندون کے حق مین عبادت ہے پس یہ روا نہین ہے کہ کوئی شخص ان چیزون مین اپنی رائے سے حلت و حرمت لگاوے کیونکہ نفس و روح کا علم اُنکے خالق عزوجل کو ہے اور طریق آخرت عوام کی عقل و سمجھ سے باہر ہے لہذا منع فرمایا بقولہ تعالیٰ - وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلَالٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لا تقولوا کا مفعول الکذب ہے اور ما مصدریہ ہے یعنی لا تقولوا الکذب لاجل وصف السنتکم - یہ زجاج و کسائی کا قول ہے اور اسی کو شیخ ابن کثیر رح نے اختیار کیا ہے اور معنی یہ ہین کہ مت کہو جھوٹ کو بوجہ تمہاری زبانون کے وصف کے کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے - مجاہد رح نے کہا کہ بحیرہ و سائبہ کے بارہ مین ہے اور بعض نے کہا کہ مراد اُنکا قول ہے کہ ما فی بطون ہذہ الانعام خالصۃ لذکورنا و محرم علی ازواجنا - حاصل یہ کہ کسی جانور کو حرام یا حلال اپنی زبانی وصف کیوجہ سے مت کہو بدون اسکے کہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کیطرف سے کوئی حجت ہو - مسئلہ علماء نے کہا کہ بدون دلیل کے کسی کو حرام یا حلال کرنا جبکہ عمدی ہو کفر ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ علم و حکمت سے بندون پر شرع مقرر فرماتا ہے - ابو نضرہ رح سے مروی ہے کہ مین نے جب سے سورہ نحل کی یہ آیت پڑھی تو اسوقت تک مین فتوی دینے سے بہت خوف کرتا ہون - اسمین اشارت ہے کہ یہ بات کچھ جانورون کے ساتھ مخصوص نہین بلکہ ہر ایک امر کے حکم شرعی مین بدون دلیل کے تحسین یا ممانعت اور تحلیل یا تحریم روا نہین ہے ورنہ اسی آیت کی وعید مین داخل ہوگا - ہمارے زمانہ مین ایسے لوگ ہین کہ قیاس در کنار اُسکے شرائط و آداب کی رعایت بہت مشکل ہے اُنکے نزدیک باب اجتہاد بہت آسان ہے پس ایک گروہ اسطرف ہے کہ بہت سی نئی باتون کی نسبت اچھے و حلال و ثواب کا کام ہونے کا حکم لگاتے ہین اور اپنے قیاس کو جو کسی طرح شرعی نہین ہے حجت قرار دیتے ہین - دوسرا گروہ ہے کہ دلائل شرعیہ یعنی احادیث کو اپنے واسطے اجتہاد کرنے کے لیے ہر وقت بالکل سہل کر لیا ہے حالانکہ اب اجتہاد بہت مشکل ہے اور لازم یہ تھا کہ ہر مسئلہ اجتہادی کے تعلقات کو ابواب فقہ کے ساتھ مرتبط کرتے اور دیکھتے کہ کہانتک اُنکے ادھار ھند اجتہاد سے انکے اقوال مین مخالفت پیدا ہوتی ہے اور یقین کرتے کہ مقصود ان افعال سے صرف ثواب طلب کرنا ہے اور اصلی بات ظاہر و باطن کی اصلاح ہے پس اسپر تمام ہمت منحصر رکھتے اور ثواب کیواسطے عبادات شرعیہ پر قائم رہتے اور خود اجتہاد کی تکلیف مالا یطاق سے بچتے یا اول فریق اپنے قیاس کی ضلالت سے دور رہتے کیونکہ دین مین ثواب عظیم کے لیے بہت امور موجود ہین کہ اُنکے قیاسی فعل کی حاجت نہین ہے بالجملہ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ بدون لیاقت استدلال شرعی کے کسی امر پر اپنی زبانی وصف سے جھوٹ حکم مت لگاؤ کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے - لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ جسکا انجام یہ ہو کہ تم جھوٹ افترا باندھو اللہ تعالیٰ پر حالانکہ

اُسکی طرف سے کوئی سند تمھارے پاس اسکے واسطے نہین ہے۔ اگر کہا جاوے کہ مجتہد سے کبھی خطا ہوتی ہے تو اُسنے بھی جھوٹ باندھا جواب یہ ہے کہ نہین بلکہ اُسنے اللہ تعالیٰ و رسول و اجماع امت سے اپنی کوشش خوب صرف کرکے حکم نکالا اپنی طرف سے بلا دلیل نہین کہا تو وہ معذور ہے اسی واسطے حدیث مین مجتہد خطا کرنے والے کیواسطے بھی ایک ثواب ہے اور مجتہد صواب کے لیے دونا ثواب ہے اور معلوم ہو چکا کہ اس فعل سے صرف ثواب مقصود تھا وہ ہر طرح حاصل ہے کیونکہ سوائے اعتقادیات کے جو روح کے ساتھ ہین اُن اعمال کا ثواب باقی رہیگا وہ ہر طرح حاصل ہے۔ **اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ** جو لوگ کہ اللہ تعالیٰ پر دروغ باندھتے ہین فلاح نہین پاتے ہین کسی قسم کا نہ دنیا مین اور نہ دین مین۔ رہا دنیا تو نہایت حقیر و چند سانس کی ہے اسمین سے بھی اس شخص کا حصہ بہت خفیف ہے چنانچہ فرمایا۔ **مَتَاعٌ قَلِيْلٌ** یعنی دنیا مین متاع قلیل ہے چند روز تمتع اُٹھا کر آخر موت ہے اور رہا آخرت مین **وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ** اور اُنکے لیے عذاب دردناک ہے۔ حدیث کا مضمون ہے کہ تمام عیش کے ساتھ جو دنیا مین رہا جب عذاب آخرت سے کچھ مزہ چکھیگا تو اُسکو یاد نہ رہیگا کہ اسپر کبھی راحت گذری اور جسنے وہان کے عیش سے چکھا اُسکو دنیاوی تکلیف کبھی یاد نہوگی پھر یہ عذاب دائمی ہے اور دنیا تو چند سانس تھی۔ پھر واضح ہو کہ یہود و نصاری مین یہ آفت پھیل گئی تھی بلکہ ابتک ہے کہ اُنکے علماء جسکو چاہتے حرام و جسکو چاہتے حلال کرتے اور لوگ عوام اپنے معتقدون کے حکم پر چلتے تھے یعنے اُسکو مختار جانتے کہ وہ جو چاہے حکم دے مثلاً وہ چاہے ایک قوم پر سے روزہ معاف کردے یا دوسرے مہینہ مین مقرر کردے پس یہود کے اوپر جو کچھ حرام کیا تھا

اُسکو ذکر فرمایا بقولہ تعالیٰ

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ

اور جو لوگ یہودی ہین اُنپر ہمنے حرام کیا تھا جو تجھکو سُنا چکے پہلے اور ہمنے اُنپر ظلم نہین کیا

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ

پر اپنے اوپر آپ ظلم کرتے تھے پھر یون ہے کہ تیرا رب اُن لوگون پر جنھون نے برائی کی

بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا

نادانی سے پھر توبہ کی اُسکے پیچھے اور سنوار پکڑی تیرا رب ان باتون کے پیچھے

لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

بخشنے والا مہربان ہے

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا یعنے فقط یہودیون پر نہ اورون پر **حَرَّمْنَا** ہمنے حرام کردیا۔ **مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ** وہ جو ہم نے تجھپر نازل کرکے بیان کیا اس سے پہلے حسن رہ نے کہا یعنی سورۂ انعام مین اور قتادہ نے بتایا کہ جہان یہ فرمایا وعلی الذین ہادوا حرمنا کل ذی ظفر ومن البقر والغنم الآیہ۔ پھر حرام کردینا یا تو اس جہت سے ہوتا ہے کہ اس چیز مین خواہ جسم کیواسطے یا بسبب قلبی و اسرار باطنی کیواسطے ضرر ہے اور یا اسوجہ سے کہ جن لوگون پر کچھ حرام کیا وہ سرکش و مغرور اسے ہین تو انپر سختی کے لیے تکلیف بڑھادی اور ہمارے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو آگاہ کردیا کہ لن یشاد الدین احد الا غلبہ یعنی دین مین کوئی شخص شدت اُٹھانے پر آمادہ نہوگا مگر کہ دین ہی اسپر غالب آجائیگا۔ یعنی چاہیے کہ دین مین آسانی رکھو سختی مت لادو

جیسے بعضے وہمی لوگ ذرہ ذرہ سی بات پر حرام و مکروہ کرنے لگتے ہیں اور بعد چند مدت کے ایسی سختی سے تھک کر اسکے خلاف کرتے ہیں تو اُنکے اعتقاد کے موافق انپر وہی سختی ہو گی جیسے یہو و نے حد سے تجاوز کیا تھا اللہ نے فرمایا۔ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ اور ہم نے انپر کچھ ظلم نہیں کیا بلکہ دین و آخرت کے واسطے تکمیل کی راہ انپر آسان رکھی تھی۔ وَلٰكِنْ ولیکن وہی لوگ اللہ تعالیٰ عزوجل کی عبودیت میں سر کو تسلیم پر نہیں رکھتے تھے۔ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ خود ہی اپنی جانوں پر ستم کرتے تھے۔ چنانچہ اول کی آیت میں فرمایا۔ جزینا ہم ببغیھم وانا لصادقون۔ یعنی ہمنے انکو یہ بدلا دیا تھا اُنکی خود رائی سرکشی و حد سے تجاوز کرنے کا اور ہم سچے ہیں۔ واضح ہو کہ شیخ ابن الہمام نے حاشیہ ہدایہ میں یہ مسئلہ لکھا کہ شرع میں جہاں کئی طرح جائز ہو اُنمیں سے آسان طریقہ اختیار کرنا اور ڈھونڈھنا جائز ہے یا چاہیے کہ مشکل تلاش کرے پھر اُسکی توضیح میں کلام کرنے کے بعد تحقیق یہ لکھی کہ آسان ڈھونڈھنا جائز ہے بلکہ بدلیل احادیث الباب اسکو مستحب ہونا چاہیے۔ اور بعض علماء نے مفتی کے حق میں ادب لکھا کہ لوگوں پر آسان فتویٰ دے اور خود اُسکو اختیار ہے کہ زیادت ثواب کے لیے جو طریقہ چاہے اختیار کرے۔ اگر کوئی کہے کہ مترجم نے سابق میں لکھا کہ بدلیل قولہ تعالیٰ وامر قومک یاخذوا باحسنہا۔ یعنی اے موسیٰ اپنی قوم کو حکم دے کہ توریت میں سے جسطرح احسن ہو اُسکو اختیار کریں اور یہاں لکھا کہ آسان لینا مستحب ہے تو جواب یہ ہے کہ جو شخص خلوص رکھتا ہے جب اُسنے دیکھا کہ یہ آسان میں اچھی طرح ادا کر سکتا ہوں تو یہی اُسکے لیے احسن ہے بہ نسبت اس سخت کے جو بری طرح ادا کریگا۔ اور مترجم کا مقصود یہی تھا کہ اہل ایمان اپنے افعال میں سے جو آسانی سے کر سکتے ہیں اور یہ باعتبار اشخاص کے مختلف ہے بعض کسی طریقہ کو آسانی سے کر سکتا ہے اور دوسرا دوسرے کو بہر حال جو انپر آسان ہیں اُنمیں سے احسن اختیار کریں مثلاً ایک شخص ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں قصیدہ کہہ سکتا ہے اور وہ درود شریف بھی پڑھ سکتا ہے تو اُسکو چاہیے کہ درود شریف پڑھنے میں وقت کی برکت عظیم حاصل کرے کیونکہ یہ اس سے احسن اور نہایت مثمر ثواب و محبوب ہے اور جیسے ایک متدین عالم کو وقت ملتا ہے جسمیں وہ درود پڑھ سکتا اور یا طلبہ دین کو حدیث شریف کی تعلیم بھی کر سکتا ہے تو اُسکو چاہیے کہ پڑھانا اختیار کرے کہ اسمیں زیادہ خوبی و فضیلت ہے۔ پھر واضح ہو کہ ناشکری و نافرمانی و سرکشی وغیرہ حتیٰ کہ کفر و شرک جو کچھ آدمی سے سرزد ہو گیا اور یہ ضرور اُسکی نادانی سے ہوا تو اس سے وہ کبھی توبہ سے مایوس نہیں ہے بلکہ توبہ کر کے رجوع لاوے اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے چنانچہ ارشاد فرمایا۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ پھر بلاشبہ تیرا رب اُنکے حق میں جنھوں نے بدکاری کو جہالت سے کر لیا ہو۔ یہاں اپنے کرم سے بندوں کا عذر بھی فرما دیا کہ اس سے نادانی میں سرزد ہوا اور جب غور کرو تو ہر شخص نادانی سے بدکاری کرتا ہے ولیکن دانائی کی خواہش نہ کرنا بیباک ہو جانا اُسکے واسطے غضب ہے پس جسنے نادانی سے بدکاری کی۔ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ پھر اسکے بعد اُنھوں نے توبہ کی یعنی اپنی بدکاری کی حالت بدلی اور چھوڑ کر حق تعالیٰ کی طاعت کی طرف رجوع لائے۔ وَاَصْلَحُوْٓا اور اپنی آپ اصلاح کی یعنی وہ بداعمال چھوڑ کر اُنکے بجائے نیک اعمال کیے۔ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بے شبہ تیرا رب اُسکے بعد غفور رحیم ہے۔ اُنکو بخشیگا اور اُنپر رحمت فرماویگا اگر کہو کہ کافر اگر کفر چھوڑے تو ابھی مقبول نہوگا جب تک نیک کام نہ کرے تو جواب یہ ہے کہ نہیں بلکہ توبہ اُسی وقت قبول ہو گی بفضل الٰہی کیونکہ کفر چھوڑنا اور لا الٰہ الا اللہ کہنا یہ سب سے بڑا نیک عمل ہے اور توبہ کرنا یہ اصلاح ہے پس معلوم ہوا کہ توبہ کرنے کے بعد جو اصلاح کرنا بیان فرمایا ہے یہ تاکید و توضیح ہے اور فائدہ یہ ہے کہ توبہ وہ ہے جو اصلاح ہے اور بعضے لوگ ظاہر میں تو یہ استغفر اللہ کہتے ہیں حالانکہ دل میں چھوڑنے کا عزم نہیں یا فقط سنانے کو ظاہر میں ہے تو یہ خود ایک بدکام اور فساد ہے۔ اصلاح پس جسنے توبہ کی مقبول ہے حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی

توبہ سے بہت راضی ہوتا ہی اُس سے زیادہ جیسے کسی مسافر کا اونٹ ریگستان بیابان مین جسپر اُسکا کھانا پانی تھا جسکو وہ ایک پیڑ کے نیچے اُترکر باندھکر سوگیا تھا جاگا تو وہ گم ہوگیا ہو پس اِدھر اُدھر تلاش کی کہین نہ ملا آخر مایوس ہوکر مرنے پر آمادہ ہوا کہ اسی پیڑ کے نیچے مرجاوے اس غم مین پھر اونگھ گیا جب آنکھ کھلی تو وہ اونٹ پھر کر وہین آگیا ہو پس اُسکو جسقدر خوشی ہوگی اُس سے زیادہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے خوش ہوتا ہی۔ حدیث مین ہی کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوجاتا ہی جیسے وہ شخص جسنے کبھی گناہ نہین کیا۔ ف

فی العرائس قولہ تعالیٰ ثم ان ربک للذین عملوا السوء بجہالۃ۔ یعنی صفات الٰہی عزوجل وقہر ولطف سے نادان رہ کر اُنھون نے ہواے نفس کی پیروی کی اور وساوس شیطانی کو دل مین اچھا سمجھکر جگہ دی حالانکہ یہ وسواس بالکل قہر تھا۔ ثم تابوا من بعد ذلک واصلحوا۔ پھر جب انکو سوجھ بوجھ ہوئی اور مکائد شیطانی دیکھے اور نفس کو پہچانا اور اپنی خطاکاری وجہالت کو جانا پس اپنی گذشتہ بدکاریون وعمر تلف ہوجانے پر نادم ہوئے اور جو بگاڑ تھا اب جسقدر وقت باقی ہی اُسی مین اُسکی اصلاح کی اور پورا تقوی وطہارت اور زہد مین کوشش کی اور غفلت مین جو عمر گذری اُسپر نادم رہے تو اللہ تعالیٰ انکو استقامت عطا فرماتا ہی کہ اُسکی طاعت کی نعمت عظیمہ حاصل کرین اور اُنکو قہر سے محفوظ فرماتا ہی۔ ان ربک من بعدہا لغفور رحیم۔ اُنکے واسطے مغفرت افعال سابقہ فرمائی خواہ اسطرح کہ اُن گناہون سے تجاوز فرمایا اگرچہ بندے نے خود وہ اوقات ضائع کیے ہین خواہ اسطرح کہ ان اوقات کو نیکیان کردیا اور یہ بات بندے کی ندامت پر ہی اور اللہ تعالیٰ عزوجل ارحم الراحمین ہی پھر اس مغفرت کے ساتھ اُنپر رحمت کاملہ عطا کی یعنی آیندہ انکو وساوس وقہریات سے محفوظ فرماکر طاعات پر مستقیم کردیا۔ شیخ سہل رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی وگناہ جس سے ہو جہالت ہی سے ہوگا اور جہالت بہت ایسی ہوتی ہی کہ اُس سے دانائی سوجھ جاتی ہی جہل سے علم پیدا ہوجاتا ہی اور یہی توبہ کی کنجی ہوجاتا ہی اور توبہ کے بعد نیکی کرنا توبہ کی صحیح ہونے کے لیے ضرور ہی اور جسنے بہت جلد اپنی توبہ کو نیکیون سے صحیح نہ کرلیا اُسکی توبہ پھر بگڑ جاتی ہی کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہی ثم تابوا من بعد ذلک واصلحوا پس اصلاح ضرور ہی۔ پھر حق تعالیٰ نے اپنے خاص بندے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حال فرمایا کہ عرب ونیز یہود ونصارے انھین کی طرف نسبت کرتے ہین اور وہ کسطرح تنہا تمام کافرون مین توحید وطاعت پر تھے فقال عزوجل

اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيۡفًا ؕ وَلَمۡ يَكُ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۙ شَاكِرًا

اصل ابراہیم تھا راہ ڈالنے والا حکم بردار اللہ کا ایک طرف کا ہوکر اور نہ تھا شریک والون مین حق ماننے والا

لِّاَنۡعُمِهٖ ؕ اِجۡتَبٰهُ وَهَدٰٮهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۞ وَاٰتَيۡنٰهُ فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً

احسانون کا اُسکو اللہ نے چن لیا اور چلایا سیدھی راہ پر اور دی دنیا مین ہمنے اُسکو خوبی

وَاِنَّهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ؕ ۞ ثُمَّ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا

اور وہ آخرت مین اچھے لوگون مین ہی پھر حکم بھیجا ہمنے تجھکو کہ چل دین ابراہیم پر جو ایک طرف کا تھا

وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۞

اور نہ تھا شریک والون مین

اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ كَانَ اُمَّةً یعنی ابراہیم ایک امت تھا۔ واضح ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے وقت مین تنہا پیغمبر ومومن موحد تھے اور باقی سب کافر تھے پھر ابراہیم کو امت فرمایا۔ حالانکہ امت ایک گروہ ہوتا ہی اور امت لفظ مونث ہی اگرچہ معنی مین

مذکر کو شامل بلکہ اصل ہی تو بعض علماء نے کہا کہ یہ کرامت ابراہیمؑ کی ہی کہ تنہا اُنکو ایک امت قرار دیا۔ ابن الاعرابی نے کہا کہ مرد عالم کو عرب امت کہتے ہین اور جس شخص مین سب خوبیان جمع ہون وہ امت ہی۔ واحدیؒ نے کہا کہ سلف کے اکثر مفسرین نے کہا کہ امت کے معنی یہان خیر و نیکی کا سکھلانے والا۔ یہی ابن مسعود رضؓ سے مروی ہی چنانچہ شیخ ابن کثیر رحؒ نے سفیان الثوری سے باسناد اور اعمش سے باسناد نقل کیا۔ اور لکھا کہ مالک رحؒ نے کہا کہ ابن عمر رضؓ نے فرمایا کہ امت وہ ہی جو لوگون کو اُنکا دین سکھلا دے۔ اور شعبی نے باسناد خود فروۃ بن نوفل سے نقل کیا کہ ابن مسعود رضؓ نے فرمایا کہ معاذ ایک امت تھا تو مین نے اپنے دل مین کہا کہ شاید حضرت ابن مسعود رضؓ نے غلطی سے بجاے ابراہیمؑ کے معاذ کہدیا پھر خود کہا کہ تو امت جانتا ہی مین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ دانا ہی فرمایا کہ امت وہ شخص جو نیکی سکھلا وے اور معاذ ایسے ہی تھے۔ شیخ ابن جریر نے اسکو کئی وجہ سے ابن مسعود رضؓ سے روایت کیا ہی۔ بالجملہ ابراہیمؑ کی امت ہونے کے معنی یا تو یہ کہ خیر کے سکھلانے والے تھے یا نیک خصلتون کے جامع تھے یا اُنکہ اللہ تعالیٰ کے شرائع کے عالم تھے۔ مجاہدؒ سے مروی ہی کہ تنہا مومن تھے اور باقی سب کافر تھے لہذا انکو امت فرمایا۔ جیسے آنحضرت صلعم نے زید بن عمرو بن نفیل کے حق مین کہا کہ اسکو اللہ تعالیٰ تنہا ایک امت اُٹھاویگا کیونکہ اُسنے جاہلیت والون کو چھوڑ دیا تھا۔ قتادہ رحؒ نے کہا کہ امت یعنی امام ہادی تھے اور اسی کو شیخ ابن کثیر رحؒ نے اختیار کیا ہی اور یہ جیسے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کیواسطے فرمایا انی جاعلک للناس اماما۔ یعنی جسکی پیروی کرکے لوگ خیر حاصل کرتے ہین۔ شیخ ابن الجوزی نے ابن الانباری سے نقل کیا کہ آیت کریمہ مین امت ایسا ہی جیسے عرب بولتے ہین کہ فلان رحمۃ وعلامۃ اور یہان تانیث لفظی سے قصد یہ ہوتا ہی کہ اس صفت مین وہ سب مراتب کو جامع اور بدرجہ انتہا پہونچ گیا ہی کیونکہ مراتب کے مجموعہ کو تانیث لفظی سے تعبیر کرنا معروف ہی اور عرب اسماے مبہمہ کو جمع و واحد دونون پر لاتے ہین اور مثال اسکی قولہ تعالیٰ فنادتہ الملائکۃ۔ ملائکہ جمع سے مراد جبرئیلؑ فقط ہین کیونکہ انھین نے مریمؑ کو منادی کی تھی اور ابراہیم اسواسطے امت ہوے کہ اللہ تعالیٰ نے انمین صفات فضائل و اخلاق خیر و سمات حمیدہ سے ایک مجموعہ جمع کر دیا تھا جو متفرق ایک امت مین پایا جاوے۔ بالجملہ حضرت ابراہیمؑ کے اوصاف مین سے فرمایا کہ کان امۃ ایک امت تھا **قَانِتًا لِلّٰهِ** قانت یعنی مطیع واسطے اللہ تعالیٰ کے یعنے اُسکی حکمون پر قائم۔ حضرت ابن مسعود رضؓ نے ہر ایک قانت کی تعریف مین کہا کہ جو اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کی اطاعت مین قائم ہو۔ ابن عباس نے کہا کہ اسلام پر قائم تھے اور اُنکے وقت مین اُنکی قوم کا کوئی شخص اسلام پر سواے انکے نہ تھا اسی واسطے اُنکو امت قانت فرمایا۔ انس بن مالک رضؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ نہین کوئی بندہ جسکے واسطے ایک امت گواہی دے یعنے وہ مسلمان تھا مگر اُنکو اللہ تعالیٰ اُنکی گواہی اُسکے حق مین قبول فرماتا ہی اور امت ایک مرد سے لیکر زیادہ تک ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ ان ابراہیم کان امۃ۔ رواہ ابن مردویہ **حَنِيفًا** یعنی حنیف تھا اور حنیف وہ ہی کہ باطل دینون و راہون سے اپنے قصد سے پھر کر دین حق مین آوے۔ خلاصہ یہ کہ ابراہیم امت تھے اور اللہ تعالیٰ کے مطیع تھے اور سب گمراہون سے منہ موڑ کر حق تعالیٰ کی طرف رجوع لانے والے تھے۔ چونکہ قریش کے مشرک اور یہود و نصاریٰ باوجود شرک و بداعمالیون کے ابراہیم کو اپنے طریقہ پر سمجھتے اور اسکا صریح رد تو اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران مین کر دیا ہی یہان بھی تردید کی بقولہ **وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ** اور وہ نہ تھا مشرکون مین سے یعنے مشرک ہونا تو درکنار وہ مشرکون مین سے بھی نہ تھا۔ لم یکن کا نون کثرت استعمال سے خلاف قیاس گر گیا۔ غرضکہ وہ خالص موحد تھا بچپن سے آخر عمر تک۔ **شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ** شکر کرنے والا تھا اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتون کا جو اُسپر فرمائی گئین۔ واضح ہو کہ سابق مین تحقیق گزری کہ حقیقت مین شکر الٰہی عزوجل ادا نہین ہو سکتا پس مراد یہ ہی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طاعت مین قائم اور شکر الحمد لله کرتا رہتا تھا جسکو اللہ تعالیٰ نے

قبول کیا اور شاکر قرار دیا۔ اِجْتَبٰهُ اللہ تعالیٰ نے اسکو چن لیا یعنی نبوت کیواسطے خاص کیا اور یہ روز ازل مین بعلم الٰہی ہو چکا تھا ہکا ظہور دنیا مین ہوا۔ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور اسکو راہ مستقیم یعنی اسلام و دین حق کی ہدایت دی۔ یہ ہدایت اپنی طرف سے بدون واسطہ کسی نبی کے دی تھی جیسا کہ قولہ تلک حجتنا اتیناہا الآیہ کے اوپر سے بیان فرمایا ہی۔ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً اور دیدی تھی ہمنے اسکو دنیا مین خوبی یعنی خوبی خصلت یا خوب حالت۔ ظاہر یہ ہی کہ بدون بدی کے خوبی عام طور پر صادق تھی۔ بقول بعض وہ اولاد صالح ہی۔ واضح ہو کہ شیخ سیوطی نے مبہمات مین اقوال نقل کیے کہ انکی اولاد بارہ تھی یا آٹھ ولیکن حضرت اسمٰعیل و اسحاق معروف پیغمبر ہین بقول بعض حسنہ تعریف خوب ہی یعنی انکے بعد والے قیامت تک انکے حق مین ثنا و صفت کرتے ہین جب تک کوئی مسلمان باقی ہی۔ بقول بعضے تشہد مین درود کے اندر ہی۔ بقولہم زبان صدق۔ بقول قبولیت عام کہ تمام امتین انکو مانتی ہین۔ عمدہ یہ ہی کہ حسنہ اُن تمام خوبیون کو مع عمر طویل و وسعت رزق وغیرہ شامل رکھا جاوے غرضکہ انکو دنیا مین سراسر خوبی عطا کی۔ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ اور وہ آخرت مین صالحین سے ہی یعنی جنت مین اعلیٰ مقامات مین ہی۔ اگر وہم ہو کہ یہ سراسر خوبیان انکے بعد کسی پیغمبر مین ہو تین۔ جواب یہ ہی کہ یہان نفس خوبیان حاصل ہین اور خوبیون مین سب سے اعلیٰ درجہ جنکے ذریعہ سے سب سے افضلیت ہو وہ فقط محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہو گیا تھا بدلیل احادیث والسلام بجملہ فضائل حضرت ابراہیم اپنے بندہ خاص کے فرمایا۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا یعنی پھر یہ بیان ہو کہا ہو محمد ہمنے تجھکو وحی فرمائی کہ ابراہیم حنیف کی ملت پر اتباع کر یعنی باوجودیکہ تو سید اولاد آدم و افضل الانبیاء و امام المرسلین و افضل الخلائق اجمعین ہی ہمنے ابراہیم کا مرتبہ بڑھانے کو تجھے اسکی ملت پر چلنے کا حکم دیا پس تیری ملت وہی ملت ابراہیم ہی۔ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور ابراہیم تو مشرکون مین سے نہ تھا۔ اسمین صریح مشرکون کو خوار کر دیا جو اپنی کجروی کو جو شرک و کفر کی نجاسات سے آلودہ تھی ملت ابراہیم بتلاتے تھے۔ ملت و دین درحقیقت ایک ہی چیز ہو ولیکن شرع الٰہی بہ نسبت رسول کے جو اسکو پہونچاتا ہی ملت ہی اور بہ نسبت امتیون کے جو اسپر عمل کرتے ہین دین ہی۔ پھر ملت سے کیا مراد ہی جسکی پیروی کا حکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہو بقول بعضے وہ توحید و اسکی طرف دعوت ہی۔ شیخ ابن جریر رح نے کہا کہ بتون سے بیزاری اور حق تعالیٰ کیطرف بالکل جھکنا بطریق اسلام۔ واضح ہو کہ بت وہ ہر چیز ہی جو لہو و لعب سے اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے۔ ابو السعود رح نے اپنی تفسیر مین لکھا کہ مراد اصول و عقائد و اکثر فروع ہین سوائے ایسے اعمال فروع کے جو بمقتضائے زمانہ تبدیل کیے گئے ہین۔ بقول بعضے تمام شریعت مین سوائے اسقدر کے جو منسوخ ہو۔ اگر وہم ہو کہ ابراہیم کی اتباع ملت کا حکم ہوا تو وہی افضل ہوئے۔ سجواب اسکا قرطبی رح نے لکھا کہ اس آیت مین دلیل ہی کہ افضل کو اپنے سے مفضول کی پیروی کرنا روا ہی ایسی بات مین جو صواب کیطرف مودی ہو اور افضل پر کوئی نقص نہین آتا کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم بالاتفاق جامعہ انبیاء علیہم السلام سے افضل ہین باوجودیکہ قولہ تعالیٰ فبہداہم اقتدہ۔ سے آپ کو اقتدائے انبیاء کا حکم ہوا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ تحقیق یہ ہی کہ اصلی فضل و کرامت اللہ تعالیٰ کی قبولیت ہی اور قبولیت الٰہی اسکے علم و حکمت قدیم کے مطابق ہی وہان کسی شخص کے فعل و طاعت کو یا کسی علت و سبب کو دخل نہین ہی چنانچہ جسکو سب سے افضل کیا وہ اسی وقت سے افضل ہی جیسے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور علی ہذا درجہ بدرجہ مراتب انبیاء علیہم السلام متفاوت ہین تو ظاہر ہو گیا کہ جو افضل ہی چاہے وہ کسی ملت پر ہو افضل ہی اور افضلیت کو اس سے کوئی تعلق نہین ہی ہان اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے خاص بندہ کیواسطے محبوب طریقہ اختیار فرماتا ہی معلوم ہوا کہ وہ ملت ابراہیمی ہی فافہم۔ ف فی العرائس قولہ تعالیٰ ان ابراہیم کان امۃ قانتا الآیہ ابراہیم باعتبار حقائق کے آدم ثانی ہین یعنی اللہ تعالیٰ نے انکو پیدا کیا بعید از جمیع صفات و تجلیات انوار ذات جلت عظمتہ پس تجلی فرمائی قدم کے ساتھ ازراہ ذات کے اور

بقار کے ساتھ ازراہ صفات کے اور اسمار و نعوت سے برسم افعال یہ سب تجلی اسکی روح و قلب و عقل و سرّ کیواسطے واقع ہوئی پس موجود بوجود حق ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے نور کے لیے مشکوٰۃ ہوئے اور تجلی الٰہی سے ایک نور ہوئے اور متخلق بخلق حق و موجود بلطف و مقدس بقدس و خلیل بخلت ازلی و حبیب بمحبت لم یزلی اور مصطفےٰ باصطفائے الٰہی ہوئے اور وصف بصیر و سمیع و متکلم سب بصفات حق عزوجل انمین پائے گئے پس وہ عالم مین صین الحق تھے اور لطف آدم سے انکا منبت تھا پس جو اوصاف سب مین جمع ہوئے وہ انمین تنہا تھے اسی سے وہ ایک امت تھے اور مطیع بعبودیت اور آزاد بحنیفیت کہ سوائے جمال حق عزوجل کے کسی طرف مائل نہ تھے لہذا فرمایا۔ ولم یک من المشرکین۔ یہ بات کچھ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے دور نہین کہ عالم کو ایک مین جمع کر دے پھر مزید وصف فرمایا بقولہ شاکراً لانعمہ اجتباہ وہداہ الی صراط مستقیم۔ شاکر نعمت سطرح کہ جو مراد حق عزوجل تھی اُسکے واسطے اپنے نفس کو فدا کر دیا اور منجملہ طاعت کے تھا کہ اُسکی مراد کے موافق اپنے فرزند کو ذبح کیا اور اُسکی بلار پر صابر اور اُسکے حکم قضار پر راضی غرضکہ شاکر بندہ کر دیا۔ اجتبا ازلی تھی کہ خلیل کیا اور اپنی معرفت کی راہ دی اور کمال استقامت کے ساتھ ہدایت کیا۔ قانت۔ وہ ہوتا ہے کہ مقام انس مین اسکا قلب اپنے رب عزوجل کے ساتھ مطمئن رہا۔ حنیف وہ ہے جسکا دل قدس کی صفت کے ساتھ مربوط ہو۔ بعض بزرگون نے کہا کہ امت کے یہ معنی کہ خیر کا معلم اور نیکی پر عامل ہے اور بعض نے کہا کہ قانت وہ ہے جو یاد سے کبھی غافل نہو اور حنیف وہ ہے جو اپنے کسی عمل کو کسی شرک خفی وغیرہ سے مخلوط نہ کرے۔ بعض نے کہا کہ یہان شرک سے پاک کرنے مین یہ بھی شامل ہے کہ ملنا یا نہ ملنا اور نفع و ضرر وغیرہ ایک ہی طرف سے دیکھتے تھے۔ واسطی رہ نے کہا کہ شکر نعمت یہ ہے کہ قبول قضار و قدر کو خوشی سے کیا نہ کراہت سے شیخ ابو عثمان نے کہا کہ شاکر نعمت کی شان سے ہے کہ وہ اپنے شکر کو ایک جدید نعمت اللہ تعالیٰ کیطرف سے دیکھتا ہے اسطرح کہ اُسی نے اسکو شکر کی توفیق دی تا کہ جان جاوے کہ ہر شکر کی نعمت سے ادائے شکر محال ہے اور فضل الٰہی نہایت وسیع ہے اُس نے محض فضل سے اسکو اپنی بیشمار مخلوق مین سے شکر کی توفیق دی اور اُسپر ہدایت کا احسان کیا یہ جانتا رہے کہ ہدایت اللہ تعالیٰ کیطرف سے اُسکے واسطے محض فضل سے سابق ہو چکی تھی وہان اُسکی کوشش کو کچھ دخل نہ تھا بعض نے کہا کہ قنوت جسکے واسطے عطا ہو وہ قانت ہے اور قنوت یہ کہ ہمیشہ حق کے ساتھ قائم رہے اور حنیف وہ ہے جو دین مین استقامت کے درجہ پر ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا مزید فضل ظاہر فرمایا بقولہ وآتیناہ فی الدنیا حسنۃ الآیہ۔ دنیا مین نبوت و رسالت و خلت کا درجہ عظیم دیا اور آخرت مین کمال نعمت یہ کہ ہمیشہ بلا حجاب اُسکو دیدار میسر ہوگا کیونکہ ایسے اوصاف کیواسطے یہ انعام لائق ہے کہ قرب و جوار مین منزلت عالی پاوے۔ اسی واسطے بعض مشائخ نے کہا کہ دنیا مین خوبی جمع کرنے سے یہ نتیجہ ہوا کہ آخرت مین مرتبہ قرب عطا ہوگا۔ بعض مشائخ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے مومن بندون کے دلون کو معاملات کیواسطے صلاح پر پیدا فرمایا ہے اپنے انبیار کو قرب و دیدار بدوام کے لیے مخلوق فرمایا ہے۔ واسطی رہ نے کہا کہ یہ فقط خلت ہے وہ اپنے بندون کا آپ متولی ہے یہ بندے اسی کیطرف جذب ہین۔ شیخ استاد رہ نے کہا کہ دنیا دی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بالکل اللہ تعالیٰ کے ہی واسطے ہو گیا اور غیر کے لیے جگہ نہ رہی پھر آخرت کی خوبی بیان کرنے کی مجال کسی کو کہان سے حاصل ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو ہمارے پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم و جملہ انبیا علیہم السلام کا امام کر دیا تو تمام امت کیواسطے بدرجہ اعلیٰ امام ہین لقولہ تعالیٰ ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم الآیہ۔ ملت کا تکملہ صرف ظاہری حرکات و اعمال سے نہین جب تک کہ باطنی نیات و خصال جمع نہون پھر ظاہری تو معلوم ہین اور انمین فقط عمل کی صورت مین بندگی پر قیام ہے اور جسقدر اللہ تعالیٰ نے چاہا منسوخ و مبدل فرمایا ہے ولیکن باطنی حصہ ہمیشہ برقرار ہے اور وہ خلت و محبت و رضار و تسلیم و سخاوت و وفار اور کرم ذاتی ہے۔ واضح ہو کہ ابتدائے وحی آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ تھی جس سے اپنے خلیل ع کو برگزیدہ فرمایا تو ظاہر ہے کہ درجات آخرت مین فضل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے کیونکہ آپ کی ابتدار تو متابعت خلیل ع ہے گویا آپ کی ابتدار درجہ خلت ہے پھر آپ کی انتہار کمال تجرید و توحید ہے۔ یہان سے واجب ہے کہ مرید اپنی

شیوخ کا ادب رکھے اور اُنکے واسطے تواضع ملحوظ ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ اُسکو بڑا مرتبہ دیدے چنانچہ شیخ دینوری رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اتباع خلیل کا حکم دیا کہ پھر کسی کو شیطان وسوسہ نہ ڈالدے کہ اتباع سے سرکشی کرے اور ملت ابراہیم سخاوت و نیک خلق ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مزید لطف یہانتک ہوا کہ حق تعالیٰ کیواسطے دونوں جہان ترک کیے پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا و انک لعلی خلق عظیم- اور فضل و رحمت الٰہی ہی جو اُسنے اپنے علم قدیم مین مقرر فرمائی و اللہ تعالیٰ واسع علیم- اُسی فضل مین سے ہر ایک امت کو حصہ ہی چنانچہ یہود کا حال فرمایا

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

ہفتے کا دن جو ٹھہرایا سو اُنھین پر جو اسمین پھوٹ گئے اور تیرا رب حکم کریگا اُنمین قیامت کے دن

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

جس بات مین پھوٹ رہے تھے

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ یہی ہی کہ لادیا گیا سنیچر ان لوگون پر جنھون نے اختلاف کیا ہین اسکے معنے یا تو یہ ہین کہ سبت یعنی سنیچر کا وبال اُن لوگون پر ڈالا گیا اور وہ فقط یہود ہین پس کسی اور قوم پر نہین ہی- یا یہ معنی ہین کہ سنیچر کا فرض ہونا صرف یہود پر ہوا- چونکہ دونون معنی واقع ہوئے ہین اور کلام مین دونون معنی ظاہر ہوتے ہین اسلیے دونون لکھدیے گئے پھر واضح ہو کہ یہود نے ا مین اختلاف کیونکر کیا- تو بیان اسکا خود یہود کی روایات سے لیا گیا مگر اُنھون نے مختلف وجوہ بیان کیے چنانچہ علماء نے لکھا کہ ایک تو یہ بیان ہی کہ موسیٰ عم نے یہود کیواسطے ہفتہ کے دنون مین سے جمعہ کا روز معین کردیا اور یہود کو آگاہ کیا کہ باقی ایام سے افضل ہی مگر یہود نے جھگڑا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کو ہی مخلوق پیدا کی اور آدم کا داخل ہونا و نکلنا ہوا مگر سنیچر کو کچھ نہین پیدا کیا تو یہ دن اُسکی عبادت کے لیے اچھا ہی پس اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر موسیٰ عم کو وحی کی کہ اچھا تو اُنکو اُسی روز پر چھوڑدے جو اپنے لیے پسند کرتے ہین اور شریعت توریت مین مستحکم کردیا کذا ذکرہ الحافظ الامام مترجم کہتا ہی کہ اکثر جاہل یہودی بلکہ انکے عالم بھی یہ اعتقاد کرتے ہین کہ سنیچر کو اللہ تعالیٰ نے تھک کر عرش پر آرام کیا اور اُسکی صورت بھی بتلاتے ہین مگر ایسے کلمات کا لکھنا بھی بے ادبی ہی اللہ تعالیٰ جل جلالہ ایسے احمقون کے افترا سے پاک ہی جو مخلوق کے مانند اُسکی پاک شان کے لیے بہتان بکتے ہین اور انتہاے حماقت یہ ہی کہ ہر چیز مین حواس کے سوائے کچھ قائل نہین ہین- دوسری روایت یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے یہود کو ہفتہ مین سے ایک دن فقط تعظیم عبادت کیواسطے مقرر کرنے کا حکم دیا جسمین اور کچھ کام نہ کرین پس توریت کی شریعت والون نے جو یہود و نصاریٰ دونون ہین باہم اختلاف کیا پس یہود نے تو سنیچر پسند کیا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے انپر لازم کیا پھر جب نصاریٰ ہوئے تو اُنھون نے اتوار مقرر کیا اور سابق کے پسند کو منسوخ کیا حالانکہ نصرانی اسکے قائل ہین کہ سابق مین انبیاء مثل موسیٰ و ہارون و داؤد وغیرہم سب انبیاے بنی اسرائیل علیہ السلام بھی سنیچر ہی کی تقریر پر رہے اور وہی شریعت توریت ہوگیا تھا چونکہ اللہ تعالیٰ نے انھین کی راے پر چھوڑا تھا لہٰذا ہر ایک پر اسکا پسند کیا ہوا دن لازم کیا پھر امت محمد صلعم کیلیے اپنی رحمت سے جمعہ کا دن مقرر کردیا- انکی راے پر نہین چھوڑا پس اصلی افضل دن اُنکو بتلاکر نعمت پوری کردی- صحیحین وغیرہ مین حضرت ابوہریرہ رض کی روایت سے ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نحن الآخرون ہم لوگ پچھلے- السابقون یوم القیامۃ- قیامت کے روز اگلے ہین- بید انہم اوتوا الکتاب من قبلنا و اوتیناہ من بعدہم- اتنا ہی کہ وہ لوگ دیے گئے کتاب آسمانی ہم سے پہلے اور ہمکو کتاب دی گئی اُنکے بعد- ثم ہذا الیوم الذی فرض علیہم یعنی الجمعۃ- پھر یہ اُنکا دن ہی جو اُنپر فرض کیا گیا تھا یعنی جمعہ کی نسبت فرمایا کہ جو روز انپر خالص عبادت کے لیے فرض ہوا تھا وہ یہ دن ہی- فاختلفوا فیہ- سو اُنھون نے اس دن مین اختلاف کیا یعنی اپنی کوشش

ورا سے گئے اور اعتماد کرکے یہ دن نہ پایا۔ فہدانا اللہ لہ۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمکو اس دن کی ہدایت فرمائی۔ فالناس لنا فیہ تبع الیہود غدا والنصاریٰ بعد غد۔ پس لوگ اسمین ہمارے پیچھے ہین یعنی جمعہ ہمارا ہی یہود کل کے روز یعنے سنیچر مین اور نصاریٰ پرسون یعنی اتوار مین۔ حضرت حذیفہؓ سے امام مسلم نے اسکے مانند روایت کیا ہی پھر واضح ہو کہ سبت مین اختلاف کی کیا صورت ہوئی تو مجاہدؒ سے روایت ہی کہ مراد تھی کہ جمعہ مقرر کرین انھون نے بجاے اسکے سنیچر کو اختیار کیا یعنی انکے اختیار پر سنیچر ہی لازم کردیا گیا۔ ابو مالک و سعید بن جبیر نے کہا کہ سنیچر اختیار کرکے اسکو بعض نے رکھا اور بعض نے حرمت توڑ دی موسیٰؑ نے ایک شخص کو دیکھا کہ سنیچر کو لکڑی کا گٹھا لادے جاتا تھا اسکی گردن ماردی۔ اور واحدی وغیرہ نے کہا کہ یہودی گمان کرتے تھے کہ سبت بھی ابراہیمؑ کی شریعت مین سے ہی پس اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا۔ انما جعل السبت علی الذین الآیہ۔ یعنی سبت کی شریعت ان لوگون پر کی گئی تھی جنھون نے اسمین اختلاف کیا اور ابراہیمؑ پر یا دوسرون پر اسکی شریعت نہین فرمائی ہی بلکہ ابراہیمؑ سے ایک زمانہ دراز کے بعد بنواسرائیل پر سبت مشروع فرمایا ہی واحدیؒ نے کہا کہ یہ اکثر مفسرین پر مشتبہ ہوا یہان تک کہ بعض مفسرین نے کہا کہ یہان سے معلوم ہوتا ہی کہ بعضے یہودی تو سبت کو دیگر ایام سے محترم جانتے اور بعضے اختلاف کرکے اتوار کو محترم رکھتے تھے حالانکہ یہ غلط ہی یہودی اپنے وقت مین سب متفق تھے اسطرح اختلاف نہین کرتے تھے یہ دوسری بات ہی کہ بعض نے گناہ کے طور پر اسدن عبادت نہ کی ہو اور اتوار کو اسکے بجاے نصاریٰ نے ایک زمانہ دراز کے بعد نکالا ہی۔ بالجملہ شریعت توریت کے احکام مین سے اجتہادی روز سنیچر کا تعین ہوگیا تھا جیسا کہ آثار و اخبار صحیحہ سے ظاہر ہی پھر نصاریٰ نے اسکو منسوخ کرکے اتوار کیا جیسے ختنہ شریعت توریت مین واجب تھا اسکو متروک کردیا اور جیسے سور حرام رہا کبھی حلال نہین ہوا اسکو حلال کرلیا حتی کہ ذبح کرنے کی جگہ گردن مروڑنا پھیل گیا۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اور بے شبہہ تیرا رب ضرور حکم فرمادیگا ان لوگون یعنی پھوٹ ڈالنے والون مین قیامت کے روز ان باتون مین جسمین وی اختلاف کرتے رہے یعنی ہر ایک کو اسکے عمل کی سزا و جزا دیدیگا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ تمام لوگون کو راہ حق کی جانب نیک طریقہ سے ہدایت کرین

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

بلا — اپنے رب کی راہ پر — پکی باتین سمجھاکر اور نصیحت کرکر — بھلی طرح — اور الزام دے انکو — جسطرح — بہتر ہو

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝

تیرا رب — بہتر جانتا ہی — جو بھولا — اسکی راہ سے — اور وہی بہتر جانے — جو راہ پر ہین

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ یعنی دعوت کر اور بلا طرف اپنے رب کی راہ کے یعنی اسلام کیجانب اور جنکو دعوت فرماوین وہ معلوم ہین یعنی عموماً تمام آدمیون کو کیونکہ آنحضرت صلعم کو برخلاف باقی سب انبیاء علیہم السلام کے اللہ تعالیٰ نے تمام مشرق و مغرب یہود و نصاریٰ و مجوس و ہنود و بودہ سب کو اسلام کی دعوت کے لیے مبعوث فرمایا۔ پھر یہ دعوت آپ نے فرمائی یہانتک کہ کجراہ کو مستقیم کردیا پھر آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین و تابعین و اتباع تاقیامت اسمین آپ کے جانشین ہوئے اور خصوص صحابہ رضؓ نے اشاعت دین حق کیواسطے جو کام کیے اللہ تعالیٰ انسے راضی ہوا وہ ایسے ہین کہ سبحان اللہ وبحمدہ تمام زمین نور الٰہی سے منور ہوگئی اور تمام قومون پر شفقت و رحمت کی نگاہ رکھتے تھے جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان تھی اور جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد کیا کہ دعوت فرما اے محمد اپنے رب کی راہ یعنی اسلام کیطرف تمام لوگون کو بِالْحِكْمَةِ حکمت کے ساتھ یعنی ایسے کلام کے ساتھ جو محکم و صحیح و فصیح ہو جیسے قرآن پاک ہی اور حضرت صلعم کی حدیث مین ہی کہ مجھے عطا ہوا قرآن اور اسکے ساتھ اسکی مثل یعنی حدیث شریف۔ اور یہی حدیث مین ہی کہ مین جوامع کلام دیا گیا ہون یعنی ایک بات ایسی جامع کہ اس سے دین و دنیا کے بکثرت فوائد صحیحہ نکلتے ہین۔ بعض نے کہا

کہ مراد حکمت سے قرآن ہو و بقول بعضے نبوت یعنی حدیث۔ بعض نے کہا کہ ایسے قطعی دلائل سے جو یقین پیدا کرتے ہین اور شک دور کرتے ہین
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ اور نیک نصیحت کے ساتھ یعنی ایسے کلام کے ساتھ جو سننے والے کو اچھا معلوم ہو اور اسمین اُسکے حق مین تمام
خوبی و نفع ہو۔ لہذا واعظ کو چاہیے کہ سننے والون کے نفع پانے و اُنکی خیرخواہی مطابق اُنکے حال کے دنیا و دین مین قطعی لحاظ رکھے اور نیت خالص اُنکی نصیحت ہو۔
اور یہ جو واعظ بنا التعلقہ و کھلانے کو قصہ و حکایات جنکا موقع ان لوگون کے حال کے مناسب نہین ہی مثلاً انکو ضرورت صحیح اعتقادات و اعمال کی ہی اور روی
زہد و تقوی کی حکایات لاتے ہین تاکہ سننے والے قصہ سے خوش ہون چاہے اُنکو فائدہ ہو یا نہو تو یہ خیانت و ملامت ہی کہ دنیاوی غرض سے وعظ کہتے ہین
واضح ہو کہ حق بات ہر طرح کہی جاسکتی ہی لیکن ایسے طور پر کہنا چاہیے کہ اپنے نزدیک اس طریقہ سے اُنپر زیادہ موثر ہوگی مگر حق سے تجاوز کرنا کسی حال مین روا نہین ہی
چاہے سننے والا پسند کرے یا نہین صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی و پسندیدگی پر نظر رکھنا چاہیے پھر واضح ہو کہ کبھی سننے والا ایک جھگڑالو عنادی آدمی ہوتا ہی جس سے
اُسکے اقوال توڑ کر سمجھانے کی حاجت ہوتی ہی جیسے یہودی لوگ تھے تو حکم فرمایا۔ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ اور حجت قائم کر انپر ایسے طریقہ سے
جو حسن ہی یعنی مہربانی و نرمی سکے ساتھ بدون سختی کے یا بدون ایسے کلام کے جس سے وہ خواہ مخواہ دشمنی پر آمادہ ہون مثال اسکی جیسے یہود مدینہ کے اور نجران
کے نصاری آپس مین جھگڑنے لگے کہ ابراہیمؑ یہودی تھے اور دوسرے کہتے کہ نصرانی تھے پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ قل یا اہل الکتاب لم تحاجون
فی ابراہیم وما انزلت التوراۃ والانجیل الا من بعدہ۔ تا قولہ ما کان ابراہیم یہودیا ولا نصرانیا۔ پس نہایت نرمی و ملائمت سے ان جاہلون کو رکو
اور سچی بات سمجھائی۔ لہذا مفسرین نے کہا کہ دین کے بارہ مین مناظرہ جائز ہی اور اللہ تعالیٰ نے اُسی شخص کو حکم دیا ہی جو حق پر ہو اور غرض اسکی اظہار حق ہو
اور جانے کہ مقابل مین ایک شخص باطل پر ہی اور اسی وجہ سے باہم دلی دوست علماء سلف کے دینی بات مین آپسمین مناظرہ کرتے اور ذرا بھی اُنمین
کبیدگی نہین ہوتی تھی کیونکہ حق کی تلاش مین دونون خوشی خوشی ایک دوسرے کی بات سنتے اور شکرگزار ہوتے تھے بخلاف اُنکے پچھلے زمانہ مین
عالم لوگ وزیرون و بادشاہون کے دروازے پر جاکر حنفی و شافعی کا مناظرہ اس غرض سے کرتے کہ دوسرے کو قائل کرین اور یہ مذموم
طریقہ پھیلا جس سے باہم رنجش پھیلی جیسا کہ صاحب عین العلم نے اور امام غزالی نے اسکی تصریح کی ہی بعضے مفسرین نے کہا کہ آدمیون کی جبلت
تین قسم کی واقع ہوئی ہی اول حکماء جنکے لیے دعوت بسبیل حکمت ہی۔ دوم ایسے لوگ جنکی طبیعت مین اللہ تعالیٰ نے سلامتی اور نیکی رکھی ہی اور یہی
لوگ ہین جنکے واسطے موعظت حسنہ کا طریقہ ہی اور سوم جھگڑالو بدباطن و کجنہاد جنکے واسطے مجادلہ کی ضرورت ہی اور مترجم کہتا ہی کہ ہمارے
زمانہ مین یہی لوگ بہت کثرت سے ہین۔ بلکہ ہمارے وقت مین حدیث کے قرب قیامت کے آثار مین سے یہ معجزہ صاف ظاہر ہی کہ اس وقت
مین ہر شخص اپنی رائے پر نازان ہی ہر چند اُسکو ظاہر کرو کہ تیری رائے صاف کجی پر ہی مگر اسکو اپنی رائے چھوڑنا مشکل معلوم ہوتا ہی۔ اور واضح
ہو کہ منجملہ مجادلہ حسنہ کے یہ امر بھی ضروری ہی کہ جب خالص نصیحت چاہتا ہی تو خصم کی اذیت دینے پر صبر کرے چنانچہ حضرت مجاہدؒ سے اس
آیت مین مروی ہی کہ تجھے اگر کافرون سے ایذا پہونچے تو مُنہ موڑے رہ اور خیال مت کر اور رسالت پہونچانے مین کمی نہ کر۔ بعض علماء نے
کہا کہ اس صورت مین یہ آیت منسوخ ہوگی جبکہ قتال و جہاد کا حکم آگیا اور صحیح یہ ہی کہ ان بعض کا قول فقط وہم ہی کیونکہ مجادلہ حسنہ مین ایذا پر صبر
کرنا کچھ اس امر کو مانع نہین ہی کہ جہاد کیا جاوے کیونکہ جہاد تو عدل قائم کرنے اور اللہ تعالیٰ کا کلمۂ توحید بلند کرنے کے لیے ہی تو یہ اُنہین لوگون پر ہی
جو مطیع نہون یا کسی طرح نہ مانین سوائے اسکے کہ فساد کرتے رہین۔ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ تیرا رب وہی خوب جانتا ہی۔ بِمَنْ ضَلَّ
عَنْ سَبِيلِهِ ایسے کو جو اسکی راہ سے بھٹکا یعنی اس دعوت و موعظت و مجادلہ حسنہ سے کسی کو یہ دعوی نہو کہ دوسرا خواہ مخواہ راہ راست
پر آجاوے اسلیے کہ ہدایت دینا اور نہ دینا اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت مین اور اُسی کی حکمت بالغہ مین ہی جسکو اُسنے ہدایت نہین دی وہ کبھی

راہ پر نہ آویگا مگر اسکو وہی خوب جانتا ہی وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ اور وہی ایسے کو بھی جانتا ہی جو راہ پر آنے والا ہی
واضح ہو کہ موعظت کے ساتھ حسنہ فرمایا اور چونکہ جدال مین ظاہری صورت ایسی ہی کہ مقابل یہ سمجھے کہ مجھے قائل کر دیا جائیگا اور مجھپر
ہزیمت طاری ہوگی تو اسکے ساتھ قید لگا دی کہ طریقہ احسن ہو یعنی نہایت خوب ہو پس خالص نیت سے مناظرہ کرنے والے پر لازم
ہی کہ ایسے مواقع بچاوے جس سے شیطان وسوسہ دلا کر خصم کو خواہ مخواہ ہٹ کرنے پر آمادہ کر دے۔ پھر مناظرہ کرنے والا کبھی یہ خیال بھی لاوے
کہ میرے خوش سلیقہ سے کچھ اثر ہوگا بلکہ یہ خدمت اس خوبصورتی سے اپنے اللہ تعہ کے سامنے ادا کی اور رہا نفع دینا ہدایت کا سو وہ فقط اللہ تعہ
جلشانہ کے قبضۂ قدرت مین ہی وہی گمراہ کو اور ہدایت پانے والے کو خوب جانتا ہی۔ اور گمراہ کو یہان پہلے بیان کرنا اسوجہ سے کہ کلام انھین کے
نفع بہو جانے مین ہی اور اشارہ ہی کہ جھگڑالو ون نے اللہ تعہ کی فطرت سلیمہ کو بدل ڈالا اور اسپر جمے ہوئے ہین اور یہ کبھی تو اللہ تعہ نے جہل دور
کر کے خوبی اسلام ظاہر ہونے کو انھین رکھا اور کبھی اسوجہ سے کہ اسکے علم مین گمراہ قابل الخیر نہین ہی پس وہ کسی خوب طریقہ سے خوبی نہین پاویگا۔
شیخ امام ابن کثیر رح نے شیخ امام ابن جریر رح سے نقل کیا کہ حکمت سے مراد کتاب یعنی قرآن اور حدیث ہی اور موعظت حسنہ جو قرآن مین ایسے
خوفناک وقائع اگلے کافرون کے مذکور ہین جن سے سلیم الفطرہ لوگ سمجھکر کجی سے باز رہتے اور اللہ تعہ کے عذاب سے ڈرتے ہین اور احسن
طریقہ جدال نرمی و شفقت اور میٹھی بول چال ہی جیسے موسیٰ و ہارون کو حکم دیا تھا کہ فقولا لہ قولا لینا یعنی تم دونون فرعون سے نرم بول مین کہنا
قول شاید دعوت کرنے والے کیواسطے اسمین خلوص امتحان ہی کہ خصم جسکے لیے بہتری چاہو جب اُسنے سخت جواب دیا تو اپنا نفس بھی آمادہ
جواب ہو جاتا ہی اور اخلاص جاتا رہتا ہی واللہ تعہ اعلم اور آخر مین آنحضرت صلعم کو تسلی دی کہ جو نہ مانے اسکے واسطے آپ غمگین ہوتے تھے تو آپ کی نظر
اپنی عظمت و جلال کیطرف پھیری کہ کسی مین کچھ قدرت پیدا کرنے کی نہین ہی۔ تیرا کام انکو پیغام سنانا ہی۔ باقی اُنکا انجام ہمارے قبضہ مین ہی
ف وفی العرائس من الاشارات فی قولہ تعہ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ الآیہ۔ لازم ہی کہ داعی الی الحق جمہور سے بزبان شریعت کلام کرے
اور زبان حقیقت سے گفتگو نہ کرے کیونکہ اگر زبان حقیقت کی گفتگو ہوتی تو حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم احق تھے پس اگر زبان حقیقت سے
کلام کرے تو وہان عقلین پارہ پارہ ہو جائینگی اور خلق بدون فہم و علم کے مبہوت رہ جائیگی اور موعظت حسنہ وہ ہی کہ نفس کے لیے اسمین کچھ حصہ
و مزہ نہو اور اسی قدر کہے جسقدر سننے والے کی عقل و طاقت ہو۔ بعض مشائخ نے کہا کہ ہر ایک سے اُسکی مقدار کے موافق کلام کرنا چاہیے اور
موعظت حسنہ اسی قدر ہی جسمین امید و رغبت دلا دے اور خوف و ڈر سنا دے۔ بعض مشائخ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حکمت کو مقدم فرمایا
اسمین کیا بھید ہی تو فرمایا کہ حکمت حاصل ہو تو زبان سے ٹھیک بات کہے اور دل سے ٹھیک فکر کرے اور اعضاء سے ٹھیک جنبش کرے پس
کلام و فکر و حرکت سب حکمت پر ہی۔ شیخ امام جعفر رح نے کہا کہ دعوت بحکمت یہ ہی کہ اللہ تعہ ہی کے ساتھ اسی سے اسی کی طرف دعوت ہو اور
موعظت حسنہ یہ ہی کہ مخلوق کو تحت قدرت دیکھے جو تیرا کہنا مانے اسکا شکر گزار ہو اور جو نہ مانے اُسکو معذور جان لے۔ قولہ وجادلہم بالتی ہی
احسن جدال خوبتر یہ ہی کہ اللہ تعہ ہی کے ساتھ اُسکی طرف لوگون کو دلالت کرے پس اللہ تعہ کی ذات پاک ہی اور اُسکی صفات مین سے معرفت
اسطرح دلاوے کہ جو مخلوق نے پایا ہو مثلاً اسکے کرم و لطف و رحمت و شفقت وغیرہ سے قدر صالح بیان کرے۔ بعض نے کہا کہ سوائے انبیاء کے
جو کوئی جدال اختیار کرے اسمین حظ نفس مین سے کچھ ہوتا ہی اور یہ نہ چاہیے کہ اگر اُسنے نہ مانا تو اُسپر غصہ ہو جاوے۔ قولہ ان ربک ہو اعلم بمن ضل
عن سبیلہ یعنی اسمین تیری بات کچھ اثر نہ کریگی۔ قولہ وہو اعلم بالمہتدین یعنی وہ لوگ جنکو توفیق ازلی حاصل ہی کہ ہدایت پا جاوینگے پس تیرے
زبان سے اُنکے سینہ کھلجاتے ہین۔ شیخ سہل رح نے فرمایا کہ جس سبیل کیطرف اللہ تعہ نے رسول اللہ صلعم کو دعوت کرنے کا حکم دیا ہی وہ اللہ تعہ پر

ایمان ہی کہ یہی راہ سیدھی دنیا سے آخرت کو گئی ہی - پھر ہر ایک طریقہ حتی کہ عقوبت وغیرہ مین بھی انصاف و صبر کا حکم دیا

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ

اور اگر بدلا دو تو بدلا دو اُسقدر جتنی تمکو تکلیف پہونچی اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہی

لِلصَّابِرِينَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ

صبر والون کو اور تو صبر کر اور تجھسے صبر ہو سکے اللہ ہی کی مدد سے اور اُنپر غم نہ کھا اور مت

فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ

خفا رہ اُنکے فریب سے اللہ ساتھ ہی اُنکے جو پرہیزگار ہین اور جو

هُمْ مُحْسِنُونَ ۝

نیکی کرتے ہین

اللہ تعالی نے عدل کا ہر حال مین حکم دیا چنانچہ اگر کسی نے ظلم کیا اور اسپر قابو پایا تو بہتر یہ ہی کہ معاف کرے اور اگر بدلا لینا ہی چاہے تو فرمایا وَإِنْ عَاقَبْتُمْ اور اگر تم معاقبہ کرو یعنے تمپر جو عقاب وظلم ہوا اسکا بدلا لینا چاہو فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ تو عقاب کرو برابر اسکے جسکے ساتھ تمکو عقاب کیا گیا ہی - اللہ تعالی نے پہلے ظلم کو بھی عقاب فرمایا حالانکہ عقاب وسزا تو دوسرا فعل ہی اور یہ طریق مشاکلت کی ہی جیسے بولتے ہین کہ تمپر کوئی ظلم کرے تو تم بھی اسپر اسی قدر ظلم کرلو حالانکہ دوسرے کیطرف سے بدلا انصاف کا ہی ظلم نہین ہی ظلم تو اول کیطرف سے ہوا تھا مگر صورت مین دونون یکسان ہین - عبد الرزاق نے اپنی اسناد سے ابن سیرین رح سے روایت کی کہ مطلب یہ ہی کہ جیسے تم سے کسی نے کچھ لیا تو اُسکے مثل اس سے لے لو یہی قول مجاہد و ابراہیم و حسن بصری وغیرہم کا ہی اور اسی کو شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا ہی چنانچہ کہا کہ یہ آیت ایسے لوگون کیواسطے ہی جسکو کسی ظالم سے کچھ مصیبت پہونچی تو جب اسکو قابو ہو تو ظالم سے ویسا ہی بدلا لیوے جیسا ظلم ہوا اور اس سے زیادہ تجاوز نہ کرے - بیضاوی رح نے بھی ایسا ہی لکھا ہی اور ابن زید رح نے کہا کہ مسلمانون کو اول مین حکم دیا گیا تھا کہ مشرکون کے ناگوار قول و فعل سے چشم پوشی کرین برداشت کے ساتھ پھر کچھ لوگ ایسے مسلمان ہوئے جنمین قوت و منعت تھی تو اُنھون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر اللہ تعالی اجازت فرماوے تو ہم ان کتون سے بدلا لیوین پس یہ آیت اُتری پھر جہاد سے اسکا حکم منسوخ ہو گیا - اقول یہ روایت زیادہ قوی نہین ہی اور جہاد سے اس حکم کے منسوخ ہونے کی بھی کوئی وجہ نہین ہی اسلیے کہ اسکا حکم ابتک باقی ہی اور جہاد سے کچھ منافی نہین ہی ظاہر النسخ کے اصطلاحی معنے مراد نہین ہین - اور اگر نزول کیوقت کوئی سبب خاص ہو تو بھی حکم آیت کا وہی ہی جو شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا ہی اور عفو ہر حال مین محمود ہی چنانچہ فرمایا - وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ اور اگر تم برابر بدلا لینے سے بھی صبر کرلو - لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ تو بیشک یہ صبر کرنے والون کیواسطے بہت بہتر ہی - اور خیر لہم نہین فرمایا بلکہ خیر للصابرین کہا تو یہ ثنا و صفت کے لیے ہی کہ مدح کے مقام پر ضمیر کی جگہ ظاہر لفظ فرمایا جس سے ظاہر ہوا کہ یہ لوگ درجہ صابرین مین داخل ہونگے - پھر جمہور علماء کے نزدیک آیت کچھ منسوخ نہین بلکہ محکم ہی کیونکہ حکم اسکا یا تو برابر بدلا لو اور اگر صبر کرو تو بہت خوب ہی اور صابرون کیواسطے اجر جمیل کی بشارت ہی اور حقوق و قصاص وغیرہ مین مساوات و عدل کو خلاف خواہش نفس کے مرعی رکھنا چاہیے اور حد سے تجاوز نہونے پاوے کہ کچھ بڑھا لیا جاوے اور یہ باتین کوئی منسوخ ہونے کے لائق نہین ہین کیونکہ نسخ تو امر و نہی پر وارد ہوتا ہی ولیکن ابن زید و ابن عباس و ضحاک سے نسخ کے الفاظ مروی ہین ظاہر امراد اصطلاحی معنی نسخ کے نہین ہین اور نیز سبب نزول سے بھی مخالف ہی

ع ۱۶ ۹ ۲۲

ابی بن کعب رضہ سے روایت ہو کہ جب جنگ احد کا دن ہوا تو انصار رضہ مین سے چونسٹھ شہید ہوئے اور مہاجرین مین سے چھ آدمی جنمین حضرت
حمزہ بن عبد المطلب بھی تھے اور مشرکون نے انکو مثلہ کر ڈالا یعنے جہالت سے کان ناک وغیرہ کاٹ ڈالے پیٹ پھاڑ ڈالا۔ اور حضرت
حمزہ کو بہت زیادہ مثلہ کیا۔ پس انصار نے کہا کہ اگر اللہ تعالی نے ہمکو قریش پر فتح دی تو ہم بھی انپر اسکی کثرت دکھا دینگے پھر جب فتح مکہ کا روز ہوا تو اللہ تعالی
نے نازل فرمایا وان عاقبتم فعاقبوا الآیہ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم صبر کرینگے اور بدلا نہ لیوینگے سب لوگ اس قوم سے باز رہو سوائے
چار آدمیون کے یعنی چار شخص بتلا دیے کہ انکو قتل کردو۔ رواہ الترمذی وقال حسن والنسائی وابن حبان والطبرانی والبیہقی ورواہ الحاکم وقال
صحیح الاسناد۔ اور ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہو کہ جب حمزہ رضہ شہید ہوئے تو آنحضرت صلعم انکی شہید پر آئے اور ویسا حال دیکھا جو آپ کا دل دکھانے والا تھا
اس سے زیادہ کوئی منظر نہ تھا حضرت حمزہ رضہ کو مثلہ کر دیا گیا تھا پس فرمایا کہ اللہ تعالے تجھپر رحمت فرماوے کہ تو میرے علم مین ناتے کا جوڑنے والا
اور بہت نیکوکار تھا اور اگر تیرے پچھلون کو غمناک کرتا تو مین تجھے یون ہی چھوڑ دیتا کہ اللہ تعالی تیرا حشر درندون کی متعدد ارواح سے کرتا اور فرمایا
کہ واللہ بجائے تیرے مشرکون مین سے ستر آدمی کو مثلہ کرونگا پس جبرئیل نازل ہوئے اور سورہ نحل کے خاتمہ کی آیات لائے وان عاقبتم فعاقبوا بمثل
الآیہ آنحضرت وہین کھڑے تھے پس آنحضرت صلعم نے صبر اختیار کیا اور اپنی قسم کا کفارہ دیدیا۔ رواہ الطبرانی والبیہقی وغیرہم وقال الحاکم صحیح الاسناد۔
اور ابن عباس نے مرفوعا اسکے مانند روایت کیا جسکو طبرانی وابن المنذر وغیرہ نے روایت کیا ہو۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ محمد بن اسحق نے عطا بن
سائب سے مرسل روایت کی کہ سورہ نحل پوری مکہ مین نازل ہوئی سوائے تین آیتون کے جو اسکے آخر مین ہین یہ مدینہ مین نازل ہوئین جب
جنگ احد کے بعد جسمین حمزہ رضہ شہید ہوئے اور مثلہ کیے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ تعالی نے جب مجھے غلبہ دیا تو مشرکون سے
تیس آدمی مثلہ کرونگا جب مسلمانون نے یہ سنا تو کہا کہ واللہ جب اللہ تعالی نے ہمکو غلبہ دیا تو ہم انمین سے اتنے مثلہ کرینگے کہ عرب نے کبھی اسطرح مثلہ کیا
ہو پس اللہ تعالی نے نازل فرمایا وان عاقبتم فعاقبوا الآیہ۔ اور شعبی وابن جریج نے کہا کہ احد کے واقعہ مین مسلمانون کے قول پر کہ ہم انمین سے مثلہ
کرینگے اسکا نزول ہوا۔ مترجم کہتا ہو کہ ظاہر یہ ہو کہ نزول اسکا احد کے روز ہوا ہو ولیکن صحابہ انصار رضہ نے شاید یہ اختیار کیا ہو کہ ہم بدلا لیوین
چنانچہ عبد اللہ بن امام احمد نے ابی بن کعب سے بسند روایت سابقہ کی روایت کی اور اسمین یہ زاید ہو کہ فتح مکہ کے روز کسی انصاری نے کہا کہ
آج کے بعد قریش پہچانے نجاوینگے پس آنحضرت صلعم نے منادی کرا دی کہ آنحضرت نے سب گورے و کالون کو امن دیدی سوائے فلان و
فلان وفلان کے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ہم صبر کرینگے اور بدلا نہ لینگے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاص کر صبر
کرنے کا خطاب فرمایا بقولہ۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ اور تو صبر کر اور نہین صبر تیرا مگر ساتھ اللہ کے
یعنی اللہ تعالی کی قوت وتوفیق سے ہو اور امت مرحومہ آپ کے تابع ہو ولیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان بہت بلند تھی حتی کہ آپ کو مسلمانون
کی شہادت وانکی تکلیفون اور کافرون کی ایذاؤن کا خیال وملال ہوتا تھا اسکے ساتھ کمال ترحم سے کافرون کے کفر کرنے اور عذاب مین کھینچے
جانے سے بھی صدمہ پہونچتا تھا لہذا فرمایا۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ اور تو انپر غمگین مت ہو یعنی کافرون کے اسطرح کفر کرنے اور آگ جہنم مین جانے
پر اصرار کرنے سے تجھکو غمگین نہونا چاہیے حالانکہ بحکم قولہ حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔ آپ نہایت خواہش سے چاہتے کہ یہ لوگ عذاب الہی سے
باز رہین۔ پس تنگدل ہونے تو فرمایا۔ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ اور مت ہو تنگی مین اس چیز سے جو کفار مکر کرتے ہین
حاصل آنکہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی اور اپنی عظمت وحکمت کیطرف پھیرا کہ یہ تمام مخلوقات اس خالق عز وجل کی ہو جو اپنی حکمت سے
جو چاہتا ہو کرتا ہو کافرون کیواسطے جو انھینے چاہا ہو کرینگے اور اسکا ضرر مسلمانون پر عائد نہین ہو گا کیونکہ انکو اللہ تعالی فتح دیگا ولیکن کافرون کا مکر انھین

کی ذات پر عود کرنے والا ہی کیونکہ وے چاہتے ہین کہ اپنی تدبیر سے اسلام میٹ دین اور کفر قائم کرین اور اسکا انجام یہ کہ جو اللہ تعالیٰ نے چاہا
وہ ہوگا کہ اسلام کا نور چمک جاوے اور کافرون کا مکر انکو جہنم مین پہنچائیگا اور یہی اللہ تعالیٰ نے انکے حق مین مقدر فرمایا تو اسکو کوئی روک نہین سکتا ہی
اور انکے مکر و ایسی نامعقول حرکات مثلہ وغیرہ سے اہل ایمان کو صدمہ پہونچانے و پریشان کرنے سے انہین گھبراہٹ کا وسوسہ ہوگا چنانچہ
فرمایا۔ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا یعنی اللہ تعالیٰ کی معیت ہمراہ ان بندون کے ساتھ جنھون نے شرک و گناہون سے تقوی کیا
پس اللہ تعالیٰ کا علم محیط اور مدد اور فضل و نصرت شامل حال ہی تو شیطانی وسوسہ اثر نہین کرسکتا۔ وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ اور
ان بندون کے ساتھ جو احسان کے مرتبہ پر ہین۔ پس جو ظلم کرے اس سے عفو کرے اور جو برائی کرے اُسکے ساتھ احسان کرے ایسے بندے
اللہ تعالیٰ کے محبوب اور محفوظ ہین۔ اسمین ادب ہی کہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات پر خواہ کافر ہون یا مومن ہون خواہ آدمی ہون یا جانور ہون سب پر شفقت
و رحم رکھنا چاہیے پس اگر کہا جاوے کہ اس سے جہاد کو مناسبت نہوگی تو جواب یہ ہی کہ پوری مناسبت ہی بلکہ مناسبت نہ جاننا بیعقلی
ہی مثلاً کسی شہر مین ڈاکہ ڈالنے والون نے مسافرون کو مار ڈالنا اور انکی اولاد قتل کرنا و بھوکا پیاسا چھوڑنا شروع کیا تو فرض ہی کہ ان رہزنون
سے قتال کیا جاوے حتی کہ اگر سب مارے جاوین تب بھی مضائقہ نہین کیونکہ سب مخلوق لاکھون امن مین رہے۔ چور کی سزا دینے سے لاکھون
بیخوف ہوتے ہین جو زہر کھلاوے یا لوگون کو ناحق قتل کرے اسکا قتل کر دینا بہت اچھا ہی اور جہاد اسی قدر ہی حتی کہ مطیع ہو جاوین تو انکو
آرام دینا اور انکی حفاظت کرنا فرض ہی۔ پھر اگر ایک آدمی بھوک پیاس سے مرا جاتا ہو اور ایک جانور بھی اور پانی صرف اسقدر ہی کہ ان مین
انہین سے ایک کی جان بچ سکتی ہو تو آدمی کا بچانا فرض ہی اور جانور ذبح کر دیا جاوے غرضکہ عقل سے درجہ بدرجہ رعایت و حسن ادب
و مراتب ہین جو اسکا لحاظ نہ رکھے وہ احمق ہی۔ **ف** فی العرائس قوله تعالیٰ وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم الآیہ۔ اسکے اشارات مین بہت
سے علوم نفیس ہین ازانجملہ یہ کہ اپنے نفس کی خوشی کیواسطے انتقام نہ لینا چاہیے ہان اللہ تعالیٰ کیواسطے جائز ہی اور جو مکروہات بحکم قضاء پیش آوین
اُنپر صبر کرنا اور امتحان مین پورا ہونا مجاہدہ و ریاضت والون کا اعلیٰ مقام ہی۔ برابر بدلا لینا تو اول مرتبہ والون کا مقام ہی اور صبر و رضا یہ اہل
رضا کا مرتبہ ہی۔ مرید کا مرتبہ یہ ہی کہ وہ امور شریعت مین منہمک ہوتا ہی اور شریعت کے رنگ سے رنگا ہوتا ہی اور جو شخص مرتبہ عرفان کو پہونچا
وہ توحید مین مستغرق ہوتا ہی پس ادب تو لباس مریدین کا ہی اور رضا بقضاء مقام اہل عرفان کا ہی۔ شیخ جنید رحمہ نے کہا۔ کہ صبر کرنا یعنی بدلا
نہ لینا اہل صبر کیواسطے بہتر ہی جو عقوبت کرنے کو پہونچتے ہین حالانکہ انکو علم نے مباح کیا ہی و اللازم اس ادب کو ہی کہ صابرون کے۔ یعنے ترک بہتر ہی۔ پھر بعد [illegible]
نے اس امر کو کہ جس صبر سے رضاء و ترک عقوبت صابرین سے ہوتا ہی وہ بقوت الٰہی عزوجل ہی بقوله واصبر وما صبرك الا بالله یعنی امتحان الٰہی
مین بلا ریش آنے سے صبر نہین ہوتا مگر باللہ یعنی اسطرح کہ کشف جمال قدس فرمایا جاوے اور یہ بھی ہی کہ صبر باللہ یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کے صبر سے
بندہ متخلق ہوا اور نیز اس صبر کا عوض اللہ تعالیٰ ہی اور نیز ایسے صبر کو آدمی اپنے نفس کے ساتھ نہین کرسکتا ہی پس بلاء الٰہی کا تحمل اللہ تعالیٰ ہی کے
ساتھ ہی بندہ کا بھروسا اپنے نفس پر ہمیشہ بیکار رہے۔ واسطی رحمہ نے کہا کہ اسمین اشارہ ہی کہ اللہ تعالیٰ وہی اُنکے پردہ مین رکھنے کا متولی تھا کہ حضور سے
انکو بر وقت معائنہ کسطرح منظور فرمایا اور وہ تین فریق ہین ایک گروہ وہ کہ قیومیت و ازلیت مین برابر باقی رہا پس بقا کیوقت اس گروہ پر
کوئی آفت اتصال انوار ابدی بانوار سرمدی مین نہین پہونچی اور ایک گروہ اسکی زینت و حسن اختیار مین ہوا تو انکو نعمت مین معمور کرامت
مین محجوب فرمایا پس وہ حقیقت سے محجوب ہین اور ایک گروہ کو شواہد طاعات و زہد مین رکھا اور خیر مقدم کے خطاب مین انکو متلذذ کر دیا۔ شیخ
ابن عطا رحمہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بھی فرماتا ہی اور اسکو بری بھی فرماتا ہی پس یہ مقام اعلیٰ ہی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

شیخ جعفر رحمہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو صبر کا حکم دیا یعنی فی قولہ تعالیٰ واصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل الآیہ اور آمین سے خصلت واسطے رسول اللہ صلعم کے کر دیا کیونکہ صبر آنحضرت صلعم کو اپنے ساتھ فرمایا نہ آنحضرت صلعم کے ساتھ بقولہ الا باللہ۔ شیخ نوری رحمہ نے کہا کہ یہ صبر وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم الٰہی کی قوت سے ہو۔ شیخ استاد رحمہ نے کہا کہ حکم صبر بطور تکلیفی احکام کے ہے اور صبر اللہ بطریق معرفت ہے اور یہ کبھی کہا جاتا ہے کہ اول میں تختی ہے اور آخر میں راحت ہے اور اول امر عبودیت ہے اور دوم آگاہی دی کہ حق ربوبیت کے یعنی ربوبیت کے احکام بندون پر اسی کی قوت سے پورے ہوتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ سابق تقدیر پر نظر فرماوے تاکہ موارد تدبیر میں محزون نہو بقولہ ولا تحزن علیہم ولا تک فی ضیق الآیہ۔ یعنی انظر عالی اس امر کیطرف رہے جو ہماری مراد اُنسے ہے یعنی اسی حال پر رہنا جو سابقہ علم اُنسے تعلق ہوا ہے اور اسکو بہت دیکھو جو تیری مراد اُنسے ہو کیونکہ حکم ربوبیت سابق پر حکم عبودیت ہے۔ شیخ ابن عطار رحمہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافرون سے کبھی دل تنگ نہین ہوتے تھے ولیکن اللہ تعالیٰ نے پہلے سے تنبیہ کر دی ایسے امر سے جو بشریت مین متصور ہو سکتا ہے اگرچہ آنحضرت صلعم اس سے پاک تھے۔ مترجم کہتا ہے کہ شیخ کے اس کلام مین اجمال ہے واللہ اعلم کیونکہ آنحضرت صلعم کی دلتنگی کافرون کے قول سے جابجا آیات مین صریح ہے ولیکن کلام اہل ظاہر و علماء محققین کے درمیان اس امر مین ضرور ہے کہ یہ دلتنگی و حزن کسطور پر واقع ہوا تھا اور کب تک رہے پالیں ظاہر مین تو کافرون کے قول سے جیسے عرف مین لوگون کو دلتنگی ہوتی ہے وہ واقع ہوتی تھی اور اہل تحقیق کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم امر آخرت و عذاب جہنم کے مکاشفہ سے ہر ایک شخص کو اپنے اپنے مرجع کیطرف جاتے دیکھتے بلکہ صرف یقین کے ساتھ بھی بدون مکاشفہ کے یہ امر ظاہر ہے کہ جو شخص امر حق سے انکار کرے اور شرک و کفر پر اصرار کرے وہ دائمی عذاب جہنم کیطرف جاتا ہے اور عذاب جہنم معاذ اللہ منہ اسقدر سخت و شدید ہے کہ اگر دنیا مین دو شخصون مین ایسی سخت دشمنی ہو کہ اس سے زیادہ خیال مین نہین آسکتی ہے پھر اس عذاب مین اسکا دشمن رکھا جاوے مگر اسکے اختیار سے ہو تو امید نہین کہ وہ خوشی سے اجازت دیدے کیونکہ دنیا مین اگر دشمن کو ایسے انواع تکالیف و عذاب مین رکھا جاوے تو بندہ کم اسکو روا رکھتا ہے ولیکن آخرت مین ہر ایک کے اعمال خود اُنکے رستے جہنم یا جنت ہین پس کسی طرح نہین چاہتے تھے کہ یہ لوگ دوزخ مین جاوین حدیث مین ہے کہ ایک شخص نے رات مین آگ جلائی اور کیڑون پتنگون نے اسمین گرنا شروع کیا ہر چند وہ مارتا ہٹاتا رہا اسی طرح تم لوگ جہنم کی آگ مین کودے پڑتے ہو اور مین تمہاری کمرون کو پکڑ کر ہٹاتا ہون پھر یہ صحیح ہے کہ کافر لوگ یہ بھی چاہتے تھے کہ جو اس آگ سے بچلیوے انکو بھی تکلیف دیکر ساتھ کھینچ لیجاوین تو انکی حفاظت فرمانے مین کافرون کے ساتھ دشمنی کا برتاؤ کرتے تھے حالانکہ درحقیقت کافرون کے عین نفع و راحت کیواسطے یہ نہین چاہتے تھے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے کفر یا شرک کرین فافہم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ شیخ استاد رحمہ نے کہا کہ اسمین اشارت ہے کہ تقدیر پر نظر کرنا چاہیے یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا پس جس چیز کا خطرہ ہے یہان نہین ہے وہ تجھ مین موثر نہونا چاہیے۔ اور جسکی قدر کو ساقط کر دیا اُسکو اسی انداز سے دیکھنا چاہیے۔ قال المترجم اگر وہم ہو کہ کیا ہر ایک کو ذلیل و حقیر سمجھے تو جواب یہ ہے کہ نہین یہ مطلب نہین ہے بلکہ یہان دو نظر ہین اول یہ کہ تمام مخلوقات کو جناب الٰہی عزوجل کے مقابلہ مین بالکل معدوم و ناچیز سمجھے پھر اپنے نفس کیطرف رجوع کرکے اسکو سب سے حقیر جانے پس عظمت الٰہی عزوجل پر ایمان لاوے اور دوم یہ کہ تمام مخلوقات کو اپنے مقابلہ مین دیکھے تو سب سے اپنے کو حقیر سمجھے اور حضرت خالق عزوجل کی خلقت بہرحال اپنی وضع پر بالکل خوب و بہتر ہے۔ پیر ما گفت خطا بر قلم صنع نرفت + آفرین بر نظر پاک خطا پوشش باد اور اسی معنی مین اس آیت مین سے اشارہ نکالا گیا کہ تمام مخلوق پر شفقت چاہیے پس فافہم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام کے قلب کو تسلی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہر متقی محسن کے ساتھ ہے بقولہ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون یعنی معیت رب تبارک و تعالیٰ کی اُن بندون کے ساتھ ہے

جنھون نے اللہ تعالیٰ کی عظمت دیکھکر اُسکی تعظیم کی اور جلال دیکھکر اُسکی بزرگی پہچانی اور غیر سے بیزار ہوگئے اور یہ معرفت اُنکی اس حال مین ہو کہ اُسکے جمال مشاہدہ سے بخود اور انوار قدم مین مستغرق ہون جیسا کہ احسان کی تفسیر حدیث مین آئی ہی پس اللہ تعالیٰ اُنکے ساتھ ہی اس راہ سے کہ اُنکو فانی بوجود سے فنا کرکے اپنے وجود باقی سے بقا دیدے ۔ شیخ ممشاد دینوری سے روایت ہی کہ مین نے ایک فرشتہ کو دیکھا وہ کہنے لگا کہ جو کوئی مع اللہ ہو وہ فنا رہی سوائے ایک کے مین نے پوچھا وہ ایک کون ہی کہا کہ اللہ تعالیٰ جسکے ساتھ ہو بعضے مشائخ نے کہا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کیواسطے اپنے افعال مین تقوی کیا تو اللہ تعالیٰ اُسکے ساتھ احسان فرماتا ہی اسطرح کہ اُسکے احوال کو نیک کردیتا ہی ۔ امام علی بن موسی الرضا نے اپنے باپ سے اُنھون نے امام جعفر صادق سے روایت کی کہ تقوی سے مراد تقوی مع اللہ ہی یعنی سوائے حق عز وجل کے غیر کیطرف نظر نہو ۔ اور احسان سے مراد خلق پر احسان ہی یعنی مخلوق کیواسطے شفقت و ترحم ہر حال مین رعایت رکھے ۔ واسطی نے کہا کہ تقوی مین چند امور کی رعایت ہی کیونکر تقوی کیا اور کس چیز کا تقوی کیا اور کسواسطے تقوی کیا ۔ مترجم کہتا ہی کہ انھین تینون باتون کی رعایت سے تقوے کے مراتب مفصل معلوم ہوتے ہین مثلاً شرک سے تقوی کیا ہر چیز سے بیزار ہوکر خلوص طاعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیواسطے یا جنت کے لیے یا دوزخ کے خوف سے یا شرک مع جملہ معاصی کے تقوی کیا ۔ بلکہ اکثر لوگ متفرق افعال مین ان مراتب کو سب مین یکسان نہین رکھ سکتے ہین اور اسی معنی مین تقوی کے سات مرتبہ ہین سب سے اول شرک سے تقوی ہی جسپر ایمان کا مدار ہی اور اعلی مانند تقوی انبیاء علیہم السلام کے ہی اور درمیان مین مراتب ہین واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم ۔ شیخ استاد رحمہ نے فرمایا کہ اہل تقوی جنھون نے نظر بصیرت کو غیر سے اُٹھایا اور بچایا اور اپنی قوت و طاقت سے بیزار ہوکر اللہ تعالیٰ ہی کے حول و قوت پر بھروسا کیا اور محسن وہ ہی جسنے اللہ تعالیٰ کی بندگی مین اسطرح قیام کیا گویا وہ دیکھتا ہی اور یہ مشاہدہ مین ہو سکتا ہی ۔ قال المترجم حدیث مین ہی ما الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک یعنی تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گویا اُسکو دیکھتا ہی سو اگر تو نہین دیکھے تو وہ دیکھتا ہی ۔

تم بحمد اللہ الجزء الرابع عشر ویتلوہ الخامس عشر من سورہ اسرے انشاء اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ

یہ ہمارا دفتر ہے، بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک (الجاثیہ)

اردو زبان میں قرآنِ پاک کی ضخیم ترین مستند تفسیر

مواہب الرحمٰن

بحر العلوم علامہ سیّد امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء — ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

پارہ ۱۴

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ

۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ - لاہور